"اور یقیناً آپ ﷺ فائز ہیں اخلاق کے بلند مرتبے پر" [سورۃ النون:04]

اخلاقیات، اخلاقی قدریں

اور

تعمیر شخصیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اقرا باسم ربک الذی خلق

حضرت آدم علیہ السلام
اور اُن کی اولاد کا سلام
"السلامُ علیکم
ورحمتہ اللہ"

December
2016

مؤلف
مسرور اختر قریشی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پردہ حجابات عظمت میں چمکنے والا ستارہ
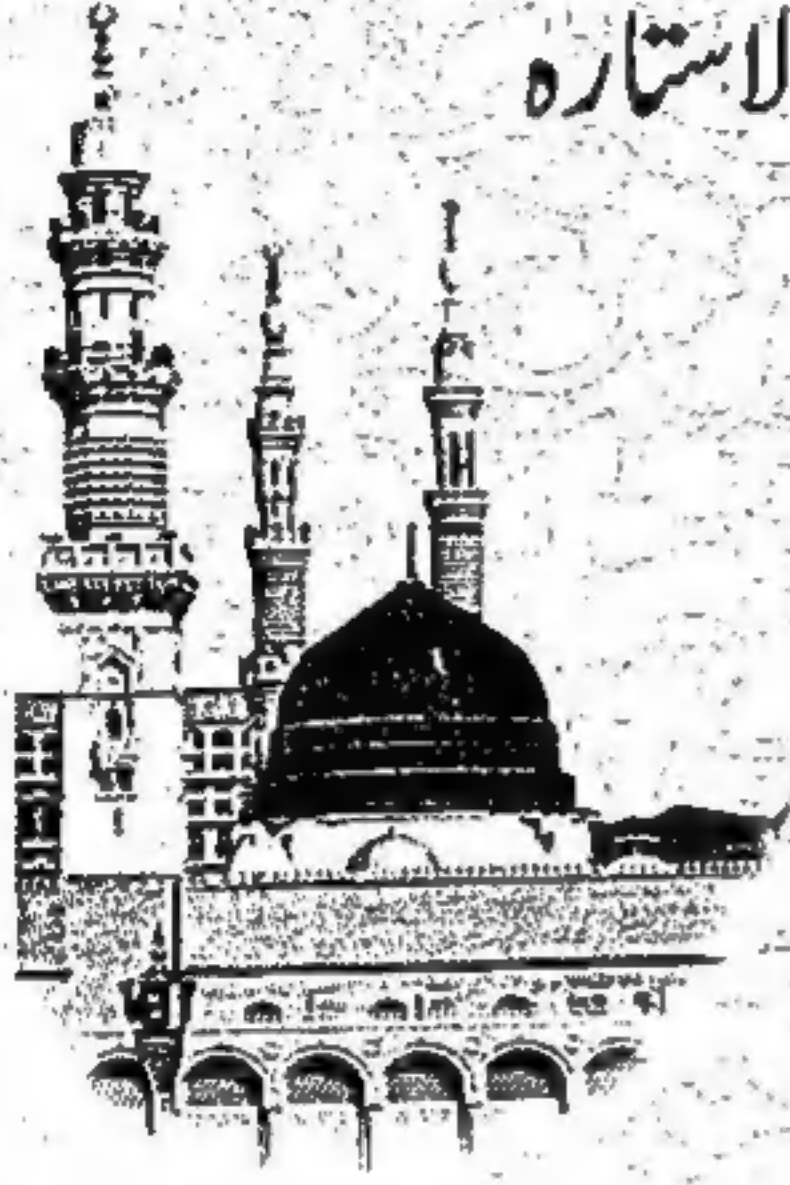
رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا:

جبرئیل تیری عمر کیا ہے؟

جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا:

یا سیدی خیر البشر!

''عمر کا تو مجھے پتہ نہیں، ہاں! البتہ اتنا جانتا ہوں کہ پروردگار عالم کے پردۂ حجابات عظمت میں جو ستارہ ستر ہزار سال میں ایک مرتبہ چمکتا ہے اسے میں نے ستر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''وہ ستارہ میں ہوں۔''

(تفسیر روح البیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا سلام

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا تو کہا: اُن بیٹھے ہوئے فرشتوں کے پاس جاؤ اور ان کو سلام کہو۔ اور غور سے سنو کہ وہ تمہارے سلام کا کیا جواب دیتے ہیں؟ پس وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا۔''

پس حضرت آدم علیہ السلام نے جا کر فرشتوں کو کہا:

''السلام علیکم''

(آپ پر سلامتی ہو)

اور

فرشتوں نے کہا:

''السلام علیکم و رحمة الله''

''(تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت بھی ہو)''

(متفق علیہ)

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

پیشِ لفظ

مسلمانوں کا عروج حصولِ علم اور اچھے اخلاق میں پوشیدہ ہے اور ان سے انحراف باعثِ زوال ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے آپ کو علم سے آراستہ اور اچھے اخلاق سے مزین کر لیں۔ ہمارے معاشرے میں اخلاقیات کا معیار کس حد تک گر چکا ہے، حالات کتنے بگڑ چکے ہیں، اس کا اندازہ ہمیں بخوبی ہے۔ ہم ہر روز اخلاقی قدروں کو پامال کرتے ہیں اور پامال ہوتا ہوا دیکھتے ہیں۔ مگر ہمیں احساس تک نہیں ہوتا کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ ایسی تعلیم جس میں مکمل اخلاقیات کی تعلیم شامل نہ ہو وہ بالیقین نامکمل ہے۔ دنیا میں قوموں کی عزت و وقار کا اندازہ اس کے تعلیمی اور اخلاقی معیار اور افراد کے شخصی کردار سے لگایا جاتا ہے۔

آج ہمارے معاشرے میں جو اخلاقی برائیاں پنپ رہی ہیں وہ ہم سب پر عیاں ہیں۔ آج ہم بلاخوف وخطر کھلم کھلا اُن جرائم کا بھی ارتکاب کر رہے ہیں جن پر حد نافذ ہوتی ہے۔ مذہب سے لاعلمی کا یہ حال ہے کہ اگر آج آپ کسی طالب علم سے رسول اللہ ﷺ کے اسماء مبارک پوچھیں تو وہ نہیں بتا سکے گا۔ ہم روزانہ ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اسلام میں سلام کی کس قدر اہمیت ہے۔ اگر آپ کسی طالب علم سے یہ پوچھیں کہ پہلا سلام کس نے کس کو کب اور کہاں کیا؟ تو وہ نہیں بتا پائے گا۔ آج اگر کسی قرابتدار سے یہ پوچھا جائے کہ نماز جنازہ میں شرکت کیوں نہ کی تو برملا کہے گا گرمی بہت شدید تھی۔

اس کتاب میں اخلاقیات کے بکھرے ہوئے انمول موتی یکجا کیے گئے ہیں اور انہیں باہمی ربط میں لا کر قارئین کرام کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ سلام سے لے کر تدفین تک کے مراحل میں اخلاقیات کی کس قدر اہمیت ہے۔ اس سلسلے میں قرآنِ پاک اور مستند احادیث نبوی ﷺ کے کیا احکامات ہیں اور جہاں تک ممکن ہوا مستند احادیث کے حوالے بھی دیئے گئے ہیں۔ جید علماء کرام کی لکھی ہوئی کتب سے بھی راہنمائی حاصل کی گئی ہے تاکہ اس سے طلبہ، طالبات، اساتذہ کرام اور عوام الناس پوری طرح سے مستفیض ہو سکیں۔ ہم منشاء الٰہی کو سمجھنے کی کوشش کریں جہاں یہ تک فرما دیا گیا ہے کہ اچھے اخلاق جنت کی ضمانت ہیں۔

تعلیم کا زمانہ بڑا قیمتی ہوتا ہے، یہی تعمیر شخصیت کا زمانہ ہوتا ہے۔ تعمیر شخصیت ایک دن میں نہیں ہو جاتی بلکہ یہ تو بچپن سے ہی شروع ہو جاتی ہے۔ ہماری تمام مشکلات اور مصائب و آلام اپنے مذہب کی تعلیمات پر عمل نہ کرنے کا نتیجہ ہیں۔ اسلام کا بدترین دشمن وہ مسلمان ہے جو اسلام سے ناواقف ہے۔

"The worst enemy of Islam is an ignorant Muslim."

اس کتاب کے ذریعے قوم کا اخلاقی معیار بہتر بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ ہر مسلمان کے لئے ان تمام اخلاقی قدروں کو اپنانا اور ان پر عمل کرنا لازم ہے جس کی تعلیم رسول اللہ ﷺ نے اسوۂ حسنہ کے ذریعے دی ہے۔ یہ کتاب غیر مسلم یا کسی بھی مذہب و ملت سے تعلق رکھنے والے طالب علموں کے لئے بھی اتنی ہی ممد و معاون ہوگی جتنی کہ مسلمان طلبہ کے لئے، طلبہ جب اخلاقیات کی تعلیم سے مزین ہو کر عملی زندگی میں داخل ہوں گے تو معاشرے میں یقیناً انقلاب رونما ہوگا۔ ملک میں اخلاقیات کے معیار کو بہتر بنانے، صحیح اسلامی تشخص کو اُبھارنے، رشوت ستانی، دہشت گردی اور دیگر گھناؤنے جرائم کو روکنے اور قیامِ امن کے لئے یہ کتاب مثبت کردار ادا کر سکتی ہے۔

یہ کتاب آئینہ خود شناسی کا کام بھی دے گی۔ یعنی اس کو پڑھ کر آپ اپنا اخلاقی معیار جانچ سکیں گے اور اس کی اصلاح بھی کر سکیں گے۔ اس کتاب کو مرتب کرنے میں بہت احتیاط برتی گئی ہے۔ اس کے باوجود غلطی کا امکان موجود ہو سکتا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی غلطی یا قابلِ اعتراض جملہ یا تحریر نظر آئے تو مصنف کو مطلع فرمائیں (شکریہ)۔ مزید برآں اس بات کی بھی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے کہ اس کتاب میں کسی مذہبی فرقے یا مسلک کی طرف جھکاؤ یا وابستگی نظر نہ آئے، بلکہ تمام فرقوں کا احترام کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

اس کتاب میں اخلاقیات سے متعلق 281 آیاتِ قرآنی اور 902 احادیث نبوی ﷺ شامل کی گئی ہیں جن سے راہنمائی حاصل کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ تحقیق کر کے انبیاء کرام علیہم السلام کے ظہور کو تخلیقِ آدم سے لے کر نبی کریم ﷺ پیغمبر آخر الزمان کی پیدائش تک کے ادوار کو سلسلہ وار ترتیب دے کر کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔

دعا ہے کہ اس کتاب کو پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے والوں پر اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور وہ صاحبِ کردار بن کر معاشرے میں عظیم تبدیلی لانے کے لئے اپنا کردار ادا کر سکیں۔ (آمین ثم آمین)

طالب دعا

مسرور اختر قریشی

Cell: 0321 - 4036509

Tel: 042 - 36623512

E.mail: ***maqureshi@gmail.com***

لاہور (پاکستان)

Date: 21-09-2016

فہرست مضامین

Annexures

تفصیلی فہرست

باب نمبر01 تا 52

تفصیلی فہرست

31

باب: 01

حضرت محمد ﷺ پیغمبر آخر الزمان

کا

جلیل القدر خاندان اور آپ ﷺ سے متعلق دیگر اہم معلومات

01.00 حضرت محمد ﷺ پیغمبر آخرالزمان کا جلیل القدر خاندان اور آپ ﷺ سے متعلق دیگر اہم معلومات:

01.01 آنحضور ﷺ کا خاندان:

رسول اللہ ﷺ خاندانِ قریش میں سے ہیں۔عرب کے تمام خاندانوں میں خاندانِ قریش کی عزت اور مرتبہ زیادہ تھا۔خاندانِ قریش کے لوگ عرب کے دوسرے خاندانوں کے سردار مانے جاتے تھے۔خاندانِ قریش کی ایک شاخ (قبیلہ) بنی ہاشم تھی۔جو قریش کی دوسری شاخوں سے زیادہ عزت رکھتی۔حضور ﷺ اسی شاخ یعنی بنو ہاشم میں سے تھے۔اسی وجہ سے حضور ﷺ کو ہاشمی بھی کہتے ہیں۔

جب مدینے میں قحط پڑا تھا تو بنی ہاشم قبیلے کے لوگ روٹی کو چورا چورا کر کے شوربے میں ڈبو کر (ثرید) لوگوں میں تقسیم کرتے تھے۔اس چورے کو "ہاشم" کہتے تھے،اسی نسبت سے اس قبیلے کا نام بنی ہاشم پڑ گیا۔

01.02 آنحضور ﷺ کی ولادت اور وصال کا دن اور مقام:

رسول اللہ ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاوّل بروز پیر 571ء میں عرب میں (جسے آج کل سعودی عرب کہتے ہیں) کے شہر مکہ مکرمہ میں ہوئی اور وصال ۱۲ ربیع الاوّل بروز پیر 634ء میں عرب (سعودی عرب) کے شہر مدینہ منورہ میں ہوا۔(کل عمر مبارک: 63 برس)

01.03 آنحضور ﷺ کی ولادت کی اطلاع:

آنحضور ﷺ کی ولادت کی خبر آپ ﷺ کے چچا ابولہب کی لونڈی ثوبیہ رضی اللہ عنہا نے دی اس خوشی میں اسے آزاد کر دیا گیا۔

01.04 آنحضور ﷺ کی رسمِ عقیقہ:

آنحضور ﷺ کی رسمِ عقیقہ ساتویں دن ہوئی۔سر کے بال منڈوائے گئے اور اس کے برابر چاندی فقیروں کو خیرات کی گئی اور بڑی تعداد میں اونٹ ذبح کر کے گوشت غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کیا گیا۔

01.05 آنحضور ﷺ کے والدین:

(i) **آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کا نام:**......حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا بنت وہیب بن عبد مناف۔

(ii) **آپ ﷺ کے والد ماجد کا نام:**...... حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب (اصل نام عبدالدارؒ)

(iii) **آپ ﷺ کی رضائی والدہ کا نام:**......حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ/حضرت راغبہ

(iv) آپ ﷺ نے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ جن خاتون کے متعلق کہا تھا کہ یہ میری ماں ہیں ان کا نام: اُمِ ایمن برکہ

(v) **آپ ﷺ کی منہ بولی ماں کا نام:**...... حضرت فاطمہ بنت اسد (آنحضور ﷺ کی چچی تھیں)۔

(vi) **آپ ﷺ کی خالہ جن کو آپ ﷺ نے ماں کہہ کر پکارا :**......حضرت سلمٰی بنتِ ابوذہیب

(vii) **آپ ﷺ کے رضائی والد کا نام :**......حارث بن عبدالعزیٰ

1.06: آنحضور ﷺ کے قریبی رشتہ دار:

(i) **آپ ﷺ کے دادا محترم کا نام :**......حضرت عبدالمطلب (اصل نام عامر تھا)

(ii) **آپ ﷺ کی دادی محترمہ کا نام :**......فاطمہ بنتِ عمرو/حضرت ہالہ بنتِ وہیب

(iii) **آپ ﷺ کے پردادا کا نام :**......ہاشم بن عبدمناف (یہ مکہ کے معزز مالدار شخص تھے)

(iv) **آپ ﷺ کی پردادی کا نام :**......حضرت سلمٰی

(v) **آپ ﷺ کے نانا محترم کا نام :**......حضرت وہیب بن عبدالمناف

(vi) **آپ ﷺ کی نانی محترمہ کا نام :**...... حضرت اُمِ حبیبہ بنت اسد

(vii) **آپ ﷺ کے چچا اور تایا محترم کے نام :**

① حارث بن عبدالمطلب (یہ سب سے بڑے تھے) ② جناب ابوطالب، ③ ابولہب (عبدالعزیٰ)، ④ قثم،
⑤ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، ⑥ زبیر، ⑦ عبدالکعبہ، ⑧ ضرار، ⑨ مصعب، ⑩ مقوم، ⑪ مغیر،
⑫ حجل، ⑬ حضرت عباس رضی اللہ عنہ (یہ سب سے چھوٹے تھے)۔

(ان میں سے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا)۔

(viii) **آنحضور ﷺ کی پھوپھیوں کے نام:**......

آپ ﷺ کی چھ (06) پھوپھیاں تھیں، جن کے نام یہ ہیں:

① حضرت عاتکہ ② حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ③ حضرت اروی رضی اللہ عنہا ④ بیضاء ام حکیم، ⑤ امیمہ ⑥ برہ

(حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اروی رضی اللہ عنہا دونوں نے اسلام قبول کیا)

(ix) **آپ ﷺ کے رضائی بھائی کا نام:**...... حضرت حارث رضی اللہ عنہ

(x) **آپ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی کا نام :**......حضرت زبیر رضی اللہ عنہ

(xi) **آپ ﷺ کے بھانجے کا نام :**......حضرت سعد رضی اللہ عنہ بنی زہرہ

(xii) **آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی کا نام :**...... حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب۔

(xiii) **آپ ﷺ کی رضائی بہن کا نام :**......شیما رضی اللہ عنہا

(xiv) **آپ ﷺ کی دایہ کا نام :**......حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

(xv) **آپ ﷺ کے منہ بولے بیٹے کے نام :**......حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ

(xvi) **آپ ﷺ کی چچا زاد بہن (حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی) کا نام** :......حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

(xvii) **آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی اور داماد کا نام** :......حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بن ابو طالب

(xviii) **آپ ﷺ کی سمدھن اور چچی** (حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ) **کا نام** :......حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

1.07 آنحضور ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن

		کل عمر
(i)	حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنتِ خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ	65 سال
(ii)	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	66 سال
(iii)	حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بنتِ زمعہ	72 سال
(iv)	حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ	59 سال
(v)	حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنتِ جحش بن رباب	51 سال
(vi)	حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا بنتِ ابی اُمیہ	80 سال
(vii)	حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنتِ خزیمہ	30 سال
(viii)	حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنتِ وارث	71 سال
(ix)	حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا بنتِ ابوسفیان رضی اللہ عنہ	72 سال
(x)	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنتِ حُیّ بن اخطب	50 سال
(xi)	حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنتِ حارث	80 سال

آپ ﷺ کی رحلت کے وقت نو (09) ازواج رضی اللہ عنہن بقید حیات تھیں۔ سب سے آخر میں وفات پانے والی زوجہ محترمہ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جہاں دفن کیا گیا اُس مقام کا نام حجون ہے، جو مکہ کے قریب ایک ٹیلہ ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دو بہنیں (ہالہ اور رقیقہ) اور دو بھائی (حزام اور عوام) تھے۔

01.08 اسماءِ دختران رسول اللہ ﷺ:

-1 سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا: آپ کی والدہ محترمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

-2 سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا: آپ کی والدہ محترمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

-3 سیّدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا: آپ کی والدہ محترمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

-4 سیّدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا: آپ کی والدہ محترمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

01.09 آنحضور ﷺ کے نواسے اور نواسیاں:

-1 حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بطن سے ایک لڑکا علی اور ایک لڑکی امامہ تھیں۔

-2 حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ایک صاحبزادے عبداللہ پیدا ہوئے۔

-3 حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کے بطن سے کوئی اولاد نہ تھی۔

-4 حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تین صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت محسن رضی اللہ عنہ اور تین صاحبزادیاں حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا، اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ہوئیں۔

01.10 صاحبزادگان رسول اللہ ﷺ:

-1 سیّدنا قاسم رضی اللہ عنہ (سب سے بڑے بیٹے کی عمر ایک سال پانچ ماہ تھی)......والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

-2 سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ لقب طاہر وطیب تھا، بچپن میں انتقال ہوا......والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

-3 سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ (عمر ڈیڑھ سال......آخری اولاد)......والدہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

01.11 آنحضور ﷺ کے داماد:

-1 حضرت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ

-2 حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (خلیفہ سوم)

آپ رضی اللہ عنہ کے عقد میں رسول اللہ ﷺ کی دو صاحبزادیاں تھیں (حضرت رقیہ اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہما)

-3 حضرت علی کرم اللہ وجہہ (خلیفہ چہارم)

آپ رضی اللہ عنہ کے عقد میں رسول اللہ ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا (خاتونِ جنت) تھیں۔

01.12 آنحضور ﷺ کے پالتو جانوروں (سواریوں) اور دیگر اشیاء کے نام:

رسول اللہ ﷺ اپنے جانوروں (سواریوں ہتھیاروں اور دوسری چیزوں کے نام رکھ دیا کرتے تھے۔

(i) آنحضور ﷺ کی اونٹنیوں کے نام:

① قصویٰ ② السمراء ③ السعدیہ ④ الیغوم ⑤ الیسرہ ⑥ الحِناء

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی اونٹنی جس کا نام قصویٰ تھا اس کا دوڑ میں کوئی ثانی نہ تھا۔ مدینہ میں اُسے دوڑ میں کوئی شکست نہیں دے سکتا تھا۔ مگر ایک مرتبہ ایک بدو نے آپ ﷺ کی اونٹنی کو دوڑ میں شکست دے دی۔ یہ دیکھ کر مدینے میں تمام مسلمان بہت پریشان ہوئے اور بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ ہر اونچی شے کو پست کرتا ہے۔'' (بخاری)

(ii) آنحضور ﷺ کے گھوڑوں کے نام

آپ ﷺ کے گھوڑوں کے نام یہ ہیں:

① سکب ② مرتجز ③ تحیف ④ لزاز ⑤ جلاوح ⑥ فرس ⑦ ورد

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ''ملائکہ تین کھیلوں کے علاوہ کسی کھیل میں شریک نہیں ہوتے ① مرد کا اپنی بیوی سے ہنسی مذاق کرنا، ② گھوڑے کا دوڑانا، ③ تیر بازی کرنا۔''

(iii) آپ ﷺ کی بکری کا نام:............ عنیہ

(iv) آپ ﷺ کے خچر کا نام:............ دلدل

(v) آپ ﷺ کے گدھوں کے نام:............ یعفور اور العفیر

(vi) آپ ﷺ کی کمان مبارک کا نام:............ کانون

(vii) آپ ﷺ کی ترکش کا نام: .... فور

(viii) آپ ﷺ کے نیزے کا نام: .... عقاب

(ix) آپ ﷺ کی تلواروں کے نام:

آنحضور ﷺ کی تلواروں کے نام یہ ہیں:

① العضاء، ② ذوالفقار (جب مکہ فتح ہوا تو آپ ﷺ اس تلوار کے ساتھ مکے میں داخل ہوئے۔ بعد میں یہ تلوار آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے دی) ③ الون (Al Oon)، ④ الرجن (Al-Rajun)، ⑤ الماتھر (Almothor)، ⑥ الحِناء ⑦ السمر اء ⑧ القضوئی، ⑨ القلمی ⑩ البتار ⑪ المخذم ⑫ رسوب

(x) آپ ﷺ کے نعلین مبارک:

آپ ﷺ چمڑے کے بنے ہوئے (بیل کی کھال) کے چپل نما یا کھڑاؤں نما جوتے پہنا کرتے تھے، جس میں دو عدد تسمے آگے والے حصے میں جو کہ انگوٹھا اور انگلیوں کے لئے تھے اور دو تسمے ایڑیوں کے گرد باندھے جاتے تھے۔ نعلین پہنتے وقت آپ ﷺ پہلے دایاں پاؤں اور پھر بایاں پاؤں میں پہنتے اور اُتارتے وقت پہلے بائیں پاؤں اور پھر دائیں پاؤں سے جوتے اُتارتے۔

(xi) آپ ﷺ کی ٹوپی اور عمامہ:

آپ ﷺ سفید کپڑے کی چپٹی ٹوپی اوڑھا کرتے تھے۔ (السراج المنیر)

عمامہ باندھنا سنت مستحب ہے۔ نبی کریم ﷺ سے عمامہ باندھنے کا حکم بھی نقل کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ہے کہ:

''عمامہ باندھا کرو اس سے حلم میں بڑھ جاؤ گے۔'' (فتح الباری)

01.13 غزوات:

رسول اللہ ﷺ نے جن جنگوں میں حصہ لیا اسے ''غزوات'' کہتے ہیں اور آپ ﷺ نے جن جنگوں میں حصہ نہیں لیا، انہیں ''سریہ'' کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے 29 غزوات میں حصہ لیا۔

01.14 آنحضور ﷺ نے جن جنگوں (غزوات) میں حصہ لیا:

① غزوۂ عشیرہ ② غزوہ ابواء ③ غزوہ بواط ④ غزوۂ جوینبع ⑤ غزوۂ وادی قریٰ ⑥ غزوۂ بدر...... یہ جنگ رمضان ۲ ھجری میں بدر کے کنویں کے مقام پر لڑی گئی۔ اس میں 313 مسلمان، دو گھوڑ سوار اور ستر اونٹ سوار شریک تھے۔ جب کہ دشمنوں کے 900 کفار، 200 گھوڑ سواروں نے حصہ لیا۔

⑦ غزوۂ بنو قینقاع (شوال 2ھ) ⑧ غزوۂ اُحد (2ھ) ⑨ غزوۂ بنو سلیم (قرقرۃ الکدر) ⑩ غزوۂ ذی امر (ربیع الاوّل 3ھ)، ⑪ غزوۂ نجران (ربیع الثانی 3ھ) ⑫ غزوۂ حمراء الاسد (شوال 3ھ) ⑬ غزوۂ خندق: یہ جنگ شوال 5ھ میں مدینہ منورہ میں لڑی گئی۔ اس جنگ میں تین ہزار (3000) مسلمانوں نے حصہ لیا۔ جب کہ کفار کے دس ہزار لوگوں نے جو کہ قبیلہ بنو قریضہ، کرشک، سلیم، فزر، آشجا اور غطفان نے حصہ لیا۔ ⑭ غزوۂ حدیبیہ: یہ جنگ ذیعقدہ 6ھ میں حدیبیہ کے مقام پر لڑی گئی۔ اس میں چودہ سو (1400) مسلمانوں اور گھوڑ سواروں نے حصہ لیا۔ یہ جنگ، جنگ نہ کرنے کے معاہدے پر ختم ہوئی۔ ⑮ غزوۂ خیبر: اس میں چودہ سو (1400) مسلمانوں اور گھوڑ سواروں نے حصہ لیا۔ دوسری طرف مدِ مقابل یہودی تھے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو زبردست فتح حاصل ہوئی۔ کفار نے وادیٔ تیما، القراء اور فدق بغیر کسی شرط کے مسلمانوں کے حوالے کر دیں اور یہودیوں کا عرب سے صفایا ہو گیا۔

⑯ غزوۂ موتہ: یہ جنگ جمادی الاوّل 4 / اگست 8ھ (629ء) شام کے شہر موتہ میں لڑی گئی۔ اس میں دو لاکھ عیسائی اور تین ہزار (3000) مجاہدینِ اسلام نے حصہ لیا۔ ⑰ غزوۂ حنین (8ھ) ⑱ غزوۂ مکہ: اس جنگ میں دس ہزار (10,000) مسلمانوں نے حصہ لیا اور دوسری طرف قریش اور قبیلہ بنو بکر تھے۔ مکہ رمضان المبارک 8ھ، 630ء کو فتح ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے مقامِ حجون میں اپنا جھنڈا گاڑنے کا حکم دیا۔ ⑲ غزوۂ تبوک: یہ جنگ رجب (9ھ، 630ء) میں تبوک (عرب اور روم کا سرحدی علاقہ) کے مقام پر لڑی گئی۔ اس جنگ میں تیس ہزار (30,000) مسلمانوں بشمول دس ہزار (10,000) گھوڑ سواروں نے حصہ لیا دوسری طرف مدِ مقابل رومن تھے۔ رومنوں نے جنگ لڑنے سے انکار کر دیا اور یہ جنگ ایک معاہدہ کرنے کے بعد ختم ہو گئی۔

⑳ غزوۂ سویق ㉑ غزوۂ ذات الرقاع ㉒ غزوۂ بنی المصطلق ㉓ غزوۂ انمار ㉔ غزوۂ اوطاس ㉕ غزوۂ طائف ㉖ غزوۂ سیف البحر (۲۷) غزوۂ عینیہ بن حصن (۲۸) غزوۂ ذات القرد (۲۹) غزوۂ ذی الخلصہ

01.15 آنحضور ﷺ نے جن جنگوں (سرایہ) میں حصہ نہیں لیا:

آنحضور ﷺ نے جن جنگوں میں حصہ نہیں لیا، انہیں ''سریہ'' کہتے ہیں۔ کچھ سرایہ (جنگیں) یہ ہیں:

① سریہ بئر معونہ (صفر 4ھ، 625ء) ② سریہ رجیع (صفر 4ھ، 625ء)

③ سریہ عبداللہ بن انیس (عزنہ) ④ سریہ ابوسلمہ بن عبدالآسد

⑤ سریہ ابوسلمہ (قطن) ⑥ سریہ قردہ

⑦ سریہ زید بن حارث (قردہ) ⑧ جنگ یرموک

⑨ جنگ فجار:...... یہ جنگ سال میں چند روز، مگر مسلسل چار سال تک جاری رہی۔ آپ ﷺ نے جنگِ فجار میں حصہ لیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک 16 سال تھی۔

⑩ جنگ یمامہ:......اس جنگ میں کثیر تعداد میں مسلمان شہید ہوئے اس جنگ میں سات سو (700) حافظ قرآن بھی شہید ہوئے۔

⑪ سریۃ العنبر (رجب 8ھ)

01.16 رسول اللہ ﷺ کا لباس اور پسندیدہ رنگ:

سفید لباس رسول اللہ ﷺ کو بہت پسند تھا اور آپ ﷺ نے اسے مردوں کے لئے پسند فرمایا۔ آپ ﷺ کو کُرتا بہت پسند تھا۔ اور تہمند استعمال کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے چار درہم میں ایک شلوار خریدی تھی جو کہ آپ ﷺ سفر وغیرہ میں پہنتے تھے۔ (حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم جلد 2 صفحہ 707)

رنگین لباس میں سبز رنگ آپ ﷺ کو بہت پسند تھا۔ گہرا سرخ رنگ آپ ﷺ کو ناپسند تھا۔ جب آنحضرت ﷺ نیا لباس زیب تن فرماتے تو کپڑے کا نام لے کر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب نیا لباس پہنتے تو جمعہ کے دن پہنتے جو پرانا کپڑا ہو جاتا اسے خیرات کر دیتے۔ (زاد المعاد)

01.17 رسول اللہ ﷺ کی پسندیدہ خوشبو:

آپ ﷺ خوشبو والی چیز اور خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے اور کثرت سے اس کا استعمال فرماتے تھے۔ ریحان کی خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

مہندی کے پھول آپ ﷺ کو بہت محبوب تھے۔ رسول اللہ ﷺ مشک اور عود کی خوشبو کو تمام خوشبوؤں سے زیادہ محبوب رکھتے تھے۔ (زاد المعاد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں نہ لوٹانا چاہئیں: ① تکیہ ② تیل (خوشبو) ③ اور دودھ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

> ''مردانہ خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو پھیلتی ہے اور رنگ غیر محسوس ہو جیسے گلاب اور کیوڑہ اور زنانہ خوشبو وہ ہے جس کا رنگ غالب ہو خوشبو مغلوب ہو، جیسے حنا، زعفران۔'' (شمائل ترمذی)

01.18 رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے اہم واقعات آپ ﷺ کی عمر کے تناظر میں:

(i) پیدائش......آپ ﷺ کی پیدائش ۲۲/اپریل بروز پیر ۱۲/ربیع الاول ۵۷۱ء) میں مکہ (سعودی عرب) میں ہوئی۔

(ii) ایک ہفتہ بعد............ بی بی حلیمہ سعدیہ کی آغوش میں

(iii) جب آپ ﷺ کی عمر چھ (06) سال کی تھی تو............ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا۔

(iv) جب آپ ﷺ کی عمر آٹھ (08) سال کی تھی تو............ آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب کا انتقال ہوا۔

(v) جب آپ ﷺ کی عمر بارہ (12) سال کی تھی تو............ شام کی طرف پہلا تجارتی سفر کیا۔

(vi) جب آپ ﷺ کی عمر تیرہ (13) سال............ یمن کی طرف پہلا تجارتی سفر کیا۔

(vii) جب آپ ﷺ کی عمر سولہ (16) سال............ یمن کی طرف دوسرا تجارتی سفر کیا۔

(viii) جب آپ ﷺ کی عمر پچیس (25) سال............ شام کی طرف دوسرا تجارتی سفر کیا۔ (آپ ﷺ نے عمان، فلسطین اور حبشہ کی طرف بھی تجارتی سفر کئے)۔

(ix) جب آپ ﷺ کی عمر پچیس (25) سال............ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔

(x) جب آپ ﷺ کی عمر چالیس (40) سال............ نزول وحی کا آغاز

(xi) جب آپ ﷺ کی عمر پچاس (50) سال............ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو طالب کا انتقال اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح اور واقعۂ معراج (10 نبوی)۔

(xii) جب آپ ﷺ کی عمر پچپن (55) سال............ غزوۂ بدر (۲ھ)

(xiii) جب آپ ﷺ کی عمر چھپن (56) سال............ غزوۂ اُحد (۳ھ)

(xiv) جب آپ ﷺ کی عمر اٹھاون (58) سال............ غزوۂ خندق (۵ھ)

(xv) جب آپ ﷺ کی عمر ساٹھ (60) سال............ فتح خیبر (۷ھ)، جنگ موتہ (۷ھ)
شاہانِ وقت کو قبولِ اسلام کے لئے دعوت نامے (۷ھ)

(xvi) جب آپ ﷺ کی عمر اکسٹھ (61) سال............ فتح مکہ (۸ھ) غزوۂ حنین (۸ھ)

(xvii) جب آپ ﷺ کی عمر باسٹھ (62) سال............ غزوۂ تبوک (۹ھ) مسلمانوں کا حج ادا کرنا۔ وفود کی آمد (۹ھ)

(xviii) جب آپ ﷺ کی عمر تریسٹھ (63) سال............ حجۃ الوداع، آخری خطبہ (۱۰ھ)
وصال اور حجرۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں تدفین (۱۱ھ)

(xix) پہلی وحی:

حضرت جبرئیل علیہ السلام غارِ حرا میں وحی لائے۔ سب سے پہلی وحی یہ تھی:

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ...... الخ"

آپ ﷺ کو چالیس سال اور سات ماہ کی عمر میں پیغمبری ملی۔

(xx) آپ ﷺ نے ترپن (53) سال کی عمر میں مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ اس وقت آپ ﷺ کی نبوت کو تیرہ (13) سال ہو چکے تھے۔ یہ دوشنبہ (پیر) کا دن تھا اور ربیع الاوّل کی آٹھ (08) تاریخ تھی۔

01.19 رسول اللہ ﷺ کا دستر خوان:

(i) روٹی: رسول اللہ ﷺ کی روٹی کبھی جو اور کبھی گیہوں کے آٹے سے بنی ہوتی تھی بلکہ جو کے آٹے کو بغیر چھانے گوندھا جاتا تھا۔

(ii) گوشت (Meat): گوشت آپ ﷺ کو بہت مرغوب تھا۔ آپ ﷺ نے دنبہ، اونٹ، گائے، بکری، بھیڑ، مرغ، خرگوش، سرخاب اور تلور کا گوشت تناول فرمایا۔ دستی کا گوشت آپ ﷺ کو بہت پسند تھا۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "پٹھ کا گوشت بہترین گوشت ہے۔" (شمائل ترمذی) گائے کے گوشت کے بارے میں ارشاد فرمایا: "یہ زیادہ مفید نہیں ہے۔" علاوہ ازیں آپ ﷺ نے زیادہ گوشت کھانے اور روزانہ کھانے کو متعدد موقعوں پر ناپسند فرمایا۔

(iii) مچھلی (Fish):...... مچھلی کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے لئے بغیر ذبح کے مری ہوئی دو چیزیں اور دو خون حلال ہیں۔ دو بغیر ذبح کے مری ہوئی چیزیں مچھلی اور ٹڈی ہیں جب کہ دو خون کلیجی اور تلی ہیں۔ مچھلیوں میں حضور ﷺ کو مار ماہی (بام مچھلی) ناپسند تھی۔

(iv) ثرید:...... رسول اللہ ﷺ کو جو کھانا بہت مرغوب تھا وہ ثرید تھا۔ آپ ﷺ اسے نہایت شوق سے تناول فرماتے اور اس کی تعریف کرتے تھے۔ ثرید آج بھی پختونوں کی مرغوب ڈش ہے۔

(v) ہریسہ:...... ہریسہ بھی رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ طعام تھا۔

(vi) پنیر (Chees):...... آپ ﷺ کو پنیر بھی بہت پسند تھا۔

(vii) سرکہ (Vingar):...... آپ ﷺ نے سرکہ میں برکت کی دعا فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کا بھی یہی سالن رہا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"وہ گھر سالن سے خالی نہیں جس میں سرکہ ہو۔" (ابن ماجہ)

(viii) مسور کی دال (Dal Masoor):...... طبرانی میں حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تمہارے لئے کدو ہے۔ یہ دماغ کی صلاحیت بڑھاتا ہے اور تمہارے لئے مسور کی دال موجود ہے جس کی تعریف کم از کم ستر انبیاء کرام علیہم السلام کی زبانِ مبارک پر رہی۔" (طبرانی)

01.20 رسول اللہ ﷺ کی پسندیدہ سبزیاں:

(i) کدو (لوکی): (White Gourd)

رسول اللہ ﷺ کو کدو بہت مرغوب تھا۔ آپ ﷺ اسے نہایت شوق سے کھاتے تھے۔ ابو نعیم نے کتاب الطب میں واثلہ بن الاسقع سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ

"اے لوگو! کدو یعنی لوکی زیادہ کھایا کرو۔ کیونکہ یہ دماغ کی قوت بڑھاتا ہے"۔

(ii) میتھی: (Phenogreec)

امام ذہبی رحمۃ اللہ نے میتھی کی تعریف میں آنحضرت ﷺ کی ایک روایت بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اگر میری اُمت کو یہ معلوم ہو جائے کہ میتھی کے کتنے فوائد ہیں تو وہ اُسے سونے کے بھاؤ خریدنے سے بھی دریغ نہ کریں۔''

عبدالرحمٰن قاسم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''میتھی سے شفا حاصل کرو''۔ (نشر الطیب)

(iii) زیتون کا تیل (Olive Oil)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''زیتون کے تیل کو کھاؤ اس سے جسم کی مالش کرو کہ یہ ایک مبارک درخت سے ہے۔'' (شمائل ترمذی)

ابونعیم نے کتاب الطب میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

''اے علی (رضی اللہ عنہ)! زیتون کھایا کرو اور اس کے تیل سے مالش کیا کرو اس لئے کہ جو شخص روغنِ زیتون کی مالش کرتا ہے اس کے پاس چالیس روز تک شیطان نہیں آتا۔''

01.21 آنحضور ﷺ کے پسندیدہ میٹھے پکوان:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میٹھی چیزوں میں شہد، تلبینہ اور حیس بہت پسند فرماتے تھے۔

01.22 آنحضور ﷺ کے پسندیدہ پھل:

آپ ﷺ کو پھل بے حد محبوب تھے، خاص کر کھجور آپ ﷺ کو بے حد پسند تھی۔

(i) کھجور: (Dates):

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تمہاری کھجوروں میں سب سے اچھی کھجور برنی کھجور ہے۔ یہ پیٹ سے بیماری نکالتی ہے اور اس میں کوئی بیماری نہیں۔''

قرآن پاک کی بہت سی آیات میں کھجور کا ذکر آیا ہے اور اسی سے اس کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔

سورۃ رحمٰن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''پرانی کھجور کے ساتھ تازہ کھجور ملا کر کھایا کرو کیونکہ شیطان جب کسی کو ایسا کرتے ہوئے دیکھتا ہے تو افسوس

کرتا ہے کہ پرانی کھجور کے ساتھ نئی کھجور کھا کر تنومند ہو گیا۔'' (ابن ماجہ ونسائی)

(ii) انار: (Pomegranate):

ارشادِ ربانی ہے: ''ان دونوں (جنت کے باغوں) میں میوے اور کھجور اور انار ہوں گے۔'' (الرحمٰن: 68)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ایسا کوئی انار نہیں ہوتا کہ جس میں جنت کے اناروں کا دانہ شامل نہ ہو۔'' (ابونعیم)

(iii) انجیر: (Fig):

حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں انجیر کا ایک تھال بھرا ہوا تحفہ میں آیا۔ آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

''اس میں سے کھاؤ۔ اگر کوئی پھل جنت سے زمین پر آ سکتا تو میں کہوں گا کہ یہی ہے۔ بلاشبہ انجیر جنت کا میوہ ہے۔ اس کو کھاؤ۔ یہ بواسیر کو کاٹ کر پھینک دیتا ہے اور جوڑوں کے درد میں فائدہ دیتا ہے۔''

(iv) انگور: (Grapes):

پھلوں میں آپ ﷺ کو انگور بہت پسند تھے۔ آپ ﷺ نے اسے تازہ اور خشک دونوں حالتوں میں تناول فرمایا ہے۔ حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ منقہ کا تحفہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ ﷺ نے اسے اپنے ہاتھوں میں لے کر فرمایا:

''اسے کھاؤ یہ بہترین کھانا ہے۔ یہ تھکن دور کرتا ہے۔ غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ اعصاب کو مضبوط بناتا ہے۔ چہرے کو نکھارتا ہے، بلغم کو نکالتا ہے اور چہرے کی رنگت کو سنوارتا ہے۔''

(v) تربوز: (Water Melon):

آپ ﷺ تازہ پکی ہوئی کھجوروں کے ساتھ تربوز نوش فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اس کی (کھجور کی) گرمی اس کی (تربوز) کی ٹھنڈک کو مار دیتی ہے۔ اور اس کی ٹھنڈک کو اس کی گرمی مار دیتی ہے۔'' (ابن ماجہ، سنن ابوداؤد)

(vi) بیر: (Jujube):

نبی کریم ﷺ نے بیر کو لذیذ پھل قرار دینے، اسے جنت کا میوہ ہونے کی حیثیت سے اہمیت عطا فرمانے کے بعد اس کے پتوں کو صفائی کے لئے منفرد قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو انہوں نے یہاں کے پھلوں میں سے جو پھل سب سے پہلا کھایا وہ بیر تھا۔''

(vii) بہی (سفرجل): (Quince):

بہی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سفر جل (بہی) کو کھاؤ کہ دل کے دورے کو دور کرتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ایسا کوئی نبی مامور نہیں فرمایا جسے جنت کا سفر جل (بہی) نہ کھلایا ہو کیونکہ یہ فرد کی قوت کو چالیس افراد کے برابر کرتا ہے۔" (ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اپنی حاملہ عورتوں کو سفر جل کھلایا کرو کیونکہ یہ دل کی بیماریوں کو ٹھیک کرتا ہے اور لڑکے کو حسین بناتا ہے۔" (ذھبی)

(**نوٹ:** ......باغِ جناح، لاہور میں بہی کا درخت موجود ہے۔)

01.23 موسمی پھل کو استعمال کرنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی دعا:

جب آپ ﷺ کی خدمت میں موسم کا نیا پھل پیش کیا جاتا تو آپ ﷺ اس کو آنکھوں اور ہونٹوں پر رکھتے اور فرماتے:

"اے اللہ! جس طرح آپ نے ہمیں اس پھل کا شروع دکھایا (اسی طرح) اس کا آخر بھی ہمیں دکھا۔"

اور پھر آپ ﷺ کی خدمت میں جو سب سے کم عمر بچہ ہوتا اس کو وہ پھل عنایت فرماتے۔ (زادالمعاد)

01.24 رسول اللہ ﷺ کے پسندیدہ مشروبات:

(i) دودھ (Milk)

مشروبات میں دودھ آپ ﷺ کو بہت پسند تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو یوں کہے:

"اے اللہ! ہمارے لئے اس کھانے میں برکت عطا فرما اور ہم کو اس سے بھی اچھا کھلا۔" اور جب تم میں سے کسی شخص کو دودھ ملے تو یہ دعا پڑھے "اے اللہ! ہمارے لئے اس دودھ میں برکت عطا فرما اور ہم کو اس سے زیادہ پینے کو دے۔"

سفر معراج میں آپ ﷺ کو پینے کے لئے تین پیالے پیش کئے گئے۔ ایک میں پانی دوسرے میں دودھ اور تیسرے میں شراب تھی۔ آپ ﷺ نے دودھ کا پیالہ اُٹھالیا، جس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو مبارک باد دی کہ آپ ﷺ فطرت کی راہ پاگئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اپنے بچے کو احمق اور فاحشہ عورتوں سے دودھ نہ پلواؤ کیونکہ دودھ کا اثر بچے کے جسم اور اخلاق دونوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اسلام نے حرام جانوروں کا دودھ بھی حرام قرار دیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

(ii) شہد (Honey)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پینے والی چیزوں میں رسول اللہ ﷺ کو شہد سب سے زیادہ پسند تھا۔ آپ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ روزانہ ایک پیالہ میں شہد کو پانی میں ملا کر گھونٹ گھونٹ نوش فرماتے تھے۔ (بخاری)

شہد پر کئے گئے تجربات نے ثابت کیا ہے کہ جراثیم کش اثرات شہد کو پانی میں ملا کر پتلا کر کے پینے سے دوگنے ہو جاتے ہیں۔ رسول

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''شفا دینے والی دو چیزوں کو اپنے اوپر لازم کرلو۔ایک شہد اور دوسرا قرآن'' (ابن ماجہ)

''شہد کے بارے میں قرآنِ کریم میں یوں بیان ہے:

''یعنی شہد میں لوگوں کے لئے شفاء ہے۔''

شہد کے حوالے سے قابلِ قدر نکتہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے روزانہ شہد کا استعمال فرمایا اور ایک دن بھی مرض الوصال کے علاوہ کوئی بیماری آپ ﷺ سے منسوب نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص ہر مہینہ میں تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لے پھر وہ کسی بڑی مصیبت و بلا میں مبتلا نہیں ہوتا۔'' (ابن ماجہ، بیہقی، مشکوٰۃ)

(iii) ستو (Ground Rosted Barley):

رسول اللہ ﷺ کو جو سے بنے ہوئے ستو پسند تھے۔النسائی اور مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ کھولنے میں اکثر ستوؤں کا شربت نوش فرمایا۔(النسائی، مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)

01.25 زیارتِ مدینہ منورہ کے آداب:

جب مدینہ منورہ میں داخل ہوں تو تواضع اور تعظیم کے ساتھ داخل ہوں۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے میری وفات کے بعد میری (یعنی میری قبر کی) زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔'' (ابن عدی و طبرانی و دارِ قطنی بروایت)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص میری زیارت کو آئے اور اس کو کوئی فکر سوائے میری زیارت کے نہ ہو تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر حق ہے کہ میں اس کا شفیع ہوں۔'' (طبرانی، بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما)

01.26 آنحضور ﷺ کو سلام بھیجنا:

کسی نے آپ ﷺ کو اپنا سلام کہنے کے لئے کہہ دیا تو کہے:

''اور آپ ﷺ کو سلام پہنچے فلاں شخص کی طرف سے فلاں کی جگہ اس کا اور باپ کا نام لے کر۔''

01.27 آنحضور ﷺ کے جلیل القدر (خاص خاص) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام:

رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کو صحابی کہا جاتا ہے۔آپ ﷺ کے خاص خاص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام یہ ہیں:

1- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

2- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

3- حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ

4- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

5- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

6- حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ: انہوں نے مسجد نبوی میں پہلی بار قندیل جلا کر روشنی کی۔

7- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فاتحِ مصر

8- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ

9- حضرت انس رضی اللہ عنہ

10- حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ یہ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جن کی شکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہہ تھی۔

11- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، آپ کوفہ کے گورنر تھے۔

01.28 آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکمرانوں کے لئے فرمان:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ:

''جو حاکم رعیت کے ساتھ نرمی کرے گا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ قیامت میں اس کے ساتھ نرمی کرے گا۔ اور دعا فرمائی کہ ''اے اللہ! جو حاکم رعیت کے ساتھ نرمی کرے تو بھی اس کے ساتھ نرمی فرما اور فرمایا کہ جو حاکم حکومت کا حق ادا کرے اس کے حق میں تو حکومت اچھی چیز ہے اور جو حق ادا نہ کرے اس کے حق میں بری چیز ہے۔''

اور فرمایا کہ:

''بہترین حاکم وہ ہیں جو رعایا کو دوست رکھیں اور رعایا ان کو دوست رکھے۔''

01.29 آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے دو آدمی محروم رہیں گے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''میری اُمت کے دو آدمی میری شفاعت سے محروم رہیں گے: ایک ظالم بادشاہ، دوسرا وہ بدعتی جو دین میں فساد کر کے حد سے گزر جائے۔ ظالم بادشاہ پر قیامت میں بڑا عذاب ہوگا۔''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے: ''مردانگی انسان میں بقدر ایمان ہوتی ہے۔''

01.30 آنحضور ﷺ کی نسبت سے پیر(Monday) کے دن کی چھ(06) خصوصیات:

(i) آنحضور ﷺ کی ولادت باسعادت پیر کے دن ہوئی۔

(ii) آنحضور ﷺ نے پیر کے روز حجرِ اسود کو اپنی جگہ پر رکھا۔

(iii) آنحضور ﷺ کو پیر کے دن ہی نبوت ملی۔

(iv) آنحضور ﷺ نے پیر کے دن مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔

(v) آنحضور ﷺ پیر کے دن مدینہ منورہ پہنچے۔

(vi) آنحضور کا وصال پیر کے دن ہوا۔ (مسند احمد:1/277 حدیث:2506)

01.31 سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے خوش نصیب:

(i) مردوں میں سب سے پہلے جس نے اسلام قبول کیا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(ii) لڑکوں میں سب سے پہلے جس نے اسلام قبول کیا: حضرت علی کرم اللہ وجہہ

(iii) عورتوں میں سب سے پہلے جس نے اسلام قبول کیا: حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

(iv) بچیوں میں سب سے پہلے جس نے اسلام قبول کیا: حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سیدہ اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا

(v) غلاموں میں سب سے پہلے جس نے اسلام قبول کیا: حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ

01.32 حدیث مبارک سننے اور بیان کرنے کے آداب:

(i) حدیث شریف کو دھیان دے کر سنے۔

(ii) حدیث بیان کرنے والے کے سامنے خاموش رہے۔

(iii) جب حدث شریف سنائی جارہی ہو تو ادھر اُدھر نہ دیکھے اور نہ یہ کہے کہ یہ حدیث تو میں نے پہلے بھی سن رکھی ہے۔

(iv) سربلندی اور شہرت حاصل کرنے کے لئے حدیث بیان نہ کرے۔

(v) اور نہ جہاں سے بھی سنے اور لکھ لے۔

(vi) کسی حدیث کو غلط نہ کہے بلکہ کسی صاحب علم یا عالم سے مشورہ لے (شک کی صورت میں) کیونکہ اگر حدیث صحیح ثابت ہوئی تو یہ گناہ کا باعث ہوگا۔

(vii) حدیث نبوی ﷺ سننے کے بعد طنزیہ یا مزاحیہ فقرہ یا ایسے کلمات جن سے بے ادبی یا تمسخر کا پہلو نکلتا ہو ہرگز نہیں کہنا چاہئے۔ کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس شخص نے حدیث مبارک کو سنجیدگی سے نہیں لیا۔ یہ نہ صرف قابلِ مذمت بات ہے بلکہ گناہ ہے۔

01.33 حدیث مبارکہ دوسروں تک پہنچانے کا حکم:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میری طرف سے پہنچا دو چاہے ایک بات ہی کیوں نہ ہو اور بنی اسرائیل کی باتیں بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں اور جس شخص نے مجھ پر عمداً جھوٹ بولا تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔'' (بخاری)

01.34 حدیث مبارکہ دوسروں تک پہنچانے والوں کو خوش و خرم رہنے کی نوید:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس شخص کو خوش و خرم رکھے جو ہم سے کوئی بات سنے اور اس کو دوسروں تک پہنچا دے جس طرح اس نے سنا تھا۔ اس لئے کہ بہت سے وہ لوگ جنہیں وہ بات پہنچائی جائے گی وہ اس کے سننے والے سے زیادہ اس کی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔'' (ترمذی، حدیث حسن)

01.35 احادیث کی مستند کتابیں:

(i) صحیح بخاری (6 جلدیں) (ii) صحیح مسلم (6 جلدیں)

(iii) سنن ابوداؤد (iv) الترمذی

(v) النسائی (vi) ابن ماجہ (vii) مشکوٰۃ

01.36 اسلام میں عید الفطر کی پہلی نماز:

جنگ بدر (2ھ) سے واپسی کے بعد شوال کی یکم کو آپ ﷺ نے عید کی نماز ادا فرمائی۔ یہ پہلی عید الفطر تھی۔

(زرقانی جلد1 صفحہ 454 سیرت مصطفیٰ جلد2 صفحہ 132)

01.37 عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے قربانی جائز نہیں:

حضور اکرم ﷺ نے عید الاضحیٰ کے خطبے میں ارشاد فرمایا:

''جس نے نمازِ عید سے پہلے قربانی کرلی ہو اسے دوبارہ اب قربانی کرنی چاہیئے۔'' (رواہ بخاری)

01.38 عید والے دن نمازِ جمعہ کی ادائیگی:

ایک روایت میں ہے کہ نمازِ عید کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جمعہ کی نماز کے لئے جو آنا چاہے آجائے اور جو پیچھے رہ جانا چاہے رہ جائے۔'' (رواہ ابنِ ماجہ)

01.39 اللہ کے ڈر سے نکلنے والے آنسوؤں کی اہمیت:

سورۃ فاطر میں ارشادِ ربانی ہے:

''خدا سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جنہیں (اس کی عظمت کا) علم ہوتا ہے۔'' (سورۃ فاطر:28)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس کسی مومن کی آنکھوں سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ڈر سے آنسو نکلے اگرچہ وہ مکھی کے سر کے برابر ہی ہو اُس پر جہنم کی آگ حرام ہو جائے گی۔'' (رواہ ابن ماجہ)

جب آنحضور ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کو دوزخ بھی دکھائی گئی جو کہ دہک رہی تھی، آپ ﷺ نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے فرمایا کہ ''یا اللہ! اس آگ کو ٹھنڈا فرما دے کیونکہ میری اُمت کے لوگ اسے برداشت نہیں کر سکیں گے۔ آپ ﷺ نے یہ بات دو مرتبہ دہرائی مگر کوئی جواب نہیں آیا۔ پھر تیسری مرتبہ کہنے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور ایک کٹورے میں آپ ﷺ کو پانی پیش کیا کہ یہ آگ پر ڈالیں۔ آپ ﷺ نے وہ پانی دوزخ کی آگ پر ڈالا تو آگ کی حدت کم ہو گئی۔ آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کونسا پانی تھا؟ کیا یہ آبِ زمزم تھا؟ جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ڈر سے بہائے گئے آنسو تھے۔''

''عقل کی کروڑوں دلیلیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے ایک گناہ بھی معاف نہیں کروا سکتیں، لیکن ندامت کا ایک آنسو ممکن ہے زندگی بھر کے گناہ معاف کروا دے۔''

01.40 جنت کی سرداری چار عورتوں کو ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جنت کی سرداری چار عورتوں کو ہے:

1- بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا...... حرمِ اوّل رسول اللہ ﷺ
2- فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا لختِ جگر رسول اللہ ﷺ و حرم حضرت علی کرم اللہ وجہہ
3- حضرت مریم علیہا السلام والدہ محترمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
4- بی بی آسیہ...... زوجہ فرعون (جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کی)
5- رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''حسن اور حسین دونوں جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔'' (سنن ابن ماجہ حدیث:118)

01.41 آنحضور ﷺ کی والدۂ محترمہ کی تدفین کا مقام:

آنحضور ﷺ کی والدۂ ماجدہ کا انتقال بیس (20) برس کی عمر میں ہوا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک صرف چھ (06) سال تھی۔ آپ ﷺ کی والدۂ محترمہ کی تدفین ابواء کے مقام پر کی گئی۔ آپ ﷺ نے آٹھ (08) ماہ کی عمر میں بولنا شروع کیا۔ (بچے عموماً دو سال کی عمر میں بولنا شروع کرتے ہیں)۔

01.42 آنحضور ﷺ نے جن حکمرانوں کو قبول اسلام کی دعوت کے خطوط لکھے/ بھیجے

-1 آشام بن ابجر.......نجاشی......شاہِ حبش

-2 ہرقل......قیصرِ روم

-3 خسرو پرویز......کسریٰ عجم (ایران)

-4 جری بن مطعی (عزیز مصر)

-5 صراص بن ابن سمر......شاہِ دمشق

-6 منظر بن ساوا......والیٔ بحرین

-7 عابد ابن جلندی......والیٔ اومان

-8 حوضا بن علی حنفی......والیٔ یمن

01.43 گستاخِ رسول ﷺ کی سزا موت ہے:

اسلام میں اس بات پر کوئی اختلاف نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا واجب القتل ہے۔ چاروں امام (امام مالک، امام احمد بن حنبل، امام شافعی اور امام اعظم رحمہم اللہ) اس بات پر متفق ہیں کہ گستاخِ رسول ﷺ واجب القتل ہے۔

01.44 آنحضور ﷺ کا بکریاں چرانا بھی مشیتِ ایزدی سے خالی نہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ جل شانہ، نے کسی بھی نبی کو دنیا میں نہیں بھیجا کہ اس سے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا آپ ﷺ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''چند قیراط کے عوض اہل مکہ کی بکریوں کو میں چرایا کرتا تھا۔'' (بخاری)

آپ ﷺ نے بکریاں چرانے کے دوران جو پھل کھایا وہ ''پیلو'' تھا۔ آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں اجیاد نامی پہاڑی پر بکریاں چرایا کرتے تھے۔

01.45 آنحضور ﷺ کے خطبات:

خطبات رسول ﷺ کی تعداد 573 ہے۔

(i) پہلے جمعہ کا خطبہ: اس میں آپ ﷺ نے تاکید توحید اور ردِّ شرک کے متعلق بتلایا ہے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کے دس (10) خطبے شامل ہیں۔

(ii) دوسرے جمعہ کا خطبہ: اس میں اتباعِ سنت کی تاکید ہے اس میں رسول اللہ ﷺ کے سات (07) خطبے شامل ہیں۔

(iii) تیسرے جمعہ کا خطبہ: اس میں جمعہ کی فضیلت، احکام، اور مسائل وغیرہ بیان کئے گئے ہیں۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کے آٹھ (08) خطبے شامل کئے گئے ہیں۔

(iv) چوتھے جمعہ کا خطبہ: اس میں جنت دوزخ اور اموال واحوال قیامت کا بیان ہے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کے چھ (06) خطبے شامل ہیں۔

اسی طرح باقی جمعوں کے خطبات میں احکامِ اسلام، شریعت اور دیگر مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ سات ذوالحجہ لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ ﷺ نے اپنے انہیں مناسکِ حج کے متعلق بتایا۔ سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے وادی میں خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا:

''سن لو! قیامت کے دن تک عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے۔'' (مسند احمد: 17618، ابن ماجہ: 2977)

01.46 آنحضور ﷺ کے خاص خاص خطبات

01.47 آنحضور ﷺ کے اوّلین دو خطبے:

اعلانِ نبوت کے بعد جن دشوار گزار مراحل سے سرورِ عالم ﷺ کو گزرنا پڑا، کتب تاریخ و کتب سیرت اِن واقعات کی تفاصیل سے بھری پڑی ہیں۔ حالات ایسی سنگین صورت اختیار کر گئے تھے کہ بحکم الٰہی رسول اللہ ﷺ کو مکہ چھوڑنا پڑا اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔
مدینہ پہنچ کر نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جو اوّلین اعلانیہ خطبے ارشاد فرمائے یہاں ان دو پہلے خطبوں کا اور دیگر خطبوں بشمول خطبۂ حجۃ الوداع کا اردو ترجمہ شامل کرتے ہیں:

پہلا خطبہ

''اے لوگو! اپنے آپ کے لئے عمدہ افعال سرانجام دے لو۔ تم کو خوب جان لینا چاہئے کہ واللہ! تم میں سے ہر ایک نے صاعقة (کڑکنے والی بجلی) کا سامنا کرنا ہے۔ پھر وہ اپنی بھیڑوں کو اس حالت میں چھوڑے گا کہ ان کو چروانے والا کوئی نہیں ہوگا۔ پھر اس کا رب اس سے ضرور پوچھے گا، اس وقت نہ تو ان کا کوئی ترجمان ہوگا اور نہ ہی کوئی پردہ ان کے درمیان ہوگا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پوچھے گا (اے میرے بندے)! کیا تیرے پاس میرے رسول (ﷺ) تشریف نہیں لائے؟ اور تجھے تبلیغ نہیں کی؟ کیا میں نے تجھے مال عطا نہیں فرمایا؟ تجھ پر اپنا فضل و کرم نہیں کیا! تو نے اپنے نفس کے لئے آگے کیا بھیجا ہے؟ وہ شخص دائیں بائیں دیکھے گا لیکن وہ کوئی چیز نہیں دیکھ پائے گا، پھر وہ سامنے دیکھے گا تو اُسے جہنم کے علاوہ اور کوئی چیز نظر نہیں آئے گی۔ جو طاقت رکھتا ہے کہ اپنے آپ کو آگ سے بچائے، اگرچہ کھجور کے ایک حصہ کے ساتھ ہی ہو تو اسے ضرور ایسا کرنا چاہئے اور جو کھجور کا ٹکڑا نہ پائے اُسے عمدہ گفتگو سے ہی جہنم سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہئے، بلاشبہ عمدہ گفتگو کا بھی اجر دیا جائے گا، نیکی کا اجر دس گنا سے لے کر سو گنا تک ہے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔'' (متن نص خطاب ماخوذ از کتاب الروض الانف جلد 4 صفحہ 239، تالیف امام عبدالرحمٰن سہیلی رحمۃ اللہ علیہ)

دوسرا خطبہ

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ پھر حضور ﷺ نے دوسرا خطبہ ارشاد فرمایا:

''تمام تعریفیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ میں اس کی ستائش کرتا ہوں اسی سے مدد طلب کرتا ہوں ہم اپنے نفسوں کی برائیوں سے اسی سے پناہ مانگتے ہیں اور اپنے اعمال کی برائیوں سے صرف اسی سے پناہ حاصل کرتے ہیں۔ جسے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہدایت دیتا ہے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ گمراہ ہی چھوڑ دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ واحد لاشریک لہٗ ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی کتاب بہترین کلام ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے جس کے دل کو اس سے مزین کردیا وہ کامیاب ہوگیا۔ جسے کفر کے بعد اسلام میں داخل کردیا وہ کامیاب ہوگیا، وہ شخص جس نے اس کتاب حکیم کو دوسروں کی باتوں پر ترجیح دی وہ کامران ہوگیا۔ یہ تمام کلام سے عمدہ اور بلیغ ہے۔ جس سے اللہ پیار کرتا ہے تم بھی اس سے پیار کرو۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے محبت کرو۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے کلام اور اس کے ذکر سے بیزاری کا اظہار نہ کریں کیونکہ یہ کلام ان اشیاء میں سے ہے جنہیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پیدا کرتا ہو اور انہیں برگزیدہ اور منتخب کرلیتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اسے اعمال میں سے بہترین بندوں میں سے مصطفیٰ اور گفتگو میں سے صالح کا نام دیا ہے۔ جو کچھ لوگوں کو عطا کیا گیا ہے، ان میں سے کچھ حلال اور کچھ حرام ہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے اسی طرح ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے متعلق سچ کہو یہ بہترین بات ہے جو تم کہتے ہو۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رحمت کی وجہ سے باہمی محبت کرو۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے کہ اس سے کیا ہوا وعدہ توڑا جائے۔ والسلام علیکم''

(متن نص خطاب ماخوذ از کتاب الروض الانف جلد 4 صفحہ 239، 24 تالیف امام عبدالرحمٰن سہیلی رحمۃ اللہ علیہ)

01.48 آدابِ جنگ سے متعلق بیسواں (20th) خطبہ:

''اللہ کا نام لے کر اپنے اور خدا کے دشمنوں سے شام کے میدان میں جنگ چھیڑ دو۔ وہاں تم کو خانقاہوں میں گوشہ نشین راہب ملیں گے۔ ان سے دیکھو کوئی تعرض نہ کرنا اور بعض تمہیں وہاں ایسے لوگ ملیں گے جن کے سروں میں شیطنت کوٹ کوٹ کر بھری ہوگی ان کو کاٹ کے ڈال دینا۔

اور دیکھو! عورت، شیر خوار بچہ اور بوڑھے کو قتل نہ کرنا۔ کھجور اور نہ ہی کوئی دوسرا درخت کاٹنا اور نہ ہی کسی عمارت کو تباہ کرنا۔''

01.49 کسبِ حلال سے متعلق ستائیسواں (27th) خطبہ:

''اے لوگو! جو چیزیں جنت سے قریب اور دوزخ سے دور کرنے والی ہیں وہ میں تم کو بتا چکا ہوں۔ اور جن چیزوں سے جنت دور اور دوزخ قریب ہوتی ہے ان اُمور کی بھی میں نشان دہی کرچکا ہوں۔ جبرائیل امین علیہ السلام نے مجھے بتایا ہے کہ انسان اس وقت نہیں مرے گا جب تک وہ اپنا مقرر شدہ رزق نہ کھالے۔

تو تم اللہ سے ڈرو اور طلبِ رزق میں غلط ذرائع کو استعمال نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تاخیر سے تم گناہوں میں مبتلا ہوجاؤ۔ یاد رکھو! کہ اللہ سبحانہٗ و

تعالیٰ کے یہاں کی چیزیں صرف ''اطاعتِ خداوندی'' سے ہی حاصل ہوتی ہیں۔''

01.50 عملِ صالح سے متعلق انتیسواں (29th) خطبہ:

''لوگو! اطاعت سے اپنے کو آراستہ کرلو۔ قناعت کی شال اوڑھ لو اور آخرت کو اپنا لو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تم عنقریب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف جانے والے ہو۔ اور وہاں سوائے عملِ صالح کے اور کوئی شے کام نہ آئے گی۔ یقیناً تم اپنے اعمال کے پاس پہنچو گے اور ان کا بدلہ پاؤ گے۔ (اور دیکھو) کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کی چمک دمک تمہیں جنت کی بلندیوں سے محروم کردے۔ جمالِ حق سے نقاب اُلٹی جاچکی ہے۔ شک کے بادل چھٹ چکے ہیں۔ ہر شخص اپنا ٹھکانہ اور مقام اچھی طرح دیکھ سکتا ہے۔''

01.51 ناجائز تحفے وصول کرنے سے متعلق چالیسواں (40th) خطبہ:

''لوگو! جب میں کسی کو محصل زکوٰۃ بنا کر بھیجتا ہوں تو واپسی پر آ کر یہ کہتا ہے کہ یہ تو رہا سرکاری ٹیکس اور یہ حضور وہ تحفے اور سوغاتیں ہیں جو مجھے ان لوگوں نے دی ہیں۔ تو اگر واقعی وہ ہدیے اور تحفے اس کو دیتے ہیں تو ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ وہ اپنے والدین کے گھر میں رہے اور لوگ اس کو تحفے ارسال کریں۔

خدا کی قسم! جو شخص بھی ناجائز طور پر کچھ حاصل کرے گا تو اسکا بوجھ وہ اُٹھائے ہوئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے ملاقات کرے گا۔ اور میں اس کو پہچان لوں گا۔ جب اس کی گردن پر شور کرتی ہوئی گائے، بلبلاتا ہوا اونٹ اور چیختی ہوئی بکری دیکھوں گا۔

بارِ الٰہا! کیا میں نے تبلیغ کردی......!''

01.52 اعمال سے متعلق چھپنواں (56th) خطبہ:

''آگاہ رہو کہ دنیا اسی موجودہ سامان کا نام ہے جس میں اچھے برے سب شریک ہیں۔ دیکھو! آخرت کا ایک وقت معین ہے جس میں خدائے قادر فیصلہ کرنے والا ہے۔ آگاہ ہو کہ جنت میں خیر ہے اور دوزخ میں شر ہی شر ہے۔ اور دیکھو! خدا سے ڈرتے ہوئے اعمال کیا کرو اور خوب جان لو کہ تمہیں اپنے اعمال کا سامنا ہے۔

تو جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ بھی دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی تو وہ بھی اس کے سامنے آجائے گی۔

01.53 رسول اللہ ﷺ کے پانچ نام:

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میرے پانچ نام ہیں، میں محمد (ﷺ) ہوں اور احمد (ﷺ) ہوں اور ماحی (ﷺ) ہوں۔ میرے ذریعے اللہ کفر کو مٹاتا ہے۔ میں حاشر (ﷺ) ہوں تمام لوگ میرے پیچھے جمع کئے جائیں گے اور میں عاقب (ﷺ) ہوں یعنی سب کے بعد آنے والا۔ میرے بعد کوئی نیا پیغمبر نہیں آئے گا۔'' (مختصر صحیح بخاری: 1473 جلد 2)

01.54 جنت میں بلا حساب و کتاب داخل ہونے والوں کی چار خصوصیات:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

''میری اُمت میں ستر ہزار لوگ ایسے ہوں گے جو بلا حساب وکتاب جنت میں داخل ہوں گے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا ''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان میں وہ کونسی خصوصیات ہوں گی جن کی وجہ سے وہ جنت میں بلا حساب کتاب داخل ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اُن کی چار خصوصیات یہ ہوں گی:

1- کسی سے دَم نہ کروانا:

لوگ عالموں اور مولویوں کے پاس جاتے ہیں کہ دم کردیں وہ قرآنی آیات پڑھ کر دم کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم بھی مسلمان ہو خود قرآنی آیات پڑھ کر دم کرو۔ دَم کروانا جائز ہے مگر اعلیٰ مقام یہ ہے کہ دم نہ کروائیں۔

2- زخم کو داغنا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داغنے سے زخم ٹھیک تو ہو جاتا ہے مگر یہ تو عذاب ہے اس سے بچنا چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زخم کو داغنے سے منع فرمایا ہے۔ پہلے زمانے میں گرم لوہے سے زخم کو داغا جاتا تھا۔

3- بدشگونی:

بدشگونی نحوست کا عقیدہ ہے۔ بدفعالی پر شگون نہیں لینا چاہئے۔ مثلاً کالی بلی راستہ کاٹ گئی۔ کسی نے بدعا کردی ہوگی اس لئے میرا کام خراب ہو گیا وغیرہ وغیرہ۔

حضرت عروہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بدشگونی کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ان میں سب سے اچھی چیز نیک فال ہے۔''

اور بدفالی کسی مسلمان کو کام کرنے سے نہ روکے۔ پس جب تم میں سے کوئی شخص ناگوار چیز کو دیکھے تو یہ دعا پڑھ لے: ''اَللّٰھُمَّ لَا یَأْتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا یَدْفَعُ السَّیِّئَاتُ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ '' ''اے اللہ! تیرے سوا کوئی بھلائیاں نہیں پہنچاتا اور تیرے سوا کوئی برائیاں نہیں ٹالتا اور برائیوں سے بچنا اور نیکی کرنے کی قوت کا ہونا تیری ہی توفیق سے ممکن ہے۔'' (یہ حدیث صحیح ہے اور ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بیماری کا ایک سے دوسرے کو لگ جانا اور بدشگونی لینا کوئی چیز نہیں اور مجھے نیک فال اچھی لگتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا نیک فال کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اچھی بات (مراد لینا)'' (صحیح بخاری ومسلم)

4- ہر معاملے میں اللہ پر توکل کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''کسی سے بھی کچھ نہ مانگو۔ اگر تم اللہ پر بھروسہ کرو گے تو وہ تم کو وہاں سے رزق دے گا جو تمہارے فہم وگمان میں بھی نہ ہوگا۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے:

''اگر تمہارا توکل اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر صحیح ہو جائے تو وہ تم کو اس طرح رزق دے جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے کہ صبح کے وقت بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر (گھونسلوں میں) آجاتے ہیں۔'' (راوہ الترمذی، حدیث حسن)

01.55 جنت میں لے جانے والے عمل:

ایک شخص (ابن خبیر) رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! مجھے آپ مختصر ترین الفاظ میں یہ بتا دیجئے کہ جنت میں داخل ہونے کے لئے کیا کیا جائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مندرجہ ذیل عمل کرو:

(i) کبھی کسی سے کچھ نہ مانگو۔

(ii) نماز پڑھو تو ایسے پڑھو گویا کہ یہ تمہاری آخری نماز ہو۔

(iii) کسی سے ایسی بات نہ کرو جس کے لئے بعد میں تمہیں معافی مانگنی پڑے۔

01.56 اطاعتِ رسول ﷺ:

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں مسجد میں خطبہ کے دوران کسی شخص سے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ'' وہ شخص فوراً بیٹھ گیا۔ ایک شخص مسجد کے ساتھ اپنے اونٹوں کی دیکھ بھال میں لگا تھا اس نے سنا تو فوراً بیٹھ گیا۔ ایک صحابی مسجد میں داخل ہو رہے تھے ابھی ان کا ایک پیر مسجد کے اندر تھا اور دوسرا مسجد کے باہر، جیسے ہی انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا حکم ''بیٹھ جاؤ'' سنا وہ فوراً بیٹھ گئے۔ یہ ہے اطاعتِ رسول ﷺ۔ جب تک ہم اطاعتِ رسول ﷺ کی اس منزل پر نہیں پہنچیں گے بات نہیں بنے گی۔

01.57 عیش وعشرت کی زندگی

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا ''دیکھو! زیادہ چین اور مزے نہ کرنا۔ اللہ کے نیک بندے چین نہیں کیا کرتے۔'' (مسند احمد، بیہقی) ایک بار نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں عیش و آرام اور بے فکری کی زندگی کیسے گزار سکتا ہوں جب کہ حال یہ ہے کہ اسرافیل علیہ السلام منہ میں صور لئے کان لگائے (حکم بجالانے کے لئے) سر جھکائے انتظار کر رہے ہیں کہ کب صور پھونکنے کا حکم ہوتا ہے۔'' (ترمذی)

01.58 بدزبانی اور فحش کلامی:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''خدا کی نظر میں بدترین آدمی قیامت کے روز وہ ہوگا جس کی بدزبانی اور فحش کلامی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں گے۔'' (بخاری و مسلم)

01.59 بدترین لوگ وہ ہیں جن کی زندگی میں قیامت آئے گی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرمار ہے تھے:

''بدترین مخلوق میں سے وہ لوگ ہیں جن کی زندگی میں قیامت آجائے گی۔'' (صحیح بخاری)

01.60 مقامِ حجون کی اہمیت:

فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے مقام حجون میں اپنا جھنڈا گاڑنے کا حکم دیا۔ جھنڈا خالد بن ولیدؓ نے نصب کیا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو مقام حجون کے مقام پر دفنایا گیا جو مکہ کے قریب ایک ٹیلہ ہے۔

01.61 سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ پیغمبر آخر الزمان ﷺ کا خطبہ حجۃ الوداع:

خطبہ حجۃ الوداع کو اسلام میں ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔ یہ خطبہ ایسے وقت دیا گیا جب اسلام پورے جزیرۃ العرب میں پھیل چکا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے خطبے میں ان اُمور کی تاکید کی جن کے متعلق یہ اندیشہ ہوا کہ لوگ اُن میں تغافل و تساہل سے کام نہ لیں۔ یہ خطبہ ایک ایسا منشورِ انسانیت ہے جس پر عمل کرنا ہر مسلمان کا فرض اوّلین ہے۔ یہ خطبہ ہر مسلمان طالب علم اور طالبہ کو از بر ہونا چاہئے۔ افسوس! آج بہت سے لوگ نہیں جانتے کہ اس خطبہ میں آپ ﷺ نے مسلمانوں کو ایک کامیاب اور پُر وقار زندگی گزارنے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے کیا پیغام دیا ہے؟

حاضرین کی تعداد کے متعلق مختلف روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حجۃ الوداع کے شرکاء کی تعداد تقریباً سوا سے ڈیڑھ لاکھ تک تھی۔

حج کے دن آپ ﷺ نے خدا کی حمد وثناء کرتے ہوئے خطبہ کی یوں ابتداء فرمائی:

توحید:

خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا اس نے اپنے بندے (رسول اللہ ﷺ) کی مدد فرمائی اور تنہا اُسی ذات نے باطل کی ساری مجتمع قوتوں کو زیر کیا۔

انسانی مساوات:

لوگو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

''انسانو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد و عورت سے پیدا کیا اور تمہیں جماعتوں اور قبیلوں میں بانٹ دیا کہ الگ الگ پہچانے

جاسکو۔ تم میں سے زیادہ عزت و کرامت والا اللہ کی نظر میں وہی ہے جو خدا سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ چنانچہ (اس آیت کی روشنی میں) کسی عرب کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل ہے نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر، نہ کالا گورے سے افضل ہے نہ گورا کالے سے، ہاں بزرگی اور فضیلت کا معیار ہے تو تقویٰ ہے۔ انسان سارے ہی آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی حقیقت اس کے سوا کیا ہے کہ وہ مٹی سے بنائے گئے ہیں۔ اب فضیلت و برتری کے سارے دعوے خون و مال کے سارے مطالبے اور سارے انتقام میرے پاؤں تلے روندے جاچکے ہیں۔ بس بیت اللہ کی تولیت اور حاجت مندوں کو پانی پلانے کی خدمات علیٰ حالہ باقی رہیں گی۔

جاہلیت کے خون معاف:

دورِ جاہلیت کا سب کچھ میں نے اپنے پیروں تے روند ڈالا۔ زمانۂ جاہلیت کے خون کے سارے انتقام اب کالعدم ہیں۔ پہلا انتقام جسے میں کالعدم قرار دیتا ہوں میرے اپنے خاندان ربیعہ بن الحارث۔ کے دودھ پیتے بیٹے کا خون جسے بنو ہذیل نے مار ڈالا تھا، اب میں معاف کرتا ہوں۔

سود کا خاتمہ:

دورِ جاہلیت کا سود اب کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ پہلا سود جسے میں چھوڑتا ہوں عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کے خاندان کا سود ہے۔

حرمت جان و مال:

قریش کے لوگو! اللہ نے تمہاری نخوت کو ختم کر ڈالا اور باپ دادا کے ناموں پر تمہاری فکر و مباہات کی اب کوئی گنجائش نہیں۔ تمہارے خون و مال عزتیں ایک دوسرے پر قطعاً حرام کر دی گئیں۔ ہمیشہ کے لئے ان چیزوں کی اہمیت ایسی ہے جیسی تمہارے اس دن کی اور اس ماہ مبارک (ذی الحجہ) کی خاص کر اس شہر میں ہے تم سب اللہ کے آگے جاؤ گے وہ تم سے تمہارے اعمال کی بازپُرس کرے گا۔

وارث کا حق:

لوگو! اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق خود دے دیا ہے۔ اب کوئی وارثِ حق کے لئے وصیت نہ کرے۔

عورت کے حقوق و فرائض:

عورت کے لئے یہ جائز نہیں وہ اپنے شوہر کا مال اس کی اجازت کے بغیر کسی کو دے۔ دیکھو! تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کے کچھ حقوق ہیں۔ اسی طرح اُن پر تمہارے حقوق واجب ہیں۔ عورتوں پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ اپنے پاس کسی ایسے شخص کو نہ بلائیں جسے تم پسند نہیں کرتے اور وہ کوئی خیانت نہ کریں۔ کوئی کام کھلی بے حیائی کا نہ کریں اور اگر وہ ایسا کریں تو خدا کی جانب سے اس کی اجازت ہے کہ تم انہیں معمولی جسمانی سزا دو اور باز آجائیں تو انہیں اچھی طرح کھلاؤ، پہناؤ، عورتوں سے بہتر سلوک کرو، کیونکہ وہ تمہاری پابند ہیں۔ اور وہ خود اپنے لئے کچھ نہیں کرسکتیں۔ چنانچہ ان کے بارے میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا لحاظ رکھو کہ تم نے انہیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نام پر

حاصل کیا ہے اور اسی کے نام پر وہ تمہارے لئے ہیں۔"

باهمی نفاق:

دیکھو! کہیں میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ تم آپس میں کشت وخون کرنے لگو۔ اگر کسی کے پاسِ امانت رکھوائی جائے تو وہ اس بات کا پابند ہے کہ امانت رکھوانے والے کو امانت پہنچادے۔

زِنا کی سزا:

بچہ اسی کی طرف منسوب کیا جائے جس کے بستر پر وہ پیدا ہوگا۔ جس پر حرام کاری ثابت ہو اس کی سزا پتھر ہے۔ حساب کتاب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ہاں ہوگا۔

مالی لین دین:

قرض قابلِ ادائیگی ہے۔ ادھار لی ہوئی چیز واپس کرنی چاہئے۔ تحفہ کا بدلہ دینا چاہئے جو کسی کا ضامن ہو وہ تاوان ادا کرے۔

ذاتی ذمہ داری:

اب مجرم خود ہی اپنے جرم کا ذمہ دار ہوگا اب نہ باپ کے بدلے بیٹا پکڑا جائے گا نہ بیٹے کا بدلہ باپ سے لیا جائے گا۔

باهمی سلوک:

کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے کچھ لے سوائے اس کہ جس پر اس کا بھائی راضی ہو اور خوشی دے۔ خود پر ایک دوسرے سے زیادتی نہ کرو۔

اُخوت:

لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

ختمِ نبوت:

اے لوگو! میرے بعد کوئی رسول نہیں آئے گا۔ اور نہ ہی کوئی نیا دین پیدا ہوگا۔

ابدی هدایت:

غور سے سنو! میں اپنے پیچھے دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک قرآن دوسری میری سنت یعنی میرا اسوۂ حسنہ...... اگر تم ان پر عمل کرو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو سکو گے۔

تلقین و تبلیغ:

سنو! جو لوگ یہاں موجود ہیں انہیں چاہئے کہ یہ احکام اور یہ باتیں ان لوگوں کو بتا دیں جو یہاں نہیں ہیں ہو سکتا ہے کہ کوئی غیر

موجود تم سے زیادہ سمجھنے اور محفوظ رکھنے والا ہو۔

دین کے ستون:

لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو۔ پانچ وقت کی نماز ادا کرو۔ مہینہ بھر کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ خوش دلی سے دیتے رہو۔ اپنے خدا کے گھر کا حج کرو اور اپنے اہل امر کی اطاعت کرو۔ تو تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

اپنے مشن کی تکمیل کی شہادت:

اور لوگو! تم سے میرے بارے میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ہاں سوال کیا جائے گا۔ بتاؤ تم کیا جواب دو گے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ آپ ﷺ نے امانت (دین) پہنچادی اور آپ ﷺ نے حقِ رسالت ادا فرمادیا اور ہماری خیر خواہی فرمائی۔ یہ سن کر حضور اکرم ﷺ نے اپنی انگشتِ شہادت آسمان کی طرف اُٹھائی اور لوگوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا: ''اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا۔''

حجۃ الوداع کے ایام میں یہ وحی نازل ہوئی:

''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند کیا۔''
(سورۃ المائدہ:۳)

01.62 شعائرِ اسلام:

مندرجہ ذیل مقامات واشیاء شعائر اسلام سے ہیں یعنی فرائض، عبادات اور عزت واحترام والی ہیں:

1- بیت اللہ شریف 2- بیت المقدس 3- مسجدِ نبوی

4- مسجد قبا 5- مسجدِ قبلتین

6- کوہِ صفا ومروہ اور ان کا درمیانی حصہ سورۃ البقرۃ میں ارشادِ خداوندی ہے:

''بے شک کوہِ صفا اور مروہ شعائر اسلام سے ہیں، پس جس نے حج کیا اور عمرہ کیا۔'' (سورۃ البقرۃ:158)

7- جبلِ رحمت 8- جبلِ اُحد 9- غارِ حرا

10- غارِ ثور 11- غارِ اُحد 12- میدانِ منیٰ

13- میدانِ عرفات 14- میدانِ مزدلفہ 15- حجرِ اسود

16- مقامِ ابراہیم علیہ السلام 17- مقامِ شق القمر 18- مقامِ ردِّ الشمس

19- بارہ مصلے (عراق) 20- جنت البقیع

21- تمام الہامی کتب اور پیغمبر آخر الزمان ﷺ کے استعمال کی چیزیں (تبرکات)

22- روضۂ مبارک رسول اللہ ﷺ

-23 رسول اللہ ﷺ کی رہائش گاہ جسے لائبریری بنادیا گیا ہے اور مکہ مکرمہ (سعودی عرب) میں ہے۔

-24 مقامِ حجون: یہ مکہ کے قریب ایک ٹیلہ ہے جہاں پر فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ کے حکم سے جھنڈا نصب کیا گیا تھا۔

01.63 قیامت والے دن بنی آدم اور سب رسول اللہ ﷺ کے پرچم تلے جمع ہوں گے:

حضرت ابوسعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''قیامت کے دن تمام اولادِ آدم کا سردار میں ہوں گا۔ یہ بات میں فخریہ نہیں کہہ رہا بلکہ حقیقت کا اظہار ہے۔
اس دن تمام بنی آدم اور ان کے علاوہ جتنے ہیں سب کو میرے پرچم کے نیچے پناہ ملے گی۔ اور قیامت کے دن سب سے پہلے زمین سے میں باہر آؤں گا۔ یہ بات فخریہ نہیں کہہ رہا بلکہ اظہارِ حقیقت ہے۔''

(مشکوٰۃ شریف رواہ ترمذی)

01.64 خصوصی معجزات:

رسول اللہ ﷺ کی ساری زندگی سراپا معجزہ تھی۔ شق القمر، معراج شرفی، انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا وغیرہ۔

01.65 شعرائے دربارِ نبوت:

حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ، حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت

01.66 خدامِ خاص:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک، حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ بن کعب اسلمی، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، عقبہ رضی اللہ عنہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ

01.67 رسول اللہ ﷺ کی کچھ نصیحتیں:

(i) حضور ﷺ نے فرمایا:

''بندے کا غیر مفید کاموں میں مشغول ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس بندے کی طرف سے نظرِ عنایت پھیرلی ہے۔''

(ii) حضور ﷺ نے فرمایا:

جس شخص کا حال چالیس سال کی عمر کے بعد بھی یہ ہو کہ اس کی برائیوں پر بھلائیں غالب نہ ہوں تو اسے دوزخ میں جانے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔''

(iii) حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

''بندے کے قدم اس وقت تک نہ ہلیں گے جب تک کہ اس سے چار چیزوں کا سوال نہیں کرلیا جائے گا۔
اوّل: اس نے اپنی عمر کیسے صَرف کی؛ دوئم: اپنے آپ کو کس چیز میں مصروف رکھا؛ سوئم: اپنے علم پر کتنا عمل کیا؛ چہارم: دولت کیسے کمائی اور کیسے خرچ کی؟'' (کتب احادیث سے ماخوذ)

حضرت یحییٰ برمکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اعلیٰ نصیحت یہ ہے کہ پیروی نبی کریم ﷺ اختیار کرلو۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا:

''نیک بات دوستوں کو پہنچادے اور مخالفوں سے بحث مت کرو۔''

01.68 لوبان (BENZOIN) کی دھونی:

لوبان ایک درخت سے نکلنے والی گوند ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اپنے گھروں میں لوبان اور شیح کی دھونی دیتے رہا کرو۔'' (بیہقی، شعب الایمان)

ایک دوسری روایت میں ارشاد ہوا:

''اپنے گھروں میں لوبان اور صعتر کی دھونی دیتے رہا کرو۔'' (بیہقی)

01.69 رسول اللہ ﷺ کا رکانہ پہلوان سے مقابلہ:

رکانہ پہلوان مدینہ کا مشہور پہلوان تھا جس کو اپنی جسمانی طاقت پر بہت گھمنڈ تھا۔ اس کو کبھی کوئی شکست نہ دے سکا تھا۔ اس کی طاقت اور وزن کا یہ عالم تھا کہ وہ اونٹ کی کھال پر بیٹھ جاتا اور کہتا کہ اس کو میرے نیچے سے کھسکا کر تو دکھاؤ۔ درجنوں آدمی اس کھال کو کھینچتے مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوتا حتیٰ کہ اونٹ کی کھال پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی۔ اس کو اسلام قبول کرنے کو کہا گیا تو اُس نے جواب دیا کہ میں تو پہلوان آدمی ہوں اور طاقت کی زبان سمجھتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ مجھ سے کشتی کا مقابلہ کرلیں اگر میں ہار گیا تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا چیلنج قبول کرلیا۔ جب مقابلہ شروع ہوا تو جلد ہی رسول اللہ ﷺ نے رکانہ پہلوان کو قابو کرلیا۔ اسے اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اوپر اُٹھالیا اور پھر زور سے زمین پر پٹخ دیا۔ رکانہ پہلوان پریشان ہو گیا کہ یہ کیا ہوا۔ اور اپنی شکست کو تسلیم نہ کرتے ہوئے کہا کہ دوبارہ مقابلہ کریں۔ دوسری مرتبہ بھی رسول اللہ ﷺ نے اُسے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اُوپر اُٹھایا اور بہت زور سے زمین پر پٹخ دیا۔ اب تو رکانہ پہلوان کے ہوش اُڑ گئے۔ اُس پر خوف و دہشت طاری ہوگئی اور کہا ''ان میں تو کوئی زبردست طاقت موجود ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''میں اُسی طاقت کی طرف تو تمہیں بلا رہا ہوں۔'' چنانچہ رکونہ پہلوان کلمہ پڑھ کر داخلِ اسلام ہو گیا۔

01.70 قربانی کا ارادہ رکھنے والے کے لئے ذوالحجہ کا چاند دیکھنے سے قربانی کے کرنے تک اپنے بال یا ناخن کاٹنے کی ممانعت:

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص کے پاس قربانی کا جانور ہو اور وہ اس کو ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو جب ذوالحجہ کا چاند نظر آئے تو وہ اپنے بالوں اور ناخنوں میں سے نہ کاٹے یہاں تک کہ قربانی کرلے۔'' (مسلم)

باب: 02

اعلیٰ اخلاق

02.00: اعلیٰ اخلاق

رحمۃ اللعالمین ﷺ نے انسانیت کو وہ آفاقی آدابِ زندگی عطا فرمائے جو ہر عہد میں سب سے زیادہ قابلِ تقلید، جدید اور ہر معاشرے میں سب سے ممتاز نظر آتے ہیں۔خود حضور سرورِ کائنات ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

''میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ بہترین قسم کے اخلاق کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دوں۔''

اعلیٰ اخلاق انسان کے اندر چھپا ہوا وہ جوہر مایہ ناز ہے جو اُسے بے پناہ تقویت بخشتا ہے۔یہ ایک ایسا انمول گوہر ہے جو اُس کی مثبت سوچ اور صلاحیتوں کو جلا بخشتا ہے۔اعلیٰ اخلاق جب تک انسان کے اندر زندہ رہتے ہیں تو انسانیت تقویت پاتی رہتی ہے۔اور نیکی پنپتی ہے۔اور فرد اور معاشرے پُرامن، خوشحال اور برائیوں سے بچے رہتے ہیں۔جب کسی فرد یا معاشرے میں اخلاقی گراوٹ شروع ہو جاتی ہے تو بدی اور سفلی قوتیں غالب آجاتی ہیں۔اور معاشرہ پستی کی طرف گامزن ہو جاتا ہے۔لوگ برائی کو برائی نہیں سمجھتے۔حلال اور حرام کی تمیز مٹ جاتی ہے۔بے اطمینانی اور معاشی ابتری پھیل جاتی ہے۔خاندانی اور گھریلو لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔خونی رشتے ٹوٹنے شروع ہو جاتے ہیں۔خود غرضی، بے ایمانی، کینہ پروری اور بے راہ روی پھیل جاتی ہیں۔شیطانیت سرگرمِ عمل ہو جاتی ہے۔رحمانیت کا سایہ دور ہو جاتا ہے۔انسانیت کمزور پڑ جاتی ہے۔حیوانیت طاقتور ہو جاتی ہے۔اور اس کے بعد اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے ایک عذاب کے بعد دوسرا عذاب نازل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔اس وقت انسان کی آنکھ کھلتی ہے۔کسی نے سچ کہا ہے کہ انسان کی آنکھ اس وقت کھلتی ہے جب وہ بند ہونے کو ہوتی ہے۔

02.01 آپ ﷺ فائز ہیں اخلاق کے بلند مرتبے پر:

سورۃ النون میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور یقیناً آپ ﷺ فائز ہیں اخلاق کے بلند مرتبے پر''۔(سورۃ النون:4)

02.02 معاشرے میں تیزی سے گرتے ہوئے اخلاقیات کے معیار کی بنیادی وجہ:

ہمارے ملک میں تیزی سے گرتے ہوئے اخلاقیات کے معیار کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اخلاقیات کی تعلیم کو اتنی اہمیت نہیں دی جتنی اہمیت اسے دینی چاہئے تھی۔ہم اخلاقیات اور اخلاقی قدروں کا وہ اعلیٰ معیار قائم نہیں کر سکے جس کا تقاضہ ہم سے ہمارا مذہب کرتا ہے۔ہم اخلاقیات کی تعلیم کو اپنے اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیز کے نصاب میں شامل کر کے اپنے تعلیمی نظام کا حصہ نہ بنا سکے۔نتیجہ ظاہر ہے کہ ہم علم حاصل کرتے کرتے جہالت کی اتھاہ گہرائیوں میں جا گرے ہیں۔ہم نے سڑکیں اور پل تو تعمیر کر لئے مگر تعمیرِ شخصیت نہ کر سکے۔ہم نے ڈگری (Degree) حاصل کرنا سیکھ لیا مگر صحیح ڈگر پر چلنا نہ سیکھ سکے۔ہمارے موجودہ معاشرے اور اسلامی اخلاقیات کے درمیان ایک وسیع خلیج ''بد اخلاقی'' کی حائل ہے۔اس خلیج کو پُر کرنے کے لئے بے انتہا اور پُرخلوص کوششوں کی ضرورت ہے اور اس سلسلے میں تعلیمی اداروں کو کلیدی کردار ادا کرنا ہوگا۔آج مغرب جن اخلاقیات پر عمل پیرا ہے وہ سب اسلامی اخلاقیات ہی ہیں۔

02.03 اخلاقیات کے درجات:

اخلاقیات کے تین درجات ہیں:

(i) **اخلاقِ حسنہ:** یہ وہ اخلاق ہیں جس میں لوگ ایک دوسرے سے اخلاق سے ملتے ہیں۔

(ii) **اخلاقِ کریمہ:** یہ وہ اخلاق ہیں جن کے تحت جو شخص آپ سے جیسا سلوک کرے آپ بھی ویسا ہی کریں، یعنی بھلائی کا جواب بھلائی سے دیں۔

(iii) **اخلاقِ عظیمہ:** یہ وہ اخلاق ہیں جن میں اگر کوئی شخص آپ سے بدسلوکی کرے تو آپ اُس سے حُسنِ سلوک سے پیش آئیں ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ اخلاقِ عظیمہ کے رُتبہ پر فائز تھے۔

02.04 اچھے اخلاق کے بنیادی تقاضے:

اچھے اخلاق کے بنیادی تقاضے یہ ہیں کہ انسان معاملے کا کھرا ہو، یعنی اُس کے قول وفعل میں کوئی تضاد نہ ہو وہ کوئی ایسی بات نہ کہے جو وہ کرے نہیں کیونکہ یہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک بہت ناراضگی والی بات ہے۔

سورۃ الصّف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں ہو۔ اللہ کے یہاں یہ بات بڑی ناراضگی والی ہے کہ وہ باتیں کہو جو تم کرو نہیں۔" (سورۃ الصّف: ۲،۳)

انسان اپنی چادر کو دیکھ کر پاؤں پھیلائے۔ اپنی حیثیت سے بڑھ کر پُرتعیش زندگی گزارنا احساسِ کمتری اور اخلاقی پستی کی غمازی کرتا ہے۔ اس طرح سے وہ اپنی زندگی میں جھوٹ اور ریاکاری کا مکروہ لبادہ اوڑھ کر معاشرے سے بغاوت کا مرتکب ہوتا ہے۔ یہ فعل دنیا میں انسان کی تذلیل کا باعث بنتا ہے۔

انسان کے اندر جو اچھے اخلاق ہیں وہ ان عناصر سے تشکیل پاتے ہیں: خدا خوفی، نیک نیتی، ایمانداری، امانت ودیانت، عدل وانصاف، صلۂ رحمی، ہمدردی، انسانوں سے محبت اور غریبوں مسکینوں کی مدد شامل ہیں۔ یہ عناصر ہمارے نبی پاک ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہیں۔

ہمیں جو پیمانۂ اخلاق دیا گیا ہے اس سے ہم غافل کیوں ہیں؟ جو منشورِ انسانیت ہمیں حضور اکرم ﷺ نے عطا فرمایا ہے اس سے ہم لاتعلق کیوں ہیں؟ یہ تمام زمانوں اور تمام انسانیت کے لئے ہے۔ ہم اخلاقی طور پر زوال پذیر ہو چکے ہیں۔ آج ہمیں جس چیز کی اشد ضرورت ہے وہ ہے "اخلاقیات"...... ہمیں اس وقت معاشرے کی اخلاقی تربیت پر بھرپور توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہم پر جس قدر اخلاقیات اور اخلاقی قدریں سیکھنے اور سکھانے کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے اتنا ہی ہم اخلاق سے بیگانہ اور اخلاقی قدروں سے دور ہیں۔ کسی بھی قوم کا معیارِ معاشرت اور معیارِ اخلاق بغیر تربیت کے بلند نہیں ہوسکتا۔

02.05 رسول اللہ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق:

رسول اللہ ﷺ کا کمالِ اخلاق یہ ہے کہ جاہلیت کا وہ دور جس میں صداقت، دیانت، امانت، ایفائے عہد، احترامِ انسانیت کے چراغ گل

ہو چکے تھے۔آپ ﷺ نے اپنے پاکیزہ کردار سے ان چراغوں کو روشن کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ کامل انسان اور کامل ایمان اس مومن کا ہے جس کا اخلاق اچھا ہے۔اور اعمال کے ترازو میں حُسنِ خلق سے بھاری کوئی نیکی نہیں۔آپ ﷺ کو جب بھی کسی نے کفار کی تباہی و بربادی کی دعا کے لئے کہا آپ ﷺ نے ہمیشہ یہ فرمایا کہ ''میں تباہی و بربادی کے لئے نہیں...... رحمت کے لئے بھیجا گیا ہوں۔'' حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا آپ ﷺ کے رعب و جمال سے کانپنے لگا۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے آپ کو سنبھال، میں کوئی بادشاہ نہیں میں تو قریشی ماں کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔'' آپ ﷺ لغزشوں کو معاف فرمانے والے تھے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت کی ہے۔ میں نے کبھی آپ ﷺ کو یہ کہتے نہیں سنا کہ تم نے ایسا کیوں کیا اور ایسا کیوں نہ کیا۔حضور اکرم ﷺ کی تعلیم کا نتیجہ دنیا نے دیکھا کہ آقا پیدل چل رہا ہے اور غلام سوار ہے۔آپ ﷺ کے اخلاق کی یہ تاثیر ہے کہ آپ ﷺ جب ارشاد فرماتے تو سامعین سر جھکا کر اور خاموش ہو کر یوں سنتے کہ ان کو دنیا و مافیہا کا ہوش نہ ہوتا۔آپ ﷺ عزیزوں اور رشتے داروں سے حسنِ سلوک کرتے۔آپ ﷺ کی روزمرہ کی زندگی بہت سادہ تھی۔آپ ﷺ میں تصنع کا سایہ تک نہیں تھا۔ دکھاوا، امارت، فضولیات آپ ﷺ کو ناپسند تھیں۔واقعہ ہے کہ ایک صحابی نے نیا مکان بنوایا، جس کا گنبد بلند تھا۔آپ ﷺ نے دیکھا تو پوچھا ''یہ مکان کس کا ہے؟'' لوگوں نے نام بتایا آپ ﷺ چپ رہے۔وہ شخص جب حسبِ معمول آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا تو آپ ﷺ نے منہ پھیر لیا، وہ سمجھ گیا کہ ناراضگی کی کیا وجہ ہے۔جا کر گنبد کو زمین کے برابر کر دیا۔ آپ ﷺ نے جب دوبارہ مکان دیکھا تو ارشاد فرمایا ''ضروری عمارت کے سوا ہر عمارت انسان کے لئے وبال ہے۔'' آپ ﷺ نے سادہ زندگی کو ہی بلند خیالی کے لئے لازمی قرار دیا۔حضور ﷺ کے بتائے ہوئے راستے کے علاوہ کوئی بھی راہ اس قابل نہیں کہ اس پر چلا جائے۔

02.06 اچھے اخلاق قرآن وحدیث کی روشنی میں:

حضور اکرم ﷺ شیریں زبان تھے۔لوگوں سے میٹھی زبان سے باتیں کرتے تھے اور کبھی غصے میں نہیں آتے تھے۔آپ ﷺ کی نرم زبانی کی وجہ سے کئی کافر مسلمان ہو گئے۔ان کی اس خوبی کی وجہ سے دنیا ان کی گرویدہ ہو گئی۔

سورۃ آل عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''یہ اللہ کی رحمت ہے کہ تم ان کے ساتھ نرم ہو اگر تم زبان کے تیز اور دل کے سخت ہوتے تو یہ سب تمہارے گرد و پیش سے چھٹ کر الگ ہو جاتے۔'' (سورۃ آلِ عمران:159)

02.07 اللہ تعالیٰ فحش گوئی اور بدزبانی کرنے والے کو ناپسند فرماتے ہیں:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''قیامت والے دن مومن بندے کے ترازو میں حُسنِ اخلاق سے بھاری کوئی چیز نہ ہو گی اور اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ فحش گوئی اور بدزبانی کرنے والے کو ناپسند فرماتے ہیں۔'' (ترمذی)

02.08 وہ عمل جس کی وجہ سے بہت زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کونسا عمل ایسا ہے جس سے بہت زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں

گے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ڈر اور اچھے اخلاق'' (ترمذی)

02.09 نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے:

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے کام سے متعلق سوال کیا آپ ﷺ نے فرمایا:

''نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ جو تیرے سینے میں کھٹکا پیدا کر دے اور تو برا جانے کہ اس کا لوگوں کو پتہ چل جائے گا۔''

02.10 سب سے زیادہ کامل ایمان والے لوگ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''سب سے زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے ہیں۔ اور تم میں سے سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں سب سے بہتر ہوں۔''

(ترمذی، حدیثِ حسن)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ

''بے شک مومن آدمی اپنے حُسنِ اخلاق سے وہ درجہ پالیتا ہے جو ایک روزہ دار اور شب بیدار شخص پاتا ہے۔'' (ابوداؤد)

02.11 اچھا اخلاق جنت کی ضمانت ہے:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

''میں اس شخص کے لئے بیرونی جنت میں محل دلانے کی ضمانت لیتا ہوں جو حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا چھوڑ دے۔ اور اس شخص کو جنت کے درمیان میں محل دلانے کی ضمانت دیتا ہوں جو جھوٹ بولنا ترک کر دے اگر چہ وہ مزاح کے طور پر ہی کیوں نہ ہو۔ اور اس شخص کو جنت کے بلند ترین حصہ میں محل دلانے کی ضمانت لیتا ہوں جس کے اخلاق اچھے ہوں۔'' (ابوداؤد)

ایک صحابی نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ ''اسلام لانے کے بعد سب سے اچھا عمل کیا ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اچھے اخلاق'' پھر پوچھا ''اس کے بعد''، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اچھے اخلاق''، پھر پوچھا: ''اس کے بعد'' ارشاد ہوا: ''اچھے اخلاق۔''

02.12 اچھے اخلاق اور اپنے گھر والوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنے والا مکمل ایمان والا ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مومنین میں سب سے زیادہ مکمل ایمان والا وہ ہے جو ان میں سے سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہے۔

اوران میں بھی وہ جو اپنے گھر والوں کے ساتھ نرمی سے پیش آتا ہے۔" (ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

"قیامت کے دن تم سب سے زیادہ محبوب مجھے وہ شخص ہوگا اور اس کی مجلس تم سب سے بڑھ کر میرے قریب ہوگی جو تم میں اچھے اخلاق والا ہے۔ اور تم سب سے زیادہ مبغوض (قابلِ نفرت) ترین اور زیادہ دور رہنے والا وہ شخص ہوگا جو بات کرتے ہوئے منہ پھیر لیتا ہے اور فخر کر لیتا ہے۔ اور دوسروں پر اپنی بڑائی اور برتری جتلانے کے لئے متکبرانہ انداز سے عجیب وغریب باتیں کرتا ہے۔" (ترمذی، حدیثِ حسن)

02.13 حضور ﷺ کے اخلاق کا ایک واقعہ:

حضور ﷺ ایک بار راستے میں تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک صحابی سے حضور ﷺ کی ملاقات ہوئی تو اس صحابی نے آپ ﷺ کی خدمت میں دو مسواکیں پیش کیں۔ حضور ﷺ نے ان کو بخوشی قبول فرمالیا۔ ان دو مسواکوں میں سے ایک بالکل سیدھی اور ایک ٹیڑھی تھی۔ حضور ﷺ نے جو سیدھی مسواک تھی وہ اپنے ساتھی کو دی اور جو ٹیڑھی تھی وہ آپ ﷺ نے اپنے پاس رکھی۔ ان صحابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ﷺ)! آپ ﷺ سیدھی مسواک لینے کے زیادہ حق دار تھے تو آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اگر کوئی کسی کا رفیق بنے چاہے دن کو ایک گھڑی کے لئے ہی تو اس کی رفاقت کے بارے میں اس سے سوال ہوگا کہ تم نے اس میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا حق پورا کیا یا ضائع کر دیا؟ اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب دو صاحب دوست بنتے ہیں ان میں زیادہ پسندیدہ وہ ہے جو اپنے صاحب کے لئے نرم ہو۔"

(احیاءعلوم الدین......غزالی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق کا مجموعہ تھے۔ (بخاری ومسلم)

02.14 سب سے بہتر خوش اخلاق انسان ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سب سے بہتر "خوش اخلاق" انسان ہے کہ لوگوں سے ملتا اور لوگ اس سے ملتے ہیں۔"

02.15 اخلاقیات سے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوالِ زرّیں:

(i) "جس شخص کے اخلاق اچھے نہیں ہوتے اس کے چال چلن کی کوئی تعریف نہیں کرتا۔"

(ii) "آدمی جب تک پاسِ مراتب رکھیں گے تو بہتری رہے گی۔"

(iii) "درشت گیری اخلاق کو بگاڑتی اور سہل گیری روزی جاری کرتی ہے۔"

(iv) "مکارمِ اخلاق سے جنت ملتی اور صبر سے تکلیف کم ہوجاتی ہے۔

(v) "مکارم اخلاق میں سب سے اچھا خلق ایثار کرنا اور سب سے اچھی رائے برگزیدہ لوگوں کی صحبت کو اختیار کرنا ہے۔"

02.16 قیامت کے دن سب سے پہلے حسنِ خلق کا وزن کیا جائے گا:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''قیامت کے دن سب سے پہلے حسنِ خلق کا وزن کیا جائے گا۔''

02.17 اچھے اخلاق نہ ہوں تو انسانی معاشرہ نا قابلِ برداشت ہو جاتا ہے:

جارج برنارڈ شاہ کا قول ہے:

''اچھے اطوار نہ ہوں تو انسانی معاشرہ نا قابلِ برداشت اور ناممکن ہو جاتا ہے۔'' (جارج برنارڈ شاہ)

02.18 سب سے بڑی برائی کیا ہے؟:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

''زبان کی تیزی سے بڑھ کر انسان کو کوئی بری چیز نہیں دی گئی۔''

رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ایک بدو حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ بدو نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا: ''سب سے بڑی برائی کیا ہے؟'' حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بداخلاقی اور بخل'' اُس نے پھر پوچھا اور سب سے بڑی اچھائی کیا ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

اچھے اخلاق تواضع اور صبر۔'' پھر اُس بدو نے پوچھا: ''میں ایمان کی تکمیل چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اخلاق اچھے کرلو۔'' (حوالہ کنز الاعمال، مسند احمد)

02.19 اخلاقی جواہر پارے:

(i) جو بات کان میں سنائی جائے وہ اکثر سو میل کے فاصلے پر سنی جاتی ہے۔

(ii) اگر چاہتے ہو دھوکہ نہ کھاؤ تو تین دوکانوں سے قیمت دریافت کرو۔

(iii) ایک خوشی سے ایک سو غم منتشر ہو سکتے ہیں۔

(iv) جب تک مچھلی نظر نہ آئے بگلا بھگت ہے۔

(v) اس شخص کے گھر کو کیوں آگ لگاتے ہو جس گھر میں دو عورتیں ہوں۔

(vi) جو بلی مندر میں رہتی ہے وہ دیوتا سے نہیں ڈرتی۔

(vii) جتنی زیادہ اُمید رکھو گے اتنی ہی تکلیف اُٹھاؤ گے۔

(viii) سمندر کی تعریف کرو مگر کنارے پر ہی رہو۔

(ix) جاہل کے خیال اور عمل میں بہت کم وقفہ ہوتا ہے۔

(x) نوکر اپنے آقا کی جسمانی اور عقلی کمزوریوں سے بہ نسبت دوسروں کے زیادہ واقف ہوتا ہے۔

(xi) کیچڑ میں گرنا ذلت نہیں، بلکہ کیچڑ میں پڑے رہنا باعثِ ذلت ہے۔

"To fall in mud is no disgrace but to remain there is disgrace."

(xii) خوش قسمتی اُن کا دروازہ کھٹکھٹاتی ہے جو مسکراتے ہیں۔

"Fortune comes to those who smile."

(xiii) ''ہر قطرہ جو سمندر میں مل جائے گا سمندر ہی کہلائے گا۔''

(xiv) ''اپنے لئے امتیازات تلاش کرتے رہنا آدابِ معاشرت کی تکفیر ہے۔''

(xv) ''گھر پیسوں سے نہیں رویے اور اخلاق سے بنتے ہیں۔''

(xvi) ''خدا کے دشمنوں کو راضی رکھنا عقل و دانش سے دور ہے۔'' (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ)

(xvii) ''بے ادب خالق و مخلوق دونوں کا معتوب و مغضوب ہے۔'' (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ)

(xviii) ''جس نے مخلوق سے کچھ مانگا وہ خالق کے دروازے سے اندھا ہے۔'' (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ)

(xix) ''جب تک تیرا اِترانا اور غصہ کرنا باقی ہے اپنے آپ کو اہلِ علم میں شمار نہ کر۔'' (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ)

(xx) ''اتنا نرم نہ بن کہ نچوڑ لیا جائے، اتنا سخت نہ بن کہ توڑ دیا جائے۔'' (اقوال حکمائے عرب)

02.20 بد خلق انسان:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:

(i) ''جو شخص بد خلق ہوتا ہے اس کو کوئی دوست اور رفیق نہیں ملتا۔''

(ii) ''جو شخص بد خلق ہوتا ہے اس کے دوست اور ساتھی اسے اپنا دشمن جانتے ہیں۔''

(iii) ''انسان کا اس شخص کے ساتھ سختی کرنا جو اس کے ساتھ کشادہ پیشانی سے پیش آتا ہے، نہایت خطرناک ہے۔''

(iv) ''بد خلقی سے آدمی کی زندگانی خراب اور جان کا عذاب ہے۔''

(v) ''بد خلقی قریبی رشتہ داروں کو متوحش اور بیگانوں کو متنفر کر دیتی ہے۔''

(vi) ''بد خلقی نفس کو وحشت میں ڈالتی اور انس و اُلفت کو مٹا دیتی ہے۔''

(vii) ''بد خلقی کمینہ پن کی علامت اور بیہودہ گوئی فحش کی نشانی ہے۔''

(viii) ''جو شخص زیادہ ناخوش رہتا ہے اس کی خوشنودی اور رضامندی معلوم نہیں ہو سکتی۔''

(ix) ''بد خلقی بہت بری خصلت اور اپنے محسن کے ساتھ برائی کرنا نہایت کمینہ عادت ہے۔''

(اقوال حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا انسائیکلوپیڈیا)

باب: 03

سلام کے آداب

03.00: سلام کے آداب

کائنات کی سب سے دلکش آواز دنیا کے سب سے قابلِ صد احترام انسان جناب رسول اللہ ﷺ پیغمبر آخر الزمان کی ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو یہ آواز اتنی پیاری ہے کہ اس نے حکم صادر فرمایا کہ کوئی آواز اس کے محبوب ﷺ کی آواز سے بلند نہ ہو، ورنہ سب اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ آپ ﷺ کی آواز زمینوں اور آسمانوں میں سب سے زیادہ دلکش، پسندیدہ اور قابلِ احترام آواز ہے۔ اسی آواز کو دل و جان سے چاہنے اور اپنا سلام پیش کرنے والے شیدائیوں کو **"السلام علیکم"**

03.01 پہلا سلام کس نے کس کو کب اور کہاں کیا؟:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا اور ان سے فرمایا:

"اُن بیٹھے ہوئے فرشتوں کے پاس جاؤ اور ان کو سلام کہو اور غور سے سنو کہ وہ تمہارے سلام کا کیا جواب دیتے ہیں؟ پس وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا۔"

پس جب حضرت آدم علیہ السلام نے جا کر فرشتوں سے کہا "السلام علیکم" فرشتوں نے کہا "السلام علیکم ورحمۃ اللہ"

یعنی فرشتوں نے السلام علیکم کے بعد "ورحمۃ اللہ" کا اضافہ کر دیا۔ (متفق علیہ)

03.02 آپس میں سلام کو پھیلانے اور عام کرنے کا حکم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم جنت میں داخل نہیں ہو سکو گے جب تک ایمان نہ لاؤ اور تم ایمان نہیں لا سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ جب تم اسے اختیار کرو گے تو آپس میں محبت کرنے لگو گے؟ تم آپس میں سلام کو پھیلاؤ اور عام کرو۔"

(مسلم، سنن ابو داؤد ص: 657، جلد سوئم باب 558 - حدیث 1752)

03.03 اسلام کا سب سے بہتر عمل:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ اسلام کا کونسا عمل زیادہ بہتر ہے؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کھانا کھلانا اور سلام کہنا۔ چاہے تم اسے پہچانو یا نہ پہچانو۔" (بخاری، مسلم)

03.04 سلام میں پہل کرنا:

حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بے شک لوگوں میں اللہ جل شانہٗ کے مقرب وہ شخص ہے جو سلام میں پہل کرے۔'' (ترمذی، ابوداؤد)

ابی امامۃ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ کے نزدیک لوگوں میں وہ شخص اولیٰ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔''

03.05 کون کس کو سلام کرے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(i) ''مسلمان مسلمان سے ملے تو اس کو سلام کرنا چاہئے۔''

(ii) ''چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔''

(iii) ''سوار بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔''

(iv) ''کم تعداد بڑی تعداد کو سلام کرے۔''

(v) ''چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔''

(vi) ''اشارے سے سلام کرنا جب کہ مخاطب دور ہو۔''

(vii) ''زور سے سلام کرنا تاکہ مخاطب سن لے۔'' (بخاری، مسلم، الادب المفرد)

03.06 اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنے کا حکم:

سورہ نور میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''پس جب تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے (گھر والوں) کو سلام کرو یہ اللہ کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے۔'' (سورۃ النور:61)

03.07 دوسروں کے گھروں میں داخل ہوتے وقت سلام کرنے کا حکم:

سورۃ نور میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو! تم اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے کے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک تم اجازت نہ لے لیا کرو اور گھر والوں کو سلام نہ کرلو۔'' (سورۃ النور:27)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اے بیٹے! جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو سلام کرو اس سے تم پر اور تمہارے گھر والوں پر برکت

ہوگی۔'' (ترمذی)

03.08 مجلس میں داخل یا رُخصت ہوتے وقت سلام کریں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی شخص مجلس میں پہنچے تو سلام کرے اور جب اُٹھ کر جانے لگے تب بھی سلام کرے اس لئے کہ پہلا سلام دوسرے سلام سے زیادہ بہتر نہیں ہے۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

03.09 سلام کرنے کے دوران رکاوٹ آجانے کی وجہ سے دوبارہ سلام کریں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے ملے تو اس کو سلام کرے۔ پس اگر اس کے درمیان کوئی درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے، پھر اس سے ملاقات ہو تو پھر وہ سلام کرے۔'' (ابوداؤد)

03.10 کن لوگوں کے لئے سلام کا جواب دینا ضروری نہیں:

وہ شخص جو کھانا کھا رہا ہو اس کے لئے سلام کا جواب دینا ضروری نہیں۔

03.11 بچوں کو سلام کرنا:

بچوں کو سلام کرنا ایک احسن عمل ہے۔ اس سے بچوں میں بھی سلام کرنے کی عادت پڑتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کیا اور فرمایا: ''آپ ﷺ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔'' (بخاری، مسلم)

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ بازار جا رہے تھے انہیں بچوں سے بہت محبت تھی۔ کچھ بچے کھیل رہے تھے ان سب نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کو سلام کیا اور مولانا ایک ایک کا سلام قبول کرنے کے لئے دیر تک کھڑے رہے۔ ایک بچہ کہیں دور کھیل رہا تھا۔ اس نے وہیں سے پکار کر کہا کہ حضرت! ابھی جایئے گا نہیں میرا سلام لیتے جایئے تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے بچے کا دیر تک انتظار فرمایا اور اُس کا سلام لے کر گئے۔ کسی نے پوچھا حضرت آپ نے بچے کے لئے اس قدر توقف کیا، فرمایا کہ ''اگر رسول اللہ ﷺ کو اس قسم کا واقعہ پیش آتا تو رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کرتے۔

03.12 کن لوگوں کو سلام کرنا جائز نہیں:

اگر کوئی گناہ کا کام کر رہا ہو جیسے شراب پی رہا ہو، یا تاش یا کوئی جوا کھیل رہا ہے تو اسے سلام کرنا جائز نہیں ہے۔

03.13 مصافحہ کرنے کی فضیلت:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''مسلمانوں میں سے جب دو باہم ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو وہ جدا بھی نہیں ہو پاتے کہ ان کی

مغفرت ہو چکی ہوتی ہے۔" (ابوداؤد) ۔

03.14 اپنے بھائی یا دوست سے ملنے کے آداب:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے کوئی اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو بوقت ملاقات اس سے جھک کر ملے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "نہیں" انہوں نے پھر دریافت کیا کہ کیا اس سے گلے لگ کر ملے اور اسے بوسہ دے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "نہیں" انہوں نے دریافت کیا کہ کیا اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر مصافحہ کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "ہاں ایسا کرسکتا ہے۔" ۔ (ترمذی)

03.15 سلام کا جواب دینا واجب ہے:

سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ بعض لوگ سلام کا جواب سر ہلا کر یا آنکھ کے اشارے سے دیتے ہیں جو کہ صحیح نہیں ہے۔ بعض لوگ سلام کے جواب میں بچوں سے کہتے ہیں جیتے رہو، یا خوش رہو بیٹا۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ پہلے سلام کا جواب سلام سے دیں بعد میں دعائیہ کلمات کہیں۔ بعض لوگ سلام کے جواب میں کہتے ہیں کہ آداب عرض، یا سلام کی جگہ کہتے ہیں "آداب عرض" یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ ہمیں اس پر عمل کرنا ہے جو ہمیں ہمارا مذہب سکھا رہا ہے۔ اور جس کی تعلیم ہمیں قرآن وسنت سے دی گئی ہے۔ ہمیں کسی قسم کی مصلحتوں کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔

03.16 سلام کرنے کا درجہ بدرجہ اجر:

حضرت عمران حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا "السلام علیکم" آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا پھر وہ آدمی بیٹھ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "دس نیکیاں ملیں۔" پھر ایک دوسرا آدمی آیا اور اس نے کہا "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" آپ ﷺ نے اس کے سلام کا بھی جواب دیا۔ پھر وہ بھی بیٹھ گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا "اس کو بیس نیکیاں ملیں۔" پھر ایک اور آدمی آیا اس نے کہا "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" آپ ﷺ نے اس کے سلام کا بھی جواب دیا، پس وہ بھی بیٹھ گیا۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اس کو تیس نیکیاں ملیں۔" (ابوداؤد، ترمذی، حدیث حسن)

03.17 مُردوں کا سلام:

حضرت ابوجری الجہمی جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا "علیك السلام یا رسول اللّٰہ (ﷺ)"۔ دومرتبہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "علیک السلام مت کہو اس لئے کہ "علیك السلام" مُردوں کا سلام ہے۔ تم کہو "السلام علیك"۔ (ابوداؤد، ترمذی...... اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے)۔

03.18 ہر مسلمان کو سلام کیجئے چاہے اس سے پہلے تعارف اور تعلقات ہوں یا نہ ہوں:

ہر مسلمان کو سلام کیجئے چاہے اس سے پہلے تعارف اور تعلقات ہوں یا نہ ہوں۔ ربط اور تعارف کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ وہ آپ کا مسلمان بھائی ہے۔ اور مسلمان کے لئے مسلمان کے دل میں خلوص اور محبت ہونا چاہئے۔ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اسلام کا بہترین عمل

کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''غریبوں کو کھانا کھلانا اور مسلمان کو سلام کرنا چاہئے تمہاری اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو۔'' (بخاری و مسلم)

03.19 سلام کرنے میں کبھی بخل نہ کیجئے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل کرے۔'' (الادب المفرد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں ملتے تو مصافحہ کرتے اور اگر سفر سے واپس آتے تو معانقہ کرتے۔ (طبرانی)

03.20 سلام سے متعلق ارشادِ خداوندی:

سورۃ النساء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور جب کوئی تمہیں دعا سلام کرے تو اس کو اس سے بہتر دعا دو یا پھر وہی الفاظ جواب میں کہہ دو۔''

(سورۃ النساء:86)

03.21 سلام اور اجازت طلب کرنے کے آداب:

اللہ جل شانہٗ کا ارشادِ گرامی ہے:

''اور جب تمہارے بچے بلوغت کو پہنچ جائیں تو وہ اسی طرح اجازت طلب کریں جیسے ان سے پہلے لوگ اجازت مانگتے تھے۔'' (سورۃ النور:59)

حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اجازت طلب کرنا تین بار ہے۔ پس اگر اجازت مل جائے (تو اندر چلے جائیں) ورنہ واپس لوٹ جائیں۔'' (بخاری و مسلم)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اجازت طلب کرنا اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ نامحرم پر نظر نہ پڑے۔'' (بخاری و مسلم)

حضرت ربعی بن صراش بیان کرتے ہیں کہ ہمیں بنو عامر قبیلے کے ایک آدمی نے بتلایا کہ اس نے نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی جب کہ آپ ﷺ گھر کے اندر موجود تھے۔ اس نے کہا کیا میں داخل ہو جاؤں؟ آپ ﷺ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ:

''اس شخص کے پاس جاؤ اور اس کو اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھاؤ اور اس سے کہو کہ ان الفاظ کے ساتھ اجازت مانگو۔ ''السلام علیکم! کیا میں اندر آ جاؤں۔'' پس اس آدمی نے سن کر کہا ''السلام علیکم! کیا میں اندر آ جاؤں؟'' پس آپ ﷺ نے ان کو اجازت مرحمت فرمائی اور وہ اندر داخل ہوئے۔ (ابو داؤد نے اسے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے)۔

حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور سلام کئے بغیر ہی اندر داخل ہوا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''واپس لوٹ جاؤ اور اس طرح کہو کہ ''السلام علیکم! کیا میں اندر آجاؤں؟'' (ابوداوٗد، ترمذی...... امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ روایت حسن ہے)۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ ﷺ نے پوچھا کون ہے؟ میں نے عرض کیا ''میں'' ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں میں'' گویا آپ ﷺ نے اس کلمے کو ناپسند فرمایا۔ (بخاری، مسلم)

03.22 چھینکنے اور چھینک کا جواب دینے کے آداب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بے شک اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ چھینک کو پسند فرماتے ہیں اور جمائی کو ناپسند کرتے ہیں۔ پس جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور الحمد للہ کہے تو ہر اس مسلمان نے جس نے الحمد للہ سنا تو اس کو یرحمك اللہ کہنا ضروری ہے۔ لیکن جمائی تو شیطان کی طرف سے ہے پس جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اپنی طاقت سے اسے روکنے کی کوشش کرے۔ اس لئے کہ جب تم میں سے کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔'' (بخاری)

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب تم میں سے کسی شخص کو جمائی آئے تو اپنے ہاتھ سے اپنا منہ بند کرلے۔ اس لئے کہ شیطان اندر داخل ہو جاتا ہے۔'' (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس دو آدمیوں کو چھینک آئی تو آپ ﷺ نے ان میں سے ایک کو جواب دیا اور دوسرے کو جواب نہیں دیا۔ پس جس کو آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا تھا اس نے کہا فلاں شخص کو چھینک آئی تو آپ ﷺ نے اسے جواب دیا اور مجھے چھینک آئی تو آپ ﷺ نے مجھے جواب نہیں دیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اس شخص نے ''الحمد للہ'' کہا اور تم نے ''الحمد للہ نہیں کہا تھا۔'' (بخاری ومسلم)

03.23 عورتوں سے مصافحہ کرنا:

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''تم میں سے کسی کے سر میں سوئی چبھو دی جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے حلال نہیں۔'' (طبرانی)

باب: 04

آدابِ گفتگو

04.00: آدابِ گفتگو

بچہ دو سال کی عمر میں بولنا شروع کرتا ہے اور آدمی ساٹھ سال کی عمر میں یہ جان پاتا ہے کہ اپنی زبان کو قابو میں کیسے رکھنا ہے۔ زبان کے صحیح استعمال سے بڑے سے بڑے مسائل حل ہو سکتے ہیں جب کہ اسی کے غلط استعمال سے بڑے گھمبیر مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور بات قتل و غارت گری تک پہنچ جاتی ہے۔ لہٰذا ہمیں اس کے استعمال میں بہت محتاط رویہ اپنانا چاہیئے۔ قرآن پاک ہمیں بھلی بات کرنے اور نرم لہجے میں بات کرنے کا حکم دیتا ہے۔

04.01 لوگوں سے بھلی بات کرنے کا حکم:

سورۃ البقرۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لوگوں سے بھلی بات کرو۔" (سورۃ البقرۃ:82)

04.02 گفتگو میں نرمی اور ملائمت ہونی چاہیئے:

گفتگو میں نرمی اور ملائمت کی وجہ سے اس کی اثر انگیزی اور نتیجہ خیزی میں کتنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو نبوت کے منصبِ جلیلہ پر فائز کر کے تبلیغ و ہدایت کے لئے فرعونِ مصر کے دربار میں جانے کا حکم دیا:

سورۃ طٰہٰ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"جاؤ تم دونوں فرعون کے پاس کہ وہ سرکش ہو گیا ہے۔ اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید وہ نصیحت قبول کر لے یا ڈر جائے۔" (سورۃ طٰہٰ:43،44)

04.03 گفتگو میں کسی کی دل آزاری، تحقیر یا تمسخر کا پہلو نہیں ہونا چاہیئے:

ہمیں زبان کا استعمال بہت احتیاط سے کرنا چاہیئے۔ زبان کا استعمال اگر صحیح نہ کیا جائے تو گفتگو کی فتنہ سازیاں معاشرے میں خلفشار، بے چینی، باہمی تعلقات یا اُن میں سرد مہری، خونی رشتے ٹوٹنے اور دیگر بہت سی برائیوں کا موجب بنتی ہیں۔ اسی لئے قرآن کریم میں ایسے اندازِ گفتگو اختیار کرنے سے سختی سے روکا گیا ہے۔ سورۃ الحجرات میں ارشادِ خداوندی ہے:

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اُڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ اُن سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اُڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ اُن سے بہتر ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت

برا ہے۔ جولوگ اس روش سے باز نہ آئیں وہ ظالم ہیں۔" (سورۃ الحجرات: 10، 11)

04.04 گفتگو میں کرخت آواز اور سخت لہجہ سے پرہیز کریں:

بعض نادان لوگ اونچی اونچی آواز میں بول (Shout) کر سمجھتے ہیں کہ شاید وہ اپنا غلط نقطۂ نظر صحیح ثابت کرسکیں گے۔ جب کہ دانا آدمی اپنا نقطۂ نظر نرم لہجے میں بیان کرتا ہے، چیخ چیخ کر بولنا یا اپنا رعب و دبدبہ قائم کرنے کے لئے کرخت آواز میں بولنا کسی طرح بھی ایک مہذب معاشرے میں پسندیدہ عمل نہیں ہے۔

سورۃ لقمان میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اور اپنی آواز ذرا پست رکھ۔ سب آوازوں سے بری آواز گدھوں کی ہوتی ہے۔"

(سورۃ لقمان:19)

04.05 گفتگو مختصر اور با مقصد ہونی چاہیے:

حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں گفتگو میں اختصار اختیار کروں کیونکہ اختصار بہتر ہے۔"

04.06 گفتگو میں آہستگی ہونی چاہیے تاکہ سننے والا بات کو با آسانی سمجھ سکے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے بات نہ کرتے تھے بلکہ اس طرح ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ گننا چاہتا تو گن سکتا تھا۔" (ابوداؤد)

04:07 زبان کی تیزی سے بڑھ کر اور کوئی بری چیز نہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"زبان کی تیزی سے بڑھ کر کسی انسان کو کوئی بری چیز نہیں دی گئی۔"

04.08 عذاب یا رحم زبان کی وجہ سے ہوتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ آنکھوں کے آنسوؤں اور دل کے حزن کی وجہ سے عذاب نہیں دیتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا بلکہ اس کی وجہ سے عذاب دیتا ہے یا رحم کرتا ہے۔"

04.09 مسلمانوں میں سب سے افضل انسان:

حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مسلمانوں میں سب سے افضل کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

''جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔''

04.10 ہمیشہ منہ سے اچھی بات کرو:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اُسے چاہئے کہ اگر بولے تو منہ سے اچھی بات نکالے ورنہ چپ ہی رہے۔'' (بخاری، مسلم)

04.11 گفتگو میں بے حیائی اور بدزبانی کی ممانعت:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سب سے وزنی چیز جو قیامت کے دن مومن کے ترازو میں رکھی جائے گی وہ اُس شخص کا حُسنِ اخلاق ہوگا اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اُس شخص سے بُغض رکھتا ہے جو زبان سے بے حیائی کی بات نکالتا ہے اور بدزبانی کرتا ہے۔''

04.12 فحش کلامی اور بدکلامی کی ممانعت:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''مومن نہ طعنہ دینے والا اور نہ لعنت کرنے والا اور نہ بدگوئی کرنے والا اور نہ فحش گوئی کرنے والا ہوتا ہے۔'' (ترمذی، حدیث حسن)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''جس میں فحش گوئی ہوتی ہے وہ اس کو عیب دار کر دیتی ہے اور حیاء جس میں ہوتی ہے وہ اس کو مزین کر دیتی ہے۔'' (ترمذی)

04.13 اچھی بات کرنا بھی صدقہ ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اچھی بات بھی صدقہ ہے۔''

04.14 دورانِ گفتگو جب ایک شخص بات کر رہا ہو تو اسے اپنی بات مکمل کر لینے کا موقع دیں، دوسرا درمیان میں نہ بولے:

گفتگو چاہے دو افراد کے درمیان ہو رہی ہو یا بہت سے لوگوں کے درمیان...... اچھے اخلاق کا تقاضا ہے کہ تھوڑا صبر کر لیا جائے اور بولنے والے شخص کو موقع دیا جائے کہ وہ اپنی بات مکمل کر لے۔ اس کے بعد دوسرے شخص کو چاہئے کہ وہ اپنا نقطۂ نظر بیان کرے، درمیان میں بولنا انتہائی بداخلاقی اور بدتہذیبی ہے۔

04.15 یک طرفہ بات سن کر کوئی رائے قائم نہ کی جائے

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں قاضی شریح کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت اپنے خاوند کے خلاف شکایت لے کر آئی۔ جب عدالت میں حاضر ہوئی تو اپنا بیان دینے وقت زاروقطار رونا شروع کردیا۔ مجھ پر اس کی آہ و بکا کا بہت اثر ہوا اور میں نے قاضی شریح سے کہا کہ ''ابواُمیہ! اس عورت کے رونے سے ظاہر ہوتا کہ یقیناً مظلوم اور بے کس ہے۔ اس کی ضرور دادرسی کرنا چاہئے۔ میری بات سن کر قاضی شریح نے کہا:

''اے شعبی! یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی انہیں کنویں میں ڈالنے کے بعد اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے ہی آئے تھے۔'' یعنی یکطرفہ بات سن کر کبھی رائے قائم نہ کرنی چاہئے۔ دونوں کی بات سنو۔ دونوں سے خوب حالات معلوم کرو پھر فیصلہ کرو۔'' (تفسیر ابن کثیر)

04.16 کسی مسلمان کو کافر ہرگز نہ کہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''جب آدمی اپنے مسلمان بھائی کو ''اے کافر'' کہتا ہے تو وہ دونوں میں سے کسی ایک کی طرف ضرور لوٹتا ہے۔ اگر وہ حقیقتاً ایسا ہوا جیسا کہ اس نے کہا تو صحیح ورنہ وہ کفر اس کہنے والے کی طرف لوٹ آئے گا۔'' (بخاری و مسلم)

04.17 زبان کی حفاظت جنت کی ضمانت ہے:

حضرت سہیل رضی اللہ عنہ بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''اگر کوئی شخص مجھے اپنی زبان اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دے دے میں اس کے لئے جنت کی ضمانت لے لوں گا۔'' (بخاری)

04.18 انسان خدا کو ناراض کرنے والی بات لاپروائی سے زبان سے نکالتا ہے جو اسے جہنم میں گرا دیتی ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''بندہ ایک بات اپنی زبان سے نکالتا ہے جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی خوشنودی کی بات ہوتی ہے۔ بندہ اس کا خیال نہیں کرتا اور اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا لیکن اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کی بدولت اس کے درجات بلند کردیتا ہے۔ اسی طرح آدمی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو ناراض کرنے والی بات لاپروائی سے زبان سے نکالتا ہے جو اُسے جہنم میں گرا دیتی ہے۔'' (بخاری)

04.19 ایک دوسرے کو گالیاں مت دو:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دینے والوں میں پہل کرنے والا قصوروار ہے۔ بشرطیکہ مظلوم جواب

میں حد سے نہ بڑھے۔" (ابوداؤد)

04.20 اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار مت کرو:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کرو ورنہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس پر رحم فرما کر اس کی مصیبت ہٹادے گا اور تجھے مصیبت میں مبتلا کردے گا۔" (ترمذی)

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مصیبت زدہ شخص چند عورتوں کے پاس سے گزرا وہ اس کا مذاق اُڑانے لگیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان میں سے ایک عورت اسی بیماری میں مبتلا ہوگئی۔ (ادب المفرد)

04.21 گفتگو، کم گوئی اور بدزبانی سے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوال زریں:

(i) "جو شخص زیادہ نہیں بولتا اس سے گناہ بہت کم صادر ہوتے ہیں۔"

(ii) "زیادہ گفتگو سے دور رہ کیونکہ جس کی گفتگو بڑھی اس کے گناہ بھی بڑھے۔"

(iii) "جب عقل بڑھتی ہے تو باتیں کم کرنا ہوجاتا ہے۔"

(iv) "بدزبانی آدمی کی رونق وعزت اور مروت کو کھو دیتی ہے۔ اور بدکلامی آدمی کی قدر گھٹاتی ہے اور بھائی بندی کو بگاڑ دیتی ہے۔"

(v) "کم بولنا عیب کو چھپاتا اور لغزش سے بچاتا ہے۔"

(vi) "اگر تو اپنے نفس کی سلامتی اور اپنے عیبوں کو چھپانا چاہتا ہے تو کم گوئی کی عادت ڈال اس سے تیری عقل وفکر میں ترقی اور دل میں روشنی پیدا ہوگی۔"

04.22 زبان کو روکو:

آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر (حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے) فرمایا:

"اس کو روکو" حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی (ﷺ)! کیا ہماری گفتگو کا بھی ہم سے مواخذہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تمہاری ماں تم پر روئے (عربی کا محاورہ) لوگ جہنم کی آگ میں اپنے چہرے کے بل (یا فرمایا اپنے نتھنوں کے بل) اسی زبان کی بدولت گرائے جائیں گے۔"

(اسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے)۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

(i) "جو اپنی زبان قابو میں رکھتا ہے، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کے عیوب چھپا لیتا ہے۔" (طبرانی)

(ii) "جو شخص دنیا میں دوغلا پن اختیار کرے گا قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔" (ابوداؤد)

04.23 گفتگو میں نرم لہجہ اختیار کرنے کی اہمیت:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس چیز میں نرمی ہوتی ہے وہ اسے زینت بخشتی ہے اور جس چیز سے نرمی نکل جاتی ہے اسے عیب دار اور بد زیب کر دیتی ہے۔'' (مسلم)

04.24 بزرگوں سے گفتگو کرتے وقت ان کی عمر تجربہ اور قابلیت کو ملحوظِ خاطر رکھیں:

بزرگوں اور بڑی عمر کے لوگوں سے گفتگو ادب اور شائستگی سے، اور تہذیب واخلاقیات کے دائرے میں ہونی چاہئے۔ یعنی بزرگوں اور بڑی عمر کے لوگوں کی عمر اور تجربے اور قابلیت کا تقدس پامال نہ ہونے دیں۔ یہ مشاہدے کی بات ہے کہ آج کل کے بچے اپنے بزرگوں سے بات چیت یا کسی معاملے پر اظہارِ خیال کرتے وقت ان کی عمر تجربے اور قابلیت کا لحاظ نہیں کرتے۔ اور ان کی رائے یا مشورے کو یکسر نظر انداز کر کے اپنے نقطۂ نظر کو صحیح ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ یہ انتہائی درجہ کی بداخلاقی اور شائستگی سے گری ہوئی حرکت ہے۔ جن لوگوں کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی عظمت اور اطاعتِ رسول ﷺ کا علم ہے وہ کبھی ایسا نہیں کرتے۔ جو بات بڑے لوگ (عمر میں) یا بزرگ کہہ رہے ہوں یا سمجھانے کی کوشش کر رہے ہوں اسے تسلی سے سنیں (یکدم مسترد نہ کر دیں) بلکہ غور کریں تو انہیں پتہ چلے گا کہ ان کی بات میں کتنا وزن ہے اور وہ صحیح ہے۔ بڑوں کی بات میں ہمیشہ حکمت و دانائی پنہاں ہوتی ہے اس لئے بچوں کو چاہئے کہ وہ بڑوں کی بات بڑے ادب سے سنیں، تسلیم کریں اور اپنا نقطۂ نظر (اگر ہے) بڑے محتاط انداز سے ان کے گوش گزار کریں اور شدید اختلاف کی صورت میں خاموش رہیں، یہی بہترین اخلاق کا تقاضا ہے۔

04.25 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے گفتگو کرنا سیکھیں:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے گفتگو کرنا ہر کسی کے بس کی بات اور جرأت نہیں ہے۔ ہاں! البتہ یکطرفہ گفتگو تو ہر شخص ہر وقت، ہر جگہ، ہر مقام اور ہر حالت میں کر سکتا ہے۔ لیکن اگر مدعا یہ ہو کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے بھی مثبت جواب آئے تو ایسا بھی ممکن ہو سکتا ہے لیکن اس کا دارومدار آپ کی پُرخلوص کاوش پر ہے۔ اس کے لئے خاصی محنت اور تیاری کی ضرورت ہے اور اس کے بھی کچھ ادب آداب ہیں۔ (قرآنِ پاک اور حدیث نبوی ﷺ کی روشنی میں) اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے گفتگو کرنے سے پہلے آپ کا اس پیمانے پر پورا اُترنا بھی ضروری ہے جو آپ کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے گفتگو کرنے کے قابل بنائے گا۔ انہیں میں سرِ فہرست عاجزی وانکساری (عاجزی میں مٹی ہو جاؤ تب بارش پڑے گی) اور خشوع وخضوع ہیں مگر بہتے ہوئے اشکوں کی زبان کچھ اور ہے (آنسو روح کا غسل ہیں اس کے بغیر وجود کی کثافت مٹ نہیں سکتی) کیونکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ غافل دلوں کی نہیں سنتا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے پورے یقین وتیقن کے ساتھ اور گڑگڑا کر مانگو بالکل اسی طرح جیسے چھوٹا بچہ صرف اپنی ماں سے ہی مانگتا ہے۔ وہ پورے یقین سے یہ سمجھتا ہے کہ صرف اس کی ماں ہی اُسے دے سکتی ہے۔ پھر یہ دیکھیں کہ کوئی آپ سے ناراض تو نہیں ہے؟ یا آپ کسی سے روٹھے ہوئے تو نہیں ہیں؟ یا آپ کسی سے شدید نفرت تو نہیں کرتے؟ (حضرت علی کا قول ہے کہ ہر انسان کی عزت کرو کیونکہ ہر انسان میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی کوئی نہ کوئی صفت موجود ہے) اگر ایسا ہے تو پہلے روٹھے ہوئے کو راضی کر لیں اور اپنی ناراضگی اور نفرت کو ختم کر دیں۔ کیا آپ اس بات پر یقین رکھتے ہوئے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے دنیاوی زندگی میں رزق تقسیم کر دیا ہے لہٰذا آپ کسی سے حسد اور کینہ نہیں رکھتے؟ آپ اپنے آپ کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی مرضی کے آگے جھکا

(Surrnder) دیں (جیسے مردہ غسال کے ہاتھ میں)

سورۃ النساء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور اس شخص سے بہتر کون ہو سکتا ہے جس نے اپنا سر اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی رضا کے سامنے جھکا دیا وہ محسن (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا دیدار کرنے والا) ہے۔'' (النساء:125)

سورۃ البقرۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''ہاں! جس نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رضا کے لئے سرِ تسلیم خم کر دیا وہ محسن (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا دیدار کرنے والا) ہے۔ اور اس کے لئے نہ کچھ خوف ہے نہ غم۔'' (البقرۃ:112)

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذات پر بھروسہ اور توکل اختیار کرتے ہوئے اپنی رضا سے دستبردار ہو جانا ہی مسلمان کی معراج ہے۔

کیا آپ اپنے آپ کو ان خوش نصیبوں میں سمجھتے ہیں جو اپنے مقدر پر شکوہ شکایت نہیں کرتے بلکہ اس پر شاکر رہتے ہوئے آگے بڑھنے کی پُرعزم جدوجہد کرتے ہیں اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے مدد کے طلب گار رہتے ہیں؟ ایک حدیثِ قدسی میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا:

''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں وہ خدا ہوں کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں، جو میری بلا پر میرا اور میری نصیحت پر شکر نہ کرے گا اور میری قضاء پر راضی نہ رہے گا اس سے کہہ دو کہ دوسرا خدا ڈھونڈ لے۔''

کیا آپ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے کسی دلی خواہش کی تکمیل کے لئے دعا کرتے کرتے بضد تو نہیں ہو جاتے؟ (یعنی آپ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ جو چیز اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے (یعنی بغیر کسی سے مانگے) ملے اسے لے لو اور جو چیز اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے بار بار مانگنے سے بھی نہ ملے اس کے لئے ضِد نہ کرو اور نہ مایوس ہو بلکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رضا کے طالب بنو) کیا آپ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ہلکے اشاروں (Light Signals) کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ آپ سے کیا چاہتا ہے؟ اور ان اشاروں کو سمجھتے ہوئے بھی اپنی زبردست خواہش کے تحت نظر انداز تو نہیں کر دیتے؟ اور اپنی خواہش کو ہی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی مرضی اور رضا کو شاملِ حال تصور کرتے ہوئے وہ کچھ کر بیٹھتے ہیں جو نہیں کرنا چاہئے تھا۔ کیا آپ واقعی دوسروں کی خوشی کو اپنی خوشی اور دوسروں کے غم کو اپنا غم سمجھتے ہوئے دوسروں کی خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں؟ اور اس کو گراں تو نہیں سمجھتے؟ اگر آپ دولت مند ہیں تو آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ دولت، عزت اور صحت بہت کٹھن آزمائش ہے، جب کہ بیماری، غربت اور بدنامی آسان آزمائش ہے۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ دولت کا بھی حساب دینا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بندے کے قدم اس وقت تک نہ ہلیں گے جب تک کہ اس سے چار چیزوں کا سوال نہیں کر لیا جائے گا۔ اوّل: اس نے اپنی عمر کیسے صرف کی؟ دوم: اپنے آپ کو کس چیز میں مصروف رکھا؟ سوم: اپنے علم پر کتنا عمل کیا۔ چہارم: دولت کیسے کمائی اور کیسے خرچ کی؟ آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ جو شخص لا الٰہ الا اللّٰہ اخلاص سے کہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے پوچھنے پر کہ اخلاص کیا ہے؟ ارشاد فرمایا:

''اخلاص یہ ہے کہ جو چیز اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے حرام فرمائی ہے اس سے اپنے آپ کو بچائے۔''

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے جواب آنے کا انحصار بہت حد تک اس بات پر بھی ہے کہ آپ کی زندگی میں مقصدیت ہے یعنی آپ کے اندر اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی خواہش اور تڑپ بھی موجود ہے اور آپ کے دل میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ڈر اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کس حد تک موجود ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے اللہ کے وہی بندے ڈرتے ہیں جنہیں اس کی (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی) عظمت کا علم ہوتا ہے۔'' (سورہ فاطر:28)

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے مانگنے سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ڈر بندے میں پیدا ہوتا ہے اور جب بندہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے ڈرتا ہے تو تمام مخلوق اس سے ڈرتی ہے۔ اور جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے نہیں ڈرتا وہ تمام مخلوق سے ڈرتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس ڈر کے بدلے میں اپنے بندوں کو فرقان سے نوازتا ہے یعنی بندے میں حق و باطل، سچے جھوٹے، حرام اور حلال میں امتیاز کرنے کی ایک روحانی صلاحیت اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی فرمانبرداری میں آگے بڑھنے کے نتیجے میں عطا ہوتی ہے۔ اور یہی فراست مومن کہلاتی ہے (یہ فراستِ مومن ہی ہے جس کا ذکر قرآنِ پاک میں آیا ہے کہ ''مومن کی فراست سے ڈرو''۔ مومن اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ مومن وہی ہے جو مرمٹنا جانتا ہے)۔ اگر بندے کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی عظمت کا پورا علم ہو جائے تو اس کے لئے سوائے سجدے میں گر جانے کے اور کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔ پھر آپ محسوس کریں گے کہ یہ پانچ وقت کی نمازوں کے سجدے کافی نہیں ہیں اور پہلے پچاس نمازوں کے فرض ہونے والی بات بھی آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے گفتگو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک آئے بغیر ممکن نہیں جیسے بادلوں (Clouds) میں مثبت بار (Positive Charge) ہوتا ہے اور جب وہ زمین کے منفی بار (Negative Charge) کے نزدیک آتے ہیں تو ایک زوردار گرج سنائی دیتی ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک کیسے آیا جائے؟ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک لانے والے اولین کاموں میں ہر وقت پاک صاف رہنا اور درود شریف کا کثرت سے پڑھنا اور پھر وہ کام جن کے کرنے سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے وہ ہرگز ہرگز نہ کریں اور جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ ہر صورت میں سرانجام دیں۔ اور ان کاموں کی انجام دہی میں راستے کی مشکلات کو برداشت کریں اور دوسروں کو کرنے کی تلقین کریں۔ مثلاً ارکانِ دین پر عمل کرنا (خصوصاً نماز پنجگانہ کا وقت پر ادا کرنا) ماں باپ کی نافرمانی نہ کرنا، اپنے بڑوں بزرگوں کی عزت و احترام کرنا، حرام مال نہ کھانا، رشوت نہ دینا نہ لینا، دل آزاری نہ کرنا، جھوٹ نہ بولنا، دھوکہ فراڈ اور ملاوٹ نہ کرنا، ذخیرہ اندوزی نہ کرنا، چوری نہ کرنا، تکبر نہ کرنا، یتیم کا مال نہ کھانا، اچھی بات بولو، کم نہ تولو، عدل و انصاف میں ڈنڈی نہ مارو، پیسے کی محبت اور ہوس نہ کرو اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی بادشاہت (Domain) میں مداخلت نہ کرو، یعنی کسی قسم کے عمل، عملیات، جادو ٹونہ اور سفلی عمل کرنا یا کروانا (یہ ہرگز ہرگز نہ کریں کیونکہ یہ سب بدترین گناہ کے کام ہیں اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا عذاب اُس شخص پر نازل ہوتا ہے جو ایسے کام کرتا یا کرواتا ہے۔ مزدور کی مزدوری اس کو فوراً ادا کرو، قرض وقت پر ادا کرو، زکوٰۃ دو، صدقہ کرو، غریب کو کھانا کھلاؤ وغیرہ وغیرہ۔ کیا آپ اسوۂ حسنہ پر عمل کر رہے ہیں؟ اور اخلاقیات کے عملی تقاضوں کو پورا کر رہے ہیں؟ کیا آپ گھر آئے مہمان کی (خاص طور پر قریبی رشتہ دار کی) عزت و تکریم کرنے کی بجائے اس کی پگڑی تو نہیں اُچھالتے؟ یعنی آپ میں صبر و تحمل کا فقدان تو نہیں ہے؟ آپ کو کتنی احادیث نبوی ﷺ یاد ہیں؟ آپ کتنی احادیث نبوی ﷺ پر عمل کر رہے ہیں؟ کیا آپ احادیث نبوی ﷺ جو آپ کے علم میں ہیں دوسروں تک پہنچانے کی سعی اس لئے کرتے ہیں کہ اس کا حکم ہے؟ کیا آپ دعا مانگنے سے پہلے درود شریف پڑھتے ہیں؟ کیا آپ کسی مجلس، محفل یا جلسے کے آغاز میں تقریر شروع کرنے سے پہلے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہیں؟ اور حاضرین سے السلام علیکم کہتے ہیں؟ آپ اپنے قول وعمل سے دن میں کتنے لوگوں کو خوش کرتے ہیں؟ کیا آپ میں لوگوں کی تکالیف کو دور کرنے اور انہیں مصائب ومشکلات سے نکالنے کا جذبہ موجود ہے اور اپنی بساط کے مطابق ایسا کرتے بھی ہیں؟ کیا آپ مسلمان ہونے کے ناطے یہ یقین رکھتے ہیں کہ جس جسم کی پرورش حرام مال سے ہوئی ہو وہ جسم جنت میں داخل نہ ہوگا؟ اور اپنے بچوں کو حرام کی کمائی کھانے سے محفوظ رکھتے ہیں؟ اور یہ کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذات پاک ہے اور وہ پاک چیزوں کو ہی قبول فرماتا ہے۔ لہٰذا حرام مال یا رشوت کے پیسے سے کی ہوئی نذر ونیاز صدقہ، خیرات، حج وعمرہ اور زکوٰۃ قبول نہیں ہوتی۔ مسلمان ہونے کے ناطے کیا آپ کا یہ یقین کامل ہے کہ ہر برے کام کی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی پکڑ (گرفت) ہے۔ اور خصوصاً حرام کی کمائی کھانے والا انسان اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے غیض وغضب سے بچ نہیں سکتا؟ حرام مال کھانے کی نحوستیں انسان کا اس کی قبر تک پیچھا کرتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بلاشبہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اور قبر سے زیادہ برا اور مصیبت والا منظر میں نے کوئی نہیں دیکھا۔"

کیا آپ کے علم میں رسول اللہ ﷺ کی وہ نصیحت ہے جس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بندے کا غیر مفید کاموں میں مشغول ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس بندے کی طرف سے نظرِ عنایت پھیر لی ہے۔"

اور رسول اللہ ﷺ کی ایک اور نصیحت بھی ہمیں یاد رکھنی چاہیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص کا حال چالیس سال کی عمر کے بعد بھی یہ ہو کہ اس کی برائیوں پر بھلائیاں غالب نہ ہوں تو اُسے دوزخ میں جانے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔"

ہم جتنی تن دہی اور خلوص نیت سے مندرجہ بالا احکامات خداوندی اور ارشاداتِ رسول اللہ ﷺ کی بجا آوری میں سبقت لے جانے کی کوشش کریں گے ہم اتنا ہی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک ہوں گے اور جب ہم نزدیک ہوں گے تو ہم نہایت عاجزی وانکساری سے اپنا مدعا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حضور پیش کرسکیں گے اور جواب یوں ملے گا کہ آپ کے قول وفعل میں ایک زبردست مثبت تبدیلی رونما ہوگی۔ اس تبدیلی کے زیرِ اثر آپ اپنے متعلق نہیں بلکہ دوسروں کی بھلائی کا سوچیں گے۔ آپ جس کام کے لئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے رجوع کریں گے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ آپ کو مایوس نہیں کرے گا۔ آپ کے سب کام بغیر کسی سے کہے بغیر رکاوٹ اور پریشانی کے ہوجائیں گے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے گفتگو کرلینا اور جواب کا آنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اُس نے آپ کو قبول کرلیا ہے اب آپ کو نہ کسی قسم کا غم ہوگا نہ رنج، نہ ڈر نہ خوف۔

باب: 05

آدابِ مجلس

05.00: آدابِ مجلس

آپس میں مل جل کر بیٹھنا، شادی بیاہ اور دیگر خوشی یا غمی کے موقعوں پر لوگوں کا اکٹھا ہونا اور باہمی مشاورت کرنا، معاشرے کی بنیادی ضرورت ہے۔ اس لئے ہمارے مذہب نے مجلس سے متعلق ایسے آداب مقرر کئے ہیں جو ایک مہذب اور تعلیم یافتہ معاشرے کے شایانِ شان ہیں۔ ان آداب سے اہلِ ایمان کی مجلسوں میں وقار، متانت اور سنجیدگی برقرار رہتی ہے اور اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ ہر شریکِ محفل کی عزتِ نفس اور آزادیٔ اظہار رائے کا تقدس پامال نہ ہو۔ اور نہ کسی کو اپنی کمتری کا احساس ہو۔ یہ آداب مندرجہ ذیل ہیں:

05.01 آنے والا شخص اہلِ مجلس کو سلام پیش کرے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے اگر کوئی شخص مجلس میں آئے تو سلام کرے اور جب مجلس سے جانے لگے تو بھی سلام کرے کیونکہ پہلا سلام آخری سلام کا حق ادا نہیں کرسکتا۔'' (ترمذی)

05.02 مجلس میں جہاں جگہ ملے بیٹھ جائیں:

جب آپ کسی مجلس میں جائیں جہاں پہلے سے بہت سے لوگ بیٹھے ہوں تو جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جائیں۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ہم میں جب کوئی رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوتا تو مجلس کے کنارے ہی بیٹھ جاتا، کود پھاند کر آگے جانے کی کوشش نہ کرتا۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

05.03 کسی شخص کو اس کی جگہ سے اُٹھا کر خود اس کی جگہ نہ بیٹھیں:

جو شخص پہلے آکر مجلس میں ایک جگہ بیٹھتا ہے اس جگہ پر اس کا حق قائم ہو جاتا ہے۔ اب کسی آنے والے شخص کو یہ حق نہیں ہے یہ وہ اسے اس کی جگہ سے ہٹا کر وہاں خود بیٹھ جائے۔ ایسا کرنا حق و انصاف اور عدل و مساوات کے اسلامی اصولوں کے سراسر خلاف ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے کوئی مجلس میں بیٹھے ہوئے کسی شخص کو اس لئے نہ اُٹھائے کہ خود اس کی جگہ بیٹھ جائے۔ ہاں! بیٹھے ہوئے لوگوں کو چاہئے کہ وہ خود آنے والوں کے لئے مجلس میں گنجائش اور فراخی پیدا کریں۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے لئے مجلس میں اگر کوئی اپنی جگہ پیش کرتا تو آپ رضی اللہ عنہ وہاں نہ بیٹھتے تھے۔

(بخاری و مسلم)

05.04 مجلس سے عارضی طور پر اُٹھ کر جانے والا واپسی پر اپنی پہلی جگہ کا حقدار ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سے اگر کوئی کسی ضرورت کی وجہ سے مجلس سے اٹھ کر چلا جائے تو واپس آنے پر وہی اپنی اس جگہ کا زیادہ حقدار ہے۔''

05.05 دو آدمیوں کے درمیان اجازت کے بغیر بیٹھنا جائز نہیں:

اگر مجلس میں دو آدمی پاس پاس بیٹھے ہوں تو اُن کی اجازت کے بغیر اُنہیں الگ الگ کر دینا اور ان کے درمیان بیٹھ جانا ان کی دل آزاری کا موجب ہوگا کیونکہ وہ کسی مصلحت یا کسی ضرورت یا باہمی بے تکلفی اور محبت کی وجہ سے ایک جگہ بیٹھے ہوں گے۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کسی شخص کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ مجلس میں دو اشخاص کے درمیان اُن کی اجازت کے بغیر گھس کر بیٹھ جائے۔'' (ابوداؤد)

05.06 لوگ اگر حلقہ باندھ کر بیٹھے ہوں تو آنے والا حلقے کے بیچ میں نہ بیٹھے:

جب مجلس حلقے کی صورت میں ہو تو آنے والے کے لئے یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ وہ حلقے کے وسط میں جا کر بیٹھ جائے۔ یہ بڑی بدتمیزی کی حرکت ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حلقہ مجلس کے درمیان جا بیٹھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ (ترمذی)

05.07 مجلس میں بیٹھ کر مسلسل موبائل فون سے مصروف رہنا انتہائی بدتہذیبی اور بداخلاقی کا مظاہرہ ہے:

آج کل کے طالب علموں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ ہر وقت اپنے موبائل فون میں مصروف رہتے ہیں خواہ اکیلے بیٹھے ہوں یا کسی مجلس یا محفل میں موجود ہوں وہ کسی کو فون کر رہے ہوں گے یا SMS کر رہے ہوں گے یا پھر کسی Video Game میں مصروف ہوں گے۔ حد تو یہ ہے کہ اگر وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ یا اکیلے اپنے رشتہ داروں سے ملنے ان کے گھر جاتے ہیں تو اس وقت بھی سب کے سامنے موبائل فون پر مصروف رہتے ہیں۔ اور اپنے بزرگوں کی باتیں توجہ سے نہیں سنتے اور ان کے سوالوں کے جواب ہوں ہاں میں دیتے رہتے ہیں۔ اُن کی یہ حرکت انتہائی درجے کی بداخلاقی اور بدتہذیبی ہے جس کا انہیں احساس نہیں ہوتا۔ ماں باپ اور اساتذہ کو چاہیئے کہ وہ بچوں کو اخلاقیات کی تعلیم دیں اور انہیں اخلاقی قدروں پر عمل کرنا سکھائیں۔ یہی چیزیں ان کی آئندہ کی زندگی کو سنواریں گی۔

05.08 اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں نہیں بیٹھنا چاہیئے:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''عورتوں کے پاس اگر وہ گھر میں اکیلی ہوں تو مت جاؤ۔''

ایک صحابی نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ (ﷺ)! دیور کے بارے میں کیا حکم ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''دیور تو موت کے برابر ہے۔''

05.09 مجلس میں ہر چھوٹے بڑے کو عزت دیں اور خوش اخلاقی سے پیش آئیں:

مجلس میں ہر چھوٹے بڑے شخص کو عزت دیں اور اُن کا احترام ملحوظِ خاطر رکھیں۔ اور خوش اخلاقی سے پیش آئیں۔ مجلس میں بیٹھے ہوئے شخص کی بے عزتی کرنا یا جھڑک دینا اخلاق سے گری حرکت ہے۔

خلوص، محبت، پیار اور عزت، بہت نایاب تحفے ہیں۔ اس لئے آپ کسی سے ان کی زیادہ اُمید نہ رکھیں کیونکہ بہت کم لوگ دل کے امیر ہوتے ہیں۔

05.10 باپ کو اپنے بیٹے کی محفل میں نہ بیٹھنا چاہئے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جب بیٹا کسی محفل میں بیٹھا ہو تو باپ کو وہاں نہ بیٹھنا چاہئے۔''

05.11 محفل میں اپنے بھائی لئے جگہ نکالنے سے محبت بڑھتی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''تین چیزیں دلوں میں محبت کو بڑھاتی ہیں:

-1 ملاقات کے وقت سلام کرنا؛

-2 محفل میں اپنے بھائی کے لئے جگہ نکالنا؛

-3 جس نام کو ایک بھائی پسند کرتا ہو اس نام سے اُسے پکارنا۔

05.12 مجلس میں چپکے چپکے باتیں کرنا (کانا پھوسی) بہت معیوب ہے:

مجلس میں جہاں بہت سے یا کچھ لوگ بیٹھے ہوں وہاں اگر دو آدمی آپس میں کانا پھوسی شروع کر دیں تو دوسرے لوگ اسے بہت برا سمجھتے ہیں۔ دور بیٹھے ہوئے لوگ یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ اُن کے خلاف کوئی بات ہو رہی ہے یا انہیں یہ خیال آتا ہے کہ اُنہیں اس قابل ہی نہیں سمجھا گیا کہ وہ اپنے راز میں انہیں بھی شرک کرتے۔ قرآن مجید میں کانا پھوسی کے عمل کو شیطانی کام قرار دیا ہے۔

سورۃ المجادلہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''کانا پھوسی تو ایک شیطانی کام ہے اور وہ اس لئے کی جاتی ہے کہ ایمان لانے والے لوگ اس سے رنجیدہ ہوں۔'' (سورۃ المجادلہ:11)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

''جب تین آدمی بیٹھے ہوں تو دو آدمی آپس میں کھُسر پھُسر نہ کریں کیونکہ یہ تیسرے آدمی کے لئے باعثِ

رنج ہوگا۔" (بخاری، مسلم)

ایک دوسری حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"دو آدمی باہمی سرگوشی نہ کریں مگر تیسرے سے اجازت لے کر...... کیونکہ یہ اس کے لئے باعث رنج ہوگا۔" (مسلم)

05.13 دو آدمیوں کا دوسروں کی موجودگی میں کسی ایسی زبان میں بات کرنا جسے دوسرے نہ سمجھتے ہوں:

اسی سرگوشی کے زمرے میں یہ بات بھی آتی ہے کہ دو آدمی دوسرے لوگوں کی موجودگی میں کسی ایسی زبان میں بات چیت شروع کر دیں جسے وہ نہ سمجھتے ہوں۔ اس سے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کو خاصی پریشانی (embarresment) ہوتی ہے۔

05.14 مجلس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر ہونا چاہئے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وہ مجلس جس میں نہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کیا گیا ہو اور نہ شرکائے مجلس میں سے کسی نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نبی پر درود بھیجا ہو وہ مجلس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب کی مستحق ہوگئی۔ اب یہ اس کی مرضی ہے چاہے عذاب میں مبتلا کر دے اور چاہے معاف فرما دے۔" (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس مجلس میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو، اُس سے اُٹھ کر آنے والے لوگوں کی مثال ایسے لوگوں کی سی ہے جو کہ کسی میت کے پاس سے اُٹھ کر آ رہے ہوں اور حسرت و حرماں اُن کے دامن گیر ہوں۔" (ابوداؤد)

05.15 صدر مجلس کو سب کی بات سننی چاہئے:

صدر مجلس کو چاہئے کہ وہ شرکاء میں سے جو اپنی بات کہنا چاہئے اُسے پورا موقع دے اور سب کی بات سنے۔ صدر مجلس کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ کوئی شخص مجلس سے ناراض ہو کر نہ جائے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی مجالس کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"آپ ﷺ حاضرین مجلس میں سے ہر ایک کا حق ادا فرماتے یعنی بشاشت اور بات چیت میں جتنا اس کا استحقاق ہوتا ہمکلامی کا شرف بخشتے۔ آپ ﷺ کے پاس ہر بیٹھنے والا یہی سمجھتا ہے کہ آپ ﷺ میرا سب سے زیادہ اکرام فرما رہے ہیں۔" (نگارشات عالیہ)

05.16 مجلس میں شرکت کے آداب:

مجلس میں شرکت کے لئے اپنی ذاتی صفائی (Personal Hygene) کا خاص خیال رکھیں۔ مجلس میں نہا دھو کر صاف ستھرے کپڑے پہن

کراور خوشبو عطر وغیرہ لگا کر جائیں۔ جرابیں موزے صاف اور دھلے ہوئے ہونے چاہئیں۔ مجلس میں کوئی تیز بو والی چیز جیسے لہسن کا یا کچا پیاز وغیرہ کھا کر نہ جائیں تا کہ لوگوں کو نا گوار محسوس نہ ہو یہ ضروری نہیں ہے کہ مجلس میں موجود اشخاص سے فرداً فرداً سب سے ہاتھ ملایا جائے۔ آپ دور سے ہی ہاتھ کے اشارے سے سب کو سلام کر سکتے ہیں۔ رُخصت ہوتے وقت صاحب مجلس یا محفل کا شکریہ ادا کریں اور سب کو سلام کر کے رُخصت ہوں۔

05.17 دعائیہ کلمات کی برکت سے لغو اور فضول باتوں کی معافی ہو جاتی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''کوئی شخص کسی مجلس میں بیٹھے اور وہاں فضول، لغو اور بیہودہ باتیں ہو رہی ہوں تو ایسی مجلس سے اُٹھنے سے پہلے درجِ ذیل کلمات کہے: ''اے اللہ! تو پاک ہے حمد کے لائق تو ہی ہے، میں گواہ ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں تجھ سے معافی کا طلبگار ہوں اور تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں۔'' اس مجلس میں جو لغویات اس سے سرزد ہوتی رہی ہیں۔ ان دعائیہ کلمات کی برکت سے معاف کر دی جاتی ہیں۔'' (ترمذی)

05.18 مجلس برخاست ہونے پر دعا کرنی چاہئے:

مجلس کے خاتمے پر ہمیں اجتماعی دعا ضرور کرنی چاہئے۔ بہترین دعا وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کسی مجلس سے اُٹھنے سے پہلے فرماتے تھے۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعائیہ کلمات ادا فرماتے تھے:

''اے اللہ! ہمیں ایسا خوف عطا فرما جو ہماری نافرمانی اور تیرے درمیان دیوار بن جائے اور اطاعت کا وہ درجہ عطا فرما جو تیری جنت تک پہنچا دے اور جب تک ہم زندہ ہیں سماعت و بصارت اور دیگر قویٰ سے فائدہ اُٹھانے کے اسباب مہیا فرما۔ ہم سے جو دشمنی رکھے اس کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔ ہمیں دینی مصائب میں گرفتار نہ کر۔ دنیا کو ہماری نظر و فکر کا محور نہ بنا۔ جو ہم پر رحم نہ کر سکے اسے ہم پر مسلط نہ فرما۔'' (ابوداؤد)

05.19 اگر کوئی چیز تقسیم کرنی ہو تو اس کی ابتداء داہنی طرف سے کی جائے:

جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا اس وقت آپ ﷺ کے داہنی طرف ایک دیہاتی بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے پیالے سے کچھ تھوڑا سا دودھ نوش فرمایا پھر اسے دیہاتی کی طرف بڑھاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''دایاں بہر حال دایاں ہے۔'' (بخاری و مسلم)

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مجلس میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کوئی مشروب پیش کیا گیا اُس وقت آپ ﷺ کے دائیں ہاتھ ایک نوعمر بچہ بیٹھا ہوا تھا اور بائیں ہاتھ معمر لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے اس مشروب میں سے تھوڑا سا پی کر اس نوعمر لڑکے سے کہا کہ اگر تم اجازت دو تو بقیہ مشروب ان حضرات کو دے دوں؟ اس نے کہا: ''نہیں! خدا کی قسم آپ ﷺ سے ملنے والے حصے میں سے اپنے

اوپر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔" چنانچہ حضور ﷺ نے وہ پیالہ اس لڑکے کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

05.20 اچھے اور برے دوست سے تعلق رکھنا کیسا ہے؟

خدا سے غافل، غیر ذمہ دار، بے عمل اور بداخلاق لوگوں سے ہمیشہ دور رہئے۔ نبی کریم ﷺ نے اچھے اور برے دوست سے تعلق کے اثرات کو یوں بیان فرمایا ہے:

"اچھے اور برے دوست کی مثال مشک بیچنے والے اور بھٹی دھونکنے والے لوہار کی طرح ہے۔ مشک بیچنے والی کی صحبت سے تم کو کچھ فائدہ ضرور پہنچے گا یا مشک خریدوں گے یا مشک کی خوشبو پاؤ گے۔ لیکن لوہار کی بھٹی تمہارا گھر یا کپڑے جلائے گی یا تمہارے دماغ میں اس کی بدبو پہنچے گی۔" (بخاری و مسلم)

ابوداؤد میں حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

"نیک دوست کی مثال ایسی ہے جیسے مشک (خوشبو) بیچنے والے کی دوکان کہ اگر کچھ فائدہ نہ بھی ہو تو خوشبو تو ضرور آئے گی اور برا دوست ایسا ہے جیسے بھٹی سے آگ نہ لگے تب بھی دھوئیں سے کپڑے تو ضرور کالے ہو جائیں گے۔" (ابوداؤد)

05.21 نیک لوگوں سے محبت کو آخرت کی نجات اور خدا کی خوشنودی کا ذریعہ سمجھئے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: یارسول اللہ (ﷺ)! ایک شخص کسی شخص سے اس کی نیکی کی بناء پر محبت کرتا ہے مگر خود اس شخص جیسے اچھے اعمال نہیں کرتا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کوئی مضائقہ نہیں! آدمی قیامت کے روز اسی کی معیت میں ہوگا جس سے وہ محبت کرے گا۔" (بخاری)

05.22 اپنے بھائی کو دیکھ کر مسکرا دینا بھی صدقہ ہے:

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

"میں نے نبی کریم ﷺ سے زیادہ کسی کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔" (ترمذی)

ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اپنے بھائی کو دیکھ کر تمہارا مسکرا دینا بھی صدقہ ہے۔" (ترمذی)

ایک جاپانی کہاوت ہے:

"Fortune comes to those who smile".

05.23 نرم مزاج اور نرم طبیعت شخص پر جہنم کی آگ حرام ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میں تمہیں اس آدمی کی پہچان بتاتا ہوں جس پر جہنم کی آگ حرام ہے اور وہ آگ پر حرام ہے۔ یہ وہ آدمی ہے جو نرم مزاج ہو، نرم طبیعت ہو اور نرم خُو ہو۔" (ترمذی)

باب: 06

آدابِ طعام

06.00: آدابِ طعام

زندگی کا دار و مدار غذا پر ہے اور غذا کا تعلق کھانے پینے سے ہے۔ اسلام نے کھانے پینے سے متعلق بڑی تفصیل سے جزئیات بیان کی ہیں۔ مثلاً جب تک خوب بھوک نہ لگے کھانا نہ کھاؤ۔ کھانا مقررہ وقت پر کھائیں۔ نوالہ چھوٹا لیں اور غذا کو اچھی طرح سے چبا کر کھائیں۔ بھوک سے کم کھانا چاہئے یعنی اچھی طرح سے سیر ہونے سے پہلے ہاتھ روک لیں۔ حکم ہے بہت گرم کھانا نہ کھا، کھانے کو پھونک نہ ماریں، بلکہ اسے نارمل طریقے سے ٹھنڈا ہونے دیں، نہ کھانے کو سونگھے۔ کھانے کے وقت باتیں کرتے جائیں، بالکل چپ رہنا مجوسیوں (آتش پرست) کا طریقہ ہے۔ راستے اور بازار میں کھانا مکروہ ہے۔ روٹی کو چھری سے کاٹنا نصاریٰ کا طریقہ ہے۔ مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے۔ ڈبل روٹی کو چھری سے کاٹنے میں حرج نہیں۔ بعض لوگ دنیا و مافیہا سے بے خبر بہت محویت سے کھانا کھاتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ دستر خوان پر موجود دور بیٹھے دوسرے لوگوں کا بھی خیال کریں۔ اور انہیں روٹی سالن سلاد کی ڈش یا پانی وغیرہ کی ضرورت ہو تو اسے پہنچانے میں مدد کریں۔ کھانے کے وقت اِدھر اُدھر نہ دیکھو۔ روٹی پر سالن کی پلیٹ، چٹنی کی پیالی یا نمک دانی نہ رکھیں۔ نمک اگر کاغذ میں ہے تو اسے روٹی پر رکھ سکتے ہیں۔ روٹی پر مندرجہ بالا چیزیں رکھنے سے روٹی کی توہین ہوتی ہے۔ اسی طرح سے چاول پر سالن کی پلیٹ نہ رکھیں۔ کھانے میں عیب نہیں نکالنا چاہئے اور اگر کھانا پسند نہ ہو تو نہ کھائیں مگر کھانے کو برا نہ کہیں۔ ہاتھ یا چھری کو روٹی سے نہ پونچھیں۔ مجلس میں اگر مٹھائی پھل وغیرہ تقسیم ہوں تو ایک ساتھ دو عدد یا دو قاشیں نہ اٹھایئے ناپاکی کی حالت میں کچھ نہ کھائیں۔ اس سے برص اور جزام کی بیماریوں کا اندیشہ ہوتا ہے۔ کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر تولئے سے ہاتھ خشک کرنا چاہئے لیکن کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر تولیہ وغیرہ استعمال نہ کریں کہ ہاتھ کی تری میں خدا نے برکت رکھی ہے۔ کھانے کے دوران لوگوں کے چہروں کی طرف کم نگاہ کرے۔ کھانا کھانے کے دوران جو روٹی کا ٹکڑا یا گوشت کی بوٹی دستر خوان پر گر جائے اسے اُٹھا کر کھانا ثواب ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص دستر خوان پر گرے ہوئے ٹکڑوں کو کھائے گا اسے بہت سی بیماریوں سے شفا ملے گی اور اس سے فقیری دور ہوتی ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ مہمان کے حقوق میں یہ بھی ہے کہ اس کے لئے خلال مہیا کیا جائے۔

06.01 ہاتھ دھونا کھانے سے پہلے اور بعد میں:

کھانا کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد دونوں ہاتھوں کو دھونا بہت ضروری ہے۔ اس سے فقیری دور ہوتی ہے، آنکھوں کو جلا ملتی ہے اور بیماری دور ہوتی ہے۔ ہم سارا دن مختلف لوگوں سے ہاتھ ملاتے ہیں۔ مختلف قسم کی مضرِ صحت اشیاء کو چھوتے ہیں، ان میں خاص کر کرنسی نوٹ تو ہر چھوٹے بڑے اور بچوں کے ہاتھوں سے گزرتے ہیں۔

کرنسی نوٹوں سے (سب سے زیادہ) جراثیم لگنے کا احتمال ہوتا ہے۔ یہ نوٹ مریضوں، گندے کام کرنے والوں، گھوڑے گدھوں اور مویشیوں کو مالش کرنے والے ہاتھوں سے بھی گزرتے ہیں اور ہم تک پہنچتے ہیں۔ ان کے ذریعے جراثیم ہمارے ہاتھوں میں منتقل ہوتے

ہیں۔نوٹوں پر موجود گرد وغبار اور گندگی سے سب سے زیادہ ایسے افراد متاثر ہوتے ہیں جن کو''ڈسٹ الرجی''(Dust Allergy)ہو۔اس کے علاوہ ایسے چھوٹے بچے بھی نوٹوں اور سکوں پر لگے جراثیم سے براہِ راست متاثر ہوتے ہیں جو کرنسی نوٹوں اور خاص طور پر سکوں کو منہ میں ڈال لیتے ہیں۔ بچے جو نوٹ ویڈیو گیم (Video Game) کی دوکان پر لے جاتے ہیں ان میں سے اکثر کو انہوں نے مٹھی میں دبا کر مروڑا ہوتا ہے اور بعض بچے منہ میں نوٹ لے لیتے ہیں۔بعض لوگ پان کھا کر انہیں رومال یا کوئی کپڑا میسر نہ ہو تو وہ جیب سے نوٹ نکال کر اس سے ہاتھ صاف کر لیتے ہیں۔ اکثر لوگ شادیوں پر نئے نوٹ برات اور دولہا دلہن پر لٹاتے ہیں،بعض اوقات یہ نئے نوٹ گندی جگہوں،مٹی،کیچڑ اور گندگی پر گرتے ہیں جہاں سے لوگ اُٹھا لیتے ہیں۔اس طرح ان نئے نوٹوں پر بھی گندگی لگ جاتی ہے۔بعض موچی حضرات بھی جوتے مرمت کرنے کے دوران ہونے والی کمائی کو اپنے بیٹھنے کے لئے رکھی ہوئی بوری کے نیچے ڈالتے جاتے ہیں۔اس طرح سارا دن نوٹ گندی بوری تلے پڑے رہنے کی وجہ سے جراثیم آلودہ ہو جاتے ہیں۔ بھیک مانگنے والے فقیر بھی نوٹوں کو اپنے گندے کپڑوں میں رکھتے ہیں جس سے جراثیم نوٹوں پر منتقل ہوتے ہیں۔بعض فیکٹریوں مثلاً جوتے بنانے یا چمڑا رنگنے والی فیکٹریوں میں مزدور مختلف قسم کے کیمیکل لوشن وغیرہ ہاتھ سے لگاتے ہیں اور جب انہیں تنخواہ ملتی ہے تو انہی گندے ہاتھوں سے نوٹوں کو گننا شروع کر دیتے ہیں جس سے جراثیم نوٹوں پر منتقل ہو جاتے ہیں۔لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہر کھانے سے پہلے اور بعد میں اپنے ہاتھ صابن سے اچھی طرح سے دھوئیں اور بچوں کو بھی ایسا کرنے کی ترغیب دیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

''جب آدمی سو کر اُٹھے تو سب سے پہلے اپنے ہاتھ پانی سے تین دفعہ دھوئے پھر کوئی کام شروع کرے۔''

06.02 کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے کی فضیلت:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''کھانے کی برکت کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا ہے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا ہے۔''(رواہ الترمذی و ابوداؤد،مشکوۃ شریف صفحہ 366)

06.03 کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھیں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا نام لے،اگر کھانے کے شروع میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا نام لینا بھول جائے تو اس طرح کہہ لے بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَ آخِرَہٗ دونوں ہی حالتوں میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا نام ہے۔'' (ابوداؤد،ترمذی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''شیطان اس کھانے کو حلال گردانتا ہے جس پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے۔

06.04 کھانا دائیں (Right) ہاتھ سے کھاؤ:

حضرت عمر بن ابی سلمۃ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ:
''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا نام لے کر کھاؤ اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔'' (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:
''تم میں سے کوئی شخص ہرگز اپنے بائیں (Left) ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ پئے اس لئے کہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور پیتا ہے۔'' (مسلم)

سورۃ واقعہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
''پس دائیں ہاتھ والے دائیں ہاتھ والے (کتنے آرام میں) ہیں اور بائیں ہاتھ والے (افسوس) بائیں ہاتھ والے کیا (عذاب میں) ہیں۔'' (سورۃ الواقعۃ:8,9)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:
''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس بندے پر راضی ہوتے ہیں جو کھانا کھا کر ''الحمدللہ'' کہے یا پانی پینے کے بعد ''الحمدللہ'' کہے۔''

ماں باپ، بزرگوں اور اساتذہ کرام کا فرض ہے کہ وہ کھانے سے پہلے بچوں کو ہاتھ دھونا، کھانا شروع کرنے سے پہلے ''بسم اللہ'' پڑھنا، کھانے کے بعد ''الحمد للہ'' کہیں اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کی تلقین کریں۔

06.05 کھانے کے دوران گفتگو:

کھانے کے دوران اچھی اور ہلکی پھلکی گفتگو کرنی چاہیئے۔ مثلاً موسم، پھل اور پھلوں کے بارے میں یا کھانے وغیرہ کے بارے میں۔ کھانے کے دوران لڑائی جھگڑے یا ایسی گفتگو جس سے تناؤ (Tension) پیدا ہو نہیں کرنی چاہیئے۔ بعض لوگ کھانے کے دوران بیماریوں، ٹریفک، حادثات، قتل، دہشت گردی اور کراہت پیدا کرنے والی باتیں یا اخلاق سے گری ہوئی گفتگو شروع کر دیتے ہیں، ان سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

06.06 ممانعت......سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے اور پینے کی:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:
''تم ریشم اور دیباج مت پہنو اور نہ سونے چاندی کے برتن میں پیئو اور نہ ان پیالوں میں کھاؤ۔''
(بخاری و مسلم)

حضرت اُمّ المومنین اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:
''جو شخص چاندی کے برتن میں پانی پیتا ہے وہ حقیقت میں اپنے پیٹ کے اندر ہر گھونٹ کے ساتھ جہنم کی

آگ اُتارتا ہے۔" (حضرت اُمّ المومنین اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا)

06.07 کھانے میں عیب نہ نکالو:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا اگر کھانا پسند ہوتا تو نوش فرما لیتے اگر ناپسند ہوتا تو اس کو چھوڑ دیتے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں سے سالن مانگا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس سرکہ کے علاوہ کچھ نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ہی منگوا لیا اور اس کے ساتھ کھانا شروع کر دیا اور فرماتے جا رہے تھے کہ "سرکہ تو بہت اچھا سالن ہے۔ سرکہ تو بہت اچھا سالن ہے۔" (مسلم)

06.08 کھانا پلیٹ میں اپنے سامنے کی طرف سے کھاؤ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"برکت کھانے کے درمیان میں اُترتی ہے۔ پس تم برتن کے دونوں کناروں سے کھاؤ اور اس کے درمیان سے نہ کھاؤ۔" (ابوداؤد، ترمذی)

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا اور اس وقت نوعمر تھا۔ میرا ہاتھ پوری پلیٹ میں گھومتا تھا تو مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"اے لڑکے! بسم اللہ پڑھو اور اپنے داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔"

06.09 پلیٹ میں کھانا نہ چھوڑیئے اور نہ کھانا ضائع کیجئے:

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ کھانے کی قدر کیجئے۔ پلیٹ میں اتنا ہی کھانا لیں جتنا آپ ختم کر سکیں۔ رزق حلال بڑی محنت اور مشقت سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فضل اور نور ہے۔ اس کا ضیاع انفرادی اور اجتماعی نقطۂ نظر سے سخت نقصان دہ ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اگر تم میری نعمتوں کی قدر کرو گے تو میں تم کو اور زیادہ نوازوں گا اور اگر کفرانِ نعمت کرو گے تو میری سزا بہت سخت ہے۔" (سورۃ ابراہیم:7)

سورۃ اعراف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"کھاؤ پیئو مگر اسراف نہ کرو۔ اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔" (سورۃ الاعراف)

بہت سے لوگوں کے گھروں میں کھانا بہت ضائع ہوتا ہے۔ کھانا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، اسے کسی قیمت پر ضائع نہ کیجئے۔ اس دنیا میں جہاں بے شمار انسان بھوک سے مر رہے ہوں غریب دانے دانے کو ترس رہے ہوں وہاں کتنی بڑی نادانی اور ناسمجھی ہوگی کہ جن کو اللہ سبحانہٗ و

تعالیٰ نے آسودگی عطا فرمائی ہے وہ کھانے کو ضائع کردیں۔ کھاتے وقت روٹی کا ایک ٹکڑا یا گوشت کی کوئی بوٹی دستر خوان پر گر جائے تو اسے بھی نہ پھینکئے، بلکہ صاف کر کے استعمال کر لیں۔

06.10 کھانا سب مل کر کھائیں:

خوشی اور مسرت کا ماحول ہو تو کھائی ہوئی خوراک جسم میں صحت وقوت پیدا کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اس کے برعکس غم واندوہ اور دکھے ہوئے دل کی حالت میں معدے میں جانے والی غذا نہ تو اچھی طرح سے ہضم ہوتی ہے اور نہ صحت مند خون پیدا کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب گھر کے سب افراد ایک جگہ بیٹھ کر کھاتے ہیں تو ہر فرد میں باہمی محبت کے جذبات پائے جاتے ہیں اور یہ احساسات کھانے کی محفل کو پُر لطف بنا دیتے ہیں۔ اکٹھے بیٹھ کر کھانے میں بہت برکت ہے۔ حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم کھانا کھاتے ہیں مگر سیر نہیں ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''غالباً تم اکیلے اکیلے کھاتے ہو۔'' وہ بولے ''جی ہاں!'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اپنا کھانا ایک جگہ جمع کر کے مل کر اور بسم اللہ پڑھ کر کھایا کرو تو اس میں برکت ہوگی۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کے لئے اور تین کا چار کے لئے کافی ہوتا ہے۔''

06.11 کھانا شروع کرنے میں پہل کس کو کرنا چاہئے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''کھانے کی مجلس میں جو شخص بزرگ اور بڑا ہو اُس سے کھانا شروع کروانا چاہئے۔'' (مسلم)

06.12 کھانے کے وقت کوئی آجائے تو اُسے کھانے کے لئے مدعو کریں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''کھانے کے درمیان کوئی شخص آجائے تو اُس سے کھانے کے لئے پوچھ لینا چاہئے۔'' (ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''دستر خوان پہلے اُٹھا لیا جائے اس کے بعد کھانے والے اُٹھیں۔'' (ابن ماجہ)

06.13 خدا کے نزدیک محبوب ترین کھانا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''خدا کے نزدیک محبوب ترین کھانا وہ ہے جس میں بہت سے لوگ شامل ہوں۔''

06.14 رات کو ضرور کھاؤ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''شام کو ضرور کھاؤ خواہ تھوڑی سی کھجوریں ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ شام کو نہ کھانا کمزوری اور ضعف پیدا کرتا ہے۔''

06.15 ٹیک لگا کر کھانا، کھانا درست نہیں:

حضرت ابوجحیفہ وہیب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔''

06.16 شکم پُری ناپسندیدہ ہے:

شکم پُری پیٹ بھر کر یعنی ضرورت سے زیادہ کھانا کھانے کو کہتے ہیں۔ کھانے کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کی ہدایت یہ ہے کہ آدمی پیٹ زیادہ نہ بھرے۔ اس لئے کہ شکم پُری کے جہاں کئی نفسیاتی اور اخلاقی نقصانات ہیں وہیں انسان کی صحت بھی اس سے خراب ہوتی ہے۔ اور آدمی گوناگوں پیٹ کے امراض اور اس سے متعلقہ دیگر بیماریوں میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''آدمی نے پیٹ (کے برتن) سے بڑا کوئی برتن نہیں بھرا۔ ابنِ آدم کے لئے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھ سکیں۔ اگر بہت ضروری ہو تو ایک تہائی اس کے کھانے، ایک تہائی پینے اور ایک تہائی سانس لینے کے لئے ہونا چاہئے۔'' (ترمذی)

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ پر عمل ہو تو معدہ ٹھیک رہ سکتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے مومن کی یہ صفت بتائی کہ:

''اس کی خوراک کم ہوتی ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت جابر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''مومن کا کھانا ایک آنت میں ہوتا ہے اور کافر سات آنتوں میں بھرتا ہے۔'' (صحیح بخاری)

06.17 خوراک تھوڑی کھائیں:

''خوراک تھوڑی کھائیں تو طاقت ملے گی، وہی خوراک زیادہ کھائیں تو طاقت چھن جائے گی۔'' (صوفی بزرگ)

''مفید چیز مقدار میں بڑھ جائے تو غیر مفید ہو جاتی ہے۔'' (صوفی بزرگ)

06.18 شکم پری سے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوالِ زریں:

(i) ''شکم پری ذہن کی تیزی کو روکتی ہے اور بدہضمی پیدا کرتی ہے۔''

(ii) ''قدرے بھوک رکھنا اور کم کھانا نہایت سودمند جب کہ شکم پری لاتعداد امراض کا پیش خیمہ ہے۔''

(iii) ''پیٹ بھر کر کھانا اور فاقہ کشی ہر دو مانعِ عبادت عمل ہیں۔''

(iv) ''بھوکے شریف اور پیٹ بھرے کمینے کے حملے سے بچو۔''

(v) ''کم کھانا نفس کی بزرگی کا باعث اور ہمیشہ تندرست رہنے کا موجب ہے۔''

06.19 چھری کانٹے کا استعمال:

کھانے کے دوران چھری کانٹے کا استعمال ممنوع نہیں ہے، اگر گوشت یا کوئی اور چیز سخت ہے تو اسے چھری سے کاٹا جاسکتا ہے۔

حضرت عمرو بن اُمیہ ضمری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دستِ اقدس میں بکری کا شانہ تھا۔ آپ ﷺ اسے چھری سے کاٹ کر تناول فرما رہے تھے کہ اتنے میں اذان ہوگئی، آپ ﷺ نے چھری رکھ دی اور نماز کے لئے تیار ہوگئے۔ (صحیح بخاری)

اس حدیث کے زمرے میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اس میں گوشت کو چھری سے کاٹ کر کھانے کا جواز موجود ہے۔ گوشت سخت ہو یا اس کا ٹکڑا بڑا ہو تو اس کی ضرورت پیش آتی ہے۔"

علامہ ابنِ حزم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ چھری سے کاٹ کر گوشت کھانا پسندیدہ ہے۔ اسی طرح چھری سے کاٹ کر روٹی کھانا بھی ناپسندیدہ نہیں کیونکہ اس سلسلے میں کوئی صریح ممانعت نہیں آئی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پنیر پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے چھری طلب فرمائی اور پھر بسم اللہ پڑھ کر چھری سے کاٹ کر تناول فرمایا۔ (ابوداؤد)

06.20 میز کرسی کا استعمال:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کھانا زمین پر رکھ کر یا زمین پر دسترخوان بچھا کر کھانا سنت سے قریب ہے۔ اس میں تواضع اور خاکساری بھی ہے، لیکن تپائی یا اس جیسی اونچی چیز پر کھانا رکھ کر کھانا ممنوع یا مکروہ نہیں کہ اس کی ممانعت ثابت نہیں۔ یہ بدعت بھی نہیں، اسی سے میز کرسی پر بھی کھانا کھانے کا جواز نکلتا ہے۔

06.21 کھانے میں برکت کی انتہاء:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اگر کسی دسترخوان پر چار چیزیں جمع ہو جائیں تو پھر برکت کی کوئی انتہاء نہیں رہتی: ① کھانا حلال ہو، ② بہت سے آدمی کھا رہے ہوں، ③ شروع میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا نام لیا گیا ہو، ④ آخر میں حمدِ باری تعالیٰ بجا لائی گئی ہو۔"

06.22 صبح کا ناشتہ کیسا ہونا چاہئے؟

ناشتہ ایسا ہونا چاہئے جس سے آپ کی صحت بہتر ہو اور آپ کے نظامِ انہضام میں بہتری آئے۔ ایک متوازن اور غذاایت سے بھرپور ناشتہ مندرجہ ذیل اشیاء پر مشتمل ہونا چاہئے۔

(i) تازہ پھلوں کے جوس کا ایک گلاس

(ii) انڈا (آملیٹ/فرائی/اُبلا ہوا)

(iii) ٹوسٹ/پراٹھا

(iv) مکھن/شہد/جام، جیلی/پنیر (Cheese) دلیہ (Porridge) (جو یا گندم کا)/کورن فلیکس (Corn Flex)

(v) موسمی پھل: ایک عدد سیب/کیلا/امرود/آڑو/آلو بخارا/خوبانی/مالٹا یا کینو/انگور

(vi) چائے یا کافی (Tea or Coffee)

06.23 کھانا کیسا ہونا چاہئے؟

کھانا لذیذ اور فرحت بخش ہونا چاہئے جسے کھا کر آپ راحت محسوس کریں، یعنی وہ آپ کے جسم، دل و دماغ کو تقویت پہنچائے۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل چیزوں کا خیال رکھیں:

(i) کھانا یعنی سالن وغیرہ خوش رنگ ہونا چاہئے تاکہ آنکھوں کو بھائے۔

(ii) کھانا لذیذ یعنی خوش ذائقہ ہونا چاہئے کہ زبان کو پسند آئے۔

(iii) کھانا غذائیت سے بھرپور یعنی خوش اثر ہو کہ جسم کو تقویت پہنچائے۔

(iv) کھانے میں ایک عدد سبزی کی ڈش ضرور شامل کریں۔

(v) کھانے میں ہری پھلیاں (Green Beans) ہر روز یا ہفتہ میں کم از کم دو تین دفعہ ضرور کھائیں۔

(vi) کھانے میں سلاد ضرور شامل کریں جس میں سلاد کے سبز پتے ضرور شامل کریں۔

(vii) دوپہر کے کھانے کے بعد پھل (Fruit) ضرور کھائیں۔ پھل رات کو نہ کھائیں۔

(viii) دوپہر اور رات کے کھانے کے بعد سبز قہوہ (Green tea) لیموں ڈال کر پئیں۔

(ix) پانی کھانے سے پہلے پی لیں یا پھر کھانا کھانے کے ایک گھنٹے کے بعد پئیں۔

ہم جو اناج گوشت وغیرہ کھاتے ہیں ان سے زہریلے مادے (Toxins) پیدا (Produce) ہوتے ہیں جو کہ خون میں شامل ہو کر انسان کو بیمار کرتے ہیں۔ ان Toxins کو جسم سے نکال پھینکنے کے لئے ایک اور صرف ایک طریقہ ہے اور وہ یہ کہ ہم اپنی غذا میں زیادہ سے زیادہ مقدار میں جوس (Juices) پھلوں اور سبزیوں کا بہت استعمال کریں۔ دن میں چار پانچ مرتبہ پھل کھائیں۔

06.24 اپنی بیماریوں کا علاج اپنی غذا سے کریں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ:

''اپنی بیماریوں کا علاج اپنی غذا سے کرو۔''

بہت سی بیماریاں ایسی ہیں جن کا علاج غذا سے ممکن ہے مثلاً

خون میں کمی کا علاج: ......کلیجی پالک وغیرہ سے ممکن ہے۔گھٹنوں میں درد کے لئے نہاری پائے وغیرہ مفید ہیں۔اختلاجِ قلب کا علاج جو کے دَلیے سے ممکن ہے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو کا دلیہ بیمار کے دل کو آرام پہنچاتا ہے۔''

فرمانِ رسول ﷺ ہے:

''جو شخص ہر ماہ کم از کم تین دن صبح شہد چاٹ لے وہ ہر قسم کی بیماری سے محفوظ رہے گا۔'' (ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''زیتون کے تیل سے علاج کرو، اسے کھاؤ اور سر پر بھی لگاؤ کہ یہ ایک مبارک درخت سے ہے۔'' (ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بیماریوں میں موت کے سوا ایسی کوئی بیماری نہیں جس کے لئے کلونجی میں شفاء نہ ہو۔'' (مسلم)

آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا: ''تم اپنے اوپر کالے دانوں (کلونجی) کو لازم کر لو کہ اس میں موت کے علاوہ ہر بیماری سے شفا ہے۔'' (ابن ماجہ)

فرمانِ رسول ﷺ ہے:

''اگر کوئی پھل جنت سے زمین پر بھیجا گیا تو وہ انجیر ہے۔ بلاشبہ جنت کے اس پھل میں شفاء ہے۔'' (ابو بکر الجوزی رحمۃ اللہ علیہ)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''عجوہ کھجور اور بیت المقدس کا گنبد (صخرہ) دونوں جنت سے آئے ہیں۔ (ابن ماجہ) آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''کھجور کو نہار منہ کھایا کرو اس لئے کہ یہ پیٹ کے کیڑوں کو مارتی ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ایسا کوئی انار نہیں ہوتا کہ جس میں جنت کے اناروں کا دانہ شامل نہ ہو۔'' (ابونعیم)

آنکھوں کی بینائی گاجر، پالک، میتھی اور مولی کے پتے کھانے سے بہتر ہو جاتی ہے۔ٹماٹر ہاضمے میں مدد دیتا ہے۔امرود دو تین مہینوں تک مسلسل کھانے سے بلڈ پریشر نارمل ہو جاتا ہے۔بکری کے دودھ میں انسدادِ سرطان کے پروٹین بکثرت پائے جاتے ہیں۔لیموں سے ایڈز کے مرض کی دوا تیار ہو رہی ہے۔بیر کھانے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔(حضرت آدم علیہ السلام نے زمین پر آنے کے بعد سب سے پہلا پھل جو کھایا وہ بیر تھا۔) دماغ کی تیزی اور یادداشت کے لئے بادام اور اخروٹ بہت مفید ہیں۔کم خون فشار (Low Blood Pressure) کے لئے شہد اور کالی مرچ کا استعمال مفید ہے۔اسی طرح گریپ فروٹ ہائی بلڈ پریشر، جلد کی بیماریوں اور جوڑوں کے درد (Arthritus) کا علاج ہے۔فالسہ، انار اور پپیتا جگر کو صحیح کرتا ہے۔کالے چنے منقہ اور انجیر دائمی قبض کا علاج ہے۔حضرت داؤد علیہ السلام علم الادویہ کے بانی تھے، کیونکہ جب وہ چلتے تھے تو ہر درخت اور پتھر ان

سے مخاطب ہوکر اپنا نام اور فائدہ بتاتا تھا۔ وہ ان کو لکھ لیا کرتے تھے۔ اور اس طرح علم الادویہ پر پہلی کتاب معرضِ وجود میں آئی۔

06.25 کون سی نیکی بہتر ہے؟

رسول اللہ ﷺ سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ کون سی نیکی بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کھانا کھلانا اور سب کو سلام کہنا۔''

06.26 مؤمنین سے خاطر تواضع کے ساتھ پیش آنے کا حکم:

سورۃ حجر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور مؤمنین سے خاطر و تواضع کے ساتھ پیش آنا۔'' (سورۃ الحجر: 88)

06.27 دوسروں کو کھانا کھلاتے رہیں:

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''دوسروں کو کھانا کھلاتے رہیں اس لئے کہ بخیل آدمی کو کبھی عزت نہیں ملتی۔'' (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ)

06.28 سخاوت کی اہمیت اولیاء اللہ کی نظروں میں:

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جس نے نعمت پائی سخاوت سے پائی۔''

06.29 دعوت میں غیر مدعو شخص کے لئے میزبان سے اجازت طلب کرنا:

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جو کھانا اس نے تیار کیا تھا وہ پانچ آدمیوں کے لئے تھا۔ (یعنی اس دعوت میں آپ ﷺ کے علاوہ چار آدمی اور بھی تھے) پس ان کے ساتھ ایک آدمی اور پیچھے ہوگیا۔ جب آپ ﷺ دروازے پر پہنچے تو آپ ﷺ نے اس (میزبان) سے کہا: ''یہ شخص بھی ہمارے ساتھ آگیا ہے، اگر تم چاہو تو اسے اجازت دے دو اگر چاہو تو یہ واپس چلا جائے گا۔'' اس (میزبان) نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کو بھی اجازت دیتا ہوں۔'' (بخاری و مسلم)

06.30 کھانے میں برکت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''دو آدمیوں کا کھانا تین کو اور تین کا کھانا چار آدمیوں کے لئے کافی ہے۔'' (متفق علیہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ

''ایک آدمی کا کھانا دو کو، اور دو کا کھانا چار کو، اور چار کا کھانا آٹھ آدمیوں کے لئے کافی ہے۔'' (رواہ مسلم)

06.31 اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کوئی کھانا نہیں:

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کسی شخص نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کبھی کوئی کھانا نہیں کھایا اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا کرتے تھے۔'' (بخاری)

ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فالودہ پیش کیا گیا تو انہوں نے اسے اپنے سامنے رکھ کر فرمایا:

''یہ بہت عمدہ خوشبو (یا عمدہ رنگ) اور لذیذ شے ہے لیکن اس کی عادت ڈال کر میں اپنے نفس کو خراب نہیں کرنا چاہتا۔''

06.32 آپ کے دستر خوان پر پرہیزگار ہی کھانا کھائے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی کہ مومن سے ہی رشتہ محبت استوار کرو اور اسی کے ساتھ اپنا کھانا پینا رکھو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مومن ہی کی صحبت میں رہو اور تمہارے دستر خوان پر پرہیزگار ہی کھانا کھائے۔''

06.33 کھانے کی میز پر خلال ضرور رکھیں:

خلال کرنا بھی طہارت وصفائی میں شامل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''خلال کرو کہ خلال کرنا طہارت وصفائی میں داخل ہے۔ اور طہارت وصفائی ایمان کی طرف لے جاتی ہے اور ایمان انسان کو جنت کی طرف لے جاتا ہے۔''

باب: 07

پانی پینے کے آداب

07.00: پانی پینے کے آداب

پانی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ زندگی کا دارومدار پانی پر ہی ہے۔ ہمیں اس نعمت کی قدر کرنی چاہئے اور پانی کو کسی صورت میں ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے کئی چیزوں سے منع فرمایا ہے۔ بعض جگہ نہ کرنے کی وجوہات بیان کی گئی ہیں اور بعض جگہ نہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اس تجسس میں نہ پڑیں کہ ایسا کیوں ہے، بلکہ سورۃ حشر میں یہ آیت یاد رکھیں:

''رسول اللہ ﷺ جو تم کو دیں اس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔'' (سورۃ الحشر: 7)

07.01 پانی بیٹھ کر پینا چاہئے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی آدمی کھڑے ہو کر پانی پیئے۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کھڑے ہو کر کھانا کھانے کا کیا حکم ہے؟ تو انہوں نے فرمایا یہ تو اس سے بھی بدتر ہے۔ (مسلم) ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے روکا۔

07.02 پانی پیتے وقت تین مرتبہ سانس لینا چاہئے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ پینے کی چیز میں پینے کے دوران تین بار سانس لیتے تھے۔ (مسلم) یعنی برتن سے باہر سانس لیتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایک ہی سانس میں اونٹ کی طرح پانی مت پیئو، بلکہ دو دو اور تین تین سانس میں پیا کرو اور جب پینا شروع کرو تو اللہ کا نام لو اور جب فارغ ہو جاؤ تو الحمد للہ کہو۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ برتن میں سانس لیا جائے۔ آپ ﷺ کی مراد یہ ہے کہ پیتے وقت خود برتن کے اندر ہی سانس لیا جائے یہ منع ہے۔ برتن سے منہ کو ہٹا کر سانس لینا چاہئے۔

07.03 پانی پیتے وقت پانی میں پھونکیں مارنے کی ممانعت:

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے پینے والی چیز میں پھونک مارنے سے منع فرمایا تو ایک آدمی نے عرض کیا بعض مرتبہ برتن میں تنکے وغیرہ کو دیکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا 'اس کو گرا دو۔'' اس نے پھر عرض کیا ایک سانس میں سیراب نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''پس برتن کو منہ سے دور کر کے سانس لو۔'' (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے برتن میں سانس لینے سے یا اس میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔ (ترمذی)

07.04 آب زمزم پینے کے آداب:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زمزم کا پانی پلایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھڑے ہو کر پیا۔

07.05 لوگوں کو پانی پلانے والا خود سب سے آخر میں پیئے:

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''لوگوں کو پانی پلانے والا سب سے آخر میں پیئے۔'' (ترمذی)

07.06 سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی ممانعت:

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص چاندی کے برتنوں میں پیتا ہے او وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ کو بھر رہا ہے۔'' (بخاری)

مسلم کی ایک دوسری روایت ہے کہ
''بے شک وہ آدمی جو سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھاتا پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔'' (مسلم)

07.07 پانی دائیں ہاتھ سے پینا چاہیے:

پانی دائیں ہاتھ سے پینا چاہیے اور بیٹھ کر پینا چاہیے، کھڑے ہو کر نہیں ہاں! البتہ مجبوری میں کھڑے ہو کر پیا جا سکتا ہے مگر بائیں ہاتھ سے نہ پئیں۔

07.08 کھانے کے بعد پانی نہیں پینا چاہیے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کے بعد پانی نوش نہ فرماتے کیونکہ یہ مضرِ ہضم ہے۔ جب تک کھانا ہضم کے قریب نہ ہو پانی نہ پینا چاہیے۔ پانی کھانے سے پہلے پی سکتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ)

07.09 دودھ کی افادیت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''دودھ کے سوا کوئی چیز نہیں جو کھانے اور پینے دونوں کا کام دے سکے۔'' (نشر الطیب)

باب: 08

سفر کے آداب

08.00: سفر کے آداب

08.01 سفر کے لئے مبارک دن:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لئے جمعرات کے دن نکلے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن ہی سفر کرنے کو پسند فرماتے تھے۔ کم ہی ایسا ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے علاوہ کسی اور دن سفر کرتے ہوں۔" (بخاری و مسلم)

08.02 سفر کے لئے سواری پر سوار ہوتے وقت کی دعا:

سورۃ الزخرف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اور تمہارے لئے کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو تا کہ تم ان کی پیٹھ پر سیدھے ہو کر بیٹھو۔ پھر جب تم سیدھے ہو کر بیٹھ جاؤ تو اپنے رب کی نعمت کو یاد کرو اور کہو "پاک ہے وہ ذات جس نے اس جانور کو ہمارے تابع کر دیا ہم اس کو قابو کرنے والے نہیں تھے اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف پھرنے والے ہیں۔" (سورۃ الزخرف: 13 ,12)

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ"

08.03 سفر میں دعا کرنا مستحب ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین دعائیں مقبول ہی ہیں ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں:

① مظلوم کی دعا

② مسافر کی دعا

③ باپ کی دعا اپنی اولاد کے لئے (ابو داؤد، ترمذی)

08.04 مسافر کو اپنی ضرورت پوری کر کے جلدی گھر لوٹنے کا حکم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے۔ جو سفر کرنے والے کو کھانے پینے اور سونے سے روک دیتا ہے۔ پس تم میں سے کوئی اپنے سفر سے اپنا مقصود پورا کر لے تو اسے چاہئے کہ اپنے گھر لوٹنے میں جلدی کرے۔" (متفق علیہ)

08.05 سفر کرنے والے جب بلندی پر چڑھیں تو اللہ اکبر کہیں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کا معمول یہ تھا کہ جب وہ بلند مقامات پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب نیچے اُترتے تو سبحان اللہ کہتے۔" (ابوداؤد)

08.06 سفر کم سے کم سامان کے ساتھ کریں:

آپ جتنا کم سامان کے ساتھ سفر کریں گے اتنا ہی آپ کو سفر میں سہولت رہے گی۔ اتنا سامان لے کر سفر کریں جسے آپ خود اٹھا سکیں اور آپ کو قلی وغیرہ کی بھی ضرورت نہ پڑے۔ ترقی یافتہ ممالک کے لوگ کم سے کم سامان کے ساتھ سفر کرتے ہیں جیسا کہ اس انگریزی کے محاورے سے ظاہر ہے۔

"He who would travel happily must travel light." (Antoine de saint- Exupery).

08.07 اچھے ہم سفر، سفر کو خوشگوار بنا دیتے ہیں:

سفر کے دوران اگر آپ کو اچھے ہم سفر مل جاتے ہیں تو آپ کا سفر نہ صرف خوشگوار بلکہ یادگار بھی بن سکتا ہے۔ سفر آپ کے ذہن کو وسیع اور سوچ کو نئی راہیں مہیا کرتا ہے۔ ایک شخص جتنا زیادہ سفر کرے گا اتنا ہی اس کی معلومات میں اضافہ ہوگا۔ ایک انگریزی محاورے کے مطابق ایک اچھا ہمسفر سفر کے دورانیہ کو کم کر دیتا ہے۔

"A pleasant campanion reduces the length of the journey." (Publilius Syrus)

08.08 طوفان میں گھرے مسافر اللہ سے ہی مدد مانگتے ہیں:

سورۃ یونس میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اور (جب) مسافر سمجھ لیتے ہیں کہ طوفان میں گھر گئے ہیں اس وقت سب اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کر کے اس سے دعائیں مانگتے ہیں۔" (سورۃ یونس:10:22)

ہمیں چاہئے کہ ہم مصیبت میں گھرنے سے پہلے ہی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے رجوع کر لیا کریں۔ مصیبت کے وقت تو سب دعا کرتے ہیں۔

08.09 رات کے وقت سفر کرنے کا حکم:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم رات کے وقت (سفر کرنے کو) اختیار کرو اس لئے کہ رات کو زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔" (ابوداؤد)

08.10 رفیق سفر کی مدد کرنے کا حکم:

حضرت ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم سفر میں تھے ایک آدمی سواری پر آیا اور دائیں بائیں اپنی نظر پھیر کر دیکھنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس کے پاس اپنی ضرورت سے زائد سواری ہو تو وہ بطور احسان اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے۔ اور جس شخص کے پاس زائد توشۂ سفر ہے تو اس کے ساتھ اس پر احسان کرے، جس کے پاس توشہ نہیں ہے۔ پس اس طرح آپ ﷺ نے مال کی اور بھی قسمیں بیان فرمائیں۔ یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ ہم میں سے کسی کا زائد از ضرورت چیز میں کوئی حق نہیں۔" (رواہ مسلم)

08.11 عورت کا اکیلے سفر کرنا جائز نہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"کسی عورت کے لئے جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں ہے کہ وہ محرم کے بغیر ایک دن اور رات کا سفر کرے۔" (بخاری ومسلم)

08.12 تنہا سفر کرنے کا نقصان:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"لوگوں کو تنہا سفر کرنے کا وہ نقصان معلوم ہو جائے جس کا مجھے علم ہے تو کوئی سوار رات کو اکیلا سفر نہ کرے۔" (بخاری)

08.13 سفر میں امیر بنانے کا حکم:

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"جب تین آدمی سفر کے لئے نکلیں تو وہ اپنے میں سے کسی ایک کو امیر بنالیں۔" (یہ حدیث حسن ہے اسے ابوداؤد نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

08.14 سفر سے دن کے وقت آنا مستحب ہے اور بغیر ضرورت کے رات کو آنا مکروہ ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"جب تم میں سے کسی کی گھر سے غیر حاضری لمبی ہو جائے تو اپنے گھر والوں کے پاس رات کو نہ آئے۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آدمی کو رات کے وقت اپنے گھر والوں کے پاس آنے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ رات کو سفر سے واپسی پر اپنے گھر والوں کے پاس نہیں آتے تھے اور آپ ﷺ ان کے پاس صبح یا شام کے وقت تشریف لاتے۔" (بخاری ومسلم)

08.15 سفر پر رُخصت کرنے کے آداب:

آپ جب بھی اپنے بچوں، ماں باپ، دوست احباب یا رشتہ داروں کو سفر پر رُخصت کریں تو دعائیہ کلمات کے ساتھ رُخصت کریں۔ یہ کہ "خیریت سے جائیں اور خیریت سے واپس آئیں"، "خدا حافظ" "اللہ حافظ"۔ اور یہ دعا بھی پڑھیں:

''میں تمہارے دین، امانت اور خاتمہ عمل کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔'' (حصن حصین)

سفر پر جانے والے بہن بھائی، ماں باپ یا قریبی رشتہ دار عمر رسیدہ یا بیمار ہیں تو قریبی رشتہ دار اپنے نوجوان بچوں کے ساتھ انہیں ایئر پورٹ، ریلوے اسٹیشن، یا بس ٹرمینل چھوڑنے ضرور جائیں۔ یہ نوجوان ان کا سامان ٹرالی میں رکھنے، یا پورٹر کو تلاش کرنے میں مدد دے سکتے ہیں۔ یہی نیکی کے کام ہیں کہ کسی ضرورت کے وقت آپ کا سہارا بن جائیں کل کوئی آپ کا سہارا بنے گا۔

08.16 کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ تنہا سفر نہ کرے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے، مگر اس عورت کے ساتھ جو اس کی محرم رشتہ دار ہو اور کوئی عورت سفر نہ کرے، مگر محرم رشتہ دار کے ساتھ۔ ایک آدمی نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ)! میری بیوی حج کے لئے جا رہی ہے اور میرا نام تو فلاں فلاں جنگ کے لئے لکھا جا چکا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اپنی بیوی کے ساتھ جا کر حج کرو۔'' (بخاری ومسلم)

باب: 09

سونے کے آداب

09.00: سونے کے آداب

رات اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے سونے اور آرام کرنے کے لئے بنائی ہے۔ اور دن جاگنے اور کام کرنے کے لئے۔ نیند اور اونگھ انسان کی کمزوری بھی ہے اور ضرورت بھی۔ انسانی زندگی کا تسلسل قائم رکھنے کے لئے نیند اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کے لئے ایک بیش بہا تحفہ ہے۔ جس کا ہم شکر ادا نہیں کر سکتے۔ انسان جاگتا بھی ہے اور سوتا بھی ہے۔ اسے نیند بھی آتی ہے اور اونگھ بھی، مگر اس کے خالق کو نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ اسی لئے جنت میں نیند نہیں ہے۔

صحت کے لئے نیند کا پورا ہونا بہت ضروری ہے۔ نیند کے پورا نہ ہونے سے بہت سی تکالیف اور بیماریاں جنم لیتی ہیں جن میں ذہنی بیماریاں سرِ فہرست ہیں جو کہ پیدا ہی رات کو بہت دیر تک جاگنے کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ آج کل طلبہ میں ساری ساری رات جاگ جاگ کر کمپیوٹر اور انٹرنیٹ پر کام کرنے کا رُجحان بہت شدت اختیار کر گیا ہے جس کی وجہ سے ذہنی امراض میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے۔ ہم سونے کے معاملے میں نہ تو اسلامی اصولوں پر عمل کر رہے ہیں اور نہ ہی حفظانِ صحت کے اصولوں کو خاطر میں لا رہے ہیں۔ بس ایک دھن سوار ہے کہ جس نے ہر فائدے کی چیز کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔

ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی زندگیوں میں نظم وضبط پیدا کریں۔ ہر کام مقررہ وقت پر شروع اور مقررہ وقت پر مکمل کرنے کی عادت ڈالیں۔ اس کے لئے پہلا مرحلہ یہ ہے کہ ہم وقت پر سوئیں او وقت پر جاگیں۔ یہ انگریزی کا محاورہ بچپن میں سب نے سنا ہوگا:

"Early to bed and early to rise makes a man healthy, wealthy and wise."

رات گئے تک جاگنے سے پرہیز کریں۔ شب میں جلد سونے اور سحر میں جلد اُٹھنے کی عادت ڈالیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''عشاء کی نماز کے بعد تو ذکر الٰہی کے لئے جاگا جا سکتا ہے، یا گھر والوں سے ضرورت کی بات کرنے کے لئے۔''

09.01 سونے سے متعلق احکاماتِ خداوندی:

(i) سورۃ الفرقان میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور وہی خدا ہے جس نے رات کو تمہارے لئے پردہ پوش اور نیند کو راحت وسکون اور دن اُٹھ کھڑے ہونے کو بنایا۔'' (سورۃ الفرقان:47)

(ii) سورۃ النباء میں ارشادِ خداوندی ہے:

''اور ہم نے نیند کو تمہارے لئے سکون و آرام، رات کو پردہ پوش اور دن کو روزی کی دوڑ دھوپ کا وقت بنایا۔'' (سورۃ النباء)

(iii) سورۃ النمل میں ارشادِ خداوندی ہے:

''کیا ان لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے (تاریک) رات بنائی کہ یہ اس میں آرام وسکون حاصل کریں اور دن کو روشن (کہ دوڑ دھوپ کریں) بلاشبہ اس میں مومنوں کے لئے سوچنے کے اشارات ہیں۔'' (سورۃ النمل:86)

09.02 سونے کے آداب سے متعلق رسول اللہ ﷺ کے ارشاداتِ گرامی:

(i) سونے سے پہلے بستر جھاڑ لیجئے:

سونے سے پہلے بستر اچھی طرح جھاڑ لیجئے اور اگر کبھی سوتے سے کسی ضرورت کے لئے اُٹھیں اور پھر آ کر لیٹیں تب بھی بستر اچھی طرح جھاڑ لیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اور جب کوئی شب میں بستر سے اُٹھے اور پھر بستر پر جائے تو اپنی لنگی کے کنارے سے تین بار اسے جھاڑ دے اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے پیچھے بستر پر کیا چیز آ گئی ہے۔'' (ترمذی)

(ii) سونے سے پہلے جلتی ہوئی آگ بجھا دیں:

سونے سے پہلے گھر کے تمام دروازے (باہر والے) بند کر کے کنڈی لگا لیں۔ کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانپ دیجئے یا فرج میں رکھ دیں، گھر کی غیر ضروری بتیاں، چراغ، لالٹین، چولہا اور اگر آگ جل رہی ہو تو اسے بجھا دیں۔ ایک بار مدینے میں رات کے وقت کسی کے گھر میں آگ لگ گئی تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''آگ تمہاری دشمن ہے۔ جب سویا کرو، تو آگ بجھا دیا کرو۔''

(iii) شام کے وقت (مغرب کے وقت) بچوں کو گھر سے باہر نہ نکلنے دیں:

مغرب کی اذان سے پہلے بچوں کو گھر سے باہر نہ نکلنے دیں۔ باہر پارک وغیرہ میں ہیں تو اندر بلا لیں۔ مغرب کی اذان سنتے ہی شیاطین گھبرا کے غول درغول بھاگتے ہیں اور گلیوں اور محلوں میں پھیل جاتے ہیں، اس طرح ان کے راستے میں آنے والے بچے اور لڑکیوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی قدر ہے:

''جب شام ہو جائے تو چھوٹے بچوں کو گھر میں روکے رکھو اس لئے کہ اس وقت شیاطین (زمین میں) پھیل جاتے ہیں، البتہ جب گھڑی بھر رات گزر جائے تو بچوں کو چھوڑ سکتے ہیں۔'' (صحاح ستہ بحوالہ حصن حصین)

(iv) سوتے وقت اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ذکر کریں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور وہاں اس نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ذکر نہ کیا تو اس پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے حسرت (وبال) ہوگی اور جو شخص لیٹنے کے لئے لیٹا اور اس نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ذکر نہیں کیا تو اس پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے ناراضگی ہوگی۔'' (ابوداوٗد)

(v) سونے سے پہلے پاک صاف ہوکر سونے کا حکم:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم اپنی خوابگاہ پر آؤ تو اس طرح وضو کرو جس طرح نماز کے لئے وضو کیا جاتا ہے، پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جاؤ اور یہ دعا پڑھو:

''اللّٰهم اسلمت نفسي اليك...... الخ''

اس کے بعد کسی سے کوئی بات نہ کرے۔'' (بخاری)

(vi) پیٹ کے بل لیٹنے اور بائیں کروٹ پر سونے کی ممانعت:

حضرت یعیش بن طخفہ الغفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میرے والد نے بیان فرمایا ایک دن میں مسجد میں پیٹ کے بل سویا ہوا تھا کہ اچانک ایک آدمی نے مجھے اپنے پاؤں سے حرکت دی اور کہا: ''لیٹنے کی یہ کیفیت اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہے۔'' میں نے دیکھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ (ابوداوٗد نے صحیح سند کے ساتھ اس روایت کو نقل کیا ہے)۔

(vii) سوتے وقت کتاب وغیرہ پڑھنے کی عادت ضرور ڈالیں:

سوتے وقت اپنی پسند کی کتاب، سیپارہ، مذہبی کتابیں مثلاً قصص الاولیاء، قصص القرآن، قصص الانبیاء وغیرہ پڑھنے کی عادت ضرور ڈالیں، اس سے آپ کے علم میں اضافہ ہوگا اور نیند بھی اچھی آئے گی۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے قرآن پاک کا کچھ حصہ ضرور تلاوت فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

''جو شخص اپنے بستر پر آرام کرنے کے وقت کتاب اللہ کی کوئی سورت پڑھتا ہے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو ہر تکلیف دہ چیز سے اس کے بیدار ہونے تک اس کی حفاظت کرتا ہے خواہ وہ کسی بھی وقت نیند سے بیدار ہو۔'' (احمد)

09.03 زیادہ آرام کی عادت نہ ڈالیں:

طلبہ کو پُرتعیش زندگی کے سہانے خواب دیکھنے کے بجائے زندگی کی سخت کوشیوں کا مقابلہ کرنا اور دوسروں کے کام آنا اور سادہ زندگی بسر کرنا سیکھنا چاہیے۔

دنیا میں مومن کو آرام طلبی، سہل انگاری اور عیش پسندی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ یہ زندگی مومن کے لئے جہاد ہے۔ مومن کو محنتی، جفاکش اور

مصائب کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہنا چاہئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ ﷞ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عائشہ صدیقہ ﷞ فرماتی ہیں کہ ایک بار ایک انصاری خاتون آئیں اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کا بستر دیکھا گھر جا کر اس خاتون نے ایک بستر تیار کیا اس میں اون بھر کر خوب ملائم بنا دیا اور نبی ﷺ کے لئے بھیجا۔ آپ ﷺ جب گھر تشریف لائے اور وہ نرم بستر رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) فلاں انصار خاتون آئی تھیں اور آپ ﷺ کا بستر دیکھ گئی تھیں۔ اب یہ انہوں نے آپ ﷺ کے لئے تیار کر کے بھیجا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”نہیں اس کو واپس کر دو۔ مجھے وہ بستر بہت ہی پسند تھا۔ اس لئے واپس کرنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا مگر نبی کریم ﷺ نے اتنا اصرار فرمایا کہ مجھے وہ بستر واپس ہی کرنا پڑا۔ (شمائل ترمذی)

ایک بار نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> ”میں عیش و آرام اور بے فکری کی زندگی کیسے گزار سکتا ہوں جب کہ حال یہ ہے کہ اسرافیل منہ میں صور لئے کان لگائے (حکم بجالانے کے لئے) سر جھکائے انتظار کر رہے ہیں کہ کب صور پھونکنے کا حکم ہوتا ہے۔“ (ترمذی)

09.04 سونے کے لئے لیٹنے اور صحیح جگہ کا انتخاب:

(i) لحاف کے اندر منہ لپیٹ کر نہ سوئیے، اس طرح سونے سے صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ چہرہ کھول کر سونے کی عادت ڈالیں تا کہ آپ کو تازہ ہوا ملتی رہے۔

(ii) ایسی کھلی چھتوں پر سونے سے پرہیز کیجئے جہاں کوئی منڈیر، دیوار یا جنگلا نہ ہو۔ کھلی جگہ میں سوتے وقت مچھر دانی کا استعمال ضرور کریں۔ رات کے وقت سیڑھیوں سے اُترتے وقت مناسب روشنی کا انتظام ضرور کرلیں۔ ذرا سی بے احتیاطی بہت بڑی پریشانی کا باعث بن سکتی ہے۔

(iii) سخت سے سخت سردی کے موسم میں بھی کمرے میں کوئلے کی انگیٹھی یا گیس ہیٹر وغیرہ جلا کر نہ سوئیں۔ سوتے وقت ہر جلنے والی چیز مثلاً لالٹین یا موم بتی وغیرہ بھی جلتی نہ چھوڑیں ان کو بجھا کر سوئیں۔ ان سے جان کا خطرہ ہوتا ہے۔ ہر سال کئی قیمتی جانیں اس بد احتیاطی کی وجہ سے ضائع ہو جاتی ہیں۔ کمرے میں اگر گیس ہیٹر جل رہا ہو تو سونے سے کم از کم ایک گھنٹہ پہلے بند کر دیں۔

09.05 نیند کی حالت میں کبھی ڈرائیونگ نہ کریں:

نیند کی حالت میں ڈرائیونگ کرنا انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ ماضی میں بے شمار خوفناک حادثات ڈرائیور کا نیند پوری کئے بغیر ڈرائیونگ کرنے کی وجہ سے ہوئے ہیں جس سے سینکڑوں لوگ لقمۂ اجل بن گئے اور لاتعداد معذور ہو گئے۔

09.06 نیند میں چلنے کی بیماری:

بعض لوگوں کو نیند میں چلنے کی بیماری ہوتی ہے۔ ایسا شخص نیند میں دروازہ کھول کر گھر سے باہر نکل جاتا ہے اور ایسے ایسے واقعات سامنے آئے ہیں جس میں کوئی شخص نیند میں دروازہ کھول کر رات کے وقت باہر نکل گیا اور کسی کو قتل کر کے یا چوری کر کے گھر واپس آ کر سو گیا۔ صبح اُٹھا تو اسے اپنے کیئے کا علم ہی نہیں تھا۔ لہٰذا ایسے اشخاص اور بچوں پر خاص نظر رکھی جائے اور ان کا علاج کروایا جائے۔

09.07 خواب اور اس کی اہمیت:

جب آپ سوئیں گے تو آپ خواب بھی دیکھیں گے اور جب خواب دیکھیں گے تو اس کی تعبیر بھی جاننا چاہیں گے۔ تعبیر اچھی بھی ہو سکتی ہے اور بری بھی، یہ ضروری نہیں کہ آپ کی ہدایت یا بھلائی یا کسی مصیبت سے بچانے کے لئے آپ ہی کو خواب نظر آئے۔ کسی دوسرے شخص کو بھی آپ کے متعلق خواب نظر آ سکتا ہے۔ زیادہ تر اس شخص کے خواب سچے ہوتے ہیں جو زیادہ سچ بولتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور ابراہیم (علیہ السلام)! بے شک تو نے خواب کو سچ کر دکھایا ہے ہم نیک لوگوں کو اسی طرح اجر دیا کرتے ہیں۔''

پس اگر خواب کوئی اعلیٰ اور افضل چیز نہ ہوتی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام محض خواب کی بناء پر اپنے لختِ جگر کو ذبح کرنے کے لئے تیار نہ ہوتے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ آپ علیہ السلام کو امتحان میں پاس ہونے کا یہ بہترین اور زریں سرٹیفکیٹ عطا نہ فرماتا۔

09.08 سب سے پہلی نعمت جو رسول اللہ ﷺ کو ملی وہ خواب میں اہم پیغام تھا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ سب سے پہلی نعمت جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو عطا فرمائی وہ یہ تھی کہ آپ ﷺ کو خواب میں ایک مقرب فرشتے کو دیکھا جو آپ ﷺ سے اس طرح ہمکلام ہوا کہ:

''اے محمد (ﷺ)! آپ ﷺ کو خوشخبری ہو کہ آپ ﷺ کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام میں (آخری نبی) بنایا ہے۔ آپ ﷺ کے حق میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔''

جب حضور ﷺ بیدار ہوئے تو آپ ﷺ نے اس کی تعبیر خواب ''نبوت'' سے فرمائی۔

09.09 خواب نبوت کا چھیالیسواں (46th) حصہ ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب زمانہ (قیامت کے) قریب ہو جائے گا تو مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا اور مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔'' (بخاری ومسلم)

اور ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”زیادہ سچا خواب اس کا ہوتا ہے جو زیادہ سچی بات کہتا ہے۔“ (بخاری ومسلم)

09.10 خواب میں شیطان نبی کریم ﷺ کی صورت اختیار نہیں کرسکتا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”جس نے مجھے خواب میں دیکھا عنقریب مجھے (قیامت کے دن) حالتِ بیداری میں دیکھے گا۔“ یا یہ فرمایا: ”گویا کہ اس نے مجھے بیداری میں دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔“ (بخاری:6993) (متفق علیہ)

09.11 اچھے خواب خوشخبریاں ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نبوت کے حصوں میں مبشرات (بشارت کی جمع) باقی رہ گئے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ مبشرات سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اچھے خواب“۔ (بخاری:6990)

09.12 اچھے اور برے خواب دیکھنے سے متعلق حکم:

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

”جب تم میں سے کوئی شخص پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے ہے وہ اس پر اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی حمد کرے اور اسے بیان کردے۔“

ایک اور روایت میں ہے:

’پس اسے ایسے لوگوں کے سامنے بیان کردے جو اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اور جب اس کے برعکس ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔ پس وہ اس کے شر سے پناہ مانگے اور کسی کے سامنے اسے بیان نہ کرے اس طرح وہ (خواب) اُسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔“ (بخاری ومسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جب تم میں سے کوئی شخص ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اپنی بائیں جانب تین مرتبہ پھونک دے اور تین مرتبہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی پناہ مانگے اور اپنے اس پہلو کو بدل لے جس پر وہ پہلے تھا۔“ (مسلم)

09.13 خواب اور بشارت میں فرق:

خواب میں عموماً رنگ نہیں ہوتے جب کہ بشارت میں رنگ بھی نظر آتے ہیں۔ مثلاً گلاب کا پھول اپنے اصلی رنگ یعنی سرخ نظر آئے گا یا سبز پتے یہ خواب (بشارت) سچے ہوتے ہیں۔ دوسرے خواب سچے ہو بھی سکتے ہیں اور نہیں بھی۔

09.14 خواب کسی پر ظاہر نہ کریں سوائے دوست یا عالم کے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''تو اپنا خواب کسی پر ظاہر مت کر سوائے دوست یا عالم کے۔''

حضرت ابو رزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جب تک تو خواب کو کسی پر ظاہر نہ کرے تو وہ پرندے کے بازو پر ہے'' (یعنی اس کا وقوع نہ ہوگا پس اس کو ظاہر کر دے تو اس کا وقوع ہو جائے گا)۔ (سنن ابو داؤد)

09.15 خواب کے سچا یا جھوٹا ہونے کی حقیقت:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں نے حضورِ اقدس ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

''جو بندہ یا بندی گہری نیند سو جاتا ہے تو اس کی روح کو عرش تک چڑھایا جاتا ہے۔ جو روح عرش پر پہنچ کر جاگتی ہے تو اس کا خواب سچا ہوتا ہے اور جو اس سے پہلے جاگ جاتی ہے اس کا خواب جھوٹا ہوتا ہے۔'' (حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم 249/3)

09.16 آنحضور ﷺ کی خواب کی تعبیر بتانا جب کہ آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

''ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا جب کہ آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول (ﷺ)! میں نے گذشتہ رات خواب میں دیکھا کہ گویا کہ میری گردن ماردی گئی ہے اور میرا سر ساقط ہو گیا ہے۔ پس میں اس کے پیچھے چلا تو میں نے اسے پکڑ لیا تو میں دوبارہ اسی حالت میں ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب شیطان تم میں سے کسی کے ساتھ خواب میں کھیلے تو وہ اسے لوگوں سے تو بیان نہ کرے۔''

(صحیح مسلم، ابن ماجہ)

09.17 خوابوں کی تعبیر کا علم:

خوابوں کی تعبیر کا علم حضرت یوسف علیہ السلام کو تھا۔

علمِ تعبیر کے موجد اور واضع حضرت یوسف علیہ السلام ہیں، جن کو سب سے پہلے یہ علم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اے یوسف (علیہ السلام)! اسی طرح تیرا رب تجھے برگزیدہ بنالے گا اور تجھے علمِ تعبیر خواب عطا فرمائے گا۔''

اور پھر یہ وعدہ پورا بھی کر دیا گیا۔ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام اس بات کا خود اقرار کرتے ہیں کہ:

''اے میرے پروردگار! تو نے مجھے سلطنت بھی عطا فرمائی ہے اور علمِ تعبیرِ خواب بھی عطا فرمایا ہے۔''

09:18 علمِ تعبیر الرؤیہ کے چھ مشہور امام:

علمِ تعبیر الرؤیہ میں اکثر اولیاء کرام کو کافی دسترس ہوتی ہے لیکن مندرجہ ذیل چھ بزرگ اس علم میں خاص طور پر ماہر مشہور اور یکتائے زمانہ ہو گزرے ہیں وہ یہ ہیں:

① حضرت دانیال علیہ السلام
② حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ
③ حضرت امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ
④ حضرت امام جابر مغربی رحمۃ اللہ علیہ
⑤ حضرت امام ابراہیم کرمانی رحمۃ اللہ علیہ
⑥ حضرت امام اسمٰعیل بن اشعث رحمۃ اللہ علیہ

09:19 سقراط کا خوابوں کے بارے میں عقیدہ:

سقراط (مشہور یونانی فلاسفر) اپنے خوابوں کو سچا اور اشارۂ غیبی مانتا تھا۔ اس کے نزدیک خواب منشاء الٰہی جاننے کی صورت ہے۔ سقراط کے مطابق خوابوں نے اسے سیاست میں آنے اور بے فکرے لوگوں کو شاگرد بنانے سے منع کر رکھا تھا۔

باب: 10

لباس کے آداب

10.00: لباس کے آداب

لباس اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ یہ انسانی فطرت کی ایک اہم ضرورت ہے۔ ہمارا لباس ہماری شخصیت کی عکاسی کرتا ہے۔ خدا نے شرم وحیاء انسان کی فطرت میں پیدا فرمائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام سے جنت کا لباسِ فاخرہ اُتروالیا گیا تو وہ جنت کے درختوں کے پتوں سے اپنے جسموں کو ڈھانپنے لگے۔ ستر پوشی کے علاوہ لباس کا دوسرا مقصد انسانی جسم کی زینت وزیبائش بھی ہے۔ اچھا اور نفیس لباس نسوانی حسن اور مردانہ وجاہت میں اضافہ کرتا ہے۔ اس سے ہمارے جمالیاتی ذوق کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ لباس انسانی جسم کو موسموں کی سختی اور تکلیف دہ اثرات سے محفوظ رکھتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات کے ذریعے لباس سے متعلق ایسے آداب مقرر کردیئے ہیں جن کی پابندی سے لباس کے قرآنی اغراض ومقاصد کی تکمیل بھی ہوتی ہے۔ اور خدا کی اس نعمت سے کماحقہٗ فائدہ بھی اُٹھایا جاسکتا ہے۔

A- لباس سے متعلق ارشادِ خداوندی:

10.01 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اولادِ آدم کے لئے لباس اُتارا:

سورۃ الاعراف میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی اس نعمت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اے اولادِ آدم! ہم نے تم پر لباس اُتارا جو تمہاری ستر پوشی کرتا ہے اور زینت کا سامان اُتارا، اور پرہیزگاری کا لباس یہ زیادہ بہتر ہے۔'' (سورالاعراف:26)

10.02 کُرتے بناؤ جو تمہیں گرمی سے بچائیں:

سورۃ نحل میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''کُرتے بناؤ جو تم کو گرمی سے بچائیں اور ایسے کُرتے جو تم کو (اسلحہ) جنگ سے محفوظ رکھیں۔''

(سورۃ النحل:81)

10.03 خواتین دوپٹہ اوڑھنے کا اہتمام رکھیں:

سورۃ النور میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور اپنے سینوں پر اپنے دوپٹوں کے آنچل ڈالے رہیں۔'' (سورۃ النور:31)

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مصر کی بنی ہوئی باریک ململ آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے کچھ حصہ پھاڑ کر دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو دیا اور فرمایا:

''اس میں سے ایک حصہ پھاڑ کر تم اپنا کرتہ بنالو اور ایک حصہ اپنی بیوی کو دوپٹہ بنانے کے لئے دے دو۔
مگران سے کہہ دینا کہ اس کے نیچے ایک اور کپڑا لگالیں تا کہ جسم کی ساخت اندر سے نہ جھلکے۔''
(ابوداؤد)

B- لباس سے متعلق رسول اللہ ﷺ کے ارشاداتِ گرامی

10.04 نیا لباس پہنتے وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے:

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی نیا کپڑا، عمامہ، کرتا یا چادر پہنتے تو اس کا نام لے کر فرماتے:
''الٰہی تیرا شکر ہے تو نے مجھے یہ لباس پہنایا۔ میں تجھ سے اس کے خیر کا خواہاں ہوں اور اس کے مقصد کے اچھے پہلو کا، جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے۔ اور میں اپنے آپ کو تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ اس لباس کی برائی سے اور اس کے اس برے پہلو سے جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے۔'' (ابوداؤد)

10.05 پرانے کپڑے غریب کو دینے کا حکم:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''جو شخص نئے کپڑے پہنے اگر وہ گنجائش رکھتا ہو تو اپنے پرانے کپڑے کسی غریب کو دے دے اور نئے کپڑے پہنتے وقت شکر کے طور پر مندرجہ ذیل کلمات کہے:
شکر ہے اُس اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا جس نے مجھے نئے کپڑے پہنائے جن سے میں اپنی ستر پوشی کرتا ہوں اور جو اس زندگی میں میرے لئے حسن وجمال کا ذریعہ بھی ہیں۔''
جو شخص بھی نیا لباس پہنتے وقت یہ دعائیہ کلمات ادا کرے گا خداوند تعالیٰ اس کی زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی اپنی حفاظت ونگرانی میں رکھے گا۔'' (ترمذی)

10.06 مردوں کے لئے سفید رنگ کا لباس زیادہ بہتر اور زیادہ قابلِ عزت ہے:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''سفید رنگ کا لباس پہنا کرو کیونکہ یہ لباس تمہارے لئے زیادہ بہتر اور زیادہ قابلِ عزت ہے۔ اور اپنے مردوں کو کفن بھی سفید دیا کرو۔'' (ترمذی، ابوداؤد)
صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم ﷺ سفید لباس پہنا کرتے تھے یعنی آپ ﷺ نے خود بھی سفید لباس پسند فرمایا اور اُمت کے مردوں کو بھی اس کے پہننے کی ترغیب دی۔ (صحیح بخاری)

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ ابن جندب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''سفید لباس پہنا کرو کیونکہ وہ پاکیزہ بھی ہے اور خوب بھی۔'' (نسائی)

10.07 ریشمی لباس اور سونا پہننا مردوں کے لئے حرام قرار دیئے گئے ہیں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ میں ریشم اور بائیں ہاتھ میں سونا لے کر ارشاد فرمایا:

''یہ دونوں چیزیں میری اُمت کے مردوں کے لئے حرام ہیں۔'' (ابوداؤد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس نے ریشم پہنا وہ آخرت کے ریشم سے محروم رہے گا۔'' (بخاری و مسلم)

10.08 ریشم کا لباس اور سونا عورتوں کے لئے حلال ہے:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ریشم کا لباس اور سونا میری اُمت کے مردوں پر حرام اور ان کی عورتوں کے لئے حلال کیا گیا ہے۔'' (ترمذی، حدیث حسن)

10.09 جرابیں (موزے) کپڑے اور پہننے والی دوسری چیزوں کو جھاڑ کر پہنا جائے:

رسول اللہ ﷺ سفر کے دوران ایک جنگل میں اپنے موزے پہن رہے تھے، پہلا موزہ پہننے کے بعد جب آپ ﷺ نے دوسرا موزہ پہننے کا ارادہ فرمایا تو ایک کوا تیزی سے جھپٹ کر آیا اور موزہ اُٹھا کر لے گیا اور کافی اوپر جا کر اسے چھوڑ دیا۔ موزہ جب اونچائی سے نیچے گرا اور گرنے کی چوٹ سے اس میں سے ایک سانپ دور جا پڑا۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا شکر ادا کیا اور ارشاد فرمایا:

''ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ جب موزے پہننے لگے تو انہیں جھاڑ لیا کرے۔'' (طبرانی)

10.10 کپڑا اور جوتا دائیں طرف سے پہنا جائے:

(i) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب تم کپڑا پہنو اور وضو کرو تو دائیں اعضاء سے شروع کرو۔ (ابوداؤد، ترمذی)

(ii) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب کوئی شخص جوتا پہنے تو اسے چاہئے کہ پہلے دائیں پاؤں میں پہنے اور جب اُتارے تو پہلے بائیں پاؤں کا اُتارے تا کہ دایاں پاؤں جوتا پہنتے وقت پہلا اور اُتارتے وقت آخری ہو۔'' (بخاری و مسلم)

10.11 صاحبِ حیثیت کے لئے بوسیدہ لباس پہننا کفرانِ نعمت ہے:

حضرت ابوالاحوص رضی اللہ عنہ کے والد اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اُس وقت میرے جسم پر نہایت گھٹیا اور معمولی کپڑے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا ''کیا تمہارے پاس مال و دولت ہے؟'' میں نے کہا ''جی ہاں! اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مجھے

سب کچھ دے رکھا ہے، اونٹ، گائیں، بکریاں اور غلام...... سب کچھ موجود ہے۔" اس پر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے تمہیں مال و دولت سے نواز رکھا ہے تو اُس کے فضل و احسان کے آثار تمہارے جسم پر ظاہر ہونے چاہئیں۔" (مشکوٰۃ)

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے بندے پر اپنی نعمتوں کے آثار دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔" (ترمذی)

10.12 بالغ عورتوں کے لئے باریک لباس پہننا ممنوع ہے:

ایک دفعہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تشریف لائیں، اُن کے جسم پر ایسا باریک لباس تھا جس سے بدن جھلک رہا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا:

"اے اسماء (رضی اللہ عنہا)! عورت جب سنِ بلوغت کو پہنچ جائے تو درست نہیں کہ اس کے جسم میں سے کچھ دیکھا جائے۔ بجز اس کے اور اس کے۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔" (فتح القدیر)

10.13 عورتوں اور مردوں کے لئے لباس کا تعین:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُس مرد پر لعنت فرمائی جو عورتوں کا سا لباس پہنے اور اس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کا سا لباس پہنے۔ (ابوداؤد، بخاری)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ:

"اپنی عورتوں کو ایسے کپڑے نہ پہناؤ جو جسم پر اس طرح چست ہوں کہ سارے جسم کی ہیئت نمایاں ہو جائے۔"

10.14 مردوں کو زعفرانی رنگ کا لباس پہننے کی ممانعت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مرد کو زعفرانی رنگ کا کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو دریافت فرمایا:

"کیا تمہاری والدہ نے یہ کپڑے تم کو پہننے کا حکم دیا ہے؟" میں نے عرض کیا: "کیا میں انہیں دھو ڈالوں؟"

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بلکہ ان کو جلا ڈالو۔"

اور ایک روایت میں ہے کہ "یہ کافروں کا لباس ہے۔ پس تم اس کو مت پہنو۔" (مسلم)

10.15 مردوں کو سرخ رنگ کا لباس پہننے سے پرہیز کرنا چاہئے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''شیطان سرخی کو پسند کرتا ہے۔ تم سرخی سے بچتے رہو اور اُس لباس سے پرہیز کرو جس پر دنیا انگلیاں اُٹھائے۔''

(سرخی سے پرہیز کی ہدایت مردوں کے لئے ہے)۔

10.16 نفیس اور عمدہ کپڑے پہننا تکبر اور غرور نہیں ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا یہ تکبر اور غرور ہے کہ میں نفیس اور عمدہ کپڑے پہنوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''نہیں! بلکہ یہ تو خوبصورتی ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔'' (ابن ماجہ)

10.17 لباس کی سادگی ایمان کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دن بیٹھے دنیا کا ذکر فرمارہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لباس کی سادگی ایمان کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔'' (ابوداؤد)

10.18 کسی مسلمان کا کسی مسلمان کی تن پوشی کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو شخص کسی مسلمان کو کپڑے پہنا کر اس کی تن پوشی کرے گا تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ قیامت کے روز جنت کا سبز لباس پہنا کر اس کی تن پوشی فرمائے گا۔'' (ابوداؤد)

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ:

''کسی مسلمان نے اپنے مسلمان بھائی کو کپڑے پہنائے تو جب تک وہ کپڑے پہننے والے کے بدن پر رہیں گے، پہنانے والے کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنی نگرانی میں رکھے گا۔'' (ترمذی)

10.19 اپنے نوکروں اور ملازموں کو بھی اپنی حیثیت کے مطابق اچھا لباس پہنایئے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لونڈی اور غلام تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ان کو تمہارے قبضے میں دے رکھا ہے۔ پس تم میں سے جس کسی کے قبضہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے کسی کو دے رکھا ہے تو اس کو چاہیئے کہ اس کو وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے، اور اسے ویسا ہی لباس پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور اس پر کام کا اتنا ہی بوجھ ڈالے جو اس کے سہارے سے زیادہ نہ ہو، اور اگر وہ اس کام کو نہ کر سک رہا ہو تو خود اس کام میں اس کی مدد کریں۔'' (بخاری ومسلم)

10.20 اسلام میں شرم وحیاء کا تصور:

اسلام میں شرم وحیا کا تصور دوسری قوموں سے مختلف ہے۔ مسلمانوں کو تنہائی میں بھی جب وہ کمرے میں اکیلے ہوں برہنہ ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

ایک مرتبہ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ''کیا ہم جب کمرے میں تنہا ہوں تو کیا برہنہ ہو سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''نہیں! کیونکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بہت حیاء دار ہے اور چاہتا ہے کہ اُس سے حیاء کی جائے۔ اس کے علاوہ ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے اس کی حفاظت کے لئے مقرر ہوتے ہیں، ان سے تو شرم کرو۔ انسان جب کپڑے اُتارتا ہے تو وہ فرشتے اُس سے جدا ہو جاتے ہیں۔'' (مسلم)

10.21 خدا لطیف ذوق کو اچھی نظر سے دیکھتا ہے:

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ)! میں چاہتا ہوں کہ میرا لباس نہایت عمدہ ہو، سر میں تیل لگا ہوا ہو، جوتے بھی نفیس ہوں، اسی طرح اس نے بہت سی چیزوں کا ذکر کیا۔ یہاں تک اس نے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میرا کوڑا (تازیانہ) بھی نہایت عمدہ ہو۔ نبی کریم ﷺ اس کی گفتگو سنتے رہے، پھر ارشاد فرمایا:

''یہ ساری باتیں پسندیدہ ہیں اور خدا اس لطیف ذوق کو اچھی نظر سے دیکھتا ہے۔'' (مستدرک حاکم)

10.22 خدا کے حضور بن سنور کے پیش ہونا چاہئے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''نماز میں دونوں کپڑے پہن لیا کرو (یعنی پورے لباس سے آراستہ ہو جایا کرو) خدا زیادہ مستحق ہے کہ اس کی حضوری میں آدمی اچھی طرح بن سنور کر جائے۔'' (مشکوٰۃ)

10.23 خواتین کے لئے ریشمی کپڑا پہننا پسندیدہ ہے:

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو روما کے حکمرانوں نے ریشمی کپڑا تحفے میں بھیجا۔ آپ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا:

''اس ریشمی کپڑے کو پھاڑ کر اس کے دوپٹے بنا کر ان فاطماؤں میں تقسیم کر دو۔''

فاطماؤں سے مراد یہ تین قابلِ احترام خواتین ہیں ① حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی پیاری بیٹی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی زوجۂ محترمہ ② حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی والدۂ محترمہ، ③ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت حمزہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ عم رسول ﷺ کی بیٹی۔

10.24 پاکستان کا قومی لباس:

پاکستان کے قومی لباس میں سیاہ رنگ کی شیروانی، اچکن یا واسکوٹ، سفید شلوار، قمیض یا کرتا اور سیاہ رنگ کی قراقلی ٹوپی شامل ہیں۔ ویسے پاکستانی لباس میں کوٹ پتلون، قمیض، ٹائی اور شرٹ، سفاری سوٹ وغیرہ شامل ہیں۔ اور لوگوں کی اکثریت یہی لباس پہن کر دفتر جاتی ہے۔ اس کے

علاوہ بہت سے لوگ شلوار قمیض پہن کر بھی دفتر جاتے ہیں۔ دفتر کے لباس اور گھر کے لباس میں فرق ہونا چاہیے۔ دفتر کا لباس ایسا ہو جو آپ کو مستعد اور اسمارٹ رکھے۔ گھر کا لباس مختلف ہونا چاہیے جسے پہن کر آپ راحت اور آسودگی محسوس کریں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ لوگ شلوار قمیض میں دفتر جاتے ہیں وہی ان کا گھر کا لباس ہوتا ہے۔ اور اسی لباس میں وہ سو جاتے ہیں۔ اکثر لوگ کارخانوں اور ورکشاپس میں بھی شلوار قمیض پہن کر چلے جاتے ہیں جو کہ انتہائی خطرناک ہے۔ کارخانوں اور فیکٹریوں کے لئے یہ ڈھیلا ڈھالا لباس انتہائی غیر مناسب ہے۔ اور کسی بھی وقت حادثہ کا باعث بن سکا ہے۔ ورکشاپس کے لئے چست اور سمارٹ یونیفارم پہنا جائے۔

10.25 پاکستان کے یومِ آزادی، سرکاری تقریبات اور دیگر قومی اہمیت کی تقریبات میں پاکستانیوں کو چاہیے کہ وہ قومی لباس زیب تن کر کے شرکت کریں:

اکثر دیکھا گیا ہے کہ پاکستان کے یومِ آزادی یعنی 14/اگست/ 23 مارچ اور دیگر قومی نوعیت کی سرکاری اور غیر سرکاری تقریبات میں شہری اور سرکاری افسران سوٹ یا رنگین شیروانی پہن کر شرکت کرتے ہیں جو کہ انتہائی قابلِ اعتراض اور نا مناسب بات ہے۔ جذبۂ حُبّ الوطنی کا تقاضہ ہے کہ اس موقع پر تمام پاکستانیوں کو اپنا قومی لباس پہن کر قومی تہوار میں شرکت کرنا چاہیے۔ سرکاری تقریبات جو کہ قومی دنوں کے موقع پر منعقد کی جاتی ہیں، اس میں غیر ملکی سفارتی نمائندے، غیر ملکی مہمان اور غیر ملکی وفود شرکت کرتے ہیں۔ ہمارا قومی لباس (کالی شیروانی اور سفید شلوار قمیض) پہن کر ان تقریبات میں شرکت کرنا غیر ملکی مہمانوں پر مثبت اثر ڈالے گا۔ اس سے ہماری قومی یکجہتی اور حب الوطنی کا اظہار ہوگا۔ اس کے علاوہ قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلی اور سینٹ کے اجلاسوں میں تمام ممبران کو چاہیے کہ وہ قومی لباس زیب تن کر کے شرکت کریں۔

باب: 11

مہمان نوازی کے آداب

11.00: مہمان نوازی کے آداب

اسلام میں مہمان نوازی کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ خاندانِ قریش اور عربوں کی ایک خصوصیت مہمان نوازی تھی اور رسول اللہ ﷺ اس میں بھی سب سے افضل اور ممتاز تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بے حد مہمان نواز تھے، چنانچہ آپ علیہ السلام نے مہمانوں کے لئے اپنی جائیداد وقف کر رکھی تھی۔ اس سے آپ بلا امتیاز قوم و ملت کے لوگوں کی ضیافت کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو میزبانِ رسول اللہ ﷺ کا شرف حاصل ہے۔ مہمان نوازی میں مہمان اور میزبان دونوں کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اور ہمارے مذہب نے دونوں کے لئے احکامات اور ہدایات جاری کی ہیں۔ دنیا کے بڑے بڑے مسائل اور فیصلے دسترخوانوں پر ہی حل ہوئے ہیں۔ مہمان کے آنے پر خوشی اور محبت کا اظہار کریں اور خندہ پیشانی سے پیش آئیں۔ اخلاقیات کا عملی مظاہرہ ''مہمان نوازی'' اور دسترخوان پر بیٹھے ہوئے مہمانوں کی خاطر مدارت کرتے وقت نظر آتا ہے جس میں میزبان کے علاوہ دیگر مہمان بھی ایک دوسرے کا خیال اور ایک دوسرے کی مدد کرنے میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو یہ بداخلاقی تصور ہوگی۔

نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے انہیں مسجدِ نبوی میں ٹھہرایا اور مہمانوں کی خوب خاطر و مدارات کیں حتیٰ کہ انہیں مسجد میں اپنے طریق سے عبادت کرنے کی اجازت بھی دے دی۔ دوسرے علاقوں کے مہمان کثرت سے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوتے تھے۔ فتح مکہ کے بعد تو عرب کے اطراف سے قبائل کے وفود جوق در جوق آنے لگے۔ کچھ مہمان مسجدِ نبوی ﷺ میں ٹھہرائے جاتے اس کے علاوہ رملہ رضی اللہ عنہا نامی ایک صحابیہ اور اُمِّ شریک رضی اللہ عنہا نامی ایک انصاریہ کے گھر بارگاہِ نبوت کے مستقل مہمان خانے تھے، جہاں باہر سے آئے ہوئے مہمان ٹھہرتے اور اُن کی خاطر و مدارات کا اعلیٰ انتظام کیا جاتا۔ آیئے ہم مہمان نوازی کا وہ اعلیٰ معیار قائم کریں جس کی تعلیم ہمیں رسول اللہ ﷺ نے دی ہے۔

A: مہمان نوازی......احکاماتِ خداوندی

11.01 مہمان کے آنے پر سب سے پہلے اس سے سلام دعا کیجئے:

مہمان سے خوش اخلاقی سے پیش آئیں اور اس سے سلام دعا کیجئے۔

سورۃ الزاریات میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''کیا تمہارے پاس ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے جب وہ ان کے پاس آئے تو سلام کیا انہوں نے بھی سلام کیا۔ انجانے لوگ ہیں پھر اپنے گھر کی طرف چلے اور ایک تلا ہوا بچھڑا (بھون کر) لائے اور ان کے قریب کیا۔ فرمایا ''تم کھاتے کیوں نہیں؟'' جواب میں فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تسلی

دیتے ہوئے کہا کہ ''آپ ناگوار نہ محسوس فرمائیں دراصل ہم کھا نہیں سکتے۔ ہم تو صرف آپ کو ایک لائق بیٹے کے پیدا ہونے کی خوشخبری دینے آئے ہیں۔'' (سورۃ الزاریات: 24 تا 82)

11.02 مسلمانوں کو خاطر و تواضع کرنے کا حکم:

سورۃ حجر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور مومنین سے خاطر و تواضع کے ساتھ پیش آنا۔'' (سورۃ الحجر: 88)

B: مہمان نوازی......ارشاداتِ گرامی نبی کریم ﷺ

11.03 مہمان کی عزت کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے اسے چاہئے کہ صلہٗ رحمی کرے اور جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ بھلائی کی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔'' (متفق علیہ)

11.04 مہمان کی عزت کرنے والے کی فضیلت:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا:

''اے سلمان (رضی اللہ عنہ)! جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے ملنے جائے اور وہ گھر والا اس کی عزت کے لئے گدا بچھائے یا اس کے اکرام کا خیال کرے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ مہمان کی عزت کرنے والے کی مغفرت فرماتا ہے۔ گھر آیا مہمان بڑا ہو کہ چھوٹا اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ اس میں بڑی برکت ہے۔''

11.05 مہمان کا حق:

حضرت ابو شریح خویلد بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو اسے اپنے مہمان کی عزت کرنا چاہئے اور اس کا حق ادا کرنا چاہئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ایک دن اور رات (اپنی طاقت کے مطابق) بہتر کھانا کھلائے اور مہمان نوازی تین دن ہے۔ پس جو اس کے علاوہ ہو وہ صدقہ ہے۔'' (بخاری و مسلم)

11.06 مہمان کا ضرورت سے زیادہ ٹھہرنا جائز نہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کے پاس (اتنا) ٹھہرئے کہ وہ اسے گناہ گار کردے۔" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! اس کو گناہ گار کیسے کرے گا؟ آپ ﷺ نے اشاد فرمایا: "اس کے پاس ٹھہرا رہے اور اس (میزبان) کے پاس کچھ نہ رہے جس کے ساتھ وہ اس کی مہمان نوازی کرے۔ (متفق علیہ)

11.07 مہمانوں کی خاطر و مدارات کرنے کا حکم:

حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری ان دو آنکھوں نے دیکھا اور ان دو کانوں نے سنا جب رسول اللہ ﷺ یہ ہدایت دے رہے تھے:

"جو لوگ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہوں انہیں اپنے مہمانوں کی خاطر و تواضع کرنی چاہئے۔ مہمان کے انعام کا پہلا موقع پہلا شب و روز ہے۔" (بخاری و مسلم)

11.08 دعوت قبول کرنے کا حکم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اس کو چاہئے کہ وہ اس دعوت کو قبول کرے۔ اگر وہ روزہ دار ہو تو (دعوت کرنے والے کے حق میں) دعا کردے اور اگر روزے سے نہ ہو تو دعوت کھالے۔" (مسلم)

11.09 دعوت کا قبول نہ کرنا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"سب سے برا کھانا ایسے ولیمہ کا ہے جس میں ان لوگوں کو نہ بلایا جائے جو آنا چاہیں اور ان لوگوں کو دعوت دی جائے جو آنے سے معذرت کردیں۔ جس نے دعوت قبول نہیں کی اس نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔"

11.10 مہمان کا نہ آنا نحوست ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"جہاں مہمان نہ آتے ہوں وہ گھرانہ منحوس ہوتا ہے۔"

11.11 آپس میں ایک دوسرے کی دعوتیں کرنے والوں کی فضیلت:

حضرت حمزہ بن صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مسلمانو! تم میں اچھے وہ ہیں جو باہم ایک دوسرے کی دعوتیں کرتے رہتے ہیں اور ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں۔'' (ابن سعد)

11.12 خرچ کرنے والوں کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''روزانہ صبح کے وقت دو فرشتے آسمانوں سے اُترتے ہیں، ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے انسان کو اس کا نعم البدل عطا فرما۔ دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! بخیل کے مال کو تلف فرما۔''

(بخاری و مسلم)

11.13 تنگدستی میں سخاوت ایمان کی نشانی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تین چیزیں ایمان کی نشانیاں ہیں ① تنگدستی میں سخاوت کرنا، ② عالم کو سلام کرنا، ③ اپنے خلاف فیصلہ کرنا۔''

11.14 کھانا کھلانے سے متعلق مردوں کی قسمیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''مردوں کی چار قسمیں ہیں ① سخی ② کریم ③ بخیل ④ لئیم ...... سخی وہ ہے جو خود کھائے اور دوسروں کو کھلائے، کریم وہ ہے جو خود نہ کھائے اور دوسروں کو کھلائے۔ بخیل وہ ہے جو خود کھائے لیکن دوسروں کو نہ کھلائے، لئیم وہ ہے جو نہ خود کھائے نہ دوسروں کو کھلائے۔''

11.15 کھانا کھانے کے بعد میزبان کے حق میں دعائے خیر کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کہیں مدعو ہوتے تو کھانے کے بعد میزبان کے حق میں ان الفاظ میں دعا فرماتے:

''اے اللہ! ان کو رزق میں برکت دے اور ان کو بخش دے اور ان پر رحم فرما۔'' (زاد المعاد، مدارج النبوۃ)

11.16 مدعو شخص کے ساتھ غیر مدعو شخص کا دعوت میں شرکت کرنا:

بن بلائے مہمان کے لئے بھی میزبان کی اجازت لینا ضروری ہے۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے پر مدعو کیا جو کھانا اس نے تیار کیا تھا وہ پانچ آدمیوں کے لئے تھا۔ ان کے ساتھ ایک اور آدمی بھی شامل ہو گیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم میزبان کے دروازے پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (میزبان) سے کہا کہ ''یہ شخص بھی ہمارے ساتھ آ گیا ہے، اگر تم چاہو تو اسے اجازت دے دو اور اگر چاہو تو یہ واپس چلا جائے گا'' اس (میزبان) نے کہا: ''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس کو بھی اجازت دیتا ہوں۔'' (بخاری و مسلم)

11.17 کھانے سے پہلے (مہمان سے پہلے) خود ہاتھ دھوئیں:

کھانے سے پہلے (اپنے مہمان سے پہلے) خود ہاتھ دھوئیں۔ اس میں مصلحت یہ ہے کہ آپ پہلے دسترخوان پر پہنچ کر مہمان کو خوش آمدید کہنے کے منتظر ہوں گے۔ وگرنہ دوسری صورت میں مہمان آپ کے انتظار میں ہوگا کہ آپ آ کر کھانا شروع کرنے کا کہیں۔ کھانے کے بعد مہمان پہلے ہاتھ دھوئے بعد میں آپ دھوئیں۔

11.18 مہمان نوازی کی اہمیت:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان ہے کہ:

"مجھے ایک غلام آزاد کرنے کے مقابلے میں یہ زیادہ محبوب ہے کہ ایک دفعہ کھانے پر اپنے بھائیوں کو جمع کروں۔" (کتاب قولِ رسول ﷺ)

11.19 کسی اعلیٰ سرکاری عہدیدار، اعلیٰ حکومتی شخصیت یا کسی بڑی کاروباری شخصیت کا اپنے کسی دوست یا رشتہ دار کے یہاں مہمان ہونا:

اگر آپ کا مہمان کسی اعلیٰ سرکاری یا غیر سرکاری عہدہ پر فائز ہے یا کوئی بڑا سیاست دان یا بڑی کاروباری شخصیت ہے تو آپ اپنی ذات کے لئے اس سے کبھی بھی کسی کام کی درخواست نہ کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لوگوں سے کچھ بھی نہ مانگو، یہاں تک کہ اگر تمہارا تازیانہ (چھڑی) گر پڑے تو سواری سے اُترو اور اُسے اُٹھاؤ مگر دوسرے سے اس کے اُٹھانے کی خواہش نہ کرو۔"

حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات بتائیے کہ آپ ﷺ کے بعد پھر کسی سے سوال کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کہو میرا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر ایمان ہے پھر اس پر استقامت اختیار کر۔" (رواہ مسلم)

11.20 بری مہمان نوازی کا بدلہ اچھی مہمان نوازی سے دیں:

اگر آپ کے میزبان نے کبھی کسی موقع پر آپ کے ساتھ بے مروتی اور روکھے پن کا مظاہرہ کیا ہو تب بھی آپ اس کے ساتھ نہایت اچھے سلوک اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کریں۔

حضرت ابوالاحوص جشمی رضی اللہ عنہ اپنے والد کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ایک بار انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: "اگر کسی کے پاس میرا گزر ہو اور وہ میری ضیافت اور مہمان نوازی کا حق ادا نہ کرے اور پھر کچھ دنوں کے بعد اس کا گزر میرے پاس ہو تو کیا میں اس کی مہمانی کا حق ادا کروں؟ یا اس کی بے مروتی اور بے رُخی کا بدلہ اسے چکھاؤں؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"نہیں! بلکہ تم ہر حال میں اس کی مہمانی کا حق ادا کرو۔" (مشکوٰۃ)

11.21 مہمان کو چاہئے کہ وہ میزبان کو اپنی آمد کی پیشگی اطلاع کرے:

کبھی کسی کے گھر بغیر اطلاع کے نہ جائیں۔ آپ اگر کسی کے گھر جا رہے ہیں خواہ وہ آپ کا بھائی بہن، قریبی دوست یا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو، اخلاق کا تقاضا ہے کہ آپ پہلے اسے اپنی آمد اور پروگرام سے ضرور آگاہ کریں۔ اس طرح یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ وہ آپ کو خوش آمدید کہنے کے لئے تیار بھی ہے یا نہیں۔ قیام کے لئے آنے والوں کے لئے تو یہ اور بھی ضروری ہے کہ مہمان میزبان کو اپنے آنے کی پیشگی اطلاع ضرور دے تاکہ میزبان اپنے مہمان کے قیام و طعام کا بندوبست بروقت کر سکے۔

11.22 قیام کے بعد مہمان رُخصت ہوتے وقت گھر کے ملازمین کو انعام وغیرہ ضرور دے کر جائیں:

مہمان کی وجہ سے گھریلو ملازمین یعنی مائی، خاکروب، خانسامہ اور ڈرائیور وغیرہ کا کام بھی بڑھ جاتا ہے۔ اور میزبان کے ساتھ وہ بھی مہمان کی خدمت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ لہٰذا مہمان کا بھی یہ اخلاقی فرض ہے کہ وہ اُن کا بھی خیال کریں اور رُخصت ہوتے وقت گھریلو ملازمین کو یا ان کے بچوں کے لئے کچھ انعام نقدی کی صورت میں ضرور دے کر جائیں۔ اس کے لئے میزبان کی رضامندی لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ مہمان کا یہ عمل نہ صرف اعلیٰ اخلاق کے تقاضوں کو پورا کرے گا بلکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی خوشنودی بھی حاصل ہوگی۔

11.23 عہدِ حاضر میں مہمان اور میزبان کے طور طریقے:

(i) میزبان کا مہمان کو پشیمان کرنا:

شادی بیاہ کی تقریبات یا گھر میں دعوت میں مہمان مدعو ہوتے ہیں، ایسے موقعوں پر اکثر میزبان اخلاقی قدروں کو پسِ پُشت ڈال کر ایسے کردار کا مظاہرہ کرتے ہیں جو انہیں زیب نہیں دیتا۔ دعوت یا تقریبات کے موقعوں پر صاحبِ خانہ (میزبان) کو مدعو کئے ہوئے مہمان کی گاڑیاں یا دیگر ذاتی نوعیت کی اشیاء کی ضرورت پیش آ جاتی ہے۔ یہ مشاہدے کی بات ہے کہ میزبان مہمان (قریبی رشتہ دار دوست احباب وغیرہ) سے اجازت لئے بغیر ان کی گاڑی اور ڈرائیور کو اپنے کسی کام کی انجام دہی کے لئے روانہ کر دیتے ہیں۔ اور ایسا کرتے ہوئے انہیں نہ تو کسی قسم کی پشیمانی اور عار محسوس ہوتا ہے اور نہ جھجک...... گویا کہ یہ اُن کا حق ہو۔ اگر ڈرائیور ایسا کرنے سے انکار کر دے اور کہے کہ صاحب کو بتا دیں تو کہیں گے ہاں بتا دیا ہے، یعنی ایک اور اخلاقی جرم جھوٹ بول کر کریں گے۔ اب اگر میزبان مہمان سے اُس کی گاڑی استعمال کرنے کا کہے گا تو کیا وہ انکار کر دے گا؟ ہرگز نہیں...... بلکہ یہ اسے خوشی ہوگی کہ وہ کسی کی ضرورت کے وقت اس کے کام آیا۔ مہذب میزبان جو بااخلاق ہوں وہ اوّل تو کسی سے ایسی درخواست نہیں کریں گے اور اگر بالفرض ضرورت پیش آ بھی جاتی ہے تو وہ مہمان سے پیشگی اجازت لے کر ہی اُن کے ڈرائیور کو کہیں بھیجیں گے۔ یہ صحیح طریقہ ہے کسی شخص کی کوئی چیز اس کی مرضی یا اجازت کے بغیر استعمال کرنا بدتہذیبی اور بداخلاقی ہے اور اس کا ہمیں خیال رکھنا چاہئے۔

(ii) مہمان کا میزبان کو پشیمان کرنا:

اکثر دعوتوں میں مدعو مہمان اپنے میزبان کے لئے گوناں گوں مسائل پیدا کرتے رہتے ہیں۔ یہ سب اخلاقیات پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ گھر بلائے ہوئے مہمان کو یہ احساس ہونا چاہئے کہ میزبان کے گھر میں کافی لوگ مدعو ہوتے ہیں اور اس وقت میزبان بے حد مصروف ہے،

لہٰذا انہیں کوئی ایسی بات، مطالبہ یا حرکت نہیں کرنی چاہئے جس سے اس کی مصروفیت میں مزید اضافہ ہو یا اس کے لئے پریشانی کا باعث ہو۔ کچھ مہمان ایسے بھی ہوتے ہیں جو آپ کے گھر آتے ہی شور مچادیں گے کہ ہمیں کہیں اور بھی جانا ہے، ہمارا کھانا جلدی سے پیک (Pack) کرادیں۔ کچھ بے تکلف مہمان تو سجی سجائی میز پر سے کھانے کی چیزیں اُٹھا کر کھانا شروع کردیں گے کہ انہیں بہت جلدی ہے کہیں اور ضروری کام سے جانا ہے، کچھ مہمان آپ کو فون کریں گے بس آرہے ہیں اور گھنٹوں میزبان کو اور دیگر مہمانوں کو انتظار کی صعوبت میں مبتلا رکھیں گے۔ کوئی مہمان آپ کو فون کرے گا کہ میری گاڑی اچانک خراب ہوگئی ہے آپ اپنی گاڑی بھیج کر مجھے پک کروالیں وغیرہ وغیرہ...... یہ سب بدتہذیبی اور اخلاق سے گری ہوئی حرکتیں ہیں، اور بداخلاقی کا مظاہرہ ہے۔ جب تک دعوت کا مہمانِ خصوصی نہ آجائے اور صاحبِ خانہ (میزبان) آپ سے کھانے کے لئے تشریف لانے کا نہ کہے کبھی کھانا شروع نہ کریں۔ ان تمام غیر اخلاقی اور غیر مہذب باتوں سے پرہیز کریں اور میزبان کو بے جا تکلیف یا پریشانی میں مبتلا نہیں کرنا چاہئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

> ''جو شخص تجھے ایسے کام کی تکلیف دیتا ہے جو تیری طاقت سے باہر ہو وہ گویا تجھے اپنی نافرمانی کی اجازت دیتا ہے۔''

11.24 قیام کے لئے آنے والے مہمان کی خاطر و مدارات:

اچھے اخلاق کا تقاضا ہے کہ مہمان کے آتے ہی اس کی ضروریات کا احساس کریں۔ دعا سلام اور مہمان کو بٹھانے کے بعد اگر مہمان کو منہ ہاتھ دھونے یا غسل کرنے کی ضرورت ہے تو اس کا پوچھیں اور انتظام کریں۔ مشروب، چائے وغیرہ سے خاطر کریں (پوچھے بغیر) اگر کھانے کا وقت نہیں بھی ہے تو بھی کھانے کا پوچھیں اور اس خوش اسلوبی سے کہ مہمان تکلف میں انکار نہ کرسکے۔ مہمان کے ساتھ اگر ڈرائیور ہے تو اس کے قیام وطعام کا ویسا ہی انتظام کریں جیسا کہ آپ نے مہمان کے لئے کیا ہے۔ مہمان کا کھانے پینے میں اگر پرہیز ہے تو پوچھیں اور اس کے مطابق کھانا بنائیں۔

11.25 گھر میں مہمان کی آمد سے پہلے کیا کیا انتظامات کرنے چاہئیں:

گھر میں مہمان کے آنے سے پہلے اس کے کمرے کی صفائی کروائیں۔ ایک دن پہلے کیڑے مار دوائیں مچھر مرنے والا سپرے کریں۔ دوسرے دن کمرے کی صفائی کروائیں، جالے وغیرہ صاف کروائیں۔ بجلی کے بلب، ٹیوب لائٹس، پنکھا ایمرجنسی لائٹ، ائیر کنڈیشنر، ائیر کولر، Exhaust Fan، T.V./LCD وغیرہ چیک کرلیں کہ ٹھیک کام کررہے ہیں۔ وگرنہ ٹھیک کروالیں۔

مہمان کے کمرے داخل ہونے سے پہلے ضرورت کی تمام اشیاء مہیا کردیں۔ مثلاً پانی کا جگ اور گلاس (معہ ڈھکن کے) اگر گرمی کا موسم ہو تو تھرماس میں ٹھنڈا پانی رکھیں۔ موبائل چارجر، یا ٹارچ کمرے میں موجود ہو، مہمان اگر سگریٹ نوشی کرتے ہوں تو ایش ٹرے (Ash Tray) رکھیں۔ بستر پر نئی یا دھلی ہوئی صاف چادر اور تکیہ غلاف چڑھائیں۔ سردی کا موسم ہو تو لحاف کے اندر صاف چادر لگائیں۔ واش روم (Wash Room) میں نئی تولیا (Towels) صابن ٹوتھ پیسٹ اور واش روم کے باہر سلیپر اور میٹ رکھیں، کمرے میں جائے نماز اور قرآن پاک کا نسخہ بھی موجود ہو۔ اور مہمان کو قبلے کا رُخ بھی بتادیں۔

گھر میں قیام پذیر مہمان کے کمرے میں اچانک اور بلا اجازت نہ داخل ہوں، بلکہ پہلے ہلکی سی دستک دے کر مہمان کے جواب کا انتظار کریں۔ مثبت جواب آنے کی صورت میں کمرے میں داخل ہوں۔ رات کو زیادہ دیر تک مہمان کے پاس نہ بیٹھے رہیں تا کہ مہمان کو آرام کا موقع مل

سکے۔ مہمان سے اس کے سونے اور صبح اُٹھنے کا وقت بھی معلوم کریں۔ مہمان سے اس کی پسند ناپسند کے کھانے، ناشتے اور صبح کی چائے (Bed Tea) اور پرہیز کے بارے میں پوچھیں اور اس کے مطابق عمل کر کے مہمان نوازی کے تقاضے پورے کریں۔ مہمان کی کاروباری، دفتری مصروفیات یا کہیں گھومنے پھرنے یا شاپنگ کا پروگرام ہے تو معلوم کریں اور اگر مہمان کے پاس گاڑی نہیں ہے تو اپنی گاڑی اور ڈرائیور پیش کریں یا خود ساتھ جائیں۔ یعنی اپنی استطاعت کے مطابق زیادہ سے زیادہ مدد فراہم کریں یاد رکھیں کہ مہمان بہت حساس ہوتا ہے وہ اپنی جائز ضروریات بھی نہیں بتائے گا، لہٰذا میزبان کو چاہئے کہ وہ اس کی ضروریات کا حتی الوسع خیال رکھے۔

11.26 گرمیوں کے موسم میں باہر سے آنے والوں کو مشروب یا ٹھنڈا پانی (بغیر مانگے) ضرور پیش کریں:

گرمیوں کے موسم میں اگر آپ کے گھر کوئی کام کرنے والا مثلاً الیکٹریشن، کارپینٹر، پلمبر یا پینٹر وغیرہ کام کرنے کی غرض سے آئے تو اُسے اپنی حیثیت کے مطابق مشروب ضرور پیش کریں چاہے ٹھنڈے پانی کا ایک گلاس ہی کیوں نہ ہو۔ ایک مزدور نے بتایا کہ وہ شدید گرمی کے موسم میں ایک کوٹھی میں سفیدی کر رہا تھا اُسے پیاس لگی تو گھر والوں سے پانی مانگا تو خاتونِ خانہ نے دروازہ کھول کر ہاتھ سے اشارہ کیا اور کہا: ''وہ سامنے لان میں نلکا لگا ہے وہاں سے پانی پی لو۔'' اخلاق سے عاری لوگوں کا ایسا طرزِ عمل اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے غیض وغضب کو دعوت دیتا ہے۔ ہم انسان کو انسان سمجھیں اور انسانیت کا احترام کرنا سیکھیں تبھی ہم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکیں گے۔

11.27 دعوت قبول کر لینے کے بعد شرکت نہ کرنے کی صورت میں معذرت کرنا ہماری اخلاقی اور معاشرتی ذمہ داری ہے۔

دعوت قبول نہ کرنا یا دعوت قبول کرنے کے بعد شرکت نہ کرنا تو ہمارے معاشرے میں عام ہے۔ کچھ لوگ تکلف میں دعوت تو قبول کر لیتے ہیں مگر حقیقت میں شرکت نہیں کرنا چاہتے۔ ایسے لوگ دعوت سے کچھ دیر پہلے فون کر کے معذرت کریں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستانی معاشرہ اخلاقی انحطاط کا شکار ہے۔ ہمیں احساس تک نہیں ہے کہ ہم کس حد تک اخلاقی پستی میں گر چکے ہیں۔ ہم لوگ پڑھے لکھے تو ضرور ہیں، ہمارے پاس انجینیئرنگ، میڈیکل، اکاؤنٹس اور کمپیوٹر کی ڈگریاں تو موجود ہیں مگر صحیح ڈگر پر چلنا نہیں آیا کیونکہ بظاہر ہمارے پاس اخلاقیات کی ڈگری نہیں ہے اور ہم اخلاقیات سے عاری ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پاس اخلاقیات کی سب سے بڑی اور اعلیٰ ترین ڈگری (اسوۂ حسنہ) موجود ہے، مگر ہم اس پر عمل نہیں کرتے کیونکہ ہم نے اپنے طلباء کو اس پر عمل کرنا سکھایا ہی نہیں ہے۔ اگر ہم اُس پر عمل پیرا ہوتے تو ہم شعور کی اس منزل تک پہنچ جاتے جہاں ایک تعلیم یافتہ اور مہذب انسان دوسرے انسان کی عزت اور قدر کرتا ہے، اصولوں کی پاسداری کرتا اور اس کے قول وفعل میں تضاد نہ ہوتا۔ ہمارا معاشرہ ذہنی طور پر متحرک ہوتا اور ہم دوسروں کی تکالیف اور پریشانیوں کا احساس کرتے۔ ہمارا معاشرہ ذہنی طور پر متحرک (Vibrant) معاشرہ نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے ہمیں دوسروں کی تکالیف اور پریشانیوں کا احساس نہیں ہوتا اس بات کا اندازہ ہمیں آئے دن اپنے دوستوں، رشتہ داروں اور قرابت داروں سے روزمرہ زندگی میں لین دین اور تعلقات استوار رکھنے کے سلسلے میں بخوبی ہوتا ہے۔ آپ کا اپنے دوستوں یا رشتہ داروں کو دعوت میں مدعو کرنا اُن کا دعوت قبول کر لینے کے باوجود دعوت میں شرکت نہ کرنا اور پھر معذرت بھی نہ کرنا نہ صرف میزبان کے لئے خاصی پریشان کن صورتحال پیدا کر دیتا ہے بلکہ یہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بھی ہے۔ کوئی بھی شخص اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو ناراض کر کے سکھی نہیں رہ سکتا۔

سورۃ الصّف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں ہو۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے یہاں یہ بات بڑی ناراضگی والی ہے کہ وہ باتیں کہو جو تم کرو نہیں۔'' (سورۃ الصّف:2,3)

11.28 گھر کے اندر آنے کے لئے اجازت طلب کرنا:

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جب کوئی شخص تین بار اجازت طلب کرے اور اجازت نہ ملے تو اسے چاہئے کہ واپس لوٹ جائے۔''

11.29 میزبان کی اخلاقی اور معاشرتی ذمہ داریاں:

جب مہمان کو کھانے (دعوت) پر مدعو کیا جائے تو میزبان مندرجہ ذیل اخلاقی اور معاشرتی ذمہ داریاں پوری کرے:

(i) خندہ پیشانی سے مہمانوں کا استقبال کرے۔

(ii) میزبان کو چاہئے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق مہمانوں کی خاطر و مدارات کرے اور کوئی بات خلافِ سنت نہ ہو۔

(iii) حلال کی کمائی سے میزبانی کرے۔

(iv) دعوت کا وقت دیتے وقت نماز کے وقت کا خیال رکھیں اور مہمانوں کے لئے نماز کی ادائیگی کا گھر میں بھی انتظام رکھیں۔

(v) شدید سردی اور گرمی کے موسم میں مہمانوں کو موسم کی شدت سے بچانے کا مناسب انتظام کریں۔

(vi) میزبان کو چاہئے کہ وہ مہمانوں کو غیر ضروری انتظار نہ کروائے اور وقت پر کھانا کھلا کر ہنسی خوشی رخصت کرے۔

(vii) میزبان (چاہے وہ کلبوں، ہوٹلوں، ریستورانوں یا شادی گھروں کی انتظامیہ ہو) کو مہمانوں کے ڈرائیور حضرات کے کھانے یا افطاری کا علیحدہ انتظام کریں مگر کھانا وہی کھلائیں جو مہمانوں کو کھلایا ہے۔ ڈرائیور حضرات کو کھانا مہمانوں کے ساتھ ہی شروع کروائیں تاکہ وہ مہمانوں کے ساتھ ہی فارغ ہو کر انہیں گھر لے جاسکیں۔

11.30 مہمان کی اخلاقی اور معاشرتی ذمہ داریاں:

(i) مہمان کو چاہئے کہ وہ دعوت قبول کرے۔

(ii) دعوت قبول کر لینے کے بعد مہمان کو چاہئے کہ وہ دعوت میں شرکت کو یقینی بنائے۔ اگر دعوت میں شرکت (کسی بھی وجہ سے) ممکن نہ ہو تو معذرت کرلے۔ اگر اچانک کوئی ایسی صورتحال پیش آجائے یا ایمرجنسی پیش آجائے اور ایسی صورت میں دعوت میں شرکت ممکن نہ ہو تو مدعو شخص کو چاہئے کہ وہ اگلے روز میزبان کو فون کر کے دعوت میں شرکت نہ کرنے کی معذرت کر کے اپنا اخلاقی فرض پورا کریں۔

(iii) مہمان پر لازم ہے کہ وہ وقت کی پابندی کرے اور جو وقت میزبان نے اسے دیا ہے اسی وقت پر پہنچے۔

(iv) مہمان آپس میں بحث وتکرار سے گریز کریں۔

مدعو کئے ہوئے مہمانوں میں سے بیشتر کی سیاسی اور مذہبی جماعتوں سے والہانہ وابستگیاں (Strong Political or Religious affiliations) بھی ہوتی ہیں اوران کے مخالفین بھی موجود ہوسکتے ہیں، لہٰذا مہمان اور میزبان دونوں کا فرض ہے کہ وہ دعوت یا تقریب کو کسی بدمزگی سے بچانے کی خاطر کسی بحث ومباحثہ کا حصہ نہ بنیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اس قسم کی بحث شدت اختیار کرجاتی ہے اور مدعو مہمان ناراض ہوکر بغیر کھانا کھائے ہی رُخصت ہوگئے۔ اس قسم کی صورت حال پیدا نہیں ہونی چاہیے۔

(v) رُخصت ہوتے وقت مہمانوں کو چاہیے کہ وہ میزبان کے لئے خیر وبرکت کی دعا کریں اور میزبان کا اچھے الفاظ میں شکریہ ادا کرکے رُخصت ہوں۔

11.31 مہمان کو پشیمانی (Embarrasement) سے بچانا اعلیٰ ظرفی اور عمدہ اخلاق کا تقاضا ہے:

بعض لوگ تیزی سے کھانا کھاتے ہیں اور وہ کھانا جلد ختم کرکے فارغ ہوجاتے ہیں۔ بعض لوگ سست روی سے کھانا کھاتے ہیں۔ اخلاق کا تقاضا ہے کہ اگر آپ جلد کھانا ختم کرلیں پھر بھی تھوڑا تھوڑا کھاتے رہیں اور مہمان کو یہ تأثر دیں کہ آپ نے کھانا ختم نہیں کیا ہے۔ کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے مہمان کی دل آزاری یا تضحیک کا پہلو نکلتا ہو۔ مہمان کی عزت افزائی اور احترام سب کا فرض ہے۔ مہمان سے اگر لاعلمی کی وجہ سے کوئی غلطی ہوجائے تو میزبان کو چاہیے کہ تدبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے مہمان کو محسوس نہ ہونے دیں۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل واقعہ قابلِ ذکر ہے۔

اس وقت کا واقعہ ہے جب انگریزوں نے ہندوستان پر اپنا تسلط مستحکم کرلیا تھا اور انگریز اردو زبان سیکھ رہے تھے۔ اس سلسلے میں ملکہ برطانیہ (ملکہ وکٹوریہ) کو اردو زبان سیکھنے کے لئے استاد کی ضرورت پڑی تو ہندوستان سے اردو پڑھانے کے لئے ایک قابل اتالیق کی خدمات حاصل کی گئیں اور انہیں انگلستان بھیجا گیا تاکہ وہ ملکہ وکٹوریہ کو اردو کی تعلیم دے سکیں۔ جب ملکہ کی تعلیم مکمل ہوگئی اور استادِ محترم کی ہندوستان واپسی کا وقت آیا تو ملکہ وکٹوریہ نے ان کے اعزاز میں ایک شاندار ضیافت کا اہتمام کیا جس میں تمام وزراء، مشیر، سفیر اور لارڈز شریک تھے۔ سب کھانے کی میز پر بیٹھے تھے۔ استادِ محترم ملکہ وکٹوریہ کی برابر والی نشست پر براجمان تھے۔ میز پر شیشے کے چھوٹے چھوٹے گلاسوں میں ہاتھ دھونے کے لئے پانی رکھا ہوا تھا۔ ملکہ کے استاد کو اس بات کا علم نہیں تھا وہ سمجھے کہ شاید یہ پانی پینے کے لئے ہے۔ ان کو پانی کی طلب ہوئی تو انہوں نے یہ پانی پی لیا۔ یہ دیکھ کر ملکہ کو اپنے استاد کی غلطی کا احساس ہوا۔ ملکہ نے اپنے استاد کو شرمندگی سے بچانے کے لئے جلدی سے خود بھی وہی پانی پی لیا، پھر کیا تھا یہ دیکھ کر تمام وزراء مشیروں اور لارڈز نے بھی اپنے اپنے آگے رکھے ہوئے ہاتھ دھونے والے پانی کو پی لیا۔ اور اس طرح سے ملکہ وکٹوریہ نے اپنے استادِ محترم کی غلطی کو چھپا کر انہیں شرمندگی سے بچالیا۔

11.32 مہمان کو اصرار کرکے کھلایئے...... اچھے سے اچھا اور زیادہ سے زیادہ کھلایئے:

دعوت میں مدعو مہمان تکلف ضرور کرتے ہیں، لہٰذا آپ انہیں اصرار کرکے کھلایئے۔ کھانے کے دوران اگر آپ مہمان کو کوئی ڈش پیش کریں گے تو وہ ضرور لیں گے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بہت سے میزبان کھانے کی میز پر اپنے مہمان سے تو اصرار تو کیا یہ بھی نہیں کہتے کہ "اور لیں" نتیجتاً مہمان بھی اُن کے آگے جو چیز ہوتی ہے اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ میزبان کی کوشش ہونی چاہیے کہ مہمان کو اچھے سے اچھا پکوان پیش کریں اور زیادہ سے زیادہ

کھلائیں۔ دسترخوان پر بے شمار چیزیں موجود ہوتی ہیں اور مہمانوں کو اُن سے آگاہ کرنا بھی میزبان کا کام ہے تاکہ وہ اپنی پسند ناپسند اور پرہیز کو مدنظر رکھتے ہوئے کھانا تناول فرماسکیں۔ بعض میزبانوں کو مہمانوں کو کھانا کھلانے سے زیادہ کھانا بچانے کی فکر ہوتی ہے، وہ چکن تکہ اور سیخ کباب بنانے والوں کو پیشگی خصوصی ہدایت دیتے ہیں کہ جب مہمان آدھا کھانا کھاچکیں تو پھر یہ چیزیں مہمانوں کو پیش کرنا تاکہ یہ کم استعمال ہوں۔ یہ انتہائی درجے کا گھٹیاپن اور قابلِ مذمت فعل ہے۔ نیت خراب کرنے اور تنگ سوچ سے کھانے کی برکت اُڑ جاتی ہے۔ آپ جتنا کھلا دل رکھیں گے اور آپ مہمانوں کو جتنا زیادہ سے زیادہ کھانا کھلائیں گے اتنی ہی آپ کے کھانے میں برکت ہوگی۔ آپ دیکھیں گے کہ سب مہمانوں کے کھانا کھاچکنے کے بعد دسترخوان پر اتنا کھانا موجود ہے جیسے ابھی کسی نے کھایا ہی نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مومن ہی کی صحبت میں رہو اور تمہارے دسترخوان پر پرہیز گار ہی کھانا کھائے۔''

نبی کریم ﷺ کے پاس جب معزز مہمان آتے تو آپ ﷺ خود بنفس نفیس ان کی خاطر داری فرماتے، جب آپ ﷺ مہمان کو اپنے دسترخوان پر کھانا کھلاتے تو بار بار فرماتے ''اور کھایئے اور کھایئے۔'' جب مہمان خوب شکم سیر ہوجاتا اور انکار کرتا تب آپ ﷺ اصرار نہ فرماتے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

''تجھ کو لوگ تکبر کرنے سے بڑا نہیں سمجھ سکتے، بلکہ تواضع سے بڑا ہوگا۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا:

''جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے واقف ہوجاتا ہے وہ مخلوق کے سامنے متواضع ہوجاتا ہے۔''

11.33 مہمان نوازی سے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اقوال زرّیں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:

(i) ''مہمان نوازی حکمت ودانائی کا تقاضا ہے۔''

(ii) ''مردانگی اس کو کہتے ہیں کہ آدمی لوگوں کے ساتھ نیکی کرے اور مہمان نوازی کو عادت بنالے۔''

(iii) ''تین کاموں سے کبھی حیا نہیں کرنا چاہیے ① مہمان کی خدمت، ② باپ اور استاد کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا، ③ حق کی تلاش۔''

(iv) ''تمام حکمت ودانائی ان دو چیزوں میں ہے:

(الف) لوگوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا اور (ب) ان کی خاطر داری کو اچھی طرح ملحوظ رکھنا۔

(v) جو شخص تواضع اختیار کرتا ہے اس کا مرتبہ بلند ہوجاتا ہے۔

(vi) جو شخص اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رضا کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ضرور اس کی عزت بڑھا دیتا ہے۔

(vii) جو شرافت اور بزرگی تواضع سے حاصل ہوتی ہے وہ کسی چیز سے حاصل نہیں ہوتی۔

(viii) صاحبِ وجاہت اور معززین کا فرض ہے کہ جو لوگ ان کی ملاقات کو آئیں وہ ان کے ساتھ تواضع سے پیش آئیں۔

(ix) بے شک اگر تو تواضع کی عادت اپنائے گا تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تجھے بلندی دے گا۔

(x) جن سے علم پڑھو اور جن کو پڑھاؤ، سب کے ساتھ تواضع کے ساتھ پیش آؤ اور علم پڑھ کر جہالت کے کام نہ کرو۔

(اقوالِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا انسائیکلوپیڈیا)

11.34 مہمان نوازی سے متعلق حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوالِ زریں:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

(i) ''غریب مہمان آجائے تو قرض لے کر بھی تکلف کرو۔''

(ii) ''جو مہمان خود آجائے اس کے لئے تکلف نہ کرو، اور جس کو تو خود بلائے اس کے لئے تکلف میں کچھ کمی نہ رکھ۔''

(iii) ''عابد کو کھانا کھلانا عبادت میں مدد ہے اور فاسق کو کھانا کھلانا فسق کی مدد ہے۔''

(iv) ''وہ دعوت سب سے بدتر ہے جس میں امیر بلائے جائیں اور مسکین نہ بلائے جائیں۔''

(v) ''دعوت قبول کرنے میں امیر و غریب کا فرق مت کر، راہ دور ہونے کی وجہ سے دعوت کو رَدّ نہ کر۔''

(vi) ''بدعتی، ظالم، فاسق، متکبر کی دعوت قبول مت کرو۔''

(vii) ''ضیافت کے کھانے میں اسراف نہیں ہے۔ لا اسراف فی الخیر۔''

(viii) ''مہمان کے روبرو تھوڑا کھانا رکھنا بے مروتی ہے اور حد سے زیادہ رکھنا تکبر ہے۔''

11.35 مہمان کو رُخصت کرنا:

مہمان کو رُخصت کرنا...... مہمان نوازی کا آخری مرحلہ ہے۔ مہمان کو ہنسی خوشی اور دعاؤں کے ساتھ رُخصت کریں۔ مہمان اگر بہن بھائی یا قریبی رشتہ دار ہوں اور دوسرے شہر جانا ہو تو ان کے ساتھ راستے کے لئے اشیائے خورد و نوش بھی ساتھ کریں۔ آپ کے مہمان کے پاس اگر سواری (Transport) یعنی بائیسکل، موٹر سائیکل یا گاڑی نہیں ہے یا وہ کسی دوسرے شہر سے آیا ہے اور آپ کے پاس گاڑی وغیرہ ہے تو آپ کا اخلاقی فرض ہے اپنے مہمان کو ائیر پورٹ، ریلوے اسٹیشن، یا بس ٹرمینل تک پہنچانے کا بندوبست کریں۔ یہ نہ صرف اخلاقی ذمہ داری ہے بلکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا شکرانہ بھی کہ اس نے آپ کو گاڑی وغیرہ کی نعمت سے نوازا ہے۔ اگر مہمان کے پاس گاڑی ہے تو میزبان کو چاہیئے کہ وہ مہمان کو رُخصت کرنے گاڑی تک آئے اور اس کے بچوں اور دیگر اہل خانہ کو گاڑی میں بیٹھنے اور سامان رکھنے میں مدد دے اور خوش اخلاقی سے خدا حافظ، اللہ حافظ اور دعائیہ کلمات کہے۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ مہمان جیسے ہی دروازے سے باہر آیا وہ ابھی اپنی گاڑی میں بیٹھنے بھی نہیں پاتا کہ میزبان نے کہا اچھا ''اللہ حافظ'' اور گھر کے اندر جا کر جھٹ سے دروازہ بند کر کے کھٹ سے کنڈی لگالی۔ یہ انتہائی گری ہوئی حرکت، بداخلاقی اور بدتہذیبی ہے۔ اچھے اخلاق کا تقاضا ہے کہ جب تک آپ کا مہمان گاڑی میں بیٹھ کر آپ کے گھر سے رُخصت نہ ہو جائے آپ اپنے گھر میں داخل نہ ہوں۔ مہمان اگر دوسرے شہر سے آیا ہو تو اچھے اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنے گھر پہنچ کر میزبان کو خیریت سے گھر پہنچنے کی اطلاع دے اور اچھے الفاظ میں ایک مرتبہ پھر شکریہ ادا کر کے مہمان نوازی کو اپنے منطقی انجام تک پہنچائے۔

باب: 12

تحفے تحائف دینے اور قبول کرنے کے آداب

12.00: تحفے تحائف دینے اور قبول کرنے کے آداب

بہن بھائیوں، دوستوں، رشتہ داروں اور قرابت داروں کو آپس میں تحفے لینے اور دینے چاہئیں۔ اس سے دلوں میں محبت بڑھتی ہے اور کدورتیں مٹتی ہیں۔ بھائی جب اپنی بہنوں کے گھر جائیں تو ضرور کچھ لے کر جائیں۔ آپ کسی کے گھر پہلی مرتبہ یا کسی نے نیا گھر بنایا ہے یا کسی تقریب میں شرکت کے لئے جارہے ہیں یا کسی بزرگ روحانی ہستی سے ملنے جارہے ہیں یا مہمان کی حیثیت سے کسی کے یہاں ٹھہرنے جارہے ہیں تو ضرور کوئی تحفہ پھل یا مٹھائی وغیرہ لے کر جائیں۔ یہ اعلیٰ ظرفی اور اچھے اخلاق کا تقاضا ہے۔

12.01 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو ان کی اُمت کے لئے معراج کے تین تحفے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو رات کے وقت (سفرِ معراج پر) لے جایا گیا تو آپ ﷺ کو سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا گیا۔ اور نبی کریم ﷺ کو تین چیزیں دی گئیں: ① پانچ نمازیں، ② سورۃ البقرۃ کی آخری آیت ③ آپ ﷺ کی اُمت میں سے ہر اس شخص کے کبیرہ گناہ بھی معاف کردیئے گئے ہیں جس نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ساتھ کسی نوع کا شرک نہ کیا ہو۔"

12.02 تحفے لینے اور دینے سے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ایک دوسرے کو ہدیئے دیتے رہو کہ یہ محبت میں اضافے کا سبب ہے اور اس سے دل کی کدورت مٹتی ہے۔"

رسول اللہ ﷺ خود بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تحائف کثرت سے دیا کرتے اور جو تحائف آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کئے جاتے انہیں خندہ پیشانی سے قبول فرمالیتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اکثر خورد و نوش کی اشیاء رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ بھیجتے آپ ﷺ قبول فرماتے اور خود اپنے دسترخوان کے کھانے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہدیہ فرماتے جسے وہ اپنے لئے باعثِ فخر و برکت خیال کرتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہدیہ قبول فرماتے اور اس کا صِلہ دیا کرتے تھے۔ (بخاری)

ایک مرتبہ یمن کے بادشاہ ذی یزن نے ایک قیمتی حلہ جو چھیاسٹھ (66) اونٹ دے کر خریدا گیا تھا، حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں تحفہ بھیجا گیا۔ جواب میں حضور اکرم ﷺ نے بھی ایک حلّہ تحفے میں دیا جو آپ ﷺ نے بیس (20) اونٹوں کے عوض خریدا تھا۔ (ابوداؤد)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

"بہترین عمل دوستوں کو دینا ہے نہ کہ دوسروں سے لینا۔"

12.03 عطر (خوشبو) کا تحفہ واپس نہ کرنے کا حکم:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس پر کوئی ریحان (خوشبو کی قسم) پیش کی جائے وہ اس کو واپس نہ کرے اس لئے کہ وہ غیر وزنی چیز ہے اور اس کی خوشبو اچھی ہے۔" (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ خوشبو کا ہدیہ واپس نہیں فرماتے تھے۔" (بخاری)

12.04 تحفہ دینے کے آداب:

تحفہ جس شخص کو پیش کیا جا رہا ہے اس کی بزرگی کو پیشِ نظر رکھیں۔ تحفہ قبول ہونے پر خوشی کا اظہار کریں۔ تحفہ چاہے کتنا ہی قیمتی ہو، اِسے جتائے نہیں۔

12.05 تحفہ وصول کرنے کے آداب:

جب کوئی تحفہ دینے کے لئے آئے تو اس سے خندہ پیشانی سے پیش آیئے۔ تحفہ وصول کرنے پر مسرت کا اظہار کریں تحفہ چاہے چھوٹا ہو یا بڑا، کم قیمت کا ہو یا قیمتی، معمولی قیمت یا اپنی پسند کا تحفہ نہ ملنے پر ناگواری کا اظہار نہ کیجئے۔ اور نہ ہی اپنی زبان سے ایسے کلمات نکالئے جسے سن کر تحفہ دینے والا اپنی سبکی یا خفت محسوس کرے۔ بعض لوگ تحفے کا مذاق اُڑاتے ہیں بعض لوگوں کو اگر تحفہ پسند نہ آئے تو کہتے ہیں "یہ کیا دیا ہے؟" اس قسم کی باتیں ہرگز نہیں کرنی چاہئیں۔ یہ انتہائی درجے کی بداخلاقی اور بدتہذیبی ہے۔ اور ایسا وہ لوگ کرتے ہیں جو مادہ پرست (Materialistic) ذہنیت کے ہوں۔ تحفہ دینے والے کے لئے دعا کریں، جہاں تک ہو سکے تحفہ دینے والے کی مدح سرائی کرے۔ تحفہ دینے کے لئے کوئی ایسا عمل نہ کریں جس سے اس کے دین کی حکم عدولی ہو۔ دوبارہ اس سے تحفہ ملنے کی طمع نہ رکھے۔

12.06 تحفہ دے کر واپس لینا:

کسی کو تحفہ دے کر کبھی واپس نہیں لینا چاہئے۔ کوئی چیز کسی کو دے کر واپس لینا شرافت اور فیاضی کے خلاف ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس برائی کو یوں ظاہر فرمایا ہے۔

"جو دے کر واپس لیتا ہے گویا وہ قے کر کے اُسے چاٹتا ہے۔"

12.07 بزرگوں کو تحفے تحائف پیش کریں:

بزرگوں یعنی نانا نانی، دادا دادی اور دیگر عمر رسیدہ لوگوں کو کسی قیمتی تحفے کی ضرورت نہیں، اُنہیں صرف محبت اور عزت چاہئے۔ اُن کی عزت و احترام کا خیال کریں اور انہیں محبت دیں اور ان کی دعائیں لیں۔ بزرگوں کے لئے پھولوں کا گلدستہ اور پھولوں کے ہار اور خوشبو (عطر وغیرہ خاص طور پر عیدین کے موقع) پر ضرور لے جائیں۔ ان کے بیٹے بیٹیاں اُن کی ضرورت کی چیزیں انہیں تحفے میں دے سکتے ہیں۔ اُن کی پسند کی کھانے کی چیزیں پکا کر لے جائیں اور خود اُنہیں کھلائیں اور ان کی دعائیں لیں۔

12.08 بچوں کو تحفے دیں:

بچوں کو ایسے تحفے دیں جس سے کھیل کود کے ساتھ ساتھ ان کی تعلیمی استعداد بھی بڑھے۔ اپنے بچوں اور اپنے بہن بھائیوں اور دوستوں کے بچوں کو تو ہم ان کی سالگرہ کے موقع پر تحفے تحائف دیتے ہی رہتے ہیں، ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے ملازموں کے بچوں کا بھی خیال رکھیں اور ان کے بچوں کو بھی اپنے بچوں کی سالگرہ کے موقع پر تحفے دیا کریں۔

12.09 یتیم بچوں کو تحفے دیں:

یتیم بچوں کا خیال رکھنا معاشرے کی اہم ذمہ داری ہے۔ ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ ہمارے اردگرد عزیز و اقارب یا رشتہ داروں یا پڑوس میں کوئی یتیم بچہ یا بچے تو نہیں رہ رہے ہیں اگر ہیں تو اُن کی لئے عید بقر عید اور دیگر تہواروں کے موقع پر کپڑے، کھلونے، مٹھائی اور عیدی وغیرہ کا انتظام کریں اور عید سے پہلے انہیں پہنچائیں۔ مخیّر حضرات کو چاہیے کہ وہ یتیم خانوں میں جا کر یتیم بچوں میں تحفے اور عیدی تقسیم کریں۔ اس کے علاوہ یتیم خانوں کے حالات کا جائزہ لے کر بہتر کروائیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی قدر ہے:

''بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کا اکرام ولحاظ کیا جائے۔''

اگر آپ کے گھر کے ملازموں میں سے کوئی بچہ یتیم ہے تو اس کا خاص خیال رکھیں اور اپنے بچوں جیسا برتاؤ کریں۔

12.10 ہسپتال میں داخل مریضوں کے لئے تحفے لے جائیں:

ہسپتال میں داخل اپنے عزیزوں، دوستوں، رشتہ داروں، پڑوسیوں، اساتذہ، افسروں اور ماتحتوں کی عیادت ضرور کریں۔ یہ ایک مذہبی فریضہ ہے اور معاشرتی ذمہ داری بھی...... قریبی احباب کے لئے پھول گلدستہ یا پھل وغیرہ لے کر جائیں۔

12.11 گھریلو ملازمین کو تحفے دیں:

گھروں میں کام کرنے والے ملازمین، مائیاں، ماسیاں، خانسامے، مالی، چوکیدار اور ڈرائیور وغیرہ کو بھی تحفے دینے چاہئیں۔ آپ دیکھیں کہ اگر آپ کے ملازم کے کپڑے بوسیدہ ہیں اور وہ چپل پھٹی ہوئی پہنے ہے تو آپ اس کو نیا جوڑا یا نیا چپل خرید دیں۔ اس کے علاوہ انہیں موبائل فون، دھوپ کی عینک، کلائی کی گھڑی اور پرس (Vallet) وغیرہ یعنی جو ان کے روزمرہ کام کی اشیاء ہوں وہ انہیں تحفے میں دی جا سکتی ہیں۔ جو لوگ ہماری خدمت کر رہے ہیں اُن کا خیال رکھنا ہمارا اخلاقی فرض اور دینی ذمہ داری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''وہ تمہارے بھائی اور تمہارے خدمت گزار ہیں، جن کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ پس جس کے ماتحت اس کا بھائی ہو تو اس کو اسی میں سے کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اسی میں سے اسے پہنائے جو خود پہنتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا: ان پر ان کی طاقت سے زیادہ کاموں کا بوجھ نہ ڈالو۔ اگر تم اُنہیں ایسے کام پر لگاؤ تو ان کی مدد بھی کرو۔'' (بخاری و مسلم)

12.12 بیرون ملک مقیم پاکستانی گھریلو ملازمین کے لئے بھی تحفے لائیں:

بے شمار پاکستانی بیرون ملک مقیم ہیں اور بہت اچھی زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ لوگ جب پاکستان آتے ہیں تو اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں، دوستوں رشتہ داروں اور قرابت داروں کے لئے ڈھیروں تحفے تحائف لاتے ہیں۔ مگر وہ گھریلو ملازمین کو بھول جاتے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ وہ گھریلو ملازمین کو بھی اہمیت دیں اور ان کے لئے بھی ان کی ضرورت کے مطابق تحفہ ضرور لائیں۔

12.13 سرکاری ملازمین کے لئے تحفہ اور ہدیہ لینا حرام ہے:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''کوئی شخص مملکت کی کسی خدمت پر ہو چھوٹی یا بڑی وہ عوام یا اہلِ معاملہ میں سے کوئی تحفہ قبول نہیں کرسکتا، قطعی نہیں، یہ حرام اور ناجائز ہے۔'' (مسلم)

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ قبیلہ بنوسلیم کے پاس اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے رسول ﷺ نے ایک شخص کو بھیجا، ان کا نام تھا ابن شیبہ اور ان کا تعلق قبیلہ اسد سے تھا، ان کو حکم ہوا کہ قبیلہ بنوسلیم کی طرف جاؤ اور وہاں سے زکوٰۃ اور صدقات کی وصولیابی کر کے لاؤ۔ ابنِ شیبہ قبیلہ بنوسلیم گئے اور جو فرائض کے سپرد کئے گئے تھے انہیں پورا کیا۔ قبیلے والوں کے مال واسباب کو دیکھ بھال کے انہوں نے زکوٰۃ وصدقات کی رقوم کا تعین کیا اور ان کی وصولیابی کر کے آگئے۔ جب مدینۃ النبی ﷺ پہنچے تو خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے۔ اور ایک ایک چیز کا حساب حضور اکرم ﷺ کے سامنے رکھا۔ یہ مال جنس، یہ زکوٰۃ، یہ صدقہ لیکن کچھ چیزیں وہ الگ الگ بھی رکھتے گئے۔ ان میں درہم و دینار بھی تھے اور مال واسباب بھی۔ پوچھا انہیں تم کیوں الگ رکھتے ہو؟ تو ابن شیبہ نے جواب دیا یارسول اللہ (ﷺ)! یہ وہ رقمیں اور وہ مال ہے جو قبیلہ بنوسلیم کے لوگوں نے اپنی خوشی سے مجھے دیا ہے۔ انہوں نے کہا یہ میرے لئے ہدیہ اور تحفہ ہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے رسول ﷺ نے پوچھا کہ ''اگر تم گھر میں بیٹھے رہتے تو یہ تحفے تمہیں ملتے؟ انہوں نے جواب دیا ''نہیں''، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یہ سب بیت المال میں داخل کرو۔ جو شخص کسی خدمت کا معاوضہ پاتا ہے نوکر ہونے کی حیثیت سے وہ کوئی تحفہ وصول نہیں کرسکتا۔ جو تحفہ وہ لے گا قیامت میں وہ اس کی گردن پر سوار ہوگا، یہ تحفہ نہیں رشوت ہے، دوزخ کے انگارے ہیں۔'' (مسلم)

12.14 تعلیمی اداروں میں اساتذہ اور عملے کو طلباء یا ان کے والدین سے تحفے تحائف قبول نہیں کرنے چاہئیں:

تعلیم ایک مقدس پیشہ ہے، یہاں پر کسی قسم کی رشوت ستانی، اقرباء پروری اور دیگر غیر اخلاقی اور غیر اسلامی سرگرمیوں کو برداشت نہیں کرنا چاہئے۔ اساتذہ کو چاہئے کہ وہ طلباء یا ان کے والدین سے کسی قسم کے تحفے تحائف قبول نہ کریں۔ اسکول کالج اور یونیورسٹی کی انتظامیہ اور محکمہ تعلیم کی طرف سے وقتاً فوقتاً تحفے نہ لینے کے بارے میں سرکلرز (Circulars) یاداشت (Reminder) وغیرہ اساتذہ اور دیگر اسٹاف کو جاری ہوتے رہنے چاہئیں۔

12.15 تحفے میں کس کو کیا دیں؟

اگر آپ کے رشتہ داروں دوستوں اور قرابت داروں میں ایسے لوگ ہیں جنہیں کتابیں پڑھنے کا شوق ہے تو انہیں ان کی دلچسپی کے مطابق کتابیں مثلاً قصص القرآن، قصص الانبیاء، قصص الاولیاء، ''اقوالِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا انسائیکلوپیڈیا''، دنیا کے سو (100) بڑے آدمی، سائنسی ایجادات اور کمپیوٹر وغیرہ کی کتابیں تحفے میں دی جاسکتی ہیں۔ اگر کسی کو باغبانی کا شوق ہے تو آپ انہیں پودوں سے متعلق کتابیں یا اچھی قسم کے پودے تحفے میں دے سکتے ہیں۔ بچوں کو ایسی کتابیں تحفے میں دی جائیں جس سے ان کی تعلیمی استعداد بڑھے اور ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کی محبت ان کے دلوں میں گھر کر جائے۔

12.16 حجاجِ کرام کو کیا تحفہ دیں؟

حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے والے حضرات کے لئے بہترین تحفہ یہ ہے کہ انہیں سفید رنگ کا جوڑا (شلوار قمیض) یا سوٹ کے لئے سفید رنگ کا کپڑا اپنی حیثیت کے مطابق دیا جائے۔ اس طرح سے ہم مندرجہ ذیل احادیث نبوی ﷺ پر عمل کرنے کی سعادت بھی حاصل کرسکیں گے:

(i) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''سفید رنگ کا لباس پہنا کرو کیونکہ یہ لباس تمہارے لئے زیادہ بہتر اور زیادہ قابلِ عزت ہے اور اپنے مردوں کو کفن بھی سفید دیا کرو۔'' (ترمذی، ابوداؤد)

(ii) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اگر گنجائش ہو تو جمعہ کے لئے روزانہ استعمال ہونے والے کپڑوں کے علاوہ بناؤ۔'' (ابن ماجہ)

باب: 13

بیمار کی عیادت

13.00: بیمار کی عیادت

بیمار کی عیادت ہماری اخلاقی، معاشرتی اور مذہبی ذمہ داری ہے۔ مریض کی عیادت کرنا ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر نہ صرف دینی حق ہے بلکہ اس کا حکم بھی ہے۔ یہ عمل صالح اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے محبوب نبی کریم ﷺ سے ہمارے قلبی اور روحانی تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ اور یہ نیک عمل ہمیں جنت کا مستحق بھی قرار دیتا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ جب ہم اپنے مسلمان بھائی یا بہن کی علالت کی خبر سنیں تو فوراً اس کی عیادت کے لئے اس کے گھر یا ہسپتال پہنچیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس نے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی وہ جنت کے بالا خانے میں ہوگا۔''

(الادب المفرد)

13.01 بیمار کی مزاج پُرسی سے متعلق اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا حکم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ قیامت کے دن فرمائیں گے:

''اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہو گیا تھا تو نے میری بیمار پرسی نہ کی۔'' انسان کہے گا ''میرے رب! میں کیسے تیری عیادت کرتا جب کہ تو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔'' اللہ جل شانہٗ فرمائیں گے ''کیا تجھے علم نہ تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا لیکن تو نے اس کی مزاج پرسی نہ کی، کیا تجھے علم نہ تھا؟ اگر تو اس کی بیمار پرسی کرتا تو یقیناً تو مجھے اس کے پاس ہی پاتا۔ اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا لیکن تو نے مجھے کھلایا نہیں۔ وہ کہے گا اے میرے رب! میں تجھے کس طرح کھانا کھلاتا جب کہ تو ہی تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اللہ جل شانہٗ فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا پس تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا تھا کیا تجھے علم نہیں تھا؟ کہ اگر تو اُسے کھانا کھلاتا تو یقیناً اس کے ثواب کو میرے پاس پاتا۔ اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تھا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا، وہ کہے گا اے میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا جب کہ تو ہی تمام جہانوں کا رب ہے؟ اللہ جل شانہٗ فرمائے گا کہ تجھ سے میرے فلاں بندے پانی مانگا مگر تو نے اسے پانی نہیں پلایا۔ کیا تجھ کو نہیں معلوم تھا کہ اگر تو اس کو پانی پلاتا تو یقیناً تو میرے پاس ہی اس کے ثواب کو پاتا۔''

(مسلم)

13.02 شفاء اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہی دیتا ہے:

قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول نقل فرمایا ہے:

''اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ) مجھے شفا دیتا ہے۔'' (سورۃ الشعرآ 80:26)

13.03 بیمار پُرسی کا اجرِ عظیم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص کسی بیمار کی بیمار پرسی کرے یا محض اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے لئے اپنے بھائی کی زیارت کرے تو ایک پکارنے والا بہ آوازِ بلند کہتا ہے کہ تجھے مبارک ہو اور تیرا چلنا خوشگوار ہو اور تجھے جنت میں ٹھکانہ نصیب ہو۔'' (ترمذی، حدیثِ حسن)

13.04 بیمار کی مزاج پرسی سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مریض کی بیمار پرسی کرنے، جنازے کے ساتھ جانے، چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینے، قسم دلانے والے کی قسم پوری کرنے، مظلوم کی مدد کرنے، دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے اور سلام کو پھیلانے اور اس کو عام کرنے کا حکم فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں ① سلام کا جواب دینا، ② بیمار کی مزاج پرسی کرنا، ③ جنازوں کے پیچھے چلنا، ④ دعوت قبول کرنا، ⑤ چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا۔'' (بخاری و مسلم)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''بیمار کی بیمار پُرسی کرو، بھوکے کو کھانا کھلاؤ، قیدی کو رہا کراؤ۔'' (بخاری)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ جنت کے تازہ پھلوں کو چُننے میں مصروف رہتا ہے۔'' (مسلم)

13.05 بیمار پرسی کرنے والے کے لئے فرشتے دعائے خیر کرتے ہیں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

''جو مسلمان کسی مسلمان کی صبح مزاج پرسی کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے (مغفرت) دعائے خیر کرتے رہتے ہیں اگر وہ شام کے وقت بیمار پرسی کرتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کی مغفرت

کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اور جنت میں اس کے لئے پھلوں کا چننا ہوتا ہے۔" (ترمذی)

13.06 بیمار کے پاس دعا پڑھنے کی فضیلت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:
"جو شخص کسی مریض کی عیادت کرے، (جس کی موت کا وقت ابھی نہ آیا ہو) اس کے پاس سات مرتبہ یہ دعا پڑھے:
"میں اللہ برتر سے جو عرشِ عظیم کا مالک بھی ہے، یہ سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفاء عطا فرمادے۔"
تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اسے اس بیماری سے عافیت عطا فرمادیتے ہیں۔" (ابوداؤد، ترمذی، اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے)۔

13.07 بیماری گناہوں سے پاک کرتی ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ دیہاتی آدمی کی عیادت کے لئے ان کے پاس تشریف لے گئے اور جب بھی آپ ﷺ کسی کے پاس تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے: "لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰه" "کوئی فکر نہیں اللہ جل شانہٗ نے چاہا تو یہ بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے۔" (بخاری)

13.08 بیماری گناہوں کو ایسے گراتی ہے جیسے درخت پتوں کو:

صحیحین میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:
"مسلمان کو اذیت پہنچتی ہے مرض ہو یا اس کے سیأت (گناہوں) کو گرادیتا ہے جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔" (صحیح البخاری)

13.09 بیمار کے گھر والوں سے بیمار کی حالت دریافت کرنا مستحب ہے:

بیمار کے گھر والوں سے بیمار کی حالت دریافت کرنا مستحب ہے۔
"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس سے اس بیماری میں باہر آتے جس میں آپ ﷺ کا وصال ہوا تو لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن آپ ﷺ کا حال کیسا ہے؟ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا آپ ﷺ بحمد اللہ خیریت سے ہیں۔" (بخاری)

13.10 رسول اللہ ﷺ بیمار کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تھے:

رسول اکرم ﷺ کی عادت شریفہ میں شامل تھا کہ کوئی شخص بیمار پڑتا تو اُس کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے۔ اور کوئی شخص فوت ہو جاتا تو اُس کی نمازِ جنازہ میں شریک ہوتے اور پسماندگان سے تعزیت فرماتے۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ثابت کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے، انہیں عالمِ نزع میں دیکھ کر فرمایا: "افسوس ابوالربیع،

تمہارے معاملے میں ہم اب بے بس ہیں۔'' یہ سن کر گھر کی عورتیں چیخنے چلانے لگیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے انہیں بین کرنے سے روکنا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب رونے دو البتہ مرنے کے بعد نوحہ نہیں کرنا چاہئے۔'' (ابوداؤد)

ایک مرتبہ ایک یہودی غلام بیمار پڑ گیا تو آپ ﷺ اس کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے۔ (بخاری)

ایک حبشی مسجد نبوی کا خاکروب تھا۔ وہ فوت ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم ﷺ کو اطلاع دیئے بغیر اُسے دفن کردیا۔ چند روز بعد آپ ﷺ نے اُس کا حال دریافت فرمایا اور پوچھا کہ وہ کہاں ہے؟ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ وہ فوت ہوگیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم نے مجھے اُس کے مرنے کی اطلاع نہ دی اور اُسے حقیر جانا۔'' پھر آپ ﷺ اُس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اُس کی نمازِ جنازہ ادا کی۔ (بخاری)

عبداللہ بن اُبی منافقین کا سردار تھا، اُس کی منافقت نے بارہا نازک مواقع پر مسلمانوں کو نقصان پہنچایا اور حضور اکرم ﷺ کو دلی ایذائیں دیں۔ اس کے باوجود جب وہ فوت ہوا تو آپ ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور اس کے لئے دعائے مغفرت مانگی۔ کیونکہ بظاہر وہ مسلمانوں کے زمرے میں تھا۔ اس واقعے کے بعد وحی نازل ہوئی کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ منافقین کی بخشش نہیں کرے گا۔

13.11 نسیان (بھولنے کی بیماری) کی بیماری کی وجوہات:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''چھ خصائل ایسے ہیں جیسے جن سے نسیان پیدا ہوتا ہے ① چوہے کا جھوٹا کھانے سے، ② زندہ جوں کو بغیر مارے پھینک دینا، ③ بند (ٹھہرے ہوئے) پانی میں پیشاب کرنا، ④ قطار کا توڑنا، ⑤ گوند چبانا، ⑥ اور ترش (کھٹا) سیب کھانا۔''

بعض حضرات کا قول ہے کہ قبروں کی تختیاں (کتبہ) پڑھنا، دو عورتوں کے درمیان چلنا، مصلوب یعنی جس کو سولی یا پھانسی دی جائے اُن کو دیکھنا، ہرا دھنیا کھانا اور گرم روٹی کھانے سے نسیان پیدا ہوتا ہے۔ حلوہ کھانے، شہد پینے اور ٹھنڈی روٹی کھانے سے ذہن تیز ہوتا ہے۔

13.12 بیمار کے پاس اس کی عیادت کے لئے ضرور جائیں اور اس کی صحت یابی کی دعا کریں:

بیمار کی عیادت کے لئے ضرور جائیں اس کا حال پوچھئے اُس کی بیماری سے متعلق پوچھئے اور تسلی دیجئے اور اس کی جلد صحت یابی کے لئے دعا کیجئے، اگر مریض کی طبیعت زیادہ خراب ہو اور اسے مکمل آرام کی ضرورت ہو تو مریض کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھیں اور اونچی اونچی آواز میں باتیں نہ کریں۔ مریض کے متعلقین سے بھی مریض کا حال پوچھیں اور ہمدردی کا اظہار کیجئے۔ اپنے تعاون کی پیشکش کریں۔ اگر مریض کو خون کی ضرورت ہو تو خون دیں یا بھاگ دوڑ کر کے ڈونر (Donor) مہیا کروائیں۔ مریض کو اگر مالی امداد کی ضرورت ہو تو وہ بھی فراہم کریں یا کروائیں۔

13.13 مرضِ جذام:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''چھوت لگنا، بدشگونی لینا، الو کا منحوس ہونا اور ماہِ صفر کو بے برکت خیال کرنا سب لغو خیالات ہیں، البتہ جذام

سے یوں بھاگ جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔" (رواہ بخاری:5707)

13.14 تیمارداری کرنے والا مریض کے لئے کیا دعا مانگے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا کوئی مریض آپ ﷺ کے پاس لایا جاتا تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے:

"پروردگار! لوگوں کی بیماری دور کر دے انہیں شفا عنایت فرما، تیرے علاوہ کوئی شفا دینے والا نہیں ہے۔ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ اور شفا درحقیقت تیری ہی شفا ہے جو کسی بیماری کو نہیں رہنے دیتی۔" (بخاری)

13.15 بیماری یا کسی قسم کی تکلیف انسان کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"مسلمانوں کو جو پریشانی، غم، رنج، تکلیف اور دکھ پہنچتا ہے حتیٰ کہ اگر اس کو کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس تکلیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔" (بخاری:5641)

13.16 بیماری کے علاج سے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اقوالِ زریں:

(i) "جس رفتار سے تیرا مرض چلے اسی رفتار سے تو اس کا علاج کر۔"

(ii) "جو شخص اپنی کسی بیماری (مرض) کو چھپاتا ہے، طبیب اس کے علاج سے عاجز آ جاتے ہیں۔"

(iii) "مجھے اس شخص کی نسبت تعجب ہے جو اپنے مرض کی دوا جانتا ہے پھر کس لئے اسے طلب نہیں کرتا۔ اور اگر اسے مل جائے تو اس کے ساتھ اپنا علاج نہیں کرتا۔"

(iv) "جاڑے کے موسم میں سردی سے پرہیز کیا کرو۔ اور نکلتے جاڑے کی سردی میں بیٹھا اور سویا کرو۔ کیونکہ یہ آدمیوں کے بدن میں سے کمزوریاں نکال دیتی ہے۔"

(v) "سب سے زیادہ مفید علاج یہ ہے کہ انسان اپنی دلی خواہشوں اور آرزوؤں کو ترک کر دے۔"

(vi) "بیماری کی کوئی جگہ نہیں لیکن وہ گناہوں کو ایسے گراتی ہے جیسے درخت پتوں کو۔"

(vii) اپنی بیماریوں کا علاج اپنی غذا سے کرو۔"

13.17 بیماریوں میں سب سے بری بیماری:

حضرت شیخ بوعلی سینا نے فرمایا:

"بیماریوں میں سب سے بری بیماری دل کی بیماری ہے۔ دل کی بیماریوں میں سب سے بڑی دل آزاری ہے۔"

13.18 مہلک بیماریوں سے آگاہی انہیں ختم کرنے اور صحت مند رہنے سے متعلق عالمی دن منائے جاتے ہیں:

(i) تپ دق (T.B.) کا عالمی دن (World Tuberculosis Day) ہر سال 24/مارچ کو منایا جاتا ہے۔

(ii) صحت کا عالمی دن (World Health Day) ہر سال 17/اپریل کو منایا جاتا ہے۔

(iii) ملیریا سے نجات کا عالمی دن (World Malaria Day) ہر سال 25/اپریل کو منایا جاتا ہے۔

(iv) یرقان کی بیماری کا عالمی دن (World Hepatitis Day) ہر سال 28 جولائی کو منایا جاتا ہے۔

(v) ذہنی صحت کا عالمی دن (World Mental Health Day) ہر سال 10/اکتوبر کو منایا جاتا ہے۔

(vi) شوگر کی بیماری عالمی دن (World Diabetes Day) ہر سال 14 نومبر کو منایا جاتا ہے۔

(vii) ایڈز کی بیماری کا عالمی دن (World AIDS day) ہر سال یکم دسمبر کو منایا جاتا ہے۔

(viii) 24/اکتوبر کو پولیو کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔

باب: 14

والدین کی فرمانبرداری،
بزرگوں کا احترام اور حُسنِ سلُوک

14.00: والدین کی فرمانبرداری، بزرگوں کا احترام اور حُسنِ سلوک

انسانی رشتوں میں سب سے عظیم رشتہ ماں باپ کا ہے۔ دنیا کے سارے مذاہب ماں باپ کے ساتھ حُسنِ سلوک کی تلقین کرتے ہیں۔ شریعتِ اسلامی میں بھی ماں باپ کی عزت وتکریم اور اُن کے حقوق پر کافی زور دیا گیا ہے۔ ماں باپ محبت وشفقت کا پیکر ہیں۔ ماں باپ وہ ہستی ہیں جو اپنی اولاد کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے۔ ماں باپ کی دعا سے قبر کا عذاب ٹل جاتا ہے۔ والدین سے حُسنِ سلوک کے بارے میں گفتگو کرنا تو بہت آسان ہے مگر عملاً والدین کی خدمت کرنا اُن سے نیک برتاؤ کرنا اتنا آسان کام نہیں اس کے لئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر مکمل اور غیر متزلزل ایمان ہونا چاہئے۔ اور سب سے بڑھ کر اولاد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کے لئے شیریں زبان استعمال کرے اور ادب و احترام ہر وقت ملحوظ خاطر رکھے۔ والدین سے اچھا برتاؤ ایک ایسا عملِ صالح ہے جس سے محبت اور اخلاص کی خوشبو مہکتی ہے۔ قرآن مجید میں ایک سے زائد مقامات پر خدا کی عبادت کے بعد والدین سے حُسنِ سلوک کی تاکید کی گئی ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ سے شیریں زبان میں گفتگو کرے گا وہی دوسرے لوگوں سے بھی خوش اخلاقی سے پیش آئے گا۔

ہمارا معاشرہ گوناگوں مسائل (بشمول خاندانی مسائل) کا شکار ہے۔ معاشرے کا اخلاقی ڈھانچہ تباہی کے دہانے پر ہے۔ خاندانی ساکھ اور رکھ رکھاؤ میں دراڑیں پڑ چکی ہیں۔ شادی شدہ اولاد اپنے مسائل سے دوچار ہے، نئی نسل جدید اقدار سے متاثر ہو کر اپنی اعلیٰ اسلامی اقدار سے دور ہوتی جا رہی ہے اور اپنے ماں باپ اور بزرگوں کی ہدایات لینے کے لئے تیار نہیں۔ ماں باپ اور خاندان کے بزرگ لوگ نئے حالات سے سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور وہ اپنی پرانی اقدار اور روایات کو پامال ہوتا نہیں دیکھ سکتے۔ نتیجہ اس کا بزرگوں اور بچوں میں شدید کھنچاؤ اور ذہنی تناؤ کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔ ماں باپ کے لئے بچے تو پھر بچے ہیں (چاہے عمر کتنی ہو) وہ غلطی پر غلطی کرتے رہیں گے والدین کو چاہئے کہ وہ درگزر کریں اور انہیں معاف کر دیا کریں۔ اور اپنے آپ کو نئے حالات کے تقاضوں سے (اسلامی اقدار کے اندر رہتے ہوئے) ہم آہنگ کریں۔ بچوں کا اسلامی تشخص نہایت دانشمندانہ طریقے سے بحال کرنے کی کوشش کریں۔ بچوں کو یہ ذہن نشین کروانے کی کوشش کریں کہ وہ دنیا میں زبردست ترقی اور پھل پھول سکتے ہیں اگر ان کے ساتھ ماں باپ اور بزرگوں کی دعائیں ہوں گی اور کسی دوسرے مذہب کی تعلیمات اور کلچر کو اپنانا اُن کے لئے تباہ کن ہوگا۔

A- ماں باپ کی فرمانبرداری سے متعلق احکاماتِ خداوندی

14.01 ماں باپ کے ساتھ اچھے سے اچھا سلوک کرو:

سورۃ بنی اسرائیل میں ارشادِ خداوندی ہے:

"اور تمہارے رب کا قطعی حکم ہے کہ صرف اسی کی عبادت اور پرستش کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھے سے اچھا برتاؤ کرو۔" (بنی اسرائیل:23)

14.02 والدین سے حُسنِ سلوک سے متعلق بنی اسرائیل سے عہد لیا گیا:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے پچھلی قوموں سے اس بات کا عہد لیا تھا کہ وہ والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کریں۔ ارشادِ خداوندی ہے:

"اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے اس بات کا عہد لیا تھا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے حُسنِ سلوک کرو۔" (البقرۃ:83)

14.03 ماں باپ کو مت جھڑکو اور تعظیم کرنے کا حکم:

ماں باپ کی فرمانبرداری سے متعلق ارشادِ خداوندی ہے:

"ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو اگر پہنچ جائے تیرے سامنے بڑھاپے کو ایک ان میں سے یا دونوں تو نہ کہو اُن کو "ہوں" اور نہ جھڑک کر جواب دو ان کو اور کہہ ان سے بات ادب کی اور جھکا دے ان کے آگے کندھے عاجزی کر نیاز مندی سے اور کہہ اے رب ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے مجھ کو چھوٹا سا پالا۔" (سورۃ بنی اسرائیل:17:33)

14.04 ماں کا درجہ باپ سے زیادہ ہے:

والدین میں ماں کا درجہ باپ کے مقابلے میں زیادہ اس لئے ہے کہ ماں کو اولاد کی پرورش اور ولادت کے دیگر مراحل میں بڑی تکلیفوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ قرآنِ مجید میں ماں کے ان دشوار گزار مرحلوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا:

"اور ہم نے انسان کو وصیت کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کرے، اُس کی ماں نے اسے تکلیف سے پیٹ میں رکھا اور تکلیف سے جنم دیا۔" (الاحقاف:15)

14.05 کافر اور مشرک ماں باپ کے کہنے سے اولاد کفر و شرک تو نہ کریں مگر اُن سے اچھا سلوک کریں:

سورۃ لقمان میں ماں باپ کا حق بیان کرتے ہوئے یہاں تک فرمایا گیا کہ اگر بالفرض کسی کے ماں باپ کافر و مشرک ہوں اور اولاد کو بھی کفر و شرک کے لئے مجبور کریں تو اولاد کو چاہیئے کہ ان کے کہنے سے کفر و شرک تو نہ کرے لیکن دنیا میں ان کے ساتھ اچھا سلوک اور ان کی خدمت کرتی رہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لیکن اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ کسی ایسے کو شریک کرے جسے تو نہیں جانتا تو ان کی بات ہرگز نہ مان۔ دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتا رہ۔" (سورۃ لقمان:15)

14.06 ماں کے وجود کی وجہ سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا رحم فرمانا:

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدۂ محترمہ کا انتقال ہوگیا تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو متنبہ (warning) کرتے ہوئے

ارشاد فرمایا:

''اے موسیٰ اب احتیاط سے چلنا کیونکہ اب تمہاری ماں دنیا میں موجود نہیں ہے اور اب اُس میدان میں جہاں سے میں تم سے ہمکلام ہوتا تھا اپنی جوتیاں اُتار کر ادب سے داخل ہونا کہ پہلے میں تمہاری بوڑھی ماں کے سفید بالوں کا لحاظ کرتا تھا۔''

14.07 ماں باپ کا شکر کرنے کا حکم:

سورۃ لقمان میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''میرا شکر کرو اور اپنے ماں باپ کا شکر کرو۔'' (سورۃ لقمان)

B- ماں باپ کی فرمانبرداری اور حُسنِ سلوک سے متعلق

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات گرامی

14.08 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک کونسا عمل زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''نماز کا اس کے وقت پر ادا کرنا۔ میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا والدین کے ساتھ نیکی کرنا میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔'' (بخاری ومسلم)

14.09 بیٹا اپنے والد کے احسانات کا بدلہ نہیں چکا سکتا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کوئی بیٹا اپنے والد کے احسانات کا بدلہ نہیں دے سکتا۔'' (مسلم)

14.10 والد کی عزت وتوقیر:

رسول اللہ ﷺ نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کو والد کی رضامندی اور خوشنودی سے وابستہ بتایا، چنانچہ فرمایا:

''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔''

(مشکوٰۃ:419)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک بار دو آدمیوں کو دیکھا، ایک سے پوچھا یہ دوسرے تمہارے کون ہیں؟ اس نے کہا یہ میرے والد ہیں۔ آپ نے فرمایا دیکھو تم ان کا نام لینا نہ کبھی ان سے آگے چلنا اور نہ کبھی ان سے پہلے بیٹھنا۔ (الادب المفرد)

14.22 والدین سے نافرمانی کی سزا اسی دنیا میں مرنے سے پہلے دی جاتی ہے:

حدیث نبوی ﷺ ہے:

''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ جس گناہ کو چاہتے ہیں معاف فرما دیتے ہیں لیکن والدین کو ستانے کی سزا دنیا میں مرنے سے پہلے دے دیتے ہیں۔'' (حدیث نبوی)

14.23 ماں باپ کی نافرمانی کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ کے ساتھ شریک بنانا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور کسی نفس کو قتل کر دینا اور جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔'' (بخاری)

14.24 ماں باپ کو گالی دینا گناہِ کبیرہ ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

''کبیرہ گناہوں کی فہرست میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے دے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، کیا آدمی اپنے والدین کو گالی دے سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''ہاں! وہ کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور یہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔'' (بخاری و مسلم)

14.25 مشرک والدین سے حُسنِ سلوک:

حضرت اسماء بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں میری والدہ آئیں جب کہ وہ مشرک تھیں، میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا:

''یا رسول اللہ (ﷺ)! میری والدہ آئی ہیں، انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا، کیا میں اُن کی مالی مدد اور حُسنِ سلوک کروں؟'' رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''ہاں ضرور'! وہ تمہاری ماں ہیں ان کے ساتھ حُسنِ سلوک کرو۔''

14.26 بوڑھے شخص کی رائے کی اہمیت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

''مجھے بوڑھے شخص کی رائے ایک نوجوان کی بہادری سے زیادہ عزیز ہے۔''

14.27 شریعت کی رُو سے اولاد کے حقوق:

شریعت کی رُو سے اولاد کے حقوق یہ ہیں:

-1 ان کی زندگی کی حفاظت کرنا۔

-2 پرورش کرنا۔

-3 تعلیم وتربیت دینا۔

-4 محبت وشفقت دینا۔

-5 مساوات برتنا۔

-6 ختنہ اور عقیقہ کرانا۔

-7 اولاد کی شادی کرانا۔

-8 میراث کا حقدار قرار دینا۔

-9 ان کے لئے دعا کرنا۔

14.28 ماں باپ کی طرف محبت کی نظر سے دیکھنے کا ثواب:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ماں باپ کی طرف محبت بھری نظروں سے دیکھنا ایک حج کے ثواب کے برابر ہے۔'' لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول (ﷺ)! اگر کوئی ایک دن میں سو بار اسی طرح رحمت ومحبت کی نظر ڈالے......؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں! اگر کوئی سو بار ایسا کرے تب بھی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ (تمہارے تصور سے بہت بڑا اور تنگ دلی جیسے عیبوں سے) بالکل پاک ہے۔'' (مسلم)

14.29 تین کام انسان کے مرنے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب ابنِ آدم مرجاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہوجاتا ہے، سوائے تین کاموں کے: ① صدقہ جاریہ ② ایسا علم جس سے فائدہ اُٹھایا جائے۔ ③ نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہے۔''

14.30 ماں باپ اپنی اولاد کے ساتھ کیسا سلوک کرے کہ اولاد کبھی ناراض نہ ہو:

ایک بار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کہئے اولاد کے سلسلے میں کیا سلوک ہونا چاہئے؟ حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''امیر المؤمنین! اولاد ہمارے قلوب کا ثمرہ ہیں، کمر کی ٹیک ہیں، ہماری حیثیت ان کے لئے زمین کی طرح ہے جو نہایت نرم اور بے ضرر ہے۔ ہمارا وجود ان کے سایہ فگن آسمان کی طرح ہے۔ ہم انہی کے ذریعے بڑے بڑے کام انجام دینے کی ہمت کرتے ہیں۔ لہٰذا والدین کو چاہئے کہ:

① اگر وہ آپ سے کچھ مطالبہ کریں تو انہیں خوب دیجئے۔

(۲) اگر کبھی دل گرفتہ ہوں تو ان کے دلوں کا غم دور کیجئے۔ نتیجہ میں وہ آپ سے محبت کریں گے آپ کی پدرانہ کوششوں کو پسند کریں گے۔

(۳) کبھی ان پر نا قابل برداشت بوجھ نہ بنئے کہ وہ آپ کی زندگی سے اُکتا جائیں اور آپ کی موت کے خواہاں ہوں۔ آپ کے قریب آنے سے اُکتا جائیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یہ حکیمانہ باتیں سن کر بہت متاثر ہوئے۔

14.31 ماں باپ کی فرمانبرداری اور خدمت سے متعلق صوفیائے کرام کے ارشاداتِ گرامی:

نئی نسل کے لئے ماں باپ کی فرمانبرداری اور خدمت کے حوالے سے ایک بہت بڑے صوفی بزرگ نے ارشاد فرمایا:

1- ''جب آپ کے ماں باپ بڑھاپے کی طرف مائل ہوگئے ہوں تو ان سے اپنے طاقتور ہاتھ علیحدہ نہ کرنا بلکہ ان کے لئے رحمت کا سایہ بنے رہنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہر چیز حاصل ہو جائے لیکن یہ حسرت رہ جائے کہ ان کی خدمت نہیں کی، پھر اس کا کوئی مداوا نہیں ہوگا۔ ماں باپ کے ساتھ تعلق توڑنا ایسے ہے جیسے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے تعلق توڑنا۔''

2- ''جو آدمی یہ کہتا ہے کہ ابا جان کا دماغ چل گیا ہے تو وہ آدمی خود پاگل ہو کے مرے گا۔ آپ کے ماں باپ قیامت تک آپ کے ماں باپ رہیں گے چاہے آپ کچھ بھی بن جاؤ۔''

3- ''جب ماں باپ کے دل سے اولاد کی محبت نکل جاتی ہے تو سمجھو اولاد بدقسمت ہوگئی۔''

4- ''اگر باپ کے نالائق ہونے کے باوجود اس کا حکم پورے طور پر مانتے ہیں تو شیطان آپ پر غالب نہیں آئے گا۔''

5- ''جس نے والدین کا ادب کیا اس کی اولاد مؤدب ہوئی۔''

14.32 والدین کا زندہ ہونا ایک نعمت اور رزق سے کم نہیں ہے:

رزق صرف یہ نہیں ہے کہ آپ کما اور کھا پی رہے ہیں۔ بلکہ ماں باپ کی طرف محبت بھری نظروں سے دیکھنا بھی رزق ہے۔ اُن کی باتوں سے اتفاق نہ کرتے ہوئے بھی اُن کا دل رکھنے کی خاطر ان کی ہاں میں ہاں ملانا بھی نہ صرف رزق ہے بلکہ رزق میں کشادگی کا باعث بنتا ہے۔ اور اولاد کی راہیں کھلتی ہیں۔ ایک بہت بڑے صوفی بزرگ کا قول ہے:

''رزق صرف یہ نہیں ہے کہ جیب میں مال ہو بلکہ رزق یہ بھی ہے کہ ذہن میں خیال ہو شکل کا ہونا رزق ہے۔ نگاہ میں بینائی کا ہونا رزق ہے۔ ماں باپ کا زندہ ہونا رزق ہے، اولاد کا زندہ ہونا رزق ہے۔ اور اگر آپ قائم ہیں تو یہ رزق ہے۔''

14.33 والدین کا فرمانبردار بننے کے لئے (اولاد کیلئے) قرآن مجید میں واضح ہدایات اور جنت کی نوید دی گئی ہے:

والدین اور خصوصاً ماں نے اپنی اولاد کے لئے جو تکالیف اُٹھائی ہیں اور جس طرح اس نے اپنا خونِ جگر چوسا کر اُسے زندگی اور توانائی بخشی ہے، اس کے جواب میں اُن کے ساتھ اولاد کی طرف سے جو رویہ اور طرزِ عمل ہونا چاہئے قرآن مجید نے اس کو بڑے ہی دلکش انداز میں بیان

کیا ہے۔

''ہم نے انسان کو ہدایت کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرے۔اس کی ماں نے مشقت اُٹھا کراسے پیٹ میں رکھا۔مشقت اُٹھا کر ہی اُسے جنا اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں اُسے تیس مہینے لگ گئے، یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری طاقت کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا تو اس نے کہا: ''اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکرا دا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائیں۔اور ایسا نیک عمل کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمایا۔اور ایسا نیک عمل کروں جس سے تو راضی ہو۔اور میری اولاد کو بھی نیک بنا کر مجھے سکھا دے۔میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور تابع فرمان بندوں میں سے ہوں۔'' اس طرح کے لوگوں سے ہم اُن کے بہترین اعمال قبول کرتے ہیں اور اُن کی برائیوں سے درگزر کر جاتے ہیں۔یہ جنتی لوگوں میں سے شامل ہوں گے۔اس سچے وعدے کے مطابق جو اُن سے کیا جاتا رہا ہے۔'' (سورۃ احقاف:15،16)

14.34 عہدِ حاضر میں والدین اور عمر رسیدہ بزرگوں کی تعظیم وتکریم کے تقاضے:

رسول اللہ ﷺ ہی وہ واحد ہادی اور رہنما ہیں جنہوں نے واضح انداز میں دنیا کو بتایا کہ خدا کی عبادت اور بندگی کے بعد انسان پر سب سے اہم ذمہ داری اور مقدم فرض اپنی ماں کی عزت واحترام اور فرمانبرداری ہے۔اس کے بعد باپ اور دیگر عمر رسیدہ بزرگ۔آج کل اولاد اپنے ماں باپ اور دیگر عمر رسیدہ بزرگوں سے جس طرح پیش آ رہی ہے اُسے دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُنہیں اپنے مذہب کی تعلیمات کا کچھ پتہ نہیں ہے۔اس بارے میں اوپر کافی تفصیل بیان کی جا چکی ہے۔یہاں پر صرف اتنا بتانا مقصود ہے کہ ہم ماں باپ کے علاوہ خاندان کے دیگر عمر رسیدہ بزرگوں کا بھی اتنا ہی احترام وادب کریں جتنا اپنے والدین کا...... ہمیں چاہئے کہ ہم مذہبی تہواروں اور خوشی اور شادمانی کے موقعوں پر اپنے ماں باپ کے علاوہ خاندان کے دیگر بزرگوں کو نہ صرف اہمیت دیں بلکہ ان کی عزت وتوقیر کا خاص خیال رکھیں۔ہم نہ صرف اُن سے بے پناہ محبت کا والہانہ اظہار کریں بلکہ ان کی تعظیم وتکریم میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں۔ہم اپنے بچوں، پوتے پوتیوں، نواسے، نواسیوں کو بھی بزرگوں (دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ) کی تعظیم کرنے اور اُن سے محبت سے پیش آنے کی ترغیب دیں۔کیونکہ یہ نہ صرف اچھے کردار اور اچھے اخلاق کا تقاضا ہے بلکہ ہمارا مذہب بھی ہم سے بزرگوں کے احترام اور حُسنِ سلوک کا متقاضی ہے۔

ہمیں...... ہمارے بچوں، پوتے پوتیوں، نواسے اور نواسیوں کو چاہئے کہ ہم عیدالفطر، عیدالاضحیٰ، عید میلادالنبی اور دیگر خوشی کے موقعوں پر خاندان کے عمر رسیدہ بزرگوں کو سلام کرنے ضرور حاضر ہوں۔اور اپنی عقیدت، محبت کے اظہار کے لئے پھولوں کے ہار، گلدستہ یا کوئی تحفہ ضرور پیش کریں۔کچھ دیر اُن کے پاس بیٹھیں ان کی خیریت دریافت کریں۔اور ان کی دعائیں لیں۔شاید ہم نہیں جانتے کہ ہم بزرگوں کی دعاؤں کی بدولت کتنی مصیبتوں اور پریشانیوں سے بچے ہوئے ہیں۔اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہمارے اس طرزِ عمل سے خوش ہوگا۔ہم سب جانتے ہیں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے سفید بالوں کی کیا اہمیت تھی......!

14.35 اولیاءاللہ کی نظروں میں ماں کی فرمانبرداری ایک عظیم ذمہ داری ہے:

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں، ایک رات ان کی ماں نے پانی مانگا۔ گھر میں پانی نہیں تھا، آپ رحمۃ اللہ علیہ باہر سے پانی لائے اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدۂ محترمہ سوگئیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ پانی کا پیالہ لئے ساری رات اُن کے سرہانے کھڑے رہے کہ پتہ نہیں کب آنکھ کھول جائے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدۂ محترمہ پانی مانگ لیں صبح فجر کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پانی کا پیالہ لئے کھڑے تھے۔

14.36 تین آدمیوں پر جنت حرام ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ:

''تین آدمیوں پر جنت حرام ہے ① عادی شراب خور ② عاق شدہ فرزند ③ دیوث (بے غیرت) جو اپنی بیوی کو حرام کاری سے واقف ہو اور ناپسندیدگی نہ کرتا ہو۔''

14.37 والدین کو غمگین کرنا اُن کی نافرمانی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ:

''والدین کو غمگین کرنا اُن کی نافرمانی ہے۔''

14.38 والدین کی اطاعت کرنے والا جنت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہوگا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ:

''خدا اور والدین کی اطاعت کرنے والا مقامِ اعلیٰ علیین پر فائز ہوگا۔''

14.39 باپ کی قسم کھانے سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ منع کرتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ:

''باپ کی قسم کھانے سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ منع کرتا ہے۔''

14.40 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ماں کے بارے میں تین مرتبہ اور باپ کے بارے میں دو مرتبہ حُسنِ سلوک کی تاکید فرمائی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ:

''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تم کو تمہاری ماں کے بارے میں تین مرتبہ اور باپ کے بارے میں دو مرتبہ حُسنِ سلوک کی تاکید کرتا ہے اور قرابت داروں سے نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہے۔''

14.41 تو اور تیرا سب کچھ تیرے باپ ہی کا ہے:

سورۃ البقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''لوگ آپ ﷺ سے پوچھتے ہیں کہ ہم کہاں خرچ کریں؟ جواب دیجئے کہ جو مال بھی تم خرچ کرو اس کے اوّلین حقدار والدین ہیں۔'' (البقرۃ)

ایک بار نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور اپنے باپ کی شکایت کرنے لگا کہ وہ جب چاہتے ہیں میرا مال لے لیتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اُس آدمی کے باپ کو بھی بلوایا۔ لاٹھی ٹیکتا ہوا ایک بوڑھا کمزور شخص حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس بوڑھے سے تحقیق فرمائی۔ تو اس نے کہنا شروع کیا:

''خدا کے رسول (ﷺ)! ایک زمانہ تھا جب یہ کمزور اور بے بس تھا اور مجھ میں طاقت تھی، میں مالدار تھا اور یہ خالی ہاتھ تھا۔ میں نے کبھی اس کو اپنی چیز لینے سے نہیں روکا، آج میں کمزور ہوں اور یہ تندرست وقوی ہے۔ میں خالی ہاتھ ہوں اور یہ مالدار ہے۔ اب یہ اپنا مال مجھ سے بچا بچا کر رکھتا ہے۔''

بوڑھے کی یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ رو پڑے اور (بوڑھے کے لڑکے سے مخاطب ہو کر) ارشاد فرمایا:

''تو اور تیرا مال تیرے باپ ہی کا ہے۔''

ماں باپ کو اپنے مال کا مالک سمجھئے اور ان پر دل کھول کر خرچ کیجئے۔

14.42 کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ والدین کی نافرمانی ہے۔''

14.43 ماں کی عظمت کو سلام (Mother's Day) کا دن:

ہر سال دنیا میں (UNO کی طرف سے) 8 مئی کو ماں کا (Mother's day) منایا جاتا ہے۔ ویسے تو پاکستان میں ہر دن Mother's day ہے۔ چونکہ یہ دن ماں کے احترام میں ساری دنیا میں منایا جاتا ہے اس لئے پاکستانی بھی اس دن کو بڑھ چڑھ کر مناتے ہیں اور اپنی ماؤں کو نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ یہ ایک قسم کا توجہ دلاؤ نوٹس (Reminder) ہے کہ تمہاری ماں، ماں کی اور باپ کی مائیں یعنی نانی دادی حیات ہیں انہیں بھی سلام کریں۔ اُن کی خیریت معلوم کر کے ثواب کے مستحق بن جائیں۔ اس طرح سے بچوں کے دلوں میں بھی بزرگوں کا احترام اور محبت بڑھے گی۔ اور ایسا کر کے ہم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی حاصل کریں گے۔ یہی اسلامی اخلاقیات کا تقاضا ہے جس سے آج کل کے بچے ناآشنا ہیں۔ انسان کا کسی انسان کے آگے جھکنا شرک کہلاتا ہے لیکن ماں باپ اور بزرگوں کے آگے جھکنے کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے عبادت قرار دیا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا شکر ادا کرو اور اپنے ماں باپ کا شکر ادا کرو۔

14.44 ماں کی خدمت سے چٹانیں بھی سرک جاتی ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک قصہ سنایا کہ پرانے وقتوں میں تین آدمی سفر کے لئے روانہ ہوئے راستے میں طوفان آگیا اُن تینوں نے بھاگ کر ایک غار میں پناہ لی۔ طوفان کی شدت سے ایک بہت بڑا پتھر گرا جس کی وجہ سے غار سے باہر نکلنے کا راستہ بند ہو گیا۔ اب

وہ تینوں مسافر بے حد پریشان ہوئے، انہیں موت یقینی نظر آ رہی تھی۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعائیں مانگیں مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اُن میں سے ایک شخص کے دل میں خیال آیا کیوں نہ ہم میں سے ہر شخص اپنی زندگی میں نیک کام کرنے کا قصہ سنا کر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے مدد کا طالب ہو۔ چنانچہ پہلے شخص نے اپنا قصہ سنایا کہ میں ہر رات سونے سے پہلے دودھ کا پیالہ لے کر ماں کے پاس آتا اور جب وہ دودھ پی لیتی پھر اپنے بچوں کو دودھ پلاتا۔ ایک رات مجھے گھر آنے میں دیر ہوگئی، جب میں دودھ کا پیالہ لے کر ماں کے پاس گیا تو وہ سوگئی تھیں، میں پیالہ لئے کھڑا رہا کہ جگانا مناسب نہیں، اب بچوں نے دودھ کے لئے رونا شروع کر دیا، بچوں کے شور کی وجہ سے ماں کی آنکھ کھل گئی تو پہلے میں نے ماں کو دودھ پیش کیا بعد میں بچوں نے پیا۔ پھر کہا یا اللہ! اگر تیری نگاہ میں یہ نیک عمل ہے تو میری مدد فرما اور اس پتھر کو راستے سے ہٹا دے۔ اس کے بعد پتھر اپنی جگہ سے تھوڑا سا سرک گیا۔ مگر اتنا راستہ نہیں تھا جس سے وہ لوگ باہر نکل سکتے۔ اس کے بعد دوسرے اور پھر تیسرے شخص نے اپنی اپنی نیکیوں کے قصے سنائے اور ہر دفعہ پتھر سرکتا گیا اور وہ تینوں باہر نکل آئے۔ ماں کی خدمت اتنی عظیم نیکی ہے کہ اُس کا واسطہ دینے سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے پہاڑ کو بھی سرکا دیا۔

14.45 ماں باپ کو ہمیشہ یاد رکھیں:

ماں باپ کی زندگی میں تو عزت واحترام اور خدمت تو اولاد کرتی ہی ہے اولاد کا فرض ہے کہ ماں باپ کے انتقال کے بعد انہیں اپنے دلوں میں زندہ رکھیں۔ اُن کی برسی منائیں، ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی اور ان کی مغفرت اور جنت الفردوس میں بلند مقام کے لئے دعا کریں۔ اگر آپ بیرون ملک مقیم ہیں تو اپنے والد یا والدہ جو کہ وفات پا چکے ہوں ان کی برسی کے دن کو یاد رکھیں اور فاتحہ وغیرہ کروائیں۔ پاکستان میں اپنے بھائی بہنوں یا قریبی دوستوں اور رشتہ داروں کے ذریعے ان کی قبروں پر پھول ڈالنے کے لئے کہیں۔ جب آپ ایسا کریں گے تو آپ کی اولاد بھی ایسا کرے گی۔

ایک بہت بڑے صوفی بزرگ کا قول ہے کہ:

''ہم نے جن لوگوں کو اپنے مرنے کا غم دے کر جانا ہے انہیں ہم اپنی زندگی میں خوشی کیوں نہ دیں؟''

14.46 ماں سے مسکرا کے بات کرنے کی اہمیت:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

''ہر وہ دن تمہارے لئے عید ہے جس دن تم اپنی ماں سے مسکرا کے بات کرو۔''

(اقوال حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا انسائیکلوپیڈیا)

14.47 چار اشخاص جنت میں داخل نہ ہو سکیں گے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''چار شخصوں کے متعلق اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ ان کو جنت میں نہ بھیجے گا اور نہ ان کو

جنت کی نعمتوں سے کچھ حصہ ملے گا۔ ① شراب کا عادی، ② سود خور ③ یتیم کا مال کھانے والا، ④ ماں باپ کا نافرمان۔" (حاکم)

14.48 مادری زبان، والدین اور ضعیف لوگوں کے عالمی دن:

(i) **مادری زبان کا عالمی دن (International Mother Language Day)**

ماں کی زبان کا عالمی دن ہر سال 21 فروری کو منایا جاتا ہے۔

(ii) **والدین کا عالمی دن (Global Day of Parents):**

والدین کا عالمی دن دنیا میں ہر سال یکم جون کو منایا جاتا ہے۔

(iii) **ضعیف لوگوں کا عالمی دن (International Day of Older Persons):**

دنیا میں ضعیف لوگوں کا عالمی دن ہر سال یکم اکتوبر کو منایا جاتا ہے۔

باب: 15

یتیموں کے حقوق

15.00: یتیموں کے حقوق

یتیموں کا مال کھانا اور یتیموں سے بدسلوکی کرنا بدترین جرم ہیں۔ یہ وہ اعمال ہیں جو انسان کو جہنم کی طرف لے جاتے ہیں، نارِ جہنم وہ آگ ہے جو دنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ حرارت والی آگ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تمہاری آگ کے مقابلے میں جہنم کی آگ ستر گنا تیز ہے۔''

یتیموں کا مال کھا کر انسان اپنے پیٹ میں آگ بھرتا ہے۔ کسی بھی انسان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ یتیموں کا مال کھائے۔ بلکہ ہمیں اپنے پیسوں سے یتیموں کی مدد کرنی چاہیے۔ یتیموں سے ہمدردی، پیار و محبت اور نرمی سے پیش آنا چاہیے۔ اگر کسی نے شفقت اور محبت سے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ رکھا تو اس کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال ہوں گے اس کے برابر اسے نیکیوں کا اجر ملے گا۔ یتیم کا مال کھانے والا ہزار یتیم خانے بنوا دے اسے سکون نہیں ملے گا۔

A- یتیموں کا مال نہ کھانے سے متعلق احکاماتِ خداوندی

15.01 یتیموں کا مال کھانا آگ کھانے کے مترادف ہے:

(i) سورۃ النساء میں ارشادِ خداوندی ہے:

''بلاشبہ جو لوگ یتیموں کا مال بے ایمانی سے کھاتے ہیں اور کچھ نہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب وہ جلتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔'' (سورۃ النساء:10)

(ii) ''اور یتیموں کا مال ان کے حوالے کر دو اور ان کے پاکیزہ اور عمدہ مال کو اپنے ناقص اور برے مال سے نہ بدلو اور نہ ان کا مال اپنے مال میں ملا کر کھاؤ کہ یہ بڑا سخت گناہ ہے۔'' (سورۃ النساء:02)

(iii) ''اور یتیموں کو بالغ ہونے تک کام کاج میں مصروف رکھو۔ پھر بالغ ہونے پر اگر ان میں عقل کی پختگی دیکھو تو ان کا مال ان کے حوالے کر دو اور اس خوف سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے اس کو فضول خرچی اور جلدی میں نہ اُڑا دینا، جو شخص آسودہ حال ہو اس کو پرہیز رکھنا چاہیے اور جو بے مقدور ہو تو وہ مناسب طور پر کچھ لے لے اور جب ان کا مال ان کے حوالے کرنے لگو تو گواہ کر لیا کرو اور حقیقت میں تو اللہ ہی حساب لینے والا کافی ہے۔'' (النساء:06)

15.02 یتیموں کا مال ناجائز طریقے سے مت کھاؤ:

سورۃ الانعام میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو کہ مستحسن ہو۔'' (سورۃ الانعام:152)

15.03 یتیم پر ظلم نہ کرو:

قرآن پاک سے زیادہ کسی اور آسمانی کتاب میں محتاجوں اور تہی دستوں کی مدد کرنے کی نصیحت نہیں کی گئی۔

(i) خداوند کریم قرآنِ پاک کی سورۃ الضحیٰ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ محمد رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہیں:

"کیا اس نے تم کو یتیم نہیں پایا، پھر ٹھکانہ فراہم کیا؟ اور تمہیں ناواقفِ راہ پایا، پھر ہدایت بخشی اور تمہیں نادار پایا، پھر مالدار کر دیا، لہٰذا یتیم پر ظلم نہ کرو اور سائل کو نہ جھڑکو اور اپنے رب کی نعمت بیان کرو۔"
(سورۃ الضحیٰ:6 تا 11)

(ii) سورۃ الدھر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

'جو نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی چاروں طرف پھیل جانے والی ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں۔ مسکین، یتیم اور قیدیوں کو اور کہتے ہیں کہ ہم تم کو خالص اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے لئے کھلاتے ہیں۔ نہ تم سے عوض کے خواستگار ہیں نہ شکر گزاری کے طلبگار۔

(الدھر:7 تا 9)

(iii) سورۃ الفجر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"نہیں بلکہ تم لوگ یتیم کی خاطر نہیں کرتے اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہو، اور میراث کے مال کو سمیٹ کر کھا جاتے ہو۔ اور مال کو بہت ہی عزیز رکھتے ہو۔" (سورۃ الفجر:17 تا 21)

15.04 یتیم بچوں کے بارے میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا حکم:

سورۃ البقرۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اور جو لوگ آپ ﷺ سے یتیم بچوں کا حکم پوچھتے ہیں آپ ﷺ فرما دیجئے کہ ان کی مصلحت کی رعایت رکھنا زیادہ بہتر ہے اور تم ان کے ساتھ خرچ شامل رکھو، وہ تمہارے بھائی ہیں، اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ مصلحت ضائع کرنے والے کو اور مصلحت کی رعایت رکھنے والے کو جانتے ہیں۔" (سورۃ البقرۃ:220)

B- یتیموں سے سلوک کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات گرامی:

15.05 قیامت کے دن اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ان لوگوں کو عذاب نہیں دیں گے جنہوں نے دنیا میں یتیموں پر رحم کیا ہوگا:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے دینِ حق دے کر بھیجا ہے قیامت کے دن اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ان لوگوں کو عذاب نہیں دیں گے جنہوں نے دنیا میں یتیموں پر رحم کیا ہوگا۔ ان سے نرم انداز میں بات کی ہوگی اور ان کی یتیمی اور کمزوری پر ترس کھایا ہوگا۔ اور اپنے پڑوسی کے مقابلے میں اپنے کثرتِ مال کی وجہ سے برتری نہ

جتائی ہوگی۔“ (حدیثِ نبوی)

15.06 یتیموں، مسکینوں اور بیوہ اور بے سہارا عورتوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کا حکم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص بیوہ اور بے سہارا عورتوں، مسکینوں اور یتیموں کی خدمت و بہبود کے لئے کوشش کرتا ہے وہ ان لوگوں کی مانند ہے جو راہِ خدا میں جہاد کرتے ہیں، دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات کو قیام کرتے ہیں۔“ (متفق علیہ)

15.07 یتیموں کو جنت میں رسول اللہ ﷺ کا قرب نصیب ہوگا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

”جنت میں ہر شخص اپنے مقام کے مطابق ہوگا مگر یتیم میرے ساتھ جنت میں اس طرح ہوں گے جیسے یہ میری دو انگلیاں (اپنی دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی اور اس کے ساتھ والی درمیانی انگلی دکھا کر فرمایا)۔ (بخاری)

15.08 یتیم کے کفیل کے لئے جنت:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”یتیم کا کفیل اور میں جنت میں ساتھ ساتھ ہوں گے۔“

15.09 بہترین گھر:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

”بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کا اکرام ولحاظ رکھا جائے۔“

15.10 سات ہلاک کرنے والی خصلتوں میں سے ایک خصلت یتیم کا مال کھانا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ (ﷺ)! وہ کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

① اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔

② جادو کرنا ③ ناحق کسی کو قتل کرنا جس کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے حرام کیا ہے۔

④ سود کھانا۔ ⑤ یتیم کا مال کھانا۔

⑥ کافروں سے لڑائی کے وقت پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا۔

⑦ پاکدامن ایمان دار عورتوں پر تہمت لگانا۔

باب: 16

رشتہ داروں کے حقوق

16.00: رشتہ داروں کے حقوق

انسان کوسب سے زیادہ تکلیف اوراذیت اس کے قریبی رشتہ دار، دوست احباب اور قرابت دار ہی پہنچاتے ہیں۔ جب اختلافِ رائے کی صورت میں وہ اخلاقیات کے اصولوں کو پسِ پشت ڈال کر اُن سے ناروا سلوک برتتے ہیں۔ خاندانی لڑائی جھگڑوں کو جنم دیتے ہیں، اختلاف رئے سے حتی الوسع گریز کیجئے کیونکہ زندگی کی مشکلات، مسائل، فتنے، جھگڑے اگر ختم نہیں ہوں گے تو کم ضرور ہوجائیں گے۔

سورۃ الفرقان میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور ہم نے تم میں سے بعض کو دوسرے کے لئے آزمائش کا باعث بنایا ہے۔ کیا تم صبر کروگے؟
اور آپ ﷺ کا رب خوب دیکھنے والا ہے۔'' (الفرقان:20)

اس آیت میں سوال کیا گیا ہے کہ کیا تم صبر کروگے؟ جس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ رشتہ داروں اور قرابت داروں کا ناروا سلوک دراصل ہماری ہی آزمائش ہے۔ اور ہمیں صبر سے کام لینا چاہئے اور زیادتی کرنے والے رشتہ داروں کو معاف کر دینا چاہئے۔ اور دعا کرنی چاہئے کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ انہیں ہدایت دے۔ اسی میں ہماری فلاح اور بہتری پوشیدہ ہے۔ برائی کے بدلے اچھائی کرنے کی تعلیم ہمیں رسول اللہ ﷺ نے دی ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس کی تعلیم یوں فرمائی ہے کہ اس نیک کام کا اجر بہت زیادہ ہے۔ سورۃ الزمر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔''

ہمیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا عذاب چاہئے یا اس کی محبت کا صِلہ، یہ فیصلہ ہمیں ہمارے رشتہ داروں اور قرابت داروں نے کرنا ہے کہ آیا ہم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق صبر وتحمل سے کام لیں گے اور ایک دوسرے کی زیادتیوں، ناانصافیوں اور ناراضگیوں کو برداشت اور درگزر کریں گے یا نفرتوں کو اپنے دلوں میں پروان چڑھاتے رہیں گے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے غیض وغضب کو دعوت دیں گے۔

A- رشتہ داروں سے صلۂ رحمی کے بارے میں حکمِ خداوندی:

16.01 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے ڈرو اور رشتہ داری کے قطع تعلق سے بچو:

سورۃ النساء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے جس کے نام کو تم اپنی حاجت براری کا ذریعہ بناتے ہو، ڈرو اور رشتہ داری کے قطع تعلق سے بچو۔'' (سورۃ النساء:1)

16.02 اللہ کے فرمانبردار بندے رشتے جوڑتے ہیں:

سورۃ الرعد میں ارشادِ خداوندی ہے:

''جس رشتہ کے جوڑنے کا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے حکم دیا اس کو جوڑے رکھتے ہیں۔'' (الرعد:21)

16.03 رشتہ داروں اور سب کے ساتھ احسان کرو:

سورۃ النساء میں ارشادِ خداوندی ہے:

''اور خدا ہی کی عبادت کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، اور ماں باپ اور قرابتداروں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار، ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور ساتھ بیٹھنے والے ساتھی اور مسافر اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو۔'' (سورۃ النساء:36)

16.04 اپنوں کے علاوہ کسی کو راز دار مت بناؤ:

سورۃ آلِ عمران میں ارشادِ خداوندی ہے:

''اے ایمان والو! اپنوں کے علاوہ کسی کو راز دار مت بناؤ۔ وہ تمہارے نقصان میں کبھی کمی روا نہ رکھیں گے۔ تمہارے نقصان میں ان کی خوشی ہے اور ان کی زبانوں سے تمہاری دشمنی ظاہر ہو رہی ہے۔ اور جو ان کے دلوں میں چھپا ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے، ہم نے تمہیں نشانیاں بتا دی ہیں اگر تم عقل سے کام لو۔'' (سورۃ آل عمران:18)

16.05 خدا سے عہدِ واثق کر کے توڑنے والے لوگوں پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے لعنت کی ہے:

سورۃ الرعد میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور جو لوگ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے عہدِ واثق کر کے اس کو توڑ ڈالتے ہیں اور جن رشتہ ہائے قرابت کے جوڑنے کا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے حکم دیا ہے ان کو قطع کر دیتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر لعنت ہے اور ان کے لئے گھر بھی برا ہے۔'' (الرعد:25)

16.06 رشتے توڑنے والے حکمرانوں کے لئے لمحۂ فکریہ:

سورۃ محمد (ﷺ) میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اے منافقو! تم سے عجب نہیں کہ تم حاکم ہو جاؤ تو ملک میں خرابی کرنے لگو اور اپنے رشتوں کو توڑ ڈالو۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے لعنت کی ہے۔ اور ان کے کانوں کو بہرہ اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے۔'' (سورۃ محمد:22،23)

16.07 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ''صلح کرنے'' کو پسند فرماتا ہے:

(i) سورۃ النساء میں ارشادِ خداوندی ہے:

''ان لوگوں کی بہت سی مشاورتیں (سرگوشیاں) اچھی نہیں، ہاں! اس شخص کی مشاورت اچھی ہو سکتی ہے) جو

خیرات کرے یا نیک بات کہے یا لوگوں میں صلح کرنے کو کہے۔" (سورۃ النساء:114)

(ii) سورۃ الانفال میں ارشادِ خداوندی ہے:

"خدا سے ڈرو اور آپس میں صلح رکھو۔" (سورۃ الانفال:1)

(iii) سورۃ النساء میں ارشادِ خداوندی ہے:

"اور صلح خوب (چیز) ہے۔" (النساء:128)

16.08 اپنے بھائیوں میں صلح کروادیا کرو:

سورۃ الحجرات میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے بھائیوں میں صلح کروادیا کرو۔" (سورۃ الحجرات:10)

16.09 مومن مردوں اور مومن عورتوں کو تنگ کرنے والے:

سورۃ الاحزاب میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذاء دیں بغیر کسی جرم کے جو ان سے سرزد ہوا ہو وہ بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اُٹھاتے ہیں۔" (سورۃ الاحزاب:58)

16.10 اختلاف کی صورت میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی طرف رجوع کرو:

ارشادِ خداوندی ہے:

"اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اس میں خدا اور اس کے رسول ﷺ (کے حکم) کی طرف رجوع کرو۔" یعنی قرآن وسنت کے حوالے کرو"۔ نیز فرمایا:

"اور یہ کہ میرا سیدھا راستہ یہی ہے تو تم اسی پر چلنا اور راستوں پر نہ چلنا کہ (ان پر چل کر) اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے راستے سے الگ ہو جاؤ گے۔"

B- رشتہ نہ توڑنے سے متعلق رسول اللہ ﷺ کے ارشاداتِ گرامی:

16.11 اپنے رشتہ داروں سے بدسلوکی کرنے والے کا کوئی عمل قابلِ قبول نہیں ہوتا:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ہر جمعہ کی رات میں تمام آدمیوں کے عمل اور عبادتیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے دربار میں پیش ہوتی ہیں جو شخص اپنے رشتے داروں سے بدسلوکی کرتا ہے اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔" (الترغیب والترہیب)

16.12 اپنے رشتہ داروں اور قرابتداروں سے تین دن سے زیادہ تعلق توڑنے کی اجازت نہیں ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے تعلق توڑے رکھے۔ پس جو شخص تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے تعلق توڑے گا اور اسی حالت میں اسے موت آجائے گی تو وہ جہنم میں جائے گا۔'' (ابوداؤد)

16.13 حسد، بُغض اور بول چال بند رکھنے کی ممانعت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''ایک دوسرے سے بُغض نہ رکھو اور نہ باہم حسد کرو۔ اور نہ ایک دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ نہ باہم تعلقات منقطع کرو۔ اور اے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ، کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے تعلقات یا بول چال ترک کرے۔'' (بخاری و مسلم)

16.14 آپس میں دشمنی رکھنے والوں کے گناہ معاف نہیں ہوتے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں، پس ہر اُس بندے کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں جس نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو، سوائے اس آدمی کے کہ اس کے اور اس کے (مسلمان) بھائی کے درمیان دشمنی ہو۔'' (مسلم)

پس کہا جاتا ہے کہ ''ان دونوں کو مہلت دو یہاں تک کہ صلح کرلیں۔'' (مسلم)

16.15 رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک کے فیوض و برکات:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی روزی میں وسعت ہو اور اس کی موت میں تاخیر کی جائے اس کو چاہئے کہ وہ اپنے رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک کرے۔''

(مشکوٰۃ شریف مترجم اردو۔ جلد دوئم فصل اوّل حدیث 8/4699 صفحہ 503)

16.16 صلۂ رحمی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اپنے نسبوں کو سیکھو تاکہ اپنے رشتہ داروں کو پہچان کر ان سے صلۂ رحمی کرسکو، فرمایا کہ صلۂ رحمی کرنے

سے محبت بڑھتی ہے، مال بڑھتا ہے، اور موت کا وقت پیچھے ہٹ جاتا ہے (یعنی عمر میں برکت ہوتی ہے۔)
(ترمذی، بخاری، مسلم)

ہمارے آقا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ 'صلہ رحمی سے:

① محبت بڑھتی ہے۔ ② مال بڑھتا ہے۔ ③ عمر بڑھتی ہے۔ ④ رزق میں کشادگی ہوتی ہے۔ ⑤ آدمی بری موت نہیں مرتا۔ ⑥ اس کی مصیبتیں اور آفتیں ٹلتی رہتی ہیں۔ ⑦ ملک سرسبز اور آباد ہوتے ہیں۔ ⑧ گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ ⑨ نیکیاں قبول کی جاتی ہیں۔ ⑩ جنت میں جانے کا استحقاق حاصل ہوتا ہے۔ ⑪ صلہ رحمی کرنے سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنا رشتہ جوڑتا ہے۔ ⑫ جس قوم میں صلہ رحمی کرنے والے ہوتے ہیں اس قوم پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کسی ایک قوم سے ملک کو آباد فرماتا ہے اور اس کو دولت مند کرتا ہے اور کبھی دشمنی کی نظر سے ان کو نہیں دیکھتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! اس قوم پر اتنی مہربانی کیوں ہوتی ہے؟ فرمایا کہ: "رشتے ناتے والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے ان کو یہ مرتبہ ملتا ہے۔" (الترغیب والترہیب)

16.17 دل میں کسی کے لئے بھی کھوٹ نہ رکھنا جنت کی ضمانت ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

"اے میرے پیارے بیٹے! اگر تو اس طرح زندگی گزار سکے کہ تیرے دل میں کسی کی بدخواہی نہ ہو تو ایسی ہی زندگی بسر کر۔" پھر فرمایا: "اور یہی میرا طریقہ ہے کہ میرے دل میں کسی کے لئے کھوٹ نہیں اور جس نے میری سنت سے محبت کی تو بلاشبہ اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ رہے گا۔" (مسلم)

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کسی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: "ابھی جو شخص آنے والے ہیں وہ جنتی ہیں۔ تھوڑی دیر میں ایک صاحب تشریف لائے تو محفل کے بعد حاضرین کو خواہش ہوئی اور بتایا کہ آپ کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنتی قرار دیا ہے۔ آپ بتائیں آپ کیا کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا "میرے دل میں کسی مسلمان کے لئے کوئی میل نہیں ہے۔"

16.18 طمع اور لالچ سے بچو کہ اس نے رشتے ناطے توڑ ڈالے:

حضرت حرماس بن زیاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے اپنی اونٹنی پر بیٹھے بیٹھے خطبہ دیا جس میں فرمایا:

"خیانت سے بچو کہ وہ بدترین ساتھی ہے۔ ظلم سے بچو کہ قیامت کے دن اندھیرے کا باعث ہوگا۔ طمع اور لالچ سے بچو کہ اسی چیز نے تم سے پہلے لوگوں کو غارت کر دیا حتیٰ کہ وہ ایک دوسرے کا خون بہانے لگے اور انہوں نے اپنے رشتے ناطے توڑ ڈالے۔" (طبرانی)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''ابن آدم کو اگر دولت کا ایک بھرا ہوا جنگل بھی مل جائے تو یہ چاہے گا کہ ایسا ہی ایک اور مل جائے۔ انسان کی چشم حرص و آرزو صرف قبر کی مٹی ہی بھرتی ہے جو اس سے باز آنا چاہے وہ توبہ کر لے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے اور اسے گنجِ عنایت، فرمادیتا ہے۔'' (ابن عباس رضی اللہ عنہما)

16.19 بغیر لالچ اور بے مانگے اگر دیا جائے تو لینا جائز ہے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مجھے کچھ عطا فرماتے تو میں عرض کرتا کہ یہ اسے دیجئے، جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند اور محتاج ہو۔ اسی سلسلے میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم کو کوئی مال بغیر لالچ اور بلا مانگے ملے تو لے لیا کرو اور جو اس طرح نہ آئے اس کے پیچھے مت پڑا کرو۔''

16.20 زبان کو روکو:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر (حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے) فرمایا:

''اس کو روکو۔'' حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا ہماری گفتگو کا بھی ہم سے مواخذہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تمہاری ماں تم پر روئے (یہ عربی محاورہ ہے) لوگ جہنم کی آگ میں اپنے چہرے کے بل (یا فرمایا اپنے نتھنوں کے بل) اسی زبان کی بدولت گرائے جائیں گے۔'' (اسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ''انسان زبان کے پردے میں چھپا ہوا ہے۔''

16.21 برا شخص وہ ہے جو اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''آدمی کے برا ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر اس کا خون، اس کی عزت اور اس کا مال حرام ہے۔ بے شک اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تمہارے جسموں کو نہیں دیکھتا اور نہ ہی تمہاری صورتوں کو وہ تو تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔'' (بخاری و مسلم)

16.22 رشتہ داری کی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے فریاد:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''رشتہ داری عرشِ الٰہی کے ساتھ لٹک کر کہتی ہے جس نے مجھے جوڑا اللہ اس کو جوڑے اور جس نے مجھے کاٹا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کو کاٹے۔'' (مسلم)

16.23 اپنے مسلمان بھائی کی تکلیف پر خوشی کا اظہار نہ کرو:

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اپنے مسلمان بھائی کی تکلیف پر خوشی کا اظہار نہ کرو کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس پر تو رحم فرمادے اور تمہیں آزمائش میں ڈال دے۔'' (ترمذی)

16.24 لوگوں کے آپس کے اختلافات:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''روحیں (جسموں میں داخل کئے جانے سے پہلے) ایک مجتمع لشکر کی مانند تھیں۔ پھر ان کو جسموں میں داخل کر کے متفرق کردیا گیا۔ پھر جو روحیں کہ (جسموں میں داخل کئے جانے سے پہلے) آپس میں مانوس تھیں (اب بھی) آپس میں مانوس اور باہمی اُلفت رکھتی ہیں اور جو روحیں اس وقت انجان اور نامانوس تھیں وہ آپس میں (اب بھی) اختلافات رکھتی ہیں۔'' (مسلم نے اسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے) (مشکوٰۃ شریف مترجم اردو جلد دوئم فصل اوّل حدیث 1/4783 صفحہ 523)

16.25 دین کے باعث نکاح کرنے کا حکم:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''عورتوں سے ان کے حُسن کے سبب شادی نہ کرو ہوسکتا ہے کہ ان کا حسن تمہیں تباہ کردے۔ نہ ان کے مال کی بناء پر شادی کرو۔ ہوسکتا ہے کہ ان کا مال تمہیں گناہوں میں مبتلا کردے بلکہ دین کے باعث نکاح کیا کرو، کالی چپٹی بدصورت لونڈی اگر دیندار ہو تو بہتر ہے۔'' (ابن ماجہ)

16.26 رشتہ داروں سے ناروا سلوک بدترین گناہ ہے:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''سرکشی اور رشتے داروں سے ناروا سلوک کے سوا اور کوئی ایسا گناہ نہیں ہے جس کی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ دنیا میں جلد سزا دے اور آخرت میں بھی سزا کا ذخیرہ کر رکھا ہو۔''

16.27 نرم مزاج شخص کی فضیلت:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جو شخص نرم مزاج ہوتا ہے اس کو دنیا و آخرت کی خوبیاں ملتی ہیں۔ اور اپنے رشتے ناطے والوں سے اچھا سلوک کرنے اور پڑوسیوں سے میل جول رکھنے اور عام طور سے خوش خلقی برتنے سے ملک سرسبز اور آباد ہوتے ہیں اور ایسا کرنے والوں کی عمریں بڑھتی ہیں۔ (الترغیب والترہیب)

16.28 نرم مزاج اور ملنسار آدمی پر جہنم حرام ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''نرم مزاج، ملائم طبع، آسان گیر اور ملنسار آدمی پر جہنم حرام ہے۔''

16.29 نرمی زینت بخشتی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس چیز میں نرمی ہوتی ہے وہ اسے زینت بخشتی ہے اور جس چیز سے نرمی نکل جاتی ہے اسے عیب دار اور بدزیب کر دیتی ہے۔'' (مسلم)

16.30 لوگوں سے کچھ بھی نہ مانگو:

ایک موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''لوگوں سے کچھ بھی نہ مانگو، یہاں تک کہ اگر تمہارا تازیانہ (چھڑی) گر پڑے تو سواری سے اُترو اور اسے اُٹھاؤ مگر دوسرے سے اس کے اُٹھانے کی خواہش نہ کرو۔''

رسول اللہ ﷺ کسی سفر میں نماز کے لئے اُترے اور مسجد کی طرف بڑھے پھر لوٹے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کہاں کا ارادہ فرمالیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''اپنی اونٹنی کو باندھتا ہوں۔'' عرض کیا کہ اتنے سے کام کے لئے حضور ﷺ کو تکلیف فرمانے کی کیا ضرورت ہے؟ ہم خدام ہی اس کو باندھ دیں گے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سے کوئی شخص بھی دوسرے لوگوں سے مدد طلب نہ کرے اگرچہ مسواک ہی کیوں نہ توڑنا ہو۔''

ایک موقعہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''سوال کرنے سے پرہیز کرو۔ اس سے ذلت بھی ملتی ہے اور فقیری بھی۔''

16.31 کسی سے بھی کچھ نہ مانگنے والوں کے لئے جنت کی ضمانت:

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا:

''اگر کوئی مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ کبھی کسی سے کچھ نہیں مانگے گا تو میں اسے جنت کی ضمانت دوں گا۔'' حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں ضمانت دیتا ہوں کہ آئندہ کبھی کسی سے کچھ نہیں مانگوں گا'' اور اس کے بعد تمام عمر انہوں نے کسی سے کچھ نہیں مانگا۔

16.32 اچھے سلوک کا جواب برے سلوک سے دینے والے رشتہ دار:

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی ایسے لوگ (رشتہ دار) موجود تھے جو اپنے رشتہ داروں سے لڑتے جھگڑتے تھے۔ ان کی بے عزتی کرنا،

پگڑی اچھالنا ان کا وطیرہ تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے قریبی رشتہ دار ایسے ہیں کہ میں تو ان کے ساتھ صلۂ رحمی کرتا ہوں لیکن وہ قطع رحمی کرتے ہیں اور میں ان کے ساتھ حُسنِ سلوک کا برتاؤ کرتا ہوں لیکن وہ بے مروتی کرتے ہیں اور میں بُردباری اختیار کرتا ہوں لیکن وہ جہالت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اگر تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو کہتا ہے تو تو ان کے منہ میں گرم خاک ڈال رہا ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ ان کے خلاف تیرا مددگار تیرے ساتھ رہے گا جب تک تو اس حالت پر رہے گا۔'' (رواہ مسلم)

16.33 صدقہ رشتہ داروں کو دینے کی فضیلت:

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مدینہ کے انصار میں سب سے زیادہ مالدار شخص تھے، ان کے کھجور کے باغات تھے، ان کو اپنا ''بیرحاء'' نام کا باغ سب سے زیادہ محبوب تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

''تم نیکی کی معراج کو اس وقت تک نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ تم اپنی وہ چیز اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو جو تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہے۔''

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اُٹھے اور عرض کیا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرا سب سے محبوب مال ''بیرحاء'' ہے، لہٰذا آج سے وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی راہ میں صدقہ ہے۔ میں اس کے ثواب کا اور آخرت میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے پاس اس کے ذخیرہ ہونے کا اُمیدوار ہوں۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل شانہٗ کے حکم کے مطابق اس کو مصرف میں لے آئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہت خوب! یہ تو واقعی نفع بخش مال ہے اور جو تم نے کہا میں نے سن لیا۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ تم اسے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کردو۔''

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔'' چنانچہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے رشتہ داروں اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کردیا۔

16.34 رشتہ داری میں بگاڑ کی بنیادی وجہ رشتہ داروں کا ایک دوسرے سے اُن کی استطاعت سے زیادہ توقعات (Expectations) کا وابستہ کر لینا ہے:

ہمارے معاشرے میں لوگ اپنے رشتہ داروں اور قرابت داروں سے بہت سی ایسی توقعات وابستہ کر لیتے ہیں جن کا پورا کرنا ایک دوسرے کے لئے نہ صرف مشکل بلکہ بعض حالات میں ناممکن ہو جاتا ہے۔ لہٰذا انکار کی صورت میں تناؤ، ناراضگی، جھگڑے اور بات قطع تعلق تک جا پہنچتی ہے۔ اس کا حل ہمیں چودہ سو سال پہلے ہمارے پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بتا چکے ہیں جو کہ اوپر 16.30 میں بیان ہو چکا ہے۔ یعنی لوگوں سے کچھ بھی نہ مانگو یا لوگوں سے اپنے کام کروانے کی اُمید نہ رکھو۔ اگر ہم عہد کر لیں کہ اپنی زندگی میں کبھی کسی رشتہ دار یا دوست احباب سے کوئی اُمید نہیں رکھیں گے، وہ آئیں گے تو ہم پر جوش طریقے سے خوش آمدید کہیں گے اور اگر نہیں آئیں گے تو شکایت وشکوہ کا لفظ بھی زبان پر نہیں لائیں گے۔ اور نہ ہی ہم اپنی ذاتی ضروریات کے لئے کوئی چیز، مدد یا کام کے لئے کہیں گے کہ یہی خودداری (Self Respect) کا تقاضا ہے۔ یہ ہے تو مشکل کام مگر کوشش کرنے سے

آسان ہوسکتا ہے۔اس کے لئے کوئی بہت زیادہ مضبوط قوتِ ارادی کی بھی ضرورت نہیں ہے۔بس آپ کا عزم(Determination) ہونا چاہئے۔ اُمید کا پیدا ہونا ایک لازمی امر ہے جیسے گھاس کے ساتھ غیر ضروری جڑی بوٹیاں(Weeds) اُگ آتے ہیں تو انہیں weed out کیا جاتا ہے تاکہ گھاس خراب نہ ہو۔اسی طرح سے آپ(Expectations) کو بھی weed out کر سکتے ہیں۔آپ دیکھیں گے کہ آپ سے آپ کے رشتہ داروں اور قرابت داروں کو کوئی شکایت نہیں ہوگی۔دوسری طرف آپ یہ عزم کریں کہ اگر آپ سے کوئی مدد یا کام یا سفارش (صحیح کام کے لئے) کہے گا تو آپ سے جہاں تک ممکن ہوگا دوسروں کی مدد کریں گے اور انہیں مشکلات سے نجات دلائیں گے۔اپنی خاندانی اور معاشرتی ذمہ داریاں پوری کریں گے اور کسی کو شکایت کا موقع نہیں دیں گے۔

آپ سے کوئی قرض مانگتا ہے آپ اسے قرض دے دیتے ہیں اور پھر جب مقروض وعدے کے مطابق قرض لوٹانے میں لیت ولعل سے کام لیتا ہے یا قرض واپس نہیں کرتا اور آپ کے مسلسل مطالبہ کرنے پر بات تلخ کلامی، گالی گلوچ اور ہاتھا پائی تک جا پہنچتی ہے۔مقروض قرض ادا نہیں کر سکتا اور آپ قرض میں مہلت دینے یا معاف کرنے پر تیار نہیں، آپ کے قرض کی واپسی کے پے در پے تقاضوں سے سیخ پا ہو کر مقروض شخص انتہائی قدم یعنی قتل جیسا بھیانک جرم کر بیٹھتا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اگر تم کسی قرض دو تو واپسی کے لئے مہلت دو اور صدقہ کر دو تو بہتر ہے۔'' (مواخاتِ مدینہ)

دوسروں کی مدد کرنا نیکی کا کام ہے اور ہمارا مذہب ہمیں اس کام کی ترغیب دیتا ہے۔مگر جہاں آپ کو نیکی کرنے کی وجہ سے نقصان یا بگاڑ کا ندیشہ ہو تو ایسی نیکی کرنے سے نیکی کا نہ کرنا ہی بہتر ہے۔رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے پوچھا کہ استخارہ کرنا چاہئے یا نہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''استخارہ ضرور کرو، مگر اگر تمہیں استخارے میں کوئی ایسی چیز نظر آئے جس سے تمہیں یہ گمان ہو کہ اس سے تمہیں کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے تو ہرگز اس پر عمل نہ کرو کیونکہ عقل تمہارے دین کی اصل ہے۔''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

''آدمی اپنی سمجھ سے آدمی کہلاتا ہے، نہ کہ اپنی صورت سے۔''

16.35 موجودہ دور میں خون کے رشتوں کی بگڑتی ہوئی صورتحال:

آج کل خون کے رشتے بھی خونی ہو گئے ہیں۔جس غریب کے ساتھ خون کا رشتہ ہوتا ہے اُس کے امیر رشتہ دار اُسے خون کے آنسو رُلاتے ہیں۔رشتہ دار اس موقعہ کی تلاش میں رہتے ہیں کہ رشتے کیسے توڑے جائیں۔آج کا انسان علم حاصل کرتے کرتے اخلاقی پستی کی اتھاہ گہرائیوں میں جا پہنچا ہے۔اس کی نظر میں رشتے ناتے خصوصاً غریب رشتہ دار کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔آج کل سگے بہن بھائیوں، قریبی رشتہ داروں اور قرابت داروں میں اس قدر لڑائی جھگڑے، رنجشیں، ناچاقی اور نا اتفاقی ہے کہ الامان الحفیظ...... چھوٹی چھوٹی باتوں پر بول چال بند کر دینا، قطع تعلق کر لینا ایک دوسرے کو ذلیل کرنا، تمسخر اُڑانا تو پڑھے لکھے لوگوں میں عام ہے جب کہ جاہل جہلا تو اس سے بھی دو چار ہاتھ آگے ہیں، ان میں مار پٹائی، طلاق، قتل، پٹرول چھڑک کر انسان کو زندہ جلا دینا، عورتوں کے چہروں پر تیزاب پھینک دینا تو روزمرہ کا معمول بن گیا ہے۔جاہلوں میں مندرجہ بالا برائیوں کا ہونا تو سمجھ میں آتا ہے مگر پڑھے لکھے تعلیم یافتہ لوگوں کا اس قسم کا غیر اخلاقی طرزِ عمل سمجھ سے بالاتر ہے۔مسئلہ اگر جائیداد مکان، دوکان، پر ناجائز قبضہ کا ہونا یا قرض

کی واپسی وغیرہ کا ہو تو لڑائی جھگڑے اور قانونی چارہ جوئی کی بات سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن معاشرے میں ایسے ایسے واقعات سامنے آتے رہتے ہیں جہاں بظاہر لڑائی جھگڑے کی کوئی وجہ تسمیہ نظر نہیں آتی مگر رشتہ دار پھر بھی ایک دوسرے سے حسد، بغض اور شدید نفرت رکھتے ہیں۔ آپس میں بات چیت تو کیا ایک دوسرے کی شکل دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے وہ یہ کہ ہم اپنے مذہب کی تعلیمات سے دور ہو گئے ہیں۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور اسوہ حسنہ پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ ان لوگوں کا یہ طرزِ عمل اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر یلغار کے مترادف ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

''جب مخلوق اپنے خالق پر حملہ کرتی ہے تو اپنا ہی خون کرتی ہے۔''......

یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی مرضی پر چلنا نہیں چاہتے بلکہ (نعوذ باللہ) اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو اپنی مرضی پر چلانا چاہتے ہیں۔ ہمیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور اس کی مرضی پر چلنے کے لئے ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنا ہوگا وگرنہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی پکڑ نہایت سخت ہے۔

سورۃ الاعراف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''آج تم نے مجھے بھلا دیا میں قیامت والے دن تمہیں بھلا دوں گا اور جہنم کو انسانوں اور جنوں سے بھر دوں گا۔'' (سورۃ الاعراف:18)

جس شخص نے رشتہ داروں اور قرابت داروں سے قطع تعلق کر لیا تو حضور پاک ﷺ کے نزدیک وہ پسندیدہ شخص نہیں ہے۔ صلۂ رحمی اور قطع رحمی کا پورا مضمون آپ ﷺ نے فرما دیا ہے کہ کس کس طرح آپ نے لوگوں سے معاملہ کرنا ہے۔ رشتہ داروں کے ساتھ صِلۂ رحمی کریں۔

16.36 رشتہ داروں کی حدود (Limitations) کو سمجھیں:

اپنے قریبی رشتہ داروں، قرابت داروں اور دوست احباب کی مجبوریاں یعنی حدود (Limitations) کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اس کے مطابق چلیں۔ کسی شخص کو سمجھانے سے پہلے بہتر ہے کہ پہلے اُسے خود سمجھ لیا جائے۔ فطری طور پر ہر شخص کی کچھ حدود (limitations) ہوتی ہیں۔ کچھ لوگوں کی Limitations زیادہ ہوتی ہیں کچھ کی کم مگر ہوتی ضرور ہیں۔ اور وہ شخص ان حدود سے آگے نہیں جا سکتا۔ کچھ لوگ ان حدود کو کنجوسی، تنگ نظری، آدم بیزاری، بداخلاقی، بدتہذیبی، ناواقفِ آدابِ مہمان نوازی، غیر مہذب، تعلیم کی کمی یا تعلیم کا فقدان یا اچھے خاندان (Refined Family) سے تعلق نہ ہونا وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں جو کہ صحیح نہیں ہے۔ اگر آپ اس قسم کے حدود میں محدود افراد سے اُن کی حدود سے باہر کوئی مطالبہ کریں گے تو وہ فوراً انکار کر دیں گے۔ اور آپ کو شرمندگی ہوگی۔ اسی شرمندگی سے بچنے کے لئے اس شخص کی حدود (Limitations) کا جاننا بے حد ضروری ہے۔ آپ کسی قریبی رشتہ دار سے ملنے جاتے ہیں وہ آپ سے بہت اخلاق سے پیش آئے گا اور وہ آپ کو چائے کی ایک پیالی مسکراہٹ کے ساتھ پیش کرے گا He will offer youa cup of tea with a smile یہ اس کی مہمان نوازی کی حد (Limit) ہے۔ اب اگر آپ اُس سے کھانے کی اُمید رکھیں گے تو یہ آپ کی غلطی ہوگی، اس کی نہیں۔ اور بعض تو چائے کی پیالی بھی پیش نہیں کریں گے۔ بس میٹھی میٹھی باتیں کر کے آپ کو رُخصت کر دیں گے یہ ان کی اخلاقی حد (Limit) ہے۔

آپ کو اپنے رشتہ داروں دوست احباب میں آپ ہی کے برابر (Status) میں بعض فیملی دوست (Family Friends) یا رشتہ داروں

میں ایسے لوگ بھی ملیں گے جن کو آپ گاہے بگاہے فون کرتے رہتے ہوں یا بعض دفعہ مہینہ دو چار مہینوں کا دورانیہ (Gap) آ جائے اور آپ ہی انہیں فون کریں، اُن کی خیریت دریافت کریں اور گپ شپ کریں وہ بھی آپ سے خوش دلی اور پورے اخلاق و آداب سے آپ سے گفتگو کریں گے۔ آپ کے گھر والوں کی خیریت دریافت کریں گے، مگر وہ بھول کر بھی کبھی آپ کو فون نہیں کریں گے۔ اسی طرح آپ ان کے گھر وقتاً فوقتاً visit کریں مگر وہ آپ کے گھر تشریف لانا پسند نہیں کریں گے، ہاں البتہ اگر آپ انہیں دعوت پر مدعو کریں تو ضرور تشریف لائیں گے اور اگر نہ آئے تو معذرت بھی نہیں کریں گے۔

مندرجہ بالا رویہ بظاہر تو یہ بداخلاقی اور منفی رویہ کی غمازی کرتا نظر آتا ہے اس قسم کے رویہ سے لوگ دل برداشتہ ہو کر ایسے لوگوں سے ملنا جلنا ترک کر دیتے ہیں جو کہ مناسب بات نہیں ہے۔ ایسے رویہ کو اوپر بیان کردہ حدود (limitations) کے تناظر میں ہی دیکھنا چاہئے کیونکہ اس قسم کے بظاہر منفی نظر آنے والے رویہ (Behaviour) میں متعدد ایسے عوامل (Factors) شامل ہو سکتے ہیں جن کا ادراک سب لوگوں کے لئے ممکن نہیں۔ اس رویہ میں اُس شخص کی اپنی طبیعت کا رُجحان، بیوی بچوں کا عمل دخل، گھر کی تربیت، مالی حالات اور دیگر عوامل شامل ہو سکتے ہیں، جن کی تفصیل لکھنا مناسب نہیں۔ ہمیں اپنے مذہب کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے ایسے لوگوں سے تعلقات برقرار رکھنے کا اجر و ثواب ملے گا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ان لوگوں اور اس قوم پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرماتا ہے جو رشتے ناتے نہ توڑیں اور آپس میں خلوص و محبت سے ملیں جلیں، خاندانوں میں لڑائی جھگڑے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے بیوی کا تعلق اعلیٰ خاندان سے ہونا اور اس کے بہن بھائیوں کا آپس میں بے حد پیار و محبت اور اتفاق ہونا جب کہ شوہر کے اپنے بہن بھائیوں میں نااتفاقی، ناچاقی لڑائی جھگڑے کا ہونا (or vice a versa) اس وجہ سے شوہر کا بیوی کی بہن بھائیوں سے ناروا سلوک برتنا سمجھ میں آتا ہے اس کا حل یہ ہے کہ آپ میل جول کم رکھیں مگر تعلقات توڑیں نہیں تو حالات ٹھیک رہیں گے۔

16.37 دو چیزیں ایسی ہیں جن سے ناک چڑھانا اچھا نہیں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ:

''دو چیزیں ایسی ہیں جن سے ناک چڑھانا اچھا نہیں۔''

(i) بیماری

(ii) بھوکے اور محتاج رشتہ دار

16.38 اپنے دلوں کو صاف رکھنا سیکھیں:

رشتہ دار قرابت دار اور دوست احباب ایک دوسرے سے کسی نہ کسی حد تک دلوں میں گلے شکوے، شکایت اور نفرتیں پالے رکھتے ہیں۔ وجوہات اس کی کچھ بھی ہو سکتی ہیں۔ وہ زبان سے ہزار مرتبہ کہیں کہ ہمارا دل تو صاف ہے ہمیں کوئی شکایت نہیں، مگر صرف کہنے سے دل صاف نہیں ہو جاتا اس کا عملی اظہار بھی ہونا چاہئے اور مثبت عملی اظہار اُسی وقت ممکن ہے جب آپ کا دل مکمل طور پر صاف ہو۔ اس قسم کا اظہار کسی ملاقات یا تقریب میں شرکت کے بعد ہوتا ہے۔ مثلاً آپ کے بہن بھائی، رشتہ دار یا دوست احباب نے آپ کو کسی خاص موقعہ یعنی شادی بیاہ، نکاح یا منگنی کی تقریب پر بلایا ہے سب رشتہ دار دوست احباب دعا میں شریک ہوتے ہیں، مبارک باد دیتے ہیں، کھانے میں شرکت کرتے ہیں، اب اس کے بعد اگر منگنی ٹوٹ جاتی ہے یا طلاق ہو جاتی ہے تو دلوں میں کدورت رکھنے والا رشتہ دار کہے گا'' ہم نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ یہ رشتہ ٹھیک نہیں ہے'' یا'' ہمیں تو پتہ تھا کہ ایسا

ہی ہوگا''......وغیرہ وغیرہ ......اب کوئی ان سے پوچھے کہ کیا آپ کو غیب کا علم تھا یا آپ علم نجوم یا علمِ فلکیات کے ماہر ہیں۔ بڑے بڑے نجومی اور ماہر فلکیات بھی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی مرضی کے آگے فیل ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ایسی باتوں سے گریز کرنا چاہئے کیونکہ یہ صرف آپ کے دل کا اندرونی غبار، خلفشار اور نفرت کو ظاہر کرتا ہے۔ آپ جب اپنے رشتہ دار بہن بھائی کی دعوت پر اُن کی تقریب میں شامل ہو کر دعا میں شامل ہو گئے تو آپ ان کی خوشیوں اور خواہشات کا حصہ بن گئے۔ اب اس میں ناکامی ہوتی ہے تو یہ آپ سب کی ناکامی ہے۔ آپ کا اظہار خیال مثبت ہونا چاہئے کیونکہ اب آپ اپنے آپ کو اس سے علیحدہ نہیں رکھ سکتے۔ آپ یوں کہیں کہ ''اس میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی بہتری ہوگی۔ کوئی بات نہیں اس سے بہتر کام ہو جائے گا''وغیرہ وغیرہ۔ اپنے دلوں کو شیشے کی طرح چمکا لیں تاکہ اس میں کھوٹ کا کوئی شائبہ نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسی زندگی بسر کرنے کے متعلق فرمایا کہ ''دل میں کسی کی بدخواہی نہ ہو۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:

> ''اور میرا طریقہ ہے کہ میرے دل میں کسی کے لئے کھوٹ نہیں اور جس نے میری سنت سے محبت کی تو بلاشبہ اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ رہے گا۔'' (مسلم)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

> ''اپنی سوچوں کو پانی کے قطروں سے زیادہ شفاف رکھو کیونکہ جس طرح قطروں سے دریا بنتا ہے اسی طرح سوچوں سے ''ایمان'' بنتا ہے۔

ہمارے بہت سے مصائب اور پریشانیوں کا تعلق براہِ راست ہمارے برے اعمال سے ہے۔ ہم دوسروں کے لئے برائی نہ سوچیں، برا نہ چاہیں اور برا نہ کریں اور اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھیں تو ہم بہت سی بیماریوں مصیبتوں اور پریشانیوں سے بچ سکتے ہیں اور ایسا کر کے ہم خود اپنے اوپر ہی احسان کریں گے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فرمان ہے کہ ہم تو تمہیں مصیبتوں میں نہیں ڈالتے یہ تو تمہارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے اُن سے کہا کہ ''تو لے آؤ تباہی و بربادی جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو''۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا ''تباہی و بربادی لانا میرا کام نہیں یہ تو تمہارے اعمال لائیں گے۔'' آپ اپنے اطراف میں نظر دوڑائیں تو آپ کو سب سے زیادہ وہ رشتہ دار پریشانیوں اور بیماریوں میں مبتلا نظر آئیں گے جو آپس میں ایک دوسرے سے دلوں میں کھوٹ رکھتے ہیں، لڑتے جھگڑتے ہیں یا قطع تعلق کر کے بیٹھے ہوں گے۔

سورۃ النساء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

> ''تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے اور اے محبوب ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کافی ہے گواہ۔''
>
> (سورۃ النساء: 78)

الغرض رشتہ داریوں کو سمجھنا اور نبھانا کوئی مشکل کام نہیں ہے اس کے لئے صبر وتحمل، برداشت، مساوات، رواداری اور اعلیٰ ظرفی کی ضرورت ہے۔ جو رشتہ داروں (یعنی خونی رشتوں کی) اہمیت کو سمجھ گیا وہ گرداب سے نکل گیا اور جو نہ سمجھ سکا وہ بھنور میں پھنس کر رہ گیا۔

16.39 رشتہ داروں کو دعوت میں مدعو کرنے کے آداب:

ہماری بہت سی ناراضگیاں اور خاندانی لڑائی جھگڑے محض اس وجہ سے بھی ہوتے ہیں کہ ہم اپنے قریبی رشتہ داروں اور دوست احباب کو دعوت

میں مدعو کرتے وقت ان کی عزت واکرام کا خیال نہیں کرتے کچھ لوگ اپنے رشتہ داروں کو دعوت میں مدعو(invite) انتہائی ناشائستہ طریقے سے کرتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی دعوت میں شرکت غیر یقینی ہو جاتی ہے۔اس طرح ہم اخلاقیات کے اس معیار پر پورا نہیں اُترتے جن کا تقاضا ہمارا مذہب ہم سے کرتا ہے،شادی بیاہ یا دیگر تقریبات کے موقع پر ہمیں سب کی (خاص طور پر رشتہ داروں کی) خوشیاں اور دعائیں چاہئیں اور ناراضگی کسی کی بھی نہیں۔

دعوت میں مدعو(invite) کرتے وقت اعلیٰ اخلاقی معیار کو مدنظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل باتوں کا خاص خیال رکھیں:

(i) شادی بیاہ کی تقریبات میں مدعو کرنے کے لئے اپنے قریبی رشتہ داروں اور دوستوں کو کارڈ دینے خود جائیں اور ان سے شرکت کی درخواست کریں۔

(ii) قریبی رشتہ داروں یا دوستوں کو کسی دوسرے شخص کے ہاتھ یا ڈاک سے کارڈ نہ بھیجیں اگر وقت کی قلت کی وجہ سے ایسا کرنا پڑے تو پھر فون کر کے انہیں مدعو کریں اور کارڈ خود نہ پہنچانے کی معذرت کریں۔

(iii) کسی گھر میں اگر ایک سے زیادہ لوگ رہائش پذیر ہیں یعنی (Joint Family System) ہے تو سب کو (شادی شدہ حضرات) کو علیحدہ علیحدہ کارڈ دیں یا ایک ہی کارڈ پر سب کے نام ضرور لکھیں اور ہر ایک کو فرداً فرداً خود بھی (زبانی) مدعو کریں۔

(iv) اگر وقت کی قلت کی وجہ سے کسی بھی طریقے سے کارڈ نہیں پہنچایا جاسکا تو اپنے قریبی رشتہ دار یا دوست کو فون کر کے اپنی مجبوری سے آگاہ کریں اور شادی یا ولیمے کی تقریب میں پُر زور طریقے سے مدعو کریں۔ ہر شخص دوسرے کی مجبوری کا احساس ضرور کرتا ہے۔

(v) شادی بیاہ، ولیمے یا دیگر تقریبات کے کارڈوں میں مہمانوں سے ''پابندیٔ وقت'' کی درخواست ضرور کریں۔

16.40 جو لوگ آپ سے ملنے کے لئے نہیں آتے ان سے بھی ملئے:

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جو لوگ آپ سے ملنے کے لئے آئیں ان سے بھی ملنے کے لئے جائیں اور جو لوگ آپ سے ملنے کے لئے نہیں آتے ان سے بھی ملئے۔ جو آپ سے قطع تعلق کرلے آپ اس سے قطع تعلق نہ کریں، جو آپ سے بدسلوکی کرے اسے معاف کردیں۔'' (حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ)

16.41 لوگوں سے مل جل کر رہنے اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں کو برداشت کرنے کی فضیلت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو مسلمان لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں کو برداشت کرتا ہے وہ کہیں بہتر ہے اس شخص سے جو لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہے اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں پر برداشتہ خاطر ہوتا ہے۔'' (ترمذی)

16.42 آدمی اپنی صحبت سے پہچانا جاتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

''آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اس لئے ہر آدمی کو غور کر لینا چاہئے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔''

(مسند احمد، مشکوٰۃ)

یعنی اگر کسی شخص کا اخلاقی معیار جانچنا ہو تو اس کے دوستوں کا اخلاقی معیار دیکھیں۔ انگریزی کی ایک ضرب المثل ہے:

"A man is known by the company he keeps"

16.43 گھر کے اندر آنے کے لئے اجازت طلب کرنا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''جب کوئی شخص تین بار اجازت طلب کرے اور اجازت نہ ملے تو اسے چاہئے کہ واپس لوٹ جائے۔''

16.44 دوسروں کے گھروں میں تانک جھانک کرنا حرام ہے:

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے دروازے کے سوراخ سے اندر جھانک کر دیکھا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم دستِ مبارک میں ایک پشت خار (لوہے کا کنگھا) تھا۔ جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سرِ مبارک کھجا رہے تھے۔ چنانچہ اس شخص کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا:

''اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو میں یہ پشت خار تیری آنکھوں میں چبھا دیتا۔ اجازت لینا اسی غرض سے ہے کہ آنکھ بچے۔''

16.45 جو لوگ تکلیف دہ باتیں کرتے ہیں ان سے خوش اسلوبی کے ساتھ علیحدہ ہو جایئے:

سورۃ مزمل میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''جو لوگ تکلیف دہ باتیں کرتے ہیں آپ ان باتوں پر صبر کیجئے اور خوش اسلوبی کے ساتھ ان سے علیحدہ ہو جایئے یعنی نہ تو شکایت کیجئے اور نہ ہی انتقام کی فکر کیجئے۔'' (سورۃ المزمل:10)

16.46 بھائی تین قسم کے ہوتے ہیں:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''دیکھو بھائی تین قسم کے ہوتے ہیں ① آخرت کے بھائی ان سے دین سیکھو۔ ② دنیا کے بھائی ان سے دنیا کی اچھی باتیں اور اچھے اخلاق سیکھو۔ ③ دل لگی کے بھائی ان سے امن اور خوشی حاصل کرو۔''

16.47 بیوی کا اپنے شوہر کی ناشکری کرنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''مجھے جہنم دکھائی گئی تو دیکھا کہ اس میں اکثر ایسی عورتیں ہیں جنہوں نے اپنے شوہروں کی ناشکری کی، اور ان کے احسانات کو فراموش کر دیا تھا، اور اگر تم ان میں سے کسی پر احسان کرو، پھر تم سے کوئی بات خلافِ

مزاج دیکھ لے تو کہہ دے گی کہ میں نے تو کبھی بھی تم سے کوئی خیر اور بھلائی نہیں دیکھی۔"

(بخاری شریف 9/1، حدیث 29، 143/1)

16.48 عورتوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کرو:

سورۃ النساء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"عورتوں کے ساتھ اچھی طرح گزارہ کرو۔" (سورۃ النساء: 19)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرو اس لئے کہ ان کی پیدائش ٹیڑھی پسلی سے ہوئی ہے اور پسلی کا اوپر کا حصہ زیادہ ٹیڑھا ہوتا ہے، پس اگر اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ دو گے اور اگر اس کو اپنے حال پر چھوڑ دو گے تو اس کا ٹیڑھا پن بدستور رہے گا۔" (بخاری و مسلم)

16.49 آدمی کسی ایمان والی عورت سے دشمنی نہ کرے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"کوئی ایمان والا آدمی کسی ایمان والی عورت سے دشمنی نہ کرے۔ اگر ایک خصلت کو ناپسند سمجھے تو دوسری خصلت یقیناً پسند ہو گی۔" (رواہ مسلم)

16.50 ماں کا بیٹے سے بیوی کو طلاق دینے کا مطالبہ:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی اُن کے پاس آیا اور کہا کہ میری ایک بیوی ہے اور میری والدہ کہتی ہے کہ اس کو طلاق دے دو۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ:

"باپ جنت کے دروازوں میں سے بہترین دروازہ ہے پس اگر تم چاہو تو اس دروازے کو ضائع کر دو یا اس کی حفاظت کرو۔" (ترمذی، حدیث حسن)

16.51 صالح بیوی کی فضیلت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو عورت اپنے شوہر کی تابعدار اور مطیع ہو اس کے لئے پرندے ہوا میں استغفار کرتے ہیں اور مچھلیاں دریا میں استغفار کرتی ہیں۔ اور فرشتے آسمانوں میں استغفار کرتے ہیں اور درندے جنگلوں میں استغفار کرتے ہیں۔" (معارف القرآن جلد 2 صفحہ 399)

16.52 صالح بیوی:

صالح بیوی شوہر کی عزت کرنے والی اور شرم و حیاء والی ہوتی ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشادفرمایا:

''شرم وحیاء خیر ہی لاتی ہے۔''　　(بخاری ومسلم)

مسلم کی روایت میں ہے:

''حیاء تو ساری کی ساری خیر ہی خیر ہے۔''

صالح بیوی شوہر کی موجودگی میں اور غیر موجودگی میں اپنی عصمت کی حفاظت کرنے والی ہو۔ دین عورت کو آزاد دیکھنا چاہتا ہے آوارہ نہیں۔

ایک بڑے صوفی بزرگ کا فرمان ہے:

''جو بیویاں شوہروں کو غلام بناتی ہیں وہ کہلاتی تو غلام کی بیوی ہیں اور دانا بیویاں اپنے شوہروں کو دیوتا بناتی ہیں اور خود دیوی کہلاتی ہیں۔''

16.53　میاں بیوی میں اَن بن کی صورت میں مصالحت کرانے کا طریقۂ کار:

سورۃ النساء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اگر تمہیں میاں بیوی میں اَن بن کا خوف ہو تو ایک منصف مرد والوں میں سے اور ایک عورت کے گھر والوں میں سے مقرر کرو۔ اگر یہ دونوں صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ دونوں میں ملاپ کرا دے گا۔ یقیناً اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پورے علم اور پوری خبر والا ہے۔''　(سورۃ النساء:35)

16.54　کامیاب ازدواجی زندگی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا احسان ہے:

(i)　بہترین خزانہ نیک عورت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

''کیا میں تجھے سب سے بہترین خزانہ نہ بتاؤں جسے آدمی جمع کرے وہ نیک بخت عورت ہے۔ مرد جب اسے دیکھے تو خوش کرے، جب اسے حکم کرے تو عورت اس کی فرمانبرداری کرے، اور جب مرد غائب ہو تو عورت اس کی محافظت کرے۔''　(مشکوٰۃ، ابوداؤد)

(ii)　سب سے بہتر بیوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا: ''کون سی بیوی سب سے بہتر ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''وہ بیوی جو اپنے شوہر کو خوش کرے جب کہ وہ اس کی طرف دیکھے، اطاعت کرے جب وہ اسے حکم دے اور اپنے اور اپنے مال کے بارے میں کوئی ایسا رویہ نہ اختیار کرے جو شوہر کو ناپسند ہو۔''

(نسائی، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

(iii) بیوی کے خلاف دل میں بغض رکھنے کی ممانعت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کوئی مسلمان اپنی مسلمان بیوی سے بغض نہ رکھے۔ اگر اُس کی ایک بات کو برا سمجھے گا تو دوسری کو پسند کرے گا۔'' (مسلم)

(iv) حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمودات:

(a) ''کبھی غصہ کے وقت طلاق کا لفظ زبان پر نہ لاؤ کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو یہ امر سخت ناپسند ہے اور عورت کی دل شکنی کا موجب ہے۔''

(b) ''عورت کی بد خلقی پر صبر کرنے والا حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کے برابر ثواب پائے گا۔''

(v) بہترین متاع نیک عورت:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دنیا ایک پونجی (یعنی مال ومتاع) ہے اور اس کی پونجی کا بہترین حصہ نیک عورت ہے۔'' (مسلم)

(vi) میاں بیوی کو کیسے رہنا چاہیئے......!

ایک صوفی بزرگ کا قول ہے:

''میاں بیوی کو باغ و بہار کی طرح رہنا چاہیئے۔ وہ باغ ہی کیا جو بہار سے بیگانہ ہو۔ اور وہ بہار ہی کیا جو باغ سے نہ گزرے۔ یہ اس کے دم سے وہ اس کی وجہ سے۔''

16.55 مہر مقرر کرنا:

بعض لوگ بہت زیادہ یعنی اپنی حیثیت سے بڑھ کر مہر مقرر کرتے ہیں یہ مناسب نہیں اور بعض بہت کم یعنی شرعی مہر بتیس روپے مقرر کرنے پر اصرار کرتے ہیں۔ یہ بھی مناسب نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''اگر مہر بہت زیادہ اس لئے مقرر کر دیا کہ دینے کی نیت نہیں ہے تو یہ زنا ہے، مہر اپنی استطاعت اور عورت کی حیثیت کے مطابق مقرر کرو۔'' (ترمذی)

16.56 مومن اپنے بھائی کے لئے آئینہ ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مومن اپنے بھائی کے لئے آئینہ ہے۔ چنانچہ اگر اس میں کوئی عیب دیکھتا ہے تو اس کی اصلاح کر

دیتا ہے۔"   (الادب المفرد)

16.57 لوگوں سے سوال کرنا کس قدر ناپسندیدہ عمل ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"جو شخص لوگوں سے ہمیشہ مانگتا رہتا ہے وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کی ایک بوٹی بھی نہ ہوگی۔"   (بخاری و مسلم)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سوال کرنا ایک عملِ جراحی ہے، جس کے ذریعے سے آدمی اپنے چہرے کو چھیلتا ہے۔ اور زخمی کرتا ہے۔ مگر یہ کہ حاکمِ وقت سے سوال کرے یا حالتِ مجبوری میں سوال کرے، جس کے بغیر چارۂ کار نہ ہو۔"

(حدیث حسن صحیح)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرے گا تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔" میں نے عرض کیا کہ میں اس کی ضمانت دیتا ہوں۔ چنانچہ اس کے بعد ثوبان رضی اللہ عنہ کسی سے بھی کوئی سوال نہیں کرتے تھے۔   (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"تم میں سے ایک شخص لکڑی کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لاتا ہے اور اسے بیچ کر گزارہ کرتا ہے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی سے سوال کرے وہ اس کو دے یا نہ دے۔"   (بخاری و مسلم)

16.58 رشتے درختوں کی طرح ہوتے ہیں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

"رشتے، درختوں کی طرح ہوتے ہیں بعض اوقات ہم اپنی ضرورتوں کی خاطر انہیں کاٹتے چلے جاتے ہیں آخرکار خود کو گھنے سائے سے محروم کر دیتے ہیں۔"

16.59 خدا کی نظر میں بدترین آدمی:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خدا کی نظر میں بدترین آدمی قیامت کے روز وہ ہوگا جس کی بدزبانی اور فحش کلامی کی وجہ سے لوگ اسے ملنا چھوڑ دیں۔" (مسلم و بخاری)

16.60 رشتہ داروں، بیواؤں، بچے، بچیوں اور عورتوں کے تقدس کا عالمی دن:

(i) **رشتہ داروں کا عالمی دن......(International Day of Families)**

ہر سال 15 مئی کو رشتہ داروں کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔

(ii) **بیواؤں کا عالمی دن......(International Widows Day)**

ہر سال 23 جون کو بیواؤں کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔

(iii) **بچیوں کا عالمی دن......(International Day of Girl Child)**

بچیوں کا عالمی دن ہر سال 11 را کتوبر کو منایا جاتا ہے۔

(iv) **بچوں سے جبری مشقت نہ لینے کا عالمی دن......(World Day against Child Labour)**

بچوں سے جبری مشقت نہ لینے کا عالمی دن ہر سال 12 جون کو منایا جاتا ہے۔

(v) **بچوں کا عالمی دن......(Universal Children Day)**

ہر سال 20 نومبر کو بچوں کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔

(vi) **سائنس میں کمال کرنے والی عورتوں اور لڑکیوں کا عالمی دن:**

ہر سال 11 فروری کو ان عورتوں اور لڑکیوں کا عالمی دن منایا جاتا ہے جنہوں نے سائنس کے میدان میں اعلیٰ کارکردگی دکھائی ہو۔

(vii) **عورتوں (چادر اور چار دیواری) کے تقدس کا عالمی دن......**

(International Day of Zero Tolerance to Female Genital Mutilation)

(نوٹ: International اور Universal میں فرق یہ ہے کہ International دو یا دو سے زیادہ ملکوں کے لئے ہے جب کہ Universal دنیا کے تمام لوگوں پر یکساں لاگو ہوگا۔)

16.61 بھائی کی بھائی سے ناراضگی کی پاداش:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس نے ایک سال تک اپنے بھائی سے ملنا چھوڑے رکھا گویا اس نے اس کا خون کر دیا۔''

(ابوداؤد)

باب: 17

پڑوسیوں کے حقوق

17.00: پڑوسیوں کے حقوق

اسلامی معاشرے میں پڑوسیوں کا کردار ایک کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ اسلام نے پڑوسیوں کا خیال رکھنے اوران کے حقوق ادا کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جبرائیل امین علیہ السلام ہمسائے کے متعلق ہمیشہ ہی مجھے وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ وہ اس کو وارث ہی بنادیں گے۔'' (بخاری و مسلم)

اسلام نے پڑوسیوں کے گھروں کی حدود بھی متعین کردی ہیں اس کے مطابق چالیس چالیس گھر دائیں بائیں، آگے پیچھے یہ سب لوگ پڑوسی قرار دیئے ہیں۔ ان ایک سو ساٹھ گھروں میں صاحبِ حیثیت لوگ بھی یقیناً ہوں گے۔ جن کا فرض ہے کہ وہ معلوم کریں کہ ان کی مدد کا کون کون مستحق ہے۔ اسلام میں غربت کا تو تصور (Concept) ہی نہیں ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ اگر چالیس (40) آدمیوں میں سے ایک آدمی غریب ہے تو اُن انتالیس (39) آدمیوں کا فرض ہے کہ وہ اُس غریب آدمی کی مدد کرکے اُسے اپنے برابر لے آئیں۔

آج ہمارے معاشرے کی بے حسی، لاتعلقی، لاعلمی اور پڑوسیوں سے عدمِ تعلق کا یہ حال ہے کہ ہمیں پتہ نہیں ہوتا کہ ہمارے پڑوس میں کون رہائش پذیر ہے۔ چاہے وہ سمگلر ہو قاتل ہو یا دہشت گرد ہو اور اسلحہ و بارود جمع کر رہا ہو، ہمیں پتہ نہیں چلتا کیونکہ ہم نے اسلام کے بتائے ہوئے پڑوسیوں کے حقوق پر عمل نہیں کیا اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حُسنِ سلوک ترک کردیا ہے۔

17.01 تین قسم کے پڑوسی:

ہمارا واسطہ تین قسم کے پڑوسیوں سے پڑسکتا ہے:

(i) **مسلمان پڑوسی:** یہ عام پڑوسی ہیں جن کے وہ حقوق ہمیں ادا کرنے ہوتے ہیں جو اسلام نے پڑوسیوں کے لئے متعین کئے ہیں۔

(ii) **غیر مسلم پڑوسی:** یہ وہ پڑوسی ہیں جن پر وہ تمام حقوق لاگو ہوتے ہیں جو اسلام نے پڑوسی کے لئے متعین کئے ہیں اس کے علاوہ ہمیں وہ حقوق بھی ادا کرنے ہیں جو کہ غیر مذہب لوگوں کے لئے اسلام نے متعین کئے ہیں۔

(iii) **رشتہ دار پڑوسی:** یہ وہ پڑوسی ہیں جن پر وہ تمام حقوق لاگو ہوتے ہیں جو اسلام نے پڑوسیوں کے لئے متعین کئے ہیں، اس کے علاوہ ہمیں وہ حقوق بھی ادا کرنے ہیں جو ہم پر رشتہ داری کے ناطے لاگو ہوتے ہیں۔

17.02 اسلامی معاشرے میں پڑوسیوں کے حقوق:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن حیدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''پڑوسی کے حقوق تم پر یہ ہیں:

(i) اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت اور خبر گیری کرو۔

(ii) اگر انتقال کر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ (اور تدفین کے کاموں میں ہاتھ بٹاؤ)۔

(iii) اگر وہ قرض مانگے تو حسبِ استطاعت قرض دو۔

(iv) اگر وہ کوئی برا کام کر بیٹھے تو پردہ پوشی کرو۔

(v) اگر اسے کوئی نعمت ملے تو مبارک باد دو۔

(vi) اگر کوئی مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو۔

(vii) اپنی عمارت اس کی عمارت سے اس طرح بلند نہ کرو کہ اس کے گھر کی ہوا بند ہو جائے۔

(viii) تمہاری ہانڈی کی مہک اس کے لئے باعثِ ایذاء نہ ہو سوائے اس کے کہ اس میں سے تھوڑا سا سالن اس کے گھر بھی بھیج دو۔ (اس صورت میں کھانے کی مہک اس کے گھر تک جانے میں مضائقہ نہیں)۔

(روایت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن حیدہ......طبرانی)

17.03 پڑوسیوں کا خیال رکھو:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اے ابوذر (رضی اللہ عنہ)! جب تو شوربا پکائے تو اس میں پانی زیادہ ڈال دیا کرو اور اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھو۔'' (مسلم)

17.04 پڑوسی کو پریشان کرنے والا مومن نہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ پاک کی قسم! وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں ......سوال کیا گیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! کون مومن نہیں؟ فرمایا: وہ شخص کہ جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں۔'' (بخاری و مسلم)

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں ہیں۔

17.05 پڑوسی کی بھیجی ہوئی چیز کو حقیر نہ جانو:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''اے مسلمان عورتو! اپنی پڑوسن کے لئے کوئی چیز حقیر نہ سمجھو اگرچہ بکری کا ایک کھر ہی ہدیہ بھیجے۔''
(بخاری و مسلم)

17.06 پڑوسی کو چھوٹی چھوٹی باتوں سے منع نہ کرو:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

''کوئی پڑوسی اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار پر لکڑی گاڑنے سے منع نہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

17.07 پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچاؤ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے **پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے**۔ اور جو شخص اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے، اور جو شخص اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔''
(بخاری و مسلم)

17.08 پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرو:

حضرت ابو شریح الخزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اور جو شخص اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے **پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک** کرے۔ اور جو شخص اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی خاطر و مدارت کرے، اور جو شخص اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔'' (مسلم و بخاری)

17.09 پڑوسی کے ساتھ خیر خواہی کرو:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے یہاں بہترین دوست وہ ہیں جو اپنے دوست کے ساتھ خیر خواہی کریں۔ اور اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے نزدیک **بہترین پڑوسی وہ ہیں جو اپنے ہمسایہ کے ساتھ خیر خواہی کریں**۔'' (ترمذی)

حضرت یحییٰ برمکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''احسان سب جگہ بہتر ہے لیکن ہمسایہ کے ساتھ بہترین ہے۔''

17.10 کس پڑوسی کی زیادہ اہمیت ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے دو پڑوسی ہیں میں کس کی طرف ہدیہ بھیجوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ان میں سے جس کا دروازہ تم سے زیادہ قریب ہو۔'' (بخاری)

17.11 بھوکے پڑوسی کا خیال کرو:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''وہ آدمی مجھ پر ایمان نہیں لایا جو ایسی حالت میں اپنا پیٹ بھر کے رات کو بے فکری سے سو جائے کہ اس کے برابر رہنے والا پڑوسی بھوکا ہو اور اس آدمی کو اس کے بھوکا ہونے کی خبر تک نہ ہو۔''

(روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ، براز،......طبرانی)

17.12 ہمسائے کو ایذاء دینے والا جہنمی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فلاں عورت کی نماز، روزے اور خیرات کی کثرت کا بہت چرچا ہے، مگر وہ اپنی زبان سے اپنے ہمسایوں کو اذیت دیتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''وہ آگ میں جائے گی۔''

اس شخص نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! فلاں عورت کے بارے میں ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ کم روزے رکھتی ہے اور کم خیرات کرتی ہے، مگر وہ اپنی زبان سے اپنے ہمسایوں کو دکھ نہیں دیتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''وہ جنت میں جائے گی۔'' (بیہقی)

17.13 مومن صالح پڑوسی کی فضیلت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''خدا ایک مومن صالح کی وجہ سے اس کے سو (100) پڑوسیوں کو بلا سے محفوظ رکھتا ہے۔''

17.14 پڑوسی کا پڑوسی کے شر سے محفوظ رہنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''قسم ہے وہ ایمان نہیں لایا خدا کی قسم وہ ایمان نہیں لایا خدا کی قسم وہ ایمان نہیں لایا'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ کون؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہیں۔''

باب: 18

گھریلو ملازمین سے سلوک

18.00: گھریلو ملازمین سے سلوک

اسلام میں ملازم، خادم اور مزدور معاشرتی لحاظ سے دوسرے انسانوں کے برابر ہیں۔ وہ آقا، مالک اور آجر کا بھائی ہے۔ اور اس برادرانہ رشتہ کی بناء پر ہر قسم کی اخلاقی ہمدردی اور خیر خواہی کا مستحق ہے۔ جس طرح مالک اور ملازم ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر اپنے رب کی عبادت کر سکتے ہیں۔ اسی طرح سے وہ ایک دستر خوان پر بیٹھ کر اکٹھے کھانا بھی کھا سکتے ہیں۔ قانونی نقطۂ نظر سے وہ ان کے برابر ہیں۔ اسلام سے پہلے عرب معاشرے میں مزدور، محنت کش اور غلام کس قسم کی ناگفتہ بہ حالت میں گرفتار تھے اس کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

قریش کے ایک شخص نے ایک ہاشمی (بنو ہاشم قبیلے کا فرد) کو اُجرت پر رکھا۔ وہ دونوں اپنے تجارتی قافلے کے ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ اتفاق سے ایک اور ہاشمی قبیلے کا ادھر سے گزر ہوا اس نے اونٹ باندھنے کے لئے ایک رسی مانگی۔ ہاشمی ملازم نے دے دی۔ قافلہ جب منزل پر پہنچا تو تمام اونٹ باندھ دیئے گئے۔ مگر ایک اونٹ کھلا رہ گیا۔ آجر نے پوچھا یہ اونٹ کیوں کھلا رہ گیا ہے؟ مزدور (ہاشمی) نے کہا اس کی رسی نہیں ہے۔ یہ سن کر وہ قریشی اس پر سخت برہم ہوا اور اسے اس قدر مارا کہ وہ مر گیا۔ یہ مزدور اس قبیلہ بنو ہاشمی کا فرد تھا جو معاشرے میں سب سے ممتاز تھا لیکن وہ اپنی معاشی بدحالی کی وجہ سے مزدوری کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ اور مزدوری نے اسے اتنا بے وقعت اور بے وزن بنا دیا تھا کہ وہ ایک رسی کے بدلے قتل کر دیا گیا۔ اس کے برعکس رحمۃ اللعالمین ﷺ کی انقلاب آفرین تعلیمات نے مزدور طبقہ کی حالت یکسر بدل کر رکھ دی۔ اس میں عزت نفس اور خود اعتمادی اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا سکھایا۔ اسے ذلت اور کسمپرسی کی اتھاہ گہرائیوں سے نکال کر عزت و وقار کی زندگی عطا فرمائی۔

18.01 ملازمین سے بہترین سلوک کرنے کا حکم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لونڈی اور غلام تمہارے بھائی ہیں۔ جنہیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے تمہارے تصرف میں دے رکھا ہے۔ تو جس بھائی کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے تم میں سے کسی کے قبضہ وتصرف میں دے رکھا ہو اس کو چاہیئے کہ اُسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے۔ اور اسے وہ کپڑا پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور اس پر کام کا اتنا بوجھ ڈالے جو اس کی طاقت سے باہر ہو اور وہ اُسے نہ کر پا رہا ہو تو اس کام میں اس کی مدد کرے۔" (بخاری و مسلم)

18.02 اپنے خادموں اور ملازموں پر اپنے اختیارات کا غلط استعمال کرنے والا جنت میں داخل نہ ہو گا:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اپنے خادموں اور ملازموں پر اپنے اختیارات کو غلط استعمال کرنے والا جنت میں داخل نہ ہو گا۔ پس تم لوگ اپنی اولاد کی طرح ان کی خاطر و تواضع کرو اور انہیں وہ کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو۔" (ابن ماجہ)

18.03 اپنے ملازموں (کھانا پکانے والے) کو کھانے میں ضرور شامل کریں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب تم میں سے کسی کا خادم کھانا پکا کر تمہارے پاس لائے اور حال یہ ہے کہ اس نے کھانا پکانے میں گرمی اور دھوئیں کی تکلیف برداشت کی ہے تو تمہیں چاہئے کہ اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھلاؤ اور اگر کھانا تھوڑا ہو تو لقمے دو لقمے اسے ضرور دے دو۔''

18.04 محنت کش کی حوصلہ افزائی:

حضور ﷺ نے محنت کش کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اس کی محنت کو صدقہ جاریہ قرار دیا جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو مسلمان زراعت کا کام کرتا ہے یا پودے لگاتا ہے تو اس میں سے چڑیاں یا کوئی انسان یا کوئی جانور کھا لے تو یہ اس کی طرف سے صدقۂ جاریہ بن جاتا ہے۔''

18.05 مزدور کی اُجرت فوراً ادا کرنے کا حکم:

جس طرح مزدور پر لازم ہے کہ وہ مقررہ کام پوری ایمانداری اور ذمہ داری سے انجام دے اُسی طرح آجر کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ مزدور کی اُجرت بلا تاخیر اور بلا حیل وحجت ادا کرے۔ رسول اکرم ﷺ نے آجروں کو حکم دیتے ہوئے فرمایا:

''مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔'' (ابن ماجہ)

18.06 مزدور سے کام لے کر مزدوری ادا نہ کرنے والے شخص سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ناراضگی:

کسی محنت کش مزدور یا گھریلو ملازم کی مزدوری مار لینا اور معاہدے کی خلاف ورزی کرنا کتنا سنگین جرم ہے اس کا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ تین آدمی ایسے ہیں جن سے قیامت والے دن میرا جھگڑا ہوگا: ایک وہ شخص جس نے میرا نام لے کر کوئی معاہدہ کیا اور پھر اسے توڑا، دوسرا وہ شخص جس نے کسی شریف اور آزاد شخص کو اغوا کر کے بیچ ڈالا اور اس کی قیمت کھائی، تیسرا وہ شخص جس نے کسی مزدور کو مزدوری پر لگایا اور اُس سے پورا کام لیا مگر اس کے بعد اسے مزدوری نہ دی۔''

18.07 حضور ﷺ کا اپنے خادموں اور غلاموں سے حُسنِ سلوک:

حضور ﷺ کا اپنے خادموں اور غلاموں کے ساتھ جو سلوک تھا اور آپ ﷺ نے اپنے اخلاق اور مشفقانہ طرزِ عمل سے اُن کے دلوں میں

محبت وعقیدت کی جوشمع روشن کردی تھی اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ ایک خدمتگار اور غلام کی حیثیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تقریباً پندرہ سال رہے۔ جب اُن کے باپ اور چچا انہیں تلاش کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور فدیہ دے کر انہیں اپنے ساتھ لے جانا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو اختیار دے دیا کہ وہ چاہیں تو میرے ساتھ رہیں اور چاہیں اپنے والد اور چچا کے ساتھ اپنے وطن واپس چلے جائیں۔ اس پر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا اُسے تاریخ نے اپنے اوراق میں محفوظ کرلیا ہے۔ انہوں نے اپنے باپ اور چچا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اعلیٰ اوصاف دیکھے ہیں کہ اس کے بعد میں اِن پر کسی اور کو ترجیح دے سکتا ہوں نہ کسی اور کے پاس رہ سکتا ہوں۔''

18.08 خادم اور نوکر کا قصور معاف کرو اگرچہ وہ ایک دن میں ستر (70) دفعہ قصور کرے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں اپنے خادم (غلام یا نوکر) کا قصور کتنی دفعہ معاف کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور خاموش رہے۔ اس نے پھر عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں اپنے خادم کو کتنی دفعہ معاف کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''ہر روز ستر دفعہ۔'' (جامع ترمذی)

18.09 دل کی سختی کا علاج:

جس انسان کا دل سخت ہوگا وہی اپنے ملازمین اور ماتحتوں پر سختی کرے گا۔ بہرحال ایسے لوگوں کو اپنے متعلق اندازہ ہوجاتا ہے کہ وہ سخت ہیں اور اس کا حل بھی تلاش کرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی سخت دلی کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔'' (مسند احمد)

18.10 دورِ حاضر کے معاشرے میں گھریلو ملازمین سے بدترین سلوک:

ملازمین ہماری زندگی میں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ ہم ان کو اپنی زندگی سے جدا نہیں کرسکتے۔ اسلام ہمیں اپنے ملازمین اور خدمتگاروں سے بہترین سلوک روا رکھنے کا درس دیتا ہے۔ دراصل کسی شخص کی شرافت، حُسنِ اخلاق اور خلوص کو جانچنے کا معیار نوکروں کے وہ کلمات (Remakrs) ہوتے ہیں جو وہ اپنے مالک کے بارے میں آپس کی گفتگو میں ایک دوسرے سے کہتے ہیں۔ ایک انگریزی محاورہ ہے کہ ''صرف اسی شخص کو معزز کہا جاسکتا ہے جو اپنے ملازم کی نظر میں معزز ہو۔''

آج ہمارے معاشرے میں گھریلو ملازمین کے ساتھ جو سلوک ہورہا ہے اسے دیکھ کر انسانیت کانپ اُٹھتی ہے اور قرونِ اولیٰ کے دورِ جاہلیت کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ ہم غصے سے پاگل ہوجاتے ہیں اور یہ ظلم ڈھانے والے پڑھے لکھے مگر اخلاقیات سے عاری لوگ ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ اخلاقی طور پر دیوالیہ اور تیزی سے زوال پذیر ہمارے معاشرے میں جاہل اَن پڑھ وحشی درندہ نما انسانوں کی اکثریت ہے جن کا مذہب اسلام سے

اور پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور اسوۂ حسنہ سے دور کا تعلق بھی نہیں ہے ہم ان زندگی بخشنے والی تعلیمات کو بھلا بیٹھے ہیں۔

سورۃ الاعراف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''آج تم نے مجھے بھلا دیا قیامت والے دن میں تمہیں بھلا دوں گا اور جہنم کو انسانوں اور جنوں سے بھر دوں گا۔'' (الاعراف:18، بنی اسرائیل:64)

آخری مغل شہنشاہ بہادر شاہ ظفر جو کہ ایک مایہ ناز شاعر بھی تھے، جلدی غصہ میں آجانے والے شخص کے بارے میں فرماتے ہیں:

ظفر آدمی اس کو نہ جانیئے گا ہو وہ کتنا ہی صاحب فہم و ذکاء

جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

ہم تعلیم حاصل کرتے کرتے جاہلیت کے اندھیروں کی اتھاہ گہرائیوں میں غرق ہو چکے ہیں۔ ہم میں حرام اور حلال میں تمیز کرنے کی صلاحیت ختم ہو چکی ہے۔ وجہ اس کی اپنے مذہب کی تعلیمات سے دوری اور اخلاقیات کی تعلیم کا فقدان ہے۔ ہم نے عمارتیں اور پل تو تعمیر کر لئے مگر تعمیر شخصیت نہ کر سکے۔ ہم نے Internet کی افادیت تو سمجھ لی مگر آپس میں باہمی ربط تعلقات اور Interaction کی افادیت کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔

18.11 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غلام تمہارے بھائی ہیں:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے کسی غلام کو برا بھلا کہا۔ حضور اکرم ﷺ نے سن لیا۔ فرمایا:

''ابوذر (رضی اللہ عنہ)! ابھی تم میں جہالت باقی ہے۔ غلام تمہارے بھائی ہیں، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے انہیں ماتحت کیا ہے، جس کا بھائی ماتحت ہو اسے چاہیئے کہ اس کو ویسا ہی کھلائے جیسا آپ کھائے، ویسا ہی پہنائے جیسا آپ پہنے، بھائی سے ایسا کام نہ لے جو اس سے نہ ہو سکے، کوئی سخت کام ہو تو اس کی مدد کرے۔''

18.12 اسلامی مساوات کی ایک روشن مثال:

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (خلیفہ دوم) بیت المقدس شہر تشریف لے جا رہے تھے تا کہ وہ (ایک معاہدے کے تحت) بیت المقدس کی چابیاں یروشلم کے حکام سے وصول کر سکیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے غلام کے ہمراہ اونٹ پر سفر کر رہے تھے۔ آپ اور غلام باری باری اونٹ پر سفر کرتے اور جب وہ بیت المقدس شہر کے دروازے پر پہنچے تو اونٹ پر سواری غلام کی باری تھی۔ شہر کے لوگوں نے ایک تاریخی منظر دیکھا جس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پیدل چل رہے تھے اور غلام اونٹ پر بیٹھا تھا۔ یہ اسلامی مساوات کی ایک روشن مثال تھی۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم بھی اپنی اپنی زندگیوں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے واقعہ کی تقلید کریں۔

18.13 مومن بننے کے لئے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ دوسروں کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے کرتا ہے۔'' (صحیح بخاری)

18.14 گھریلو ملازمین کو اضافی کام کی اضافی اُجرت ادا کریں:

گھر میں اکثر گھریلو ملازمین سے (یا دوکانوں، ہوٹلوں ریستورانوں میں) وہ کام بھی لئے جاتے ہیں جو ان کے روزمرہ کے کاموں کے زمرے میں نہیں آتے یا ان کی ڈیوٹی لسٹ میں شامل نہیں۔ مثلاً آپ کے گھر میں کوئی دعوت، پارٹی یا بچے کی سالگرہ وغیرہ کے موقع پر ملازمین کو اضافی کام کرنا پڑتا ہے۔ یا وزنی سامان کی نقل وحمل میں ملازمین کی ضرورت پڑتی ہے۔ ہمیں چاہئیے کہ ہم ہر اس اضافی کام کی اُجرت یا انعام کی شکل میں ادائیگی کریں جو روزمرہ کے کام کے زمرہ میں نہیں آتا۔ ایسا کرکے آپ نہ صرف عدل وانصاف کے تقاضے پورے کریں گے بلکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی خوشنودی بھی حاصل کریں گے۔ کسی غریب سے کام کروا کے پیسے نہ دینا آپ کو ایک ایسی بند گلی میں پہنچا دے گا جہاں سے آپ بیماری، پریشانی اور تکالیف بھگت کر ہی نکل سکیں گے۔

18.15 گھریلو ملازمین کی تنخواہ میں ہر سال اضافہ کریں:

سرکاری اور غیر سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پینشنوں میں ہر سال اضافہ کیا جاتا ہے۔ ہمارا اخلاقی مذہبی اور معاشرتی فرض بنتا ہے کہ ہم بھی ہر سال اپنے گھریلو ملازمین یعنی ماسیاں، خانسامے، چوکیدار، مالی اور ڈرائیور وغیرہ کی تنخواہوں میں بھی اُسی مناسبت سے اضافہ کریں۔ مہنگائی اگر ہمارے لئے ہے تو وہ ہمارے گھریلو ملازمین کے لئے بھی ہے۔

18.16 ڈرائیور حضرات جو کہ گھروں میں ملازمت کرتے ہیں ان کی زندگی کی انشورنس (Lif Insurance) کروائی جائے:

ڈرائیور حضرات کی ملازمت ایسی ہے جس میں ہر وقت خطرات سر پر منڈلاتے رہتے ہیں۔ لہٰذا مالکان کو چاہئے کہ وہ ڈرائیور کو Life Insuance Policy لے کر دیں اور اس کا سالانہ پریمیم ہر سال وہ خود ادا کریں۔ جب تک وہ ڈرائیور ان کے پاس ملازمت کرتا رہے۔

18.17 گھریلو ملازم کو نوکری سے برطرف کرنے کا طریقِ کار:

اگر آپ کسی بھی وجہ سے اپنے گھریلو ملازم کو فارغ کرنا چاہیں تو آپ کو چاہئے کہ آپ اُسے ایک ماہ کا پیشگی نوٹس دیں اور رُخصت کرتے وقت ایک ماہ کی تنخواہ بھی اُسے دیں۔

باب: 19

طہارت، پاکیزگی اور صفائی

19.00: طہارت، پاکیزگی اور صفائی

اسلام میں طہارت، پاکیزگی اور صفائی کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔ اور اسے ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ان لوگوں کو اپنا محبوب قرار دیا ہے جو طہارت اور پاکیزگی کا پورا پورا اہتمام کرتے ہیں۔ طہارت، پاکیزگی اور صفائی دو طرح کی ہوتی ہے، یعنی روح کی پاکیزگی اور جسم کی پاکیزگی...... روح کی پاکیزگی یہ ہے کہ انسان شرک، گناہِ کبیرہ اور حرام کی کمائی کھانے سے بچا جائے۔ اور اچھے اخلاق سے اپنے آپ کو آراستہ کیا جائے۔ جسم کی طہارت، پاکیزگی اور صفائی یہ ہے کہ اس کو ظاہری ناپاکیوں اور نجاستوں سے پاک وصاف رکھا جائے۔ مسلمان کو ہر وقت پاک، صاف اور باوضو رہنا چاہیئے۔

19.01 اللہ سبحانہ وتعالیٰ پاک صاف رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے:

(i) سورۃ توبہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' (سورۃ التوبہ:108)

(ii) سورۃ المدثر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو اور ناپاکی سے دور رہو۔'' (المدثر:4تا5)

19.02 پاکیزگی نصف ایمان ہے:

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''پاکیزگی آدھا ایمان ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ)

19.03 پانی پاک ہے:

نماز کے لئے وضو شرط ہے، وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔ اس طرح وضو کے لئے پانی کا پاک ہونا شرط ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''پانی پاک ہے (اور اس میں دوسری چیزوں کو پاک کرنے کی صلاحیت ہے) اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔'' (ابوداؤد حدیث:66)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''دریائی اور سمندری پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار (مچھلی) حلال ہے۔'' (ابوداؤد حدیث:83)

19.04 ٹھہرا ہوا پانی (Stagnant Water):

(i) رسول اللہ ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں:
"غسل کرنے سے منع فرمایا ہے۔" (مسلم حدیث:283)

(ii) رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہوئے پانی میں:
"پیشاب کرنے اور غسل کرنے سے منع فرمایا ہے۔" (بخاری حدیث:283)

(iii) رسول اللہ ﷺ نے کھڑے پانی میں:
"پیشاب کرنے اور وضو کرنے سے منع فرمایا ہے۔" (ترمذی حدیث:68)

19.05 پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کی سخت تاکید:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا:
"ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے اور باعثِ عذاب کوئی بڑی چیز نہیں، ان دونوں میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔" (صحیح بخاری حدیث:218)
پھر ایک سبز شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کئے پھر ہر قبر پر ایک ٹکڑا گاڑ دیا اور فرمایا: "شاید ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے جب تک شاخ خشک نہ ہو جائے۔" (1271:864)

19.06 پیشاب کی نجاست باعثِ عذاب ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"پیشاب کی نجاست سے آلودہ نہ ہو کیونکہ قبر کا زیادہ تر عذاب اسی وجہ سے ہوگا۔"

19.07 لعنت کا سبب بننے والے دو کاموں سے بچو:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا دو لعنت کا سبب بننے والے کاموں سے بچو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا وہ لعنت والے دو کام کون کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"وہ شخص جو لوگوں کے راستے میں یا ان کے سایہ دار جگہ پر اپنی بشری حاجت پوری کرتا ہے۔" (مسلم)

19.08 قیامت کے روز اُمت کی نشانی:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"قیامت کے روز میری اُمت کی نشانی یہ ہوگی کہ اُن کی پیشانیاں اور وضو کے اعضاء نور سے جگمگا رہے ہوں گے۔ پس جو شخص اپنے نور کو بڑھانا چاہتا ہے بڑھا لے۔" (بخاری و مسلم)

19.09 غسل کا حکم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہر مسلمان پر حق ہے کہ ہفتے میں ایک دن (جمعہ کو) غسل کرے۔ اس میں اپنا سر دھوئے اور اپنا بدن دھوئے۔'' (بخاری حدیث:897)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی شخص نمازِ جمعہ کے لئے آئے تو اسے غسل کرنا چاہیئے۔'' (بخاری حدیث:277)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جمعہ کے دن ہر بالغ مسلمان پر نہانا واجب ہے۔'' (بخاری حدیث:879)

ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تین چیزیں مسلمانوں پر لازم ہیں:

(i) جمعہ کے دن غسل

(ii) مسواک

(iii) خوشبو کا استعمال

19.10 عیدین کے روز غسل:

عیدین کے دن غسل کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث ثابت نہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:

''جمعہ، عرفہ، قربانی اور عید الفطر کے دن غسل کرنا چاہیئے۔'' (بیہقی:278/3)

19.11 نیند سے جاگ کر پہلے ہاتھ دھوئیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب نیند سے جاگو تو اپنا ہاتھ پانی کے برتن میں نہ ڈالو جب تک اس کو (تین بار) نہ دھولو۔ کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اس ہاتھ نے رات کہاں گزاری۔'' (بخاری حدیث:162)

مطلب یہ کہ نیند سے جاگ کر ہاتھ پہنچوں تک دھو کر پھر انہیں پانی کے برتن میں ڈالنا چاہیئے ہوسکتا ہے کہ رات کو ہاتھ بدن کے کسی حصے کو لگ کر پلید ہو گئے ہوں جس کا آپ کو علم نہیں ہوتا۔

19.12 اپنے مکان اور صحن کو صاف شفاف رکھو:

مسندِ بزار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ طیب ہے طیب کو محبوب رکھتا ہے۔ پاک ہے اور پاک کو پسند فرماتا ہے۔ کریم ہے کرم کو پسند فرماتا ہے۔ سخی ہے سخاوت کو پسند فرماتا ہے۔ اس لئے اپنے مکان اور صحن کو صاف شفاف رکھو۔'' (زادالمعاد)

19.13 ذاتی صفائی (Personal Hygene) کا حکم:

رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا:

''کپڑے صاف رکھو، بالوں میں کنگھی کرتے رہو، مسواک کرو، آراستہ رہو، پاک اور پاکیزہ رہو۔ بنی اسرائیل نے ایسا نہیں کیا تو ان کی عورتیں زناکار ہوگئیں۔''

(i) پابندی کے ساتھ صبح شام دانتوں کو برش کیجئے:

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ اگر مجھے اُمت کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر وضو میں ان کو مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ کے پاس کچھ لوگ آئے جن کے دانت پیلے ہو رہے تھے آپ ﷺ نے دیکھ کر تاکید فرمائی کہ ''مسواک کیا کرو۔''

(ii) ناپاکی سے پاک ہونے کے لئے غسل کرنا اجرِ عظیم ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''امانت کی ادائیگی آدمی کو جنت میں لے جاتی ہے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: ''یا رسول اللہ (ﷺ)! امانت سے کیا مراد ہے؟'' فرمایا: ''ناپاکی سے پاک ہونے کے لئے غسل کرنا اور اس سے بڑھ کر اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے کوئی امانت مقرر نہیں کی ہے۔ پس جب آدمی کو نہانے کی حاجت ہوجائے تو غسل کرے۔''

(iii) ناپاکی کی حالت میں کبھی نہ کچھ کھائیں نہ پیئیں:

ناپاکی کی حالت میں کھانے پینے سے برص اور جذام (کوڑھ) کی بیماری کا اندیشہ ہوتا ہے۔

(iv) جسمانی صفائی بے حد ضروری ہے:

جسمانی صفائی اور صاف ستھرے کپڑے پہننا نہ صرف بے حد ضروری ہے بلکہ لازمی ہے۔ کیونکہ لوگوں کو دفتروں میں دوکانوں میں یا دوسری کاروباری جگہوں پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا ہوتا ہے۔ ڈرائیور حضرات کو اپنے مالکان کے ساتھ سفر کرنا ہوتا ہے۔ لہٰذا انہیں خود ہی اپنی صفائی اور صاف کپڑے پہننے کا احساس ہونا چاہیئے۔ کسی افسر کا اپنے ماتحت کو یہ کہنا کہ تمہارے کپڑے صاف نہیں ہیں دفتر نہا دھو کر آیا کرو تو یہ اس کے لئے بہت شرمندگی والی بات ہوگی، لہٰذا اپنی جسمانی صفائی وطہارت (Personal Hygene) کا خود ہی خیال رکھنا چاہئے اور کسی دوسرے کو یہ موقع نہ دیں کہ وہ آپ پر انگلی اُٹھائے۔

ایک دن رسول اللہ ﷺ مسجد تشریف رکھتے تھے کہ اتنے میں ایک شخص مسجد میں آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ نبی

کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ جا کر اپنے سر کے بال اور داڑھی کو سنوارو۔ چنانچہ وہ شخص گیا اور بالوں کو بنا سنوار کر آیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کیا یہ زینت و آرائش اس سے بہتر نہیں ہے کہ آدمی کے بال اُلجھے ہوئے ہوں؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ شیطان ہے۔'' (مشکوٰۃ)

(v) خوشبو کا استعمال کریں:

خوشبو کا استعمال خوش آئند ہے۔ رسول اللہ ﷺ خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے۔ آپ ﷺ روزانہ خوشبو ضرور لگاتے تھے۔

(vi) ناخن تراشنا:

ہاتھ اور پیر کے ناخن باقاعدگی سے تراشیں (اگر آپ کے ناخن تراشے ہوں گے تو کوئی نوٹس نہیں لے گا لیکن اگر ناخنوں میں میل ہوگا تو وہ فوراً نظر آجائیں گے اور دیکھنے والے آپ کو ایک غلیظ شخص تصور کریں گے۔

(vii) زیر جاموں کو باقاعدگی سے دھلوائیں:

دیگر کپڑوں کے علاوہ زیر جامے یعنی بنیان، انڈرویئر، جرابیں، دستانے اور رومال وغیرہ مسلسل استعمال میں رہتے ہیں اور جلد میل اور پسینے کو جذب کر لیتے ہیں، لہٰذا انہیں ہر دوسرے چوتھے دن دھو کر استعمال کرنا چاہئے۔ کسی محفل میں یا مسجد میں نماز کے لئے جانے سے پہلے صاف اور دھلی ہوئی جرابیں پہن کر جائیں۔

19.14 خلال کرنا، طہارت وصفائی میں شامل ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''خلال کرو کہ خلال کرنا طہارت وصفائی میں داخل ہے اور طہارت وصفائی ایمان کی طرف لے جاتی ہے اور ایمان انسان کو جنت کی طرف لے جاتا ہے۔''

19.15 بیت الخلاء جنوں اور شیاطین کے حاضر ہونے کی جگہ ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بیت الخلاء جنوں اور شیاطین کے حاضر ہونے کی جگہ ہے۔ جب تم بیت الخلاء میں جاؤ تو کہو 'اللہ کی پناہ لیتا ہوں نر اور مادہ خبیث جنوں (کے شر) سے۔'' (بخاری حدیث:142)

19.16 درندوں کی کھالوں کے استعمال کی ممانعت:

حضرت ابوالملیح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے درندوں کی کھالوں کو استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد حدیث:4125، ترمذی، نسائی) اور ترمذی کی روایت میں ہے درندوں کی کھالوں پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔

19.17 ریشم اور چیتے کی کھال پر بیٹھنے کی ممانعت:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم ریشم اور چیتے کی کھال پر مت سوار ہونا۔'' (ابوداؤد)

ہمیں چاہئے کہ ہم درندوں کی کھالوں سے بنی ہوئی اشیاء مثلاً جوتے، والٹ، لیڈیز ہینڈ بیگ اور چرمی کوٹ، جیکٹ وغیرہ استعمال نہ کریں۔

19.18 حنوط شدہ درندوں، جانوروں اور پرندوں سے گھروں کو سجانا:

بعض لوگ بڑے شوق سے حنوط شدہ (Stuffed) پرندے، جانوروں اور درندوں مثلاً باز، شیر، چیتا، بارہ سنگھا، ہرن یا جنگلی بھینسے وغیرہ کی کھالیں یا ان کے اعضاء پنجے یا سروں (Heads) کو اپنے ڈرائنگ رومز میں بڑے شوق سے سجاتے ہیں۔ حنوط شدہ جانوروں اور پرندوں میں مضرِ صحت کیمیکلز استعمال ہوتے ہیں۔ یہ کیمیکل وقت کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ خراب (Deteriorate) ہوتے اور ہوا میں شامل ہوتے رہتے ہیں۔ جسے گھر کے افراد سانس کے ساتھ (inhale) کرتے ہیں اور مہلک بیماریوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔

19.19 ہمارے گھروں محلوں بازاروں اور ہوٹلوں میں صفائی کا ناقص معیار:

ہمارے مذہب میں طہارت پاکیزگی اور صفائی کا اعلیٰ معیار قائم کرنے پر زور دیا ہے۔ پانچ وقت کی نمازوں میں وضو کرنے کا مقصد بھی یہ ہے کہ آدمی ہر وقت پاک صاف رہے مگر افسوس کہ ہمارے گھروں، محلوں، بازاروں، ہوٹلوں، ریستورانوں، گوشت اور مٹھائی کی دوکانوں (سوائے بڑی دوکانوں اور ہوٹلوں کے جو کہ Posh علاقوں میں واقع ہیں) میں صفائی کا وہ معیار نظر نہیں آتا جس کا سبق اسلام نے دیا ہے۔ اور جس پر عمل کرنا اور کروانا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ چھوٹے ہوٹلوں اور ریستورانوں کا حال تو ناقابلِ بیان ہے۔ ان ہوٹلوں میں کام کرنے والے باورچی، مصالچی اور خانسامے میلے کچیلے کپڑوں میں ملبوس نظر آتے ہیں۔ ہوٹل کے بیرے ویٹرز اور دیگر کام کرنے والے بھی صفائی ستھرائی کا وہ معیار برقرار نہیں رکھتے جو ہونا چاہئے۔ اور جس کی طرف ہمارے مذہب نے نہ صرف زور دیا ہے بلکہ اسے ایمان کا لازمی جزو قرار دیا ہے۔ یہ سب تعلیم کی کمی کی وجہ سے ہے۔ غریب اَن پڑھ طبقے میں تو صفائی کا کوئی احساس (concept) سرے سے ہی نہیں ہے کیونکہ ان لوگوں میں بنیادی تعلیم کا فقدان ہے اور یہ حفظانِ صحت کے اصولوں سے ناواقف ہیں۔ اس کا نتیجہ طرح طرح کی مہلک بیماریوں کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔ نومولود بچوں اور عورتوں کی شرح اموات میں بے تحاشہ اضافہ ہو رہا ہے۔ ہر ماہ ہمارے ملک میں سینکڑوں لوگ زہریلی خوراک کھانے سے مر جاتے ہیں۔ قوم کی مجموعی صحت کا معیار تسلی بخش نہیں ہے۔ پاکستان کی خاصی بڑی آبادی پینے کے صاف پانی سے محروم ہے۔

ملک میں صحت و صفائی کا ایک ملک گیر اور جامع پروگرام مرتب کر کے اس پر عمل کرنا ہوگا اور اس سلسلے میں سکول، کالج اور یونیورسٹیز کو کلیدی کردار ادا کرنا ہوگا۔ ہمیں پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ ہمارے اپنے گھروں میں صفائی ستھرائی کا کیا معیار ہے۔ اور ہم اسے کیسے بہتر بنا سکتے ہیں۔ ملک میں صفائی کا اعلیٰ معیار اُس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا جب تک اسکول میں بچے کو صفائی کی اہمیت سے مکمل طور پر آگاہ نہ کیا جائے۔

19.20 گھروں، رہائش گاہوں اور ملازموں کے کوارٹروں میں صفائی کا اعلیٰ معیار قائم کریں:

گھروں اور رہائش گاہوں میں پہلے وہ جگہیں شناخت (Identify) کریں جہاں جراثیم اور کیڑے مکوڑے بکثرت پل رہے ہیں۔ اور ہم ان سے بے خبر ہیں۔ کیونکہ وہ ہمیں یوں نظر نہیں آتے۔ اس کے علاوہ بھی گھروں میں ایسے برتن اور نمائشی اشیاء موجود ہوتی ہیں جن سے بیماریوں کا شدید خدشہ لاحق ہوتا ہے۔ مگر ہم ان سے بے خبر ہیں۔ وہ جگہیں اور اشیاء مندرجہ ذیل ہیں:

(i) باورچی خانے (Kitchens)

(ii) کچن اسٹور روم (Kitchen Store Rooms)

(iii) غسل خانے (Wash Rooms)

(iv) واش ہینڈ بیسن (Wash Hand Basin) کھانے کے کمرے میں۔

(v) کھانے پکانے کے برتن اور ڈھکن

(vi) حنوط شدہ درندوں، جانوروں اور پرندوں سے گھروں کو سجانا۔

(vii) درندوں کی کھالوں سے بنی ہوئی اشیاء کا استعمال ممنوع ہے۔

(i) باورچی خانے (Kitchens):

باورچی خانے (Kitchens) گھر کی وہ جگہ ہے جہاں سب سے زیادہ جراثیم اور کیڑے مکوڑوں اور لال بیگ (Cockroaches) کی افزائش ہوتی ہے۔ کیونکہ وہاں پر صبح سے شام تک کھانا پکانا ہوتا رہتا ہے۔ برتن دھلتے ہیں اور بچا کھچا کھانا نالیوں (Drains) میں جاتا ہے جس سے جراثیم اور کیڑے مکوڑے پرورش پاتے رہتے ہیں اور رات کے وقت کچن میں ان کی بھرمار ہوتی ہے۔ باورچی خانہ گھر کی سب سے صاف ستھری جگہ ہونی چاہئے کیونکہ اس کا تعلق براہِ راست سب گھر والوں کی صحت سے ہے۔ لہٰذا ہمیں کچن کی صفائی پر سب سے زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہر چار ماہ بعد کچن سے تمام برتن کھانے پینے کی اشیاء اور دیگر سامان نکال کر جراثیم کش اور کیڑے مار ادویات کا اسپرے (Spray) کروائیں۔ ہر ہفتے لال بیگ (Cockroaches) مارنے والی ادویات چھڑکیں اور نالیوں میں فینائل ڈالیں چولہے کے اوپر چمنی والی جگہ پر لوہے کی جالی لگوائیں تاکہ چمنی میں سے کوئی کیڑا مکوڑا (حشرات الارض) ہانڈی میں نہ گرنے پائے۔ (یہ بہت ضروری ہے)۔ اس بات کا حد درجہ خیال رکھیں کہ کوئی دوائی یا اسپرے کھانے پینے کی اشیاء پر نہ پڑے۔

(ii) کچن اسٹور روم (Kitchen Store Room):

کچن سٹور روم میں ہر قسم کا اناج یعنی آٹا دالیں چاول، چینی وغیرہ رکھی جاتی ہیں۔ یہ چیزیں کیڑے مکوڑوں اور چوہوں وغیرہ کو دعوت دیتی ہیں۔ لہٰذا اس کی صفائی بھی کچن کی صفائی کی طرح بہت ضروری ہے۔ تمام اجناس کو ڈبوں میں بند کر کے رکھیں شہد جیلی جام اور چینی دان پانی میں رکھیں تاکہ باریک چیونٹیوں سے محفوظ رہیں اور باقی کھانے پینے والی چیزیں فریج میں رکھیں۔ فریج میں ایک دن سے زیادہ رکھا

ہوا کھانا مت کھائیں خاص کر سبزی اور دالوں میں بہت جلد Bacteria Develop ہو جاتے ہیں۔ بہتر ہوگا کھانے کو freez کر دیں۔

(iii) غسل خانے (Wash Rooms):

غسل خانہ گھر کی وہ دوسری بڑی جگہ ہوتی ہے جہاں جراثیم اور کیڑے مکوڑے اور لال بیگ (Cockroaches) بکثرت پائے جاتے ہیں جس جگہ سے واش روم کا پانی باہر جاتا ہے وہاں پر Drain کے اوپر ایک اسٹیل کی جالی لگی ہوتی ہے، وہاں سے چھوٹے چھوٹے کیڑے (بھنگے) بکثرت نکلتے ہیں جو عام طور پر نظر بھی نہیں آتے اور غور سے دیکھنے پر ہی نظر آتے ہیں۔ ان جرثوموں کی افزائش کو روکنا بہت ضروری ہے۔ واش روم کی نالیوں میں روزانہ فینائل اور دوسری جراثیم کش ادویات ڈالیں۔ رات کے وقت بھی واش روم کی نالیوں اور واش ہینڈ بیسن (Wash hand basin) میں فینائل اور فینائل کی گولیاں ڈالیں۔ چونکہ رات کے وقت واش روم کم استعمال ہوتا ہے اس لئے ادویات کا اثر زیادہ دیر پا ہوگا۔ کہتے ہیں اگر کسی گھر کی صفائی کے معیار کو دیکھنا ہو تو اُس گھر کے واش روم (Wash Room) کی صفائی کو دیکھیں۔ اس میں ایک چیز کا اور اضافہ کر لیں یعنی واش روم میں واش ہینڈ بیسن (Wash Hand Basin) کی صفائی کو دیکھیں اور یہ دیکھیں کہ اس میں کوئی بال (Hair) وغیرہ تو نہیں پڑا ہوا۔ کوئی رینگتا ہو کیڑا یا لال بیگ تو موجود نہیں۔ بعض لوگ اس بات کا خیال نہیں کرتے اور واش ہینڈ بیسن میں بے شمار بال پڑے نظر آئیں گے۔ مگر جن کی طبیعتوں میں صفائی ہوگی وہ اس قسم کی صورتحال کو برداشت نہیں کریں گے۔ جس گھر کے واش روم میں واش ہینڈ بیسن میں اگر کوئی بال (Hair) پڑا ہوا نظر نہ آئے تو سمجھیں اُس گھر کی صفائی کا معیار بہت بہتر ہے۔

(iv) واش ہینڈ بیسن (Wash Hand Basin) کھانے کے کمرے میں:

کچھ لوگ اپنی سہولت کے لئے کھانے کے کمرے (Dining Room) ہی میں واش ہینڈ بیسن لگوا لیتے ہیں۔ جو کہ طبی نقطۂ نظر اور حفظانِ صحت کے اصولوں کے منافی ہے۔ اگر نہ لگوایا جائے تو بہتر ہوگا اور کسی مجبوری کی وجہ سے اس کا لگوانا ضروری ہو تو اس میں ڈرین کاک (Drain Cock) ضرور لگوائیں تا کہ ہاتھ دھونے کے بعد فوراً ڈرین کاک لگا دیں اور نیچے جہاں سے پائپ فرش میں جاتا ہے اس جگہ کو بھی سیمنٹ سے سیل (seal) کر دیں کیونکہ جراثیم اور جرثومے واش ہینڈ بیسن (wash hand basin) کے ذریعے کھانے کے کمرے میں داخل ہوتے اور پھیل جاتے ہیں اور اس طرح بیماریوں کا باعث بنتے ہیں۔

(v) کھانے پکانے کے برتن اور ڈھکن:

کھانا پکانے کے برتنوں کا بھی ہماری صحت سے گہرا تعلق ہے۔ کھانا ہمیشہ (Stainless Steel) یا Alloy Steel یا تام چینی کے برتنوں میں پکائیں۔ ایلومینم (Aluminum) کے برتن استعمال نہ کریں خاص کر وہ لوگ جو ہومیو پیتھک دوائیاں (Homeopathic Medicines) استعمال کر رہے ہوں۔ ہانڈیوں کے ڈھکن میں ان کو پکڑنے کے لئے لکڑی کا ایک گٹکا (Knob) لگا ہوتا ہے جسے لوہے کے پیچ (Screw) سے ڈھکن کے ساتھ جوڑا (Fix) کیا ہوتا ہے کچھ عرصہ بعد اس لوہے کے پیچ (iron screw) میں زنگ لگ جاتا ہے، اور جب کھانا

ہانڈی میں پک رہا ہوتا ہے تو ہانڈی کی گرم بھاپ زنگ آلود پیچ (Rusted Screw) سے لگ کر ہانڈی میں زنگ آلود پانی قطرہ بہ قطرہ گرتا رہتا ہے اور یہ slow poisoning کا کام کرتا ہے۔ جو کہ انسانی صحت کے لئے تباہ کن ہے۔ ہمیں چاہئے کہ لوہے کے پیچ (Iron Screw) ہرگز استعمال نہ کریں بلکہ stainless steel screws استعمال کریں جسے زنگ نہیں لگتا۔

(vi) حنوط شدہ درندوں، جانوروں اور پرندوں سے گھروں کو سجانا (دیکھیں پیرا 19.18)

(vii) درندوں کی کھالوں سے بنی ہوئی اشیاء کا استعمال ممنوع ہے۔ (دیکھیں پیرا 19.16)

19.21 اسکولوں کالجوں اور یونیورسٹیز میں صفائی کا اعلیٰ معیار قائم کریں:

ہمارے پرائمری (Primary) مڈل (Middle) اور میٹرک (Matric) کی سطح (Level) کے سرکاری اور پرائیویٹ اسکول اور کالج جو کہ غریب آبادیوں، نچلے اور متوسط طبقہ (Lower Middle Class) والے علاقوں میں واقع ہیں، ان سکولوں اور کالجوں میں واش رومز (Wash Rooms) اور کلاس رومز (Class Rooms) کینٹین (Canteen) اور کھیل کے میدانوں میں صفائی کا بہت ناقص انتظام ہے۔ بچے میں صفائی کا احساس (Concept) سکول اور کالج میں اعلیٰ صفائی کے اعلیٰ معیار سے ملے گا تو وہ آگے چل کر اپنے گھروں، دفتروں، کارخانوں، ہسپتالوں اور دوکانوں میں بھی صفائی کا بہترین معیار برقرار رکھ سکیں گے۔ محکمہ تعلیم کو چاہیئے کہ وہ اسکولوں اور کالجوں کو صفائی کے معیاری طریقہ کار کا (Standard Operating Procedure) S.O.P جاری کرے۔ اور ہر اسکول کالج اور یونیورسٹی صفائی کا اعلیٰ معیار برقرار رکھنے کے لئے سالانہ بجٹ مختص کرے۔ خاص طور پر اس علاقے کے سرکاری اور پرائیویٹ اسکولوں میں صفائی پر خاص توجہ دی جائے، جہاں غریب اور متوسط طبقے کے لوگ رہتے ہیں۔ اسکول کالجز اور یونیورسٹیز کے عملے یعنی سیکورٹی گارڈز، ڈرائیورز اور بچوں کی دیکھ بھال کرنے والی لیڈی اسٹاف کے لباس صاف ستھرے ہونے چاہئیں اور ان کا باقاعدگی سے معائنہ بھی ہونا چاہئے۔

19.22 فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو۔"

(بخاری و مسلم)

باب: 20

آدابِ مسجد

20.00: آدابِ مسجد

مسجد اسلامی تہذیب وتمدن کا مرکز ہے۔ مسجد کو اسلام میں انتہائی بلند مقام حاصل ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:
''مسجدیں جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہیں۔''

اسلام اجتماعیت پر بہت زور دیتا ہے اور اس پر بہت اصرار کرتا ہے۔ مسجد اس اجتماعیت کی مظہر ہی نہیں ہے بلکہ وہ اس کا عملی نمونہ بھی پیش کرتی ہے۔ مسجد میں صرف آقا اور غلام امیر وغریب، عالم وجاہل ہی ایک صف میں کھڑے نہیں ہوتے بلکہ پیر اور مرید بھی ایک صف میں کھڑے ہوتے ہیں، اس لئے کہ نماز اور مسجد میں انسان بندہ بن کر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حضور کھڑا ہوتا ہے۔

A- مسجد کی اہمیت:

مسجد کی اہمیت یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی تو سب سے پہلے مسجد کی تعمیر کا ارادہ فرمایا۔ اور اس کی جگہ کا انتخاب فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے مسلمان جہاں جاتے ہیں سب سے پہلے مسجد تعمیر کرنے کی فکر کرتے ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں کی ہر بستی کے قریب مسجد ہوگی۔ مسجد کی اہمیت یہ ہے کہ ایک عام مسجد میں نماز باجماعت کا ثواب ستائیس (27) گنا زیادہ ہے۔ اور جس مسجد میں نمازِ جمعہ ہوتی ہے وہاں یہ ثواب بڑھ کر پچاس گنا ہو جاتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے 27 درجے زیادہ ہوتی ہے۔'' (متفق علیہ)

B- مسجد کا روحانی تقدس:

مسجد میں ہر وقت ملائکہ موجود ہوتے ہیں اور نمازی مسجد میں فرشتوں کے درمیان ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے نمازی کی شخصیت پر اُن کی موجودگی اور رفاقت کے گہرے اور مثبت اثرات نمایاں ہوتے ہیں۔

C- مسجد کی فضیلت:

20.01 سب سے بہتر مسجدیں ہیں:

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عالم نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا: ''فرمایئے! سب سے بہتر جگہ کون سی ہے؟'' آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے یہ سوال کیا انہوں نے عرض کیا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے نور کے ستر ہزار حجاباتِ عظمت کے اندر سے ارشاد فرمایا:
''سب سے بدتر مقامات بازار ہیں اور سب سے بہتر مسجدیں ہیں۔'' (ابنِ حبان، ترجمان السنۃ مشکوٰۃ)

D- مسجد کا تقدس اور احترام:

20.02 مسجدوں میں خرید وفروخت نہ کرے اور نہ کسی گم شدہ چیز کا اعلان کرے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب تم کسی شخص کو مسجد میں کچھ بیچتا یا خریدتا دیکھو تو کہو ''اللہ تیری سوداگری میں نفع نہ دے۔'' اور جس وقت تم کسی شخص کو مسجد میں کسی گم شدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے دیکھو تو تم کہو:

''اللہ تجھے وہ چیز نہ لوٹائے۔'' پس بے شک مسجدیں اس مقصد کے لئے تو نہیں بنائی گئیں۔'' (ترمذی، البیوع حدیث:1324)

20.03 مسجد میں مؤدب ہو کر داخل ہونا چاہیئے بھاگ کر آنے کی اجازت نہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

''جب نماز کھڑی ہو جائے تو تم اس کے لئے دوڑتے ہوئے نہ آؤ (آرام سے) چلتے ہوئے آؤ اور سکینت اختیار کرو۔ جو نماز امام کے ساتھ ملے وہ پڑھ لو اور جو تم سے فوت (چھوٹ جائے) ہو جائے اس کو پورا کر لو۔'' (بخاری ومسلم)

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روایت میں یہ الفاظ زیادہ بیان کئے ہیں:

''تمہارا ایک آدمی جب نماز کا ارادہ کر لیتا ہے تو نماز کی حالت میں ہی اس کا شمار ہوتا ہے۔'' (مسلم)

20.04 مسجد کو پاک صاف رکھو:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ:

''محلوں میں مسجدیں بناؤ (یعنی جہاں نیا محلّہ آباد ہو وہاں مسجد بھی بناؤ) اور انہیں پاک صاف رکھو۔ اور خوشبو لگاؤ۔'' (ابوداؤد الصلاۃ حدیث:455)

20.05 مسجد میں کسی چھوٹے بچے یا مجنون شخص کو ساتھ نہ لے جایئے:

واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''تم اپنی مسجدوں سے دور اور الگ رکھو اپنے چھوٹے بچوں کو اور دیوانوں کو (ان کو مسجد میں نہ آنے دو) اور اسی طرح مسجدوں سے الگ اور دور رکھو اپنی خرید وفروخت کو اور اپنے باہمی جھگڑوں کو اور قصوں کو اور شور وشغب کو اور حدوں کے قائم کرنے کو اور تلواروں کو نیام سے نکالنے کو (یعنی ان میں کوئی بات بھی مسجد کی حدود میں نہ ہو) یہ سب باتیں مسجد کے تقدس اور احترام کے خلاف ہیں۔''

(سنن ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

20.06 کسی نماز پڑھتے ہوئے نمازی کے آگے سے نہ گزرے:

حضرت ابوالجہم عبداللہ بن حارث بن صمہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے آدمی کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا گناہ کتنا ہے؟ تو وہ چالیس (دن یا مہینے یا سال) تک کھڑے رہنے کو زیادہ اچھا سمجھے گا'' حدیث کے راوی بیان کرتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ آپ ﷺ نے چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال ارشاد فرمایا تھا۔ (بخاری و مسلم)

20.07 کوئی تیز بو والی چیز جیسے لہسن پیاز وغیرہ کھا کر مسجد میں نہ آئے تا کہ نمازیوں کو ناگوار نہ گزرے:

رسول اللہ ﷺ نے لہسن اور پیاز کھانے سے منع کیا اور فرمایا:

''جو کوئی ان دونوں کو کھائے تو مسجد کے قریب نہ آئے۔'' اور فرمایا: ''اگر تم نے انہیں کھانا ہی ہے تو ان کو پکا کر ان کی بو مار لو۔'' (ابوداؤد حدیث:3827) مزید فرمایا کہ ''کیونکہ ان سے فرشتوں کو بھی ایذاء پہنچتی ہے۔'' (مسلم، المساجد حدیث:1564)

20.08 مسجد میں تھوکنا گناہ ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اس پر مٹی ڈال کر دفن کرنا ہے۔'' (بخاری، المساجد، الصلوٰۃ) باب کفارۃ البزاق فی المسجد حدیث 415 مسلم حوالہ سابق حدیث 552)

20.09 مسجد میں اپنی انگلیاں نہ چٹخائے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب تم وضو کر کے مسجد جاؤ تو ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں نہ ڈالو بے شک اس وقت تم نماز ہی میں ہوتے ہو۔'' (ابوداؤد حدیث 562)

20.10 مسجدوں کی خبر گیری کرنے والے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''جب تم کسی شخص کو مسجد کی خبر گیری کرتے ہوئے دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو۔''

(ترمذی الایمان حدیث 2622)

20.11 قبرستان اور حمام میں نماز کی ممانعت:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تمام روئے زمین مسجد ہے (یعنی سب جگہ نماز جائز ہے) سوائے قبرستان اور حمام کے۔''

(ابوداؤد الصلاۃ حدیث 492)

20.12 نماز میں آسمان کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھنا ممنوع ہے:

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ اپنی نماز میں اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اُٹھاتے ہیں۔'' پس اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت لہجہ اختیار فرمایا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''لوگ اس حرکت سے باز آجائیں ورنہ ان کی نگاہیں اُچک لی جائیں گی۔'' (بخاری)

20.13 مسجد نبوی میں پہلی بار روشنی کرنے والے صحابیؓ کی عزت افزائی:

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ جب شام سے مدینہ آئے تو اپنے ساتھ کچھ قندیلیں (Lamps) اور تھوڑا سا تیل بھی لیتے آئے۔ مدینہ پہنچ کر قندیلوں (Lamps) میں تیل ڈال کر مسجد نبوی میں لٹکا دیں۔ اور جب شام ہوئی تو انہوں نے انہیں روشن کر دیا۔ اس سے پہلے مسجد نبوی میں روشنی نہیں ہوئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں تشریف لائے تو مسجد کو روشن پایا۔ تو دریافت فرمایا کہ مسجد میں روشنی کس نے کی ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا نام بتایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے حد خوش ہوئے اور ان کو دعائیں دیں اور فرمایا کہ:

''اگر کوئی میری لڑکی ہوتی تو میں تمیم سے اس کا نکاح کر دیتا۔'' اتفاق سے اس وقت نوفل بن حارث رضی اللہ عنہ موجود تھے، انہوں نے اپنی بیوہ صاحبزادی اُم المغیرہ کو پیش کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مجلس میں اُم المغیرہ سے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا نکاح کر دیا۔

20.14 وضو کا حکم اور اذان کے بعد مسجد سے بلا عذر شرعی فرض نماز پڑھے بغیر نہ نکلے:

سورۃ المائدۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''مومنو! جب تم نماز پڑھنے کا قصد کیا کرو تو منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھو لیا کرو اور سر کا مسح کر لیا کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھو لیا کرو اور اگر نہانے کی حاجت ہو تو نہا کر پاک ہو جایا کرو۔'' (المائدۃ:06)

ایک صوفی بزرگ کا فرمان ہے:

''وضو میں ہاتھ دھوتے ہیں نماز کے لئے اس کا مطلب ہے دنیا سے ہاتھ دھو کر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے پاس جاؤ۔''

حضرت ابوالشعثاء رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مسجد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ مؤذن نے اذان دے دی۔ تو مسجد سے ایک آدمی اُٹھ کر جانے لگا۔ پس حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ غور سے اس آدمی کو دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ مسجد سے نکل گیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اس شخص نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔" (مسلم)

20.15 نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا منع ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"تم اپنے آپ کو نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ ہونے سے بچاؤ۔ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا بربادی ہے۔ اگر دیکھنا ضروری ہی ہو تو نفلی نماز میں دیکھا جاسکتا ہے نہ کہ فرض نماز میں۔" (ترمذی)

20.16 مسجد کی طرف باجماعت نماز ادا کرنے کے لئے جانے والے نمازی کی عزت وتکریم:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"جو بندہ جس وقت بھی صبح کو یا شام کو اپنے گھر سے نکل کر مسجد کی طرف جاتا ہے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کے واسطے جنت کی مہمانی کا سامان تیار کراتا ہے وہ جتنی دفعہ بھی صبح یا شام کو جائے۔" (مسلم و بخاری)

20.17 مسجد میں داخل ہوتے ہوئے پہلے دایاں پاؤں اندر رکھیں پھر دعا پڑھیں:

مسجد میں داخل ہونے کے لئے پہلے اپنا دایاں پاؤں اندر رکھیں پھر یہ دعا مانگیں:

"اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ"

ترجمہ:......"اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔"

20.18 مسجد میں داخل ہوتے ہی پہلا کام یہ ہے کہ دو رکعت نفل تحیۃ المسجد (مسجد کا تحفہ) ادا کی جائے:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"جب تم میں کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرے۔" (مسلم، بخاری)

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مَیں مسجد میں گیا تو رسول اللہ ﷺ لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے تو میں بھی بیٹھ گیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کس نے روکا تم کو دو رکعت پڑھنے سے قبل بیٹھنے کے؟" مَیں نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ)! مَیں نے آپ ﷺ کو اور لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا (تو مَیں بیٹھ گیا)۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

"جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو جب تک دو رکعت نہ پڑھ لے نہ بیٹھے۔" (رواہ مسلم)

(یہ نماز اس وقت پڑھی جائے جب نماز پڑھنا مکروہ نہ ہو مثلاً عین آفتاب کے طلوع یا غروب یا زوال کا وقت نہ ہو۔)

20.19 نماز کی ادائیگی کے بعد مسجد سے باہر نکلتے وقت کی دُعا:

مسجد سے باہر نکلتے وقت یہ دعا پڑھیے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ"

ترجمہ:......''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا طالب ہوں۔'' (رواہ مسلم)

20.20 بعض مقدس مساجد میں نمازوں کا ثواب:

(الف) **خانہ کعبہ (مسجد الحرام)**:......میں ایک نماز دوسری مساجد کی ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے۔''
(ابن ماجہ حدیث 1406)

(ب) مسجد نبوی میں ایک نماز ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔ (بخاری حدیث 1190)

(ج) مسجد اقصیٰ میں ایک نماز ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ حدیث 1407)

20.21 کچھ نمازیں گھر میں پڑھنے کی فضیلت:

عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کیا تم نہیں دیکھتے کہ میرا گھر مسجد کے کس قدر قریب ہے اس کے باوجود فرائض نماز کے علاوہ مجھے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ پسند ہے۔'' (ابن ماجہ حدیث 1378)

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب تم مسجد میں نماز پڑھو تو نماز کا کچھ حصہ (نوافل، سنتیں) اپنے گھروں میں پڑھو، اللہ اس نماز کے سبب گھر میں بھلائی دے گا۔'' (مسلم حدیث 1778)

20.22 مسجد میں آواز بلند نہ کرے اور نہ وہاں دنیا کی باتیں کریں:

مسجد میں اونچی آواز سے باتیں نہ کی جائیں اور نہ ہی وہاں پر دنیا داری کی باتیں یا لڑائی جھگڑا کیا جائے۔

E- اذان کا تقدس واحترام:

20.23 احترامِ اذان:

مؤذن روزانہ پانچ مرتبہ مسلمانوں کو نماز کی ادائیگی کی دعوت دیتا ہے۔ بڑے ہی خوش نصیب ہیں وہ مسلمان جو مؤذن کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے مسجد کا رُخ کرتے ہیں۔ اذان اور تلاوتِ قرآنِ پاک کا احترام ہر مسلمان پر مرد و عورت پر لازم ہے۔ اذان سنتے ہی ہم پر لازم ہے کہ اگر گفتگو یا تقریر کر رہے ہوں تو اس کے احترام میں فوراً خاموش ہو جائیں اور اذان مکمل ہونے کا انتظار کریں۔ اگر ریڈیو یا ٹیلی ویژن پر موسیقی یا گانا سن رہے ہوں تو فوراً بند کر دیں اور خاموشی سے اذان سنیں۔ اگر بستر پر لیٹے ہوں تو اُٹھ کر بیٹھ جائیں۔ خواتین کو چاہیے کہ وہ اذان سنتے ہی دوپٹہ سروں پر رکھ لیں۔ دورانِ اذان بچوں کو شور شرابے سے منع کریں۔ اذان یا تلاوتِ قرآنِ پاک کے وقت خاموش نہ رہنا کفار کا شیوہ ہے اور شیطانی فعل ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور کافر یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو سنو ہی مت اور اس کے بیچ میں غل مچادیا کرو شاید تم ہی غالب رہو۔''
(سورۃ حٰمٓ السجدۃ آیت:26)

20.24 پہلی اذان:

پہلی اذان اکتوبر 622ء بمطابق 19 ربیع الاوّل (1ھ) کو مسجد نبوی میں دی گئی۔

20.25 بھوت پریت دیکھ کر اذان کہنا:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''جب تمہارے سامنے بھوت پریت مختلف شکلوں میں نمودار ہوں تو اذان کہو۔''

20.26 غمگین کے کان میں اذان دینا:

جو شخص کسی رنج میں مبتلاء ہو اس کے کان میں اذان دینے سے اس کا رنج وغم دور ہو جاتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے غمگین دیکھ کر فرمایا:

''ابن ابی طالب! میں تمہیں غمگین دیکھ رہا ہوں میں نے کہا: ''جی ہاں!'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ
''تم اپنے گھر والوں میں سے کسی سے کہو کہ وہ تمہارے کان میں اذان دے کیونکہ یہ غم کا علاج ہے۔''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ عمل کیا تو میرا غم دور ہو گیا۔'' (کنز العمال جلد 2 صفحہ 658)

20.27 برے اخلاق والے کے کان میں اذان دینا:

جس کی عادت خراب ہو جائے خواہ انسان ہو یا جانور اس کے کان میں بھی اذان دی جائے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جو بد اخلاق ہو جائے خواہ انسان ہو یا چوپایہ، اس کے کان میں اذان دو۔''

(رواہ الدیلمی، مرقات شرح مشکوٰۃ جلد 2 صفحہ 149)

20.28 اذان سننے اور جواب دینے والے کے لئے جنت کی خوشخبری:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس نے پورے یقین کے ساتھ اذان کا جواب دیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (حسن، رواہ الترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''ہر کلمہ کے جواب میں وہی کلمہ ہے (یعنی جو کلمہ مؤذن کہے وہی کلمہ اذان سننے والا کہے) سوائے حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح کے۔ ان کے جواب میں کہو لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ کہنا چاہئے۔ (رواہ مسلم)

F- نمازِ پنجگانہ کے علاوہ مخصوص نمازیں

(i) نماز تحیۃ المسجد (مسجد کا تحفہ):

مسجد میں داخل ہونے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز نفل تحیۃ المسجد ادا کرنے کا حکم ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ایک شخص اس وقت آیا جب آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''اے شخص! کیا تو نے نماز پڑھ لی؟ اس نے عرض کیا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا ''تو پھر کھڑا ہو اور نماز ادا کر۔'' (رواہ البخاری 930)

(ii) نمازِ عیدین:

یہ نمازیں عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے تہواروں پر کھلی جگہ پر پڑھی جاتی ہیں۔ اگر کوئی خاص مجبوری ہو جیسے بارش وغیرہ تو عید کی نماز مسجد میں بھی ادا کی جاسکتی ہے۔

(iii) نمازِ اشراق:

اشراق کے معنی ہیں طلوع آفتاب۔ جب آفتاب طلوع ہو کر ایک نیزے کے برابر ہو جائے تو اُس وقت قضا نماز یا نوافل پڑھنا نمازِ اشراق ہے۔

(iv) نمازِ استخارہ:

استخارہ کا مطلب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے بھلائی طلب کرنا۔ یعنی جب کسی اہم کام کا قصد کرے تو اس کے کرنے سے پہلے استخارہ کرے۔ جب کسی کو کوئی (جائز) امر درپیش ہو اور وہ شش و پنج میں ہو کہ اسے کروں یا نہ کروں تو اس موقع پر نماز پڑھنا نمازِ استخارہ ہے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ کیا استخارہ کرنا چاہئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''استخارہ ضرور کرو مگر استخارہ میں اگر کوئی ایسی چیز نظر آئے جس سے تم یہ محسوس کرو کہ اس پر عمل کر کے مجھے نقصان ہو سکتا ہے تو ہرگز استخارے پر عمل نہ کرو کیونکہ ''عقل تمہارے دین کی اصل ہے۔''

(v) نمازِ کسوف:

سورج اور چاند گرہن لگنے کے وقت جو نماز پڑھی جاتی ہے وہ نمازِ کسوف کہلاتی ہے۔

(vi) نمازِ توبہ:

گناہ کرنے کے بعد توبہ استغفار کرنے کے لئے جو نماز پڑھی جاتی ہے وہ نمازِ توبہ کہلاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب کوئی آدمی گناہ کرتا ہے پھر اُٹھ کر وضو کرتا ہے پھر نماز ادا کرتا ہے اور توبہ استغفار کرتا ہے تو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔'' (ترمذی حدیث:1395)

(vii) نمازِ استسقاء:

اگر قحط سالی ہو جائے مینہ نہ برسے تو اس وقت مسلمان ایک دن تجویز کر کے سورج نکلتے ہی پرانے کپڑے پہن کر عاجزی سے دعا کرتے ہوئے آبادی سے باہر کسی کھلی جگہ پر نماز ادا کرتے ہیں جسے نمازِ استسقاء کہتے ہیں۔

(viii) نمازِ تسبیح:

یہ نماز اگر ہمت ہے تو روز و گرنہ مہینے میں ایک مرتبہ یا سال میں ایک مرتبہ یا زندگی میں ایک مرتبہ پڑھ لیں۔

(ix) نمازِ تہجد و صلوٰۃ اللیل:

عشاء کی نماز کے بعد رات کو سو کر اُٹھنے کے بعد جو نماز پڑھی جاتی ہے اُسے تہجد کہتے ہیں۔ اس کی کم از کم دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔

عموماً یہ نماز رات دو بجے کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

> ''رمضان کے بعد افضل روزہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے مہینے محرم کا روزہ ہے اور فرض نمازوں کے بعد افضل نماز تہجد کی نماز ہے۔''

(x) نمازِ جمعہ:

یہ نماز ہر جمعۃ المبارک کو ظہر کے وقت جامع مسجد میں ادا کی جاتی ہے۔

(xi) نمازِ سفر:

سفر میں ظہر، عصر اور عشاء کی چار چار فرض رکعتوں کو دو دو پڑھنا قصر (کم کرنا) کہلاتا ہے۔ فجر اور مغرب کی نمازوں میں قصر نہیں ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دورانِ سفر ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو جمع فرماتے تھے۔ نمازِ ظہر کے ساتھ نمازِ عصر اور نمازِ مغرب کے ساتھ نماز عشاء پڑھنا ''جمع تقدیم'' کہلاتا ہے۔ اور عصر کے ساتھ ظہر اور عشاء کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھنا، جمع تاخیر کہلاتا ہے۔

(xii) چاشت کی نماز:

جب سورج کافی بلند ہو جائے اور خاصی گرمی ہو جائے دن کے بارہ بجے کے قریب دو رکعت نماز پڑھنا چاشت کی نماز ہے۔ (زوال تک وقت ہے)۔

(xiii) غائبانہ نمازِ جنازہ:

اس نماز میں جنازہ سامنے نہیں ہوتا۔ یہ نمازِ جنازہ سامنے تصور کر کے پڑھی جاتی ہے جیسے نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں۔

(xiv) نمازِ جنازہ:

یہ دو رکعت نماز انسان کے وفات پا جانے کے موقع پر میت کو دفنانے سے پہلے اس کی مغفرت کے لئے پڑھی جاتی ہے۔ اس نماز میں سجدہ نہیں ہوتا۔

(xv) نمازِ تراویح:

یہ نماز رمضان المبارک کی راتوں میں نمازِ عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ یہ مرد اور عورت دونوں کے لئے سنت مؤکدہ ہے۔

(xvi) نمازِ خوف:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نجد کی طرف جہاد کے لئے گیا۔ جب ہم دشمن کے سامنے صف آراء ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ ایک گروہ آپ ﷺ کے ساتھ کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں ڈٹا رہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہمراہی گروہ کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے کئے اس کے بعد یہ لوگ اس گروہ کی جگہ چلے گئے جس نے نماز نہیں پڑھی تھی۔ جب وہ آئے تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ بھی ایک رکوع اور دو سجدے ادا کئے اور سلام پھیر دیا، پھر ان میں سے ہر آدمی کھڑا ہوا اور ایک ایک رکوع اور دو سجدے اپنے اپنے پورے کئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی ایک روایت میں اس قدر اضافہ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اگر دشمن اس سے زیادہ ہوں تو پیادہ اور سوار جس طرح بھی ممکن ہو نماز پڑھیں"۔

(مختصر صحیح بخاری جلد اوّل)

20.29 نماز کے ذریعے خدا سے قرب حاصل کیجئے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بندہ اپنے رب سے زیادہ سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ اس کے حضور سجدہ کرتا ہے۔ پس جب تم سجدہ کرو تو سجدے میں خوب دعا کیا کرو۔" (مسلم)

20.30 جوتوں سمیت نماز پڑھنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ جوتوں سمیت نماز پڑھ لیتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: "ہاں" (مختصر بخاری) معلوم ہوا جوتوں سمیت نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ نجاست آلود نہ ہو۔ اکثر باہر لان میں نماز پڑھ لی جاتی ہے اگر آپ جوتا اُتار کر نماز پڑھیں گے تو ہو سکتا ہے کہ کوئی کیڑا وغیرہ کاٹ لے۔ اکثر لوگ نمازِ جنازہ جب باہر کھلی جگہ پڑھتے ہیں تو وہ جوتے اُتار کر انہی جوتوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اب اس میں کیا حرج ہے کہ اگر پاؤں جوتے کے اندر ہی ہوں۔ ہاں! البتہ مسجد کے اندر جوتا پہن کر داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

20.31 قیامت میں مسلم اُمہ کی نشانی:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''قیامت میں میری اُمت کی علامت یہ ہوگی کہ ان کی پیشانی اور اعضائے وضو نور سے چمک رہے ہوں گے پس جو شخص اپنے نور کو بڑھانا چاہے، بڑھائے۔''

20.32 نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا اور نماز کی رکعتوں کی تعداد:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک بار نبی کریم ﷺ سے پوچھا: ''یا رسول اللہ (ﷺ)! اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک کونسا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا۔'' (بخاری ومسلم)

نماز کی رکعتوں کی تعداد:

		فرض	سنت	نفل	وتر	کل تعداد
(i)	فجر	02	02	-	-	04
(ii)	ظہر	04	06	02	-	12
(iii)	عصر	04	04	-	-	08
(iv)	مغرب	03	02	02	-	07
(v)	عشاء	04	06	04	03	17

(vi) نمازِ جمعہ:

وعظ کے بعد چار رکعت نماز سنت پڑھیں۔ پھر خطبہ سنیں، خطبہ کے بعد دو رکعت نماز جمعہ با جماعت ادا کریں۔ پھر دعا کے بعد چار رکعت سنت پڑھیں، پھر دو رکعت سنت پڑھیں، پھر دو رکعت نفل پڑھیں اور دعا کریں، اپنے لئے، اپنے ماں باپ، بیوی بچوں اور اُمت مسلمہ اور ملک کے استحکام اور سلامتی کے لئے

G- نمازِ جمعہ کے آداب

20.33 جمعہ کے دن کی فضیلت:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بہترین دن جس پر سورج طلوع ہو کر چمکے، جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن جنت

میں داخل کئے گئے، اسی دن جنت سے (زمین پر) اُتارے گئے اور قیامت جمعہ ہی کے دن قائم ہوگی۔''

(مسلم الجمعہ باب فضل یوم الجمعہ حدیث 854)

20.34 جمعہ کی اذان سنتے ہی کاروبار بند کرنے اور نمازِ جمعہ ادا کرنے کا حکم:

سورۃ الجمعہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو! جب اذان ہو نماز کی جمعہ کے دن تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑ دو خرید و فروخت یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو کچھ سمجھ ہے۔ آپ ﷺ فرما دیجئے کہ جو چیز اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے پاس ہے وہ ایسے مشغلہ اور تجارت سے بدرجہا بہتر ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سب سے اچھا روزی پہنچانے والا ہے۔''

(سورۃ الجمعۃ: 8 تا 11)

20.35 جمعہ کی رات سفید رات ہے:

بیہقی کی روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ:

نبی کریم ﷺ جمعہ کا اہتمام جمعرات سے ہی شروع فرما دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے:

''جمعہ کی رات (یعنی جمعرات) سفید رات ہے اور جمعہ کا دن سفید دن ہے۔''

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الصلاۃ باب محمد الحدیث: 1369)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اے مسلمانو! اس دن (جمعہ) کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے تمہارے لئے عید بنایا ہے لہٰذا تم اس روز غسل کرو اور مسواک کرو۔'' (طبرانی)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ہر مسلمان کو چاہئے کہ جمعہ کے روز نہائے، اپنے عمدہ کپڑے پہنے اور اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو اسے لگائے۔'' (بخاری، مسلم)

20.36 نمازِ جمعہ کے لئے مسجد میں پہلے آنے والوں کا ثواب:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''فرشتے جمعہ کے دن مسجد کے دروازے پر (ثواب لکھنے کے لئے) ٹھہرتے ہیں اور سب سے پہلے آنے والے کا نام لکھ لیتے ہیں۔ پھر اس کے بعد آنے والے کا (اسی طرح نمبر وار لکھتے جاتے ہیں) جو شخص نمازِ جمعہ کے لئے اوّل وقت میں مسجد میں جاتا ہے اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جتنا مکہ میں قربانی

کرنے کے لئے گائے بھیجنے والے کو ثواب ملتا ہے۔ اس کے بعد آنے والے کو دنبہ بھیجنے والے کے برابر اس کے بعد آنے والے کو مرغی بھیجنے کے برابر اور اس کے بعد آنے والے کو انڈہ صدقہ کرنے والے کی مانند اجر ملتا ہے۔ پھر جب امام خطبہ دینے کے لئے نکلتا ہے تو فرشتے دفتر (لکھے ہوئے اوراق) لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے لگتے ہیں۔''

(بخاری الجمعۃ حدیث 929, 3211 مسلم باب فضل التجھیر یوم الجمعۃ حدیث 850)

20.37 بلا عذر تین جمعے چھوڑنے کی پاداش:

حضرت ابوالجعد ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص سستی کی وجہ سے تین جمعے چھوڑ دیتا ہے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔''

(مسلم الجمعۃ باب فضل یوم الجمعہ حدیث: 854)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ان لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر وہ غافل ہو جائیں گے۔'' (مسلم الجمعۃ حدیث 865)

20.38 کن لوگوں پر نمازِ جمعہ فرض نہیں ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جس کا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان ہے اس پر جمعہ فرض ہے۔ مریض، مسافر، عورت، نابالغ لڑکا اور غلام جمعہ کی فرضیت سے مستثنیٰ ہیں۔'' (ابوداؤد، ابواب الجمعۃ حدیث 1067)

20.39 نماز جمعہ کے لئے علیحدہ لباس کا اہتمام:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اگر گنجائش ہو تو جمعہ کے لئے روزانہ استعمال ہونے والے کپڑوں کے علاوہ کپڑے بناؤ۔''

(ابن ماجہ اقامۃ الصلاۃ حدیث 1095، 1096)

20.40 جمعۃ المبارک کے دن درود شریف بکثرت پڑھنا:

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا ہے۔ اس دن مجھ پر کثرت کے ساتھ درود بھیجو۔ تمہارا درود مجھے پہنچایا جاتا ہے۔'' (ابوداؤد الجمعۃ حدیث: 1047)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا اس نے جنت کا راستہ کھو دیا (اور گم کر دیا)۔" (ابن ماجہ)

20.41 جمعہ کے روز نہانا اور خوشبو لگانا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ہر مسلمان کو چاہئے کہ جمعہ کے روز نہائے اپنے عمدہ کپڑے پہنے اور اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو اُسے لگائے۔" (بخاری و مسلم)

20.42 جمعہ کے دن دورانِ خطبہ خاموش رہنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس نے جمعہ کے دن خطبہ امام کے دوران گفتگو کی وہ گدھے کی مانند ہے جس نے بڑی بڑی کتابیں اُٹھا رکھی ہوں اور جس نے اس کو کہا "چپ ہو جاؤ" اس کا جمعہ ہی نہیں۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"جمعہ کے دن جب امام خطبہ دے رہا ہو اگر تو نے اپنے ساتھی سے کہا کہ خاموش ہو جا تو بے شک تو نے خود ایک لغو حرکت کی ہے۔" (مختصر صحیح بخاری)

خطبہ جمعہ کے دوران خاموش نہ رہنے کی وعیدیں کس قدر سنگین اور خوفناک ہیں۔ علاوہ ازیں بولنے والے کو چپ کروانے کی غرض سے بھی بولنا انتہائی خسارے کا سودا ہے۔

H- آدابِ رمضان:

رمضان المبارک وہ عظیم مہینہ ہے جس میں قرآن پاک نازل کیا گیا اس کی آمد کے ساتھ ہی مسلمانوں کے اندر ایک خاص روحانی قوت پیدا ہو جاتی ہے اور احساسات جاگ اُٹھتے ہیں اور وہ اُن روحانی بلندیوں کو پا لینے کے لئے بے قرار ہو جاتے ہیں جو ہر مسلمان کا نصب العین ہے۔ روزہ ان فرض عبادتوں میں سے ایک ہے جس کی طرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو دعوت دی ہے۔ یہ اسلام کے ان پانچ ارکان میں سے ایک ہے جن کے بغیر اسلام کی عمارت نامکمل و نا تمام رہتی ہے۔ کسی خاص وجہ مجبوری معذوری یا بیماری کے بغیر رمضان المبارک کے روزے نہ رکھنے والا مسلمان گنہگار رہے۔

20.43 ماہِ رمضان المبارک کے بارے میں احکاماتِ خداوندی:

(i) مسلمانوں پر رمضان المبارک کے روزے فرض کر دیئے گئے ہیں:

سورۃ البقرۃ میں ارشادِ خداوندی ہے:

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے قبل انبیاء علیہم السلام کے پیروکاروں پر فرض کئے گئے تھے۔ اس سے توقع ہے کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو گی۔" (البقرۃ:183)

(ii) رمضان المبارک کے روزے رکھنے کا حکم:

سورۃ البقرۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن پاک نازل کیا گیا جو انسانوں کے لئے سراسر ہدایت ہے۔ اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہِ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں۔ لہٰذا اب سے جو شخص اس مہینے کو پائے اس کو لازم ہے کہ اس پورے مہینے کے روزے رکھے۔'' (البقرۃ:185)

20.44 ماہِ رمضان المبارک کے روزے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے ارشاداتِ گرامی:

رسول اللہ ﷺ نے ماہِ رمضان المبارک کے روزے کی ترغیب دی ہے۔ آپ ﷺ نے رمضان کے فضائل اور اس کے مسلمان اُمہ پر بہترین اثرات کو نمایاں فرمایا ہے۔ اور فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے روزہ داروں کے لئے بہت زیادہ اجر و ثواب دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔

(i) بدبخت ہے وہ شخص جو رمضان کے مہینے میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رحمت سے محروم رہا:

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (رمضان کی آمد پر) فرمایا کہ:

''تمہارے پاس رمضان آیا ہے۔ بابرکت مہینہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس میں تمہیں ڈھانپ لیتا ہے اور اس مہینے میں دعا قبول کرتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس میں تمہاری نیکی کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھنے اور مقابلہ کرنے کو دیکھتا ہے۔ اور اس کے فرشتے تم لوگوں پر فخر کرتے ہیں۔ لہٰذا اپنی طرف سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو خیر و بھلائی دکھاؤ۔ یقیناً بدبخت وہ ہے جو اس مہینے میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رحمت سے محروم رہے۔'' (طبرانی)

(ii) رمضان سے متعلق اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی پانچ خصوصی عنایات:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''میری اُمت کو رمضان شریف کے بارے میں پانچ چیزیں خاص طور پر دی گئی ہیں جو پہلی اُمتوں کو نہیں ملی ہیں یہ کہ ① ان کے منہ کی بدبو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے، یہ کہ ② ان کے لئے دریا کی مچھلیاں تک دعا کرتی ہیں اور افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں ③ جنت ہر روز ان کے لئے آراستہ کی جاتی ہے، پھر حق تعالیٰ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ میرے نیک بندے دنیا کی مشقتیں اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آئیں۔ ④ اس میں سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ رمضان میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچ سکتے ہیں۔ ⑤ رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کے لئے مغفرت کی جاتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یہ شبِ مغفرت شبِ قدر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے

وقت مزدوری دی جاتی ہے۔"

20.45 ماہِ رمضان میں صدقہ وخیرات بکثرت کرنا چاہئے:

ماہِ رمضان المبارک میں صدقہ وخیرات بکثرت کرنا چاہئے۔ غریبوں اور مسکینوں کو تلاش کر کے صدقہ وخیرات دینی چاہئے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں ہمیشہ روحانی اقدار مادی اقدار پر غالب آجاتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ بہت سخی وکریم تھے۔ بلکہ آپ ﷺ جود وسخا میں مثال تھے۔ آپ ﷺ رمضان المبارک میں اس وقت خوب سخاوت فرماتے تھے جب جبرائیل امین علیہ السلام آپ ﷺ سے مل کر قرآن کریم کو دہراتے تھے۔ اس وقت حضور ﷺ تیز آندھی سے بھی بڑھ کر سخاوت کا مظاہرہ فرماتے تھے۔

20.46 روزہ رکھنے کے آداب:

روزے کے آداب ہیں جنہیں ملحوظِ خاطر رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے تا کہ روزے کا ثواب ملے اور اس کا فائدہ ہو۔ آداب یہ ہیں:

(i) غیبت اور لغو باتوں سے پرہیز:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"جس نے جھوٹ بات کرنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو اس بات کی حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔" (بخاری)

(ii) روزہ کھولنے (افطاری) میں تاخیر نہ کرنا اور سحری کھانے میں تاخیر سے کام لینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ:

"میری اُمت کے لوگ اس وقت تک خیر وعافیت سے رہیں گے جب تک وہ سحری کو مؤخر کرتے رہیں گے اور روزہ کھولنے میں عجلت کرتے رہیں گے۔" (متفق علیہ اور اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔)

(iii) سحری کھانے میں برکت ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"سحری کھایا کرو اس لئے کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔" (بخاری ومسلم)

(iv) کھجور...... یا پانی سے روزہ افطار کرنا:

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"جب تم میں سے کوئی شخص روزہ افطار کرے تو وہ کھجور سے افطار کرے اس لئے کہ اس میں برکت ہے لیکن

اگر کھجور میسر نہ ہو.........تو پانی سے افطار کرے اس لئے کہ پانی خوب پاکیزہ ہے۔اور فرمایا کہ مسکین پر صدقہ کرنا صرف صدقہ ہے اور رشتہ دار پر صدقہ کرنا دوگنا ثواب ہے ایک صدقہ کا دوسرا صلۂ رحمی کا۔"

(ابوداؤد، ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز سے پہلے چند تازہ کھجوروں سے روزہ کھولتے۔اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو چند چھوہاروں سے اگر وہ بھی نہ ہوتے تو پھر پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔" (ابوداؤد، ترمذی)

(v) روزے میں بھول کر کھا پی لینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"جب تم میں سے کوئی شخص بھول کر کھا، پی لے تو اسے اپنا روزہ پورا کر لینا چاہئے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کو کھلایا اور پلایا۔" (بخاری، ترمذی)

20.47 روزہ افطار کروانے والے کی فضیلت:

(i) روزہ افطار کروانے والے کے لئے اجر کی نوید:

حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"جس نے کسی روزہ دار کا روزہ کھلوایا اس کے لئے اس روزے دار کے مثل اجر ملے گا بغیر اس روزے دار کے ثواب میں سے کچھ کمی ہو۔" (ترمذی، حدیث حسن)

(ii) روزہ افطار کروانے والے کے لئے دعائے خیر:

حضرت اُمِ عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے گھر آپ ﷺ تشریف لائے تو انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"تم بھی کھالو۔ جب اُمِ عمارہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں تو روزہ دار ہوں۔تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"روزے دار کے پاس جب کھانا کھایا جائے تو اس کے کھانے سے فارغ ہونے تک فرشتے اس کے حق میں دعا کرتے رہتے ہیں۔" اور بعض دفعہ ارشاد فرمایا: "ان کے سیر ہونے تک دعا کرتے رہتے ہیں۔"

(ترمذی، حدیث حسن)

(iii) روزہ افطار کروانے والے کے لئے فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔انہوں نے روٹی اور زیتون کا تیل آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔آپ ﷺ نے اس کو کھالیا۔پھر فرمایا:

''روزے دار نے تمہارے پاس افطار کیا، نیک لوگوں نے تمہارا کھانا کھایا اور فرشتوں نے تمہارے لئے مغفرت کی دعا کی۔'' (ابوداؤد)

(iv) جنت کا دروازہ:

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ''ریان'' (سیراب کرنے والا) ہے، اس دروازے سے روزِ قیامت صرف روزے دار داخل ہوں گے۔'' (بخاری کتاب 30 باب:4 مسلم کتاب الصیام باب 4)

20.48 مقدس ایام کے روزے:

(i) شوال کے چھ (06) روزے
(ii) عرفہ کا روزہ
(iii) دسویں محرم (یومِ عاشورہ) کا روزہ
(iv) نویں محرم کا روزہ
(v) پیر اور جمعرات کے روزے
(vi) ہر مہینے کے تین روزے
(vii) وصال کا روزہ

(i) شوال کے چھ (06) روزے:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ پورے زمانے کے روزے رکھنے کے برابر ہے۔'' (مسلم)

(ii) عرفہ کا روزہ:

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرفہ کے روزے کے متعلق سوال کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''وہ گذشتہ اور آئندہ ایک سال کے روزوں کا کفارہ بنتا ہے۔'' (مسلم)

(iii) دسویں محرم (یومِ عاشورہ) کا روزہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے دن کا روزہ رکھا اور اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم بھی فرمایا۔ (بخاری و مسلم) ...... حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوم عاشورہ کے روزے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یہ گذشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔'' (مسلم)

(iv) نویں محرم کا روزہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو نویں ۹ محرم کا روزہ بھی ضرور ساتھ میں رکھوں گا۔'' (مسلم)

(v) پیر اور جمعرات کے روزے:

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پیر کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یہ دن وہ ہے جس میں میری پیدائش ہوئی اور اسی دن مجھے نبوت ملی یا اسی دن مجھ پر وحی نازل کی گئی۔'' (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''پیر اور جمعرات کے دن اعمال پیش کئے جاتے ہیں، پس میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل جب پیش کیا جائے تو میں روزے سے ہوں۔'' (ترمذی، حدیث حسن)

(vi) ہر مہینے کے تین روزے (ایامِ بیض):

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ہر مہینے تین دن کے روزے (ایام بیض) رکھنا سارا سال روزے رکھنے کے برابر ہے یا ہمیشہ روزہ رکھنا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جب مہینے کے تین دن کے روزے رکھنے کا ارادہ کرے تو 13, 14, 15 تاریخ کا روزہ رکھو۔''

(ترمذی، حدیث حسن)

(vii) وصال کا روزہ:

یہ دو دن یا اس سے زیادہ دنوں کا روزہ ہے اور روزہ کے دوران ان دنوں میں کچھ نہ کھائے نہ پیئے۔ وصال کا روزہ یعنی دو روزوں کے درمیان رات کو بھی کچھ نہ کھایا پیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وصال کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ آپ ﷺ خود تو وصال فرماتے ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں تم جیسا نہیں ہوں مجھے تو کھلایا پلایا جاتا ہے۔'' (بخاری و مسلم)

20.49 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ کون سا عمل زیادہ پسندیدہ ہے؟ فرمایا: ''نماز کا اس کے وقت پر ادا کرنا، میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ فرمایا: ''والدین کے ساتھ نیکی کرنا'' میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا: ''اللہ سے راستے میں جہاد کرنا۔'' (بخاری و مسلم)

20.50 نماز کا اردو ترجمہ:

ثناء

قیـــام (نماز میں کھڑا ہونا):...... پاک ہے تو اے اللہ! میں تیری حمد کرتا ہوں۔ تیرا نام برکت والا ہے، اور تیری شان بہت بلند ہے۔ اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

تعوّذ (اعوذ باللہ کہنا):...... میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے۔

تسمیہ (بسم اللہ کہنا):...... اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

سورۃ فاتحہ :...... سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے۔ بڑا مہربان نہایت رحم والا۔ قیامت کے دن کا مالک ہے۔ (اے اللہ!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم کو سیدھا راستے پر چلا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔ نہ ان لوگوں کا راستہ جو (تیرے) غضب میں مبتلا ہوئے اور نہ گمراہوں کا۔ (الٰہی قبول فرما) (آمین)

سورۃ اخلاص :...... کہو وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے، نہ اسے (کسی کو) جنا اور نہ وہ (کسی سے) جنا گیا اور کوئی بھی اس کا ہمسر نہیں ہے۔

تسبیح رکوع (رکوع میں تین بار اللہ کا نام لینا):...... پاک ہے میرا پروردگار عظمت والا۔

تسمیع (بسم اللہ کہنا):...... اللہ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔ (رکوع سے اُٹھتے ہوئے)۔

تحمید (الحمد پڑھنا):...... اے ہمارے پروردگار سب تعریف تیرے ہی لئے ہے۔ (دونوں ہاتھ چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہو جائے)

تسبیح سجدہ (سجدے میں تین بار یا پانچ اللہ کا نام لینا):...... پاک ہے میرا پروردگار بہت بلند (دو سجدے)

تشہید (کلمۂ شہادت پڑھنا):...... تمام قولی عبادتیں اور تمام فعلی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ سلام ہو تم پر اے نبی (ﷺ)! اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں سلام ہو۔ ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔"

درود شریف :...... الٰہی حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر صلوٰۃ بھیج جس طرح تو نے صلوٰۃ بھیجی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر۔ بے شک تو تعریف

کیا گیا بزرگ ہے۔ الٰہی برکت دے حضرت محمد ﷺ کو اور حضرت محمد ﷺ کی آل کو جس طرح تو نے برکت دی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل کو۔ بے شک تو تعریف کیا گیا ہے بزرگ ہے۔

اے میرے پروردگار! مجھ کو نماز پابند بنادے اور میری اولاد کو بھی۔ اے ہمارے پروردگار! میری دعا قبول فرما۔ اے ہمارے پروردگار مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور سارے مسلمانوں کو بخش دے اس روز جب کہ عملوں کا حساب ہونے لگے۔

پھر نماز ختم کرنے کے لئے ایک بار دائیں پھر ایک بار بائیں طرف منہ کر کے سلام کہے۔

سلام: تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو۔

20.51 شبِ براٴت کی اہمیت:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ ''ایک رات میں نے حضور ﷺ کو اپنے بستر پر نہ پایا تو میں حضور ﷺ کی تلاش میں نکلی تو میں نے آپ ﷺ کو جنت البقیع میں پایا کہ آسمان کی طرف حضور ﷺ نے سر اُٹھایا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نصف شعبان کو آسمانِ دنیا پر جلوہ گر ہوتا ہے اور قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے جس قدر بال ہیں اس سے زیادہ لوگوں کو بخش دیتا ہے۔'' (ترمذی شریف)

20.52 علماء والدین سے بھی زیادہ رحیم وشفیق ہیں:

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

''علماءِ اُمت محمدیہ کے لئے ان کے والدین سے بھی زیادہ رحیم وشفیق ہیں۔'' پوچھا کیسے؟ کہا: ''اس طرح کہ والدین تو ان کو دنیا کی آگ سے بچاتے ہیں جب کہ علماء انہیں جہنم کی آگ سے بھی بچاتے ہیں۔''

20.53 دنیا کی مشہور تاریخی مساجد (Mosques):

(i) دنیا کی سب سے پرانی مسجد

دنیا کی سب سے پرانی مسجد، مسجد قبا ہے جو کہ 670ء میں تیونس (Tunisia) میں تعمیر کی گئی۔

(ii) دنیا کی سب سے بڑی مسجد:

دنیا کی سب سے بڑی مسجد، مسجدِ حرام ہے جو کہ سعودی عرب کے شہر مکہ (Mecca) میں ہے۔ اس میں دس لاکھ نمازیوں کی گنجائش ہے۔

(iii) دنیا کی سب سے چھوٹی مسجد:

دنیا کی سب سے چھوٹی مسجد ''سعیدی کی مسجد'' فتح گڑھ بھوپال (انڈیا) میں ہے اس میں پچاس سے کم نمازیوں کی گنجائش ہے۔

20.54 دنیا کی کچھ خوبصورت ترین مساجد(Mosques):

(i) مسجدِ حرام......مکہ(سعودی عرب)
(ii) مسجد نبوی......مدینہ منورہ(سعودی عرب)
(iii) مسجد اقصیٰ......یروشلم(فلسطین)
(iv) مسجد حسن......مراکش
(v) مسجد سلطان عمر علی سیف الدین(برونائی دارالسلام)
(vi) ظہیر مسجد اقداء(ملائیشیا)
(vii) فیصل مسجد......اسلام آباد(پاکستان)
(viii) تاج المسجد......بھوپال(انڈیا)
(ix) بادشاہی مسجد......لاہور(پاکستان)
(x) سلطان مسجد......سنگاپور۔

20.55 زلزلے کیوں آتے ہیں؟

زلزلے آنے کی سائنسی(Scientific) وجوہات بھی ہیں اور مذہبی وجوہات بھی۔ یہاں پر صرف مذہبی وجوہات کا ذکر کرنا مقصود ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے بندوں سے استغفار چاہتا ہے تو زمین کو ہلا دیتا ہے۔''

20.56 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی بادشاہی:

سورۃ البقرۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''کیا تمہیں علم نہیں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہی کی بادشاہی ہے ارض وسماوات میں اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے مقابل نہ تمہارا کوئی دوست ہے نہ مددگار۔'' (البقرۃ:2:107)

20.57 قرآن پاک کی سورتوں کے نام اور آیات کی تعداد:

قرآن پاک میں سورتوں کی تعداد ایک سو چودہ ہے۔ اور قرآنِ پاک کی کل آیات چھ ہزار دو سو اڑتیس (6238) ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھیے شاملات نمبر 1(Annex - I)۔

20.58 نماز کی ادائیگی سے متعلق رسول اللہ ﷺ کے ارشاداتِ گرامی:

(i) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نمازی پر اسی وقت تک متوجہ رہتا ہے جب تک کہ وہ اِدھر اُدھر متوجہ نہ ہو۔'' (ابوداؤد، نسائی)

(ii) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص کو اس کی نماز برائی اور فواحش سے نہ روکے تو وہ نماز اللہ سے دوری ہی بڑھائے گی۔'' (نسائی، ابن ماجہ)

(iii) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بہت سے کھڑے ہونے والے ایسے ہیں کہ انہیں انکی نماز سے تعب (محنت ومشقت) اور رنج ہی حاصل ہوتا ہے۔'' (نسائی، ابن ماجہ)

باب: 21

قرض لینے اور دینے کے اصول

21.00: قرض لینے اور دینے کے اصول:

اللہ کے نیک بندے قرض لینے سے ڈرتے ہیں لیکن ایسا قرض جو پیٹ پالنے کے لئے لیا جائے اُس کی اجازت ہے۔ دوسری صورت یا موقع قرض لینے کا وہ ہوتا ہے جب آدمی نفس کے دھوکے میں آ کر قرض لیتا ہے۔ اِس کی بدترین صورت یہ ہے کہ آدمی قرض لیتا ہے۔ کھا پی کر اڑانے کے لئے۔ عیش کرنے کے لئے۔ قرض لینے کی ایک اور بدترین صورت وہ ہے جب آدمی اپنی ناک سوسائٹی میں اونچی کرنے کے لئے لیتا ہے۔ شادی بیاہ کے موقع پر اپنی بساط سے بڑھ کر خرچ کرنے کے لئے یا اپنی بساط سے بڑھ کر بڑا گھر یا بڑی گاڑی خریدنے کے لئے۔ ایک اور موقع ہوتا ہے جس پر قرض لیا جاتا ہے وہ ہے غریبوں، یتیموں، بیواؤں، لاچار اور بے کسوں کی دادرسی اور امداد کے لئے۔ یہ ہمت ہر کسی کو نہیں ہوتی۔ یہ اولیاء، انبیاء اور بزرگوں کا کام ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے ایک بدو سے کچھ قرض لیا تھا۔ کسی غریب کی مدد کے لئے۔ وہ بدو حضور اکرم ﷺ سے اپنے قرض کی واپسی کا مطالبہ بڑی سختی سے کر رہا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ سے گفتگو اور سختی سے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس بدو کو جھڑکا اور کہا افسوس تو نہیں جانتا تو کس سے باتیں کر رہا ہے۔ اس نے کہا جی میں تو اپنا حق مانگ رہا ہوں۔ حکم ہے کہ کوئی تمہارا قرض دار ہو تو اس سے سختی نہ کرو۔ اسے مہلت دو۔ اس سے رعایت کرو۔ اللہ پاک خوش ہوتا ہے۔ یہاں اللہ کے رسول ﷺ سے ہی سختی ہو رہی تھی۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

''تم میری نہیں اس کی طرف داری کرو۔''

پھر خود بنت قیس کے پاس سے کھجوریں منگوائیں اور اس بدو کا قرض ادا کیا۔ اس بدو نے کہا آپ ﷺ نے میرا حق پورا کر دیا۔ اللہ آپ ﷺ کو اور دے۔ حضور اکرم ﷺ رسول بھی تھے اور حکمران وقت بھی۔ جو ارشاد آپ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا اس کا مطلب ہے:

''وہ معاشرہ کبھی پاک نہ ہو گا جس میں کمزور، طاقتور سے اپنا حق نہ لے سکے''

ایک مرتبہ رسول ﷺ نے ایک شخص سے کچھ کھجوریں قرض لیں۔ وہ شخص چند روز بعد آیا تو آپ ﷺ نے ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کا قرض چکا دو۔ مگر جو کھجوریں اس انصاری نے قرض خواہ کو دیں اس نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ میری کھجوریں اِن سے اچھی تھیں۔ انصاری نے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی کھجوریں لینے سے انکار کرتے ہو۔ یہ بے ادبی ہے۔ اِس نے جواب دیا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے عدل کی اُمید نہ کروں تو کس سے کروں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یہ شخص سچ کہتا ہے۔'' اُسے اُس کی پسند کی بہتر کھجوریں دلوائی گئیں۔ (مسند احمد بن حنبل)

سورۃ البقرۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور اگر قرض لینے والا تنگ دست ہو تو (اسے) کشائش کے حاصل ہونے تک مہلت دو اور اگر زر قرض بخش دو تو تمہارے لئے زیادہ اچھا ہے۔'' (سورۃ البقرۃ:280)

21:01 قرض دو قسم کا ہوتا ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"قرض دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک قرض وہ کہ قرض لینے والا مر جائے اور اُس کی نیت ادا کرنے کی ہو تو ایسے شخص کا میں (آپ ﷺ) ذمہ دار ہوں اور دوسرا وہ جو مر جائے اور اُس کی نیت ادائیگی کی نہ ہو تو پھر اُس کے اعمال حسنہ میں سے نیک اعمال کاٹ لئے جائیں گے۔"

21:02 قرض کے اعتبار سے انسانوں کی چار قسمیں:

قرض کے اعتبار سے بھی انسانوں کی چار قسمیں ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(i) کچھ لوگ قرض ادا کرنے میں اچھے ہوتے ہیں لیکن قرض وصول کرنے میں سختی کرتے ہیں۔ یہ لوگ نہ قابل تعریف ہیں نہ قابل مذمت۔

(ii) کچھ لوگ قرض ادا کرنے میں ٹال مٹول کرتے ہیں لیکن قرض وصول کرنے میں نرمی برتتے ہیں۔ یہ بھی نہ قابلِ تعریف ہیں نہ قابل مذمت۔

(iii) تم میں بہترین وہ لوگ ہیں جو قرض ادا کرنے میں اچھے ہوں اور قرض وصول کرنے میں بھی اچھے ہوں۔

(iv) اور تم میں بدترین وہ لوگ ہیں جو نہ قرض ادا کرنے میں اچھے ہیں نہ وصول کرنے میں اچھے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف: ص 438)

21:03 کسی کو قرض دو تو واپسی کے لئے مہلت دو:

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس کو یہ بات پسند ہو کہ قیامت کی سختیوں سے اللہ تعالیٰ اسے نجات بخشے، وہ تنگدست کو مہلت دے یا معاف کر دے۔" (صحیح مسلم)

21:04 قرض دار کو مہلت دینے سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ اس کی عمر میں اضافہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ قرض دار کو مہلت دے قرض کی ادائیگی کے لئے۔" (مواخاتِ مدینہ)

21:05 قرض دینا نیکی ہے:

قرض دینا نیکی کا کام ہے۔ اگر کوئی آپ سے قرض مانگے تو اُسے ضرور دیں۔ اپنی بساط کے مطابق۔ کسی کی ضرورت پورا کرنا کسی کو کسی مصیبت سے نکالنا ہی بڑی نیکی ہے۔ پڑوسیوں کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ اگر وہ قرض مانگے تو قرض دو۔

حضرت معاویہ بن حیرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"پڑوسی کے حقوق تم پر یہ ہیں کہ: "اگر وہ قرض مانگے تو بشرط استطاعت قرض دو۔"............

21:06 قرض دینے کا ثواب صدقہ سے زیادہ ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''میں نے معراج کی رات جنت میں ایک دروازہ دیکھا جس پر تحریر تھا کہ صدقے کا دس گنا ثواب ملے گا اور قرض کا اٹھارہ گنا۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ قرض دینے کا اجر صدقے سے زیادہ ہے حالانکہ صدقے کا ثواب زیادہ ہونا چاہیے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! بات یہ ہے کہ صدقہ کبھی فقیر کو ملتا ہے اور کبھی ایسے کو بھی مل جاتا ہے جو اس کا محتاج نہیں ہوتا مگر قرض تو صرف اُس کو دیا جاتا ہے جو محتاج ہو اس لئے قرض دینے کا ثواب زیادہ ہوتا ہے۔''

21:07 کبیرہ گناہوں کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان مرجائے اور اُس پر قرض ہو:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''کبیرہ گناہوں کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان مرجائے اور اُس پر قرض ہو اور اُس کی ادائیگی کے لئے کچھ نہ چھوڑا ہو۔'' (المسند)

21:08 قرض تو شہید کا بھی معاف نہیں ہوگا:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''قرض کے علاوہ شہید کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔'' (صحیح مسلم)

21:09 مقروض شخص کی نمازِ جنازہ:

قرض جتنی جلدی ممکن ہو واپس کردینا چاہیے کیونکہ مقروض شخص کی نمازِ جنازہ اُس وقت تک نہیں ہوتی جب تک اُس کا قرض ادا نہیں کردیا جاتا۔

آنحضرت رسول اللہ ﷺ کے سامنے جب کوئی جنازہ آتا تھا تو وہ پوچھتے تھے۔ ''یہ مقروض تو نہیں تھا؟''

اگر مقروض ہوتا تو پہلے بیت المال سے اُس کا قرض ادا کیا جاتا پھر اُس کی نمازِ جنازہ ادا کی جاتی۔

اللہ تعالیٰ کو تین چیزیں بہت پسند ہیں۔

(i) کسی کو قرض سے نجات دلانا۔ (ii) کسی غلام کو آزاد کروانا۔ (iii) بھوکے کو کھانا کھلانا۔

21:10 قرض واپس کرنے کی نیت اور ارادہ:

حدیث نبوی ﷺ ہے:

''جس نے لوگوں کا مال لیا اس حال میں کہ وہ اس کو واپس کرنے کا ارادہ رکھتا تھا تو اللہ تعالیٰ اِسے ادا کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ اور جو اس ارادے سے لیتا ہے کہ اِسے تلف کردے گا یعنی واپس نہ کرے گا تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کے اپنے مال کو تلف کردے گا۔ مال کے ہوتے ہوئے قرض کی واپسی میں تاخیر کرنا زیادتی

ہے۔" (حدیث نبوی)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اگر کوئی شخص قرض لے اور دینے کی نیت نہ ہوتو وہ چور ہے۔"

"تنگ دست قرض دار کو مہلت دینا رحمت الٰہی کو جوش میں لاتا ہے۔"

21:11 قرض دیتے وقت گواہ بنانا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تین قسم کے آدمی ایسے ہیں جو اللہ سے فریاد کرتے ہیں مگران کی زیادہ سنی نہیں جاتی۔ ان میں سے ایک وہ شخص ہے جو کسی کو اپنا قرض دے اور اس پر گواہ نہ بنائے۔" (حدیث نبوی)

21:12 قرض خوش اسلوبی سے ادا کرنا چاہیئے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے ایک اونٹ قرض لیا اور اس کے بدلے اُس سے بہتر اونٹ واپس کیا اور فرمایا کہ:

"وہ لوگ سب سے اچھے ہیں جو اپنا قرض خوش معاملگی کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔" (ترمذی)

21:13 مومن کی روح اس کے قرض کی وجہ سے معلق رہتی ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مومن کی روح اس کے قرض کی وجہ سے معلق رہتی ہے یہاں تک کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔"

(ترمذی اور امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن درجہ کی ہے)

21:14 قرض سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"قرض میں ذلت ہے۔"

"جتنا قرض کم ہوگا اتنی ہی زندگی آزاد ہوگی۔"

"جو شخص اس نیت سے قرض لے کہ اس کو ادا نہیں کرے گا وہ اللہ سے ملاقات ایک چور کی حیثیت سے کرے گا۔"

"قرض زمین پر اللہ کا پرچم ہے تو اللہ جس بندے کو ذلیل کرنا چاہتا ہے، اُس کی گردن پر اسے رکھ دیتا ہے۔"

"اللہ مقروض کا ساتھ دیتا ہے یہاں تک کہ اُس کا قرض اتر جائے بشرطیکہ اس نے قرض حرام کام کے لئے نہ لیا ہو۔"

"جب تک قرض ادا نہ ہو قرض خواہ کا تسلط مقروض پر ہے۔"

"قرض کا بدلہ شکریہ ہے اور ادا کر دینا۔" (سنن النسائی)

21:15 کسی کے آگے دستِ سوال دراز کرنا موت سے بھی زیادہ دردناک اور تکلیف دہ ہے:

حکیم لقمان سے کسی نے پوچھا کہ موت سے بڑھ کر بھی کوئی چیز تکلیف دہ ہے۔ جواب دیا کسی کم ظرف کے سامنے دست سوال دراز کرنا

موت سے بھی زیادہ دردناک اور تکلیف دہ ہے۔

21:16 قرض لینا غلامی ہے:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے۔

''قرض لینا غلامی اور اس کا ادا کر دینا آزادی۔'' (اقوال حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا انسائیکلوپیڈیا)

21:17 مقروض شخص کے لئے لمحہ فکریہ:

مقروض شخص کے بارے میں حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''مقروض شخص کو لائق نہیں کہ زیتون یا اس سے بھی کم درجہ کی چیز کے ساتھ روٹی کھائے جب تک اپنا قرض ادا نہ کر لے۔''

21:18 قرض ذلت وخواری میں مبتلا کرتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مسلمانو! قرض لینے سے بچو کیونکہ وہ رات کے وقت رنج وفکر پیدا کرتا ہے اور دن کو ذلت وخواری میں مبتلا کرتا ہے۔'' (بیہقی فی شعب الایمان)

21:19 اگر قرض ادا کرنے کی طاقت نہ ہو تو ہرگز قرض نہ لو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مسلمانو! اگر تم میں سے کوئی آدمی پیوند پر پیوند لگائے اور پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ قرض لے اور اس کے ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔'' (مسند امام احمد)

21:20 قیامت کے غم اور گھٹن سے بچنے کا طریقہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص کو یہ خواہش ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے غم اور گھٹن سے بچائے تو اس کو چاہئے کہ تنگدست قرضدار کو مہلت دے یا قرض کا بوجھ اس کے سر سے اتار دے۔'' (مسلم)

21:21 قرض دینے والا ہدیہ قبول نہ کرے:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب ایک شخص دوسرے کو قرض دے تو اُس کا ہدیہ قبول نہ کرے۔'' (صحیح البخاری)

ابن ماجہ وبیہقی انہیں سے راوی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب کوئی قرض دے اور اس کے پاس وہ ہدیہ کرے تو قبول نہ کرے اور اپنی سواری پر سوار کرے تو سوار نہ ہو، ہاں اگر

پہلے سے اِن دونوں میں (ہدیہ وغیرہ) جاری تھا تو اب حرج نہیں۔" (مشکوٰۃ، سنن ابن ماجہ حدیث:2432)

21:22 مالدار شخص کا قرض کی ادائیگی میں تاخیر کرنا نہایت نقصان دہ ہے۔

ابوداؤد و نسائی شرید رضی اللہ عنہ سے راوی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مالدار کا قرض ادا کرنے میں تاخیر کرنا، اُس کی آبرو اور سزا کو حلال کر دیتا ہے۔"

عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ:

"آبرو کو حلال کرنا یہ ہے کہ اس پر سختی کی جائے گی اور سزا کو حلال کرنا یہ ہے کہ قید کیا جائے گا۔"

(سنن ابی داؤد)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

(i) "قرض ادا کرنے کے لئے زر نقد ضروری نہیں۔ اگر مال رکھتا ہے تو اس کو فروخت کر کے قرض ادا کرنا ضروری ہے۔"

(ii) "قرض بغیر تقاضا کے ادا کر دینا قرض دار کی طرف سے احسان ہے۔"

(iii) "قرض ادا کرنے کا مقدور ہوتے ہوئے ایک ساعت دیر کرنا بھی ظلم ہے، مگر با اجازت قرض خواہ۔"

21.23 زندگی میں تین چیزیں نہایت سخت ہیں:

حضرت شیخ بوعلی سینا نے فرمایا:

"زندگی میں تین چیزیں نہایت سخت ہیں:

① خوف مرگ، ② شدتِ مرض، ③ اور ذلتِ قرض

حکمائے عرب کے نزدیک مندرجہ ذیل تین چیزیں سخت تر ہیں:

① جوانی میں مفلسی، ② سفر میں بیماری، ③ تنگدستی میں قرض (اقوال حکمائے عرب)

21.24 قرض نہ لینے سے متعلق سقراط کی نصیحت:

سکترا ایتھنز کا رہنے والا ایک نہایت غریب شخص تھا۔ اسے سقراط (یونانی مشہور فلاسفر) نے نصیحت کی کہ:

"کسی سے اُدھار مانگنے کی بجائے خود سے فاقہ کشی ادھار لے کر گزارہ کرو۔"

21.25 قرض واپس نہ کرنا باعثِ ذلت ہے:

قرض مانگنا ذلت نہیں ہے بلکہ قرض کی واپسی میں تاخیر یا ٹال مٹول کرنا باعثِ ذلت ہے۔ اگر آپ نے قرض لیا ہے تو قرض خواہ کو قرض کی واپسی کا مطالبہ کرنے کا موقع نہ دیں اور اپنے وعدے کا پاس کرتے ہوئے قرض خواہ کو قرض واپس کر دیں۔ بصورت دیگر یہ مسئلہ آپ کی تذلیل کا باعث بن سکتا ہے۔ انگریزی کا محاورہ ہے:

"To fall in mud is no disgrace but to remain there is disgrace."

باب: 22

جانوروں اور پرندوں سے سلوک

22.00: جانوروں اور پرندوں سے سلوک:

اسلام ہمیں جانوروں اور پرندوں پر ظلم کرنے سے نہ صرف منع کرتا ہے بلکہ اُن کے ساتھ صلہ رحمی کا درس دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو پرندوں کے انڈے یا اُن کے بچے اُٹھالانے اور جانوروں پر ظلم کرنے سے بھی منع فرماتے تھے۔

22:01 جانوروں اور پرندوں سے متعلق آپ ﷺ کے ارشادات:

(a) کبوتر (Pigeon):

(i) کبوتر بازی قوم لوط کا شغل تھا۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

''کبوتر بازی قوم لوط کا شغل تھا (بیہقی کی کتاب شعب الایمان)

(ii) فتح مکہ کے دن حضور ﷺ پر کبوتروں نے سایہ کرلیا تھا۔ ابن وہب نے نقل کیا ہے کہ فتح مکہ کے دن کبوتروں نے آپ ﷺ پر سایہ کرلیا تھا تو آپ ﷺ نے اُن کے لئے دُعاءِ برکت فرمائی تھی۔

(iii) **کبوتر گھر میں رکھنے کی افادیت:**

محمد بن میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''پر قینچ کبوتر اپنے گھر میں رکھو، کیونکہ وہ تمہارے بچوں کو جنات کے اثر سے محفوظ رکھیں گے۔''

(iv) **دل کی وحشت کا علاج:**

حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی صاحب نے دل اچاٹ رہنے کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''کبوتر پال لو۔''

(v) **گھر میں وحشت کا علاج:**

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضور ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے گھر میں وحشت محسوس ہوتی ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کبوتر پال لو۔ ان سے انس بھی ہوگا۔ اِن کے بچے بھی ہونگے اور یہ اپنی غٹرغوں سے تمہیں نماز کے لئے بھی جگائیں گے یا ایک مرغا پال لو اس سے بھی دل بہلے گا اور وہ اپنی بانگ سے تمہیں نماز کے لئے بھی بیدار کرے گا۔'' (ابن عدی کی کتاب ''کامل'' ترجمہ میمون بن موسیٰ)

(vi) حضرت عائشہ ﷺ سے یہ روایت ہے کہ ''آپ ﷺ کو سبزی، اترج (نارنجی سنترہ) اور سرخ کبوتر کی طرف دیکھنا اچھا معلوم

ہوتا تھا'' (تاریخ نیشا پور)

(b) مرغ (Cock):

(i) مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل طلب کرو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل طلب کرو کیونکہ اس نے فرشتہ کو دیکھا اور جب گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ اس نے شیطان کو دیکھا۔''

(ترمذی، نسائی، صحیحین وسنن ابی داؤد)

(ii) اللہ تعالیٰ کو تین آوازیں پسند ہیں:

ثعلبی روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

''اللہ تعالیٰ کو تین آوازیں پسند ہیں مرغ کی آواز، قرآن کریم کی تلاوت کرنے والوں کی آواز اور صبح کے وقت استغفار کرنے والے کی آواز۔''

(iii) مرغ کو گالی مت دو:

امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ حضرت خالد جہنی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

''مرغ کو گالی مت دیا کرو کیونکہ یہ نماز کے لئے جگاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

(iv) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید مرغ پسند تھا۔

شیخ محب الدین طبری روایت کرتے ہیں کہ:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سفید مرغا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے ساتھ سفر میں مرغ لے جایا کرتے تھے تاکہ نماز کے اوقات جان سکیں۔''

(c) ابابیل (Martin):

ابابیل وہ پرندہ ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اصحاب فیل یعنی ابرہہ اور اس کے لشکر کو تباہ کیا تھا جو کعبے پر حملہ کرنے آرہے تھے۔

ابابیل کو قرآن پاک کی سورۃ حشر کی آخری چار آیتیں یاد ہیں۔ اور جب ابابیل ''العزیز الحکیم'' پر آتی ہے تو آواز کو تیز کر لیتی ہے۔

عبدالرحمٰن بن معاویہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابابیل کو مارنے سے منع فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''ان پناہ حاصل کرنے والوں کو مت مارو کیونکہ یہ تمہاری پناہ میں دوسروں سے بچ کر آئی ہے۔'' (راوہ بیہقی)

(d) گائے (Cow):

(i) گائے کا گھی اور دودھ علاج ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"تم گائے کا دودھ اور گھی کھایا کرو اور گوشت سے بچا کرو اس لئے کہ اس کا گھی اور دودھ علاج ہے اور اس کا گوشت بیماری ہے۔" (رواہ فی المستدرک وقال صحیح الاسناد)

(ii) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جو بھی بیماری اتاری ہے اس میں سے ہر ایک کا علاج بھی نازل فرمایا ہے تو جو اس سے ناواقف ہو وہ ناواقف رہے اور جو جانتا ہو وہ جانتا رہے۔ گائے کا دودھ ہر بیمار کے لئے شفاء بخش ہے۔ تم گائے کا دودھ پیا کرو اس لئے کہ وہ ہر درخت پر منہ مار لیتی ہے۔" (رواہ الحاکم وابن حبان)

(e) اونٹ (Camel):

(i) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اونٹ کو برا بھلا نہ کہا کرو اس لئے کہ وہ خون کا پھایا اور شریف آدمی کے لئے مہر ہے۔"

(ii) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اونٹوں کو برا بھلا نہ کہو اس لئے کہ وہ اللہ پاک کی روح ہیں۔"

(iii) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اونٹوں کو گالی نہ دو اس لئے کہ یہ رحمان پاک و برتر کی روح ہیں۔"

(iv) ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"قرآن کی خبر گیری کرو (یعنی قرآن برابر پڑھتے رہا کرو تا کہ بھولو نہیں) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے۔ قرآن سینوں سے اتنی جلدی نکل جاتا ہے کہ اونٹ بھی اتنی جلدی اپنی رسی سے نہیں نکلتا۔" (بخاری و مسلم)

(v) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"لوگ سو (ہر چند، ہر صورت) اونٹوں کی طرح ہیں جس میں کوئی بھی سواری کے لائق نہ ہو۔" (بخاری و مسلم، ترمذی) (یعنی لوگوں میں اچھی قسم کے لوگ کم ہیں۔)

(vi) عروۃ البارقی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"تمام جانوروں میں اونٹ تو گھر والوں کے لئے باعث عزت و شرف اور بکریاں برکت کا سبب ہوتی ہیں اور خیر و بھلائی تو گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لئے بندھی ہوئی ہے۔" (رواہ ابنِ ماجہ)

(vii) جانوروں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔

ایک دفعہ آپ ﷺ نے ایک انصاری کے باغ میں ایک اونٹ دیکھا جو بھوک کے مارے سخت لاغر و کمزور ہو رہا تھا۔ اونٹ آپ ﷺ کو دیکھ کر بلبلانے لگا۔ آپ ﷺ نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور اس کے مالک کو بلا کر کہا کہ

"تم اس جانور کے معاملے میں خدا سے نہیں ڈرتے؟" (ابوداؤد)

(f) گھوڑے (Horse):

کہتے ہیں شیطان عربی گھوڑے کے مالک یا جس گھر میں عربی گھوڑا ہو اس کے پاس نہیں آتا۔

(i) گھوڑے بھی دُعا کرتے ہیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''کوئی عربی گھوڑا ایسا نہیں جس کو روزانہ دو مرتبہ یہ دعا مانگنے کی اجازت نہ دی جاتی ہو کہ ''اے اللہ! تو نے جس شخص کو میرا مالک بنا دیا ہے اس کی نگاہوں میں مجھ کو اس کا سب سے زیادہ محبوب مال بنا دے۔'' (مستدرک)

(ii) سب سے پہلے گھوڑے کو کس نے تابع کیا:

گھوڑا ایک وحشی جانور تھا اس کو سب سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے سواری کے لئے استعمال فرمایا۔ گھوڑے کی دو قسمیں ہیں۔ ① عتیق ② ہجین) عتیق اس گھوڑے کو کہتے ہیں جس کے ماں اور باپ دونوں عربی النسل ہوں۔ کیونکہ یہ تمام عیوب و نقائص سے خالی ہوتا ہے اس لئے اسے عتیق کہتے ہیں۔

(iii) گھوڑے کی پرورش بھی عبادت ہے۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''جو شخص جَو صاف کرلے اور پھر لا کر اپنے گھوڑے کو کھلا دے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے ہر جَو کے بدلہ میں ایک نیکی لکھتے ہیں۔'' (مسند امام احمد)

(g) بلیّ (Cat):

(i) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''بلی درندوں میں سے ہے۔'' (بیہقی)

(ii) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی کی خرید و فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

صحیح مسلم و مسند امام و سنن ابوداؤد میں یہ حدیث موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلیّ کی خرید و فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(iii) بلی کو ہلاک کرنا حرام ہے۔ (مسند امام احمد و سنن ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا۔ اِس عورت نے بلی کو قید کر دیا تھا کہ وہ ہلاک ہوگئی وہ عورت اس جرم کی وجہ سے جہنم میں گئی۔ اِس عورت نے جب سے اسے قید کیا تھا نہ اسے کچھ کھلایا اور نہ آزاد کیا کہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا سکتی۔'' (ابن ماجہ)

(h) شہد کی مکھی (Bee):

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''مکھی کی عمر چالیس راتیں ہیں اور تمام مکھیاں دوزخ میں ہوں گی سوائے شہد کی مکھی کے۔'' (مسند ابویعلیٰ)

(j) چڑیا (sparrow):

ابن قانع سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جو شخص بے غرض و مقصد کسی چڑیا کو ہلاک کر دے گا تو چڑیا قیامت میں چیخ کر اللہ تعالیٰ سے کہے گی تیرے بندے نے مجھے مار ڈالا اور میرے مارنے کا کوئی مقصد نہ تھا۔ (حالات زندگی شرید بن ثقفی)

(k) کتا (Dog):

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص شکار یا مویشی کی حفاظت کے علاوہ کتا پالے تو اس کے ثواب میں سے روزانہ دو قیراط کم ہو جاتا ہے۔'' (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں ہوتے جس میں کوئی کتا یا گھنٹی ہو۔'' (مسلم)

(l) جب کتا برتن کو ناپاک کر دے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جب کتا تمہارے برتن میں سے پی جائے تو اسے سات مرتبہ دھوؤ۔'' (بخاری، مسلم)

22:02 حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں میں اُلّو کو انسانوں کا سب سے زیادہ خیر خواہ اور ہمدرد پرندہ قرار دیا ہے:

حضرت سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام نے اُلّو سے پوچھا کہ اچھا مجھے بتا کہ تو دانے کیوں نہیں کھاتا؟ اس نے جواب دیا حضرت آدم علیہ السلام کو اسی وجہ سے جنت سے نکالا گیا۔ پوچھا اچھا تو پانی کیوں نہیں پیتا۔ اُلّو نے کہا اس میں قوم نوح ڈوب کر ہلاک ہوئی تھی اس لئے پانی نہیں پیتا۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ تو نے آبادی کو کیوں خیر آباد کہہ دیا اور ویرانہ میں رہنا تو نے کیوں پسند کیا۔ اس نے کہا کہ ویرانہ اللہ کی میراث ہے میں اللہ کی میراث میں رہتا ہوں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ جب تو ویرانہ میں بیٹھتا ہے تو کیا بولتا ہے؟ اس نے کہا میں یہ کہتا ہوں۔ وہ لوگ کیا ہوئے جو اس جگہ مزے سے رہتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ جب تو آبادی سے گزرتا ہے تو کیا کہتا ہے؟ اُلّو نے کہا کہ اس وقت میں یہ کہتا ہوں

''ہلاکت ہو بنی آدم پر ان کو نیند کیسے آجاتی ہے حالانکہ مصائب کے طوفان اِن کے سامنے ہیں۔''

حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ تو دن میں کہیں نہیں نکلتا؟ کہا کہ انسانوں کے ایک دوسرے پر ظلم کرنے کی وجہ سے میں دن میں نہیں نکلتا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اچھا مجھے بتا کہ تو برابر بولتا رہتا ہے۔ اس میں تیرا کیا پیغام ہے؟ اُلّو نے کہا میرا پیغام یہ ہوتا ہے۔ ''اے غافل لوگو! زادِ راہ اور اپنے سفر آخرت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ نور پیدا کرنے والی ذات پاک ہے۔'' اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ پرندوں میں اُلّو سے زیادہ انسانوں کا خیر خواہ اور ہمدرد کوئی نہیں ہے۔ اور جاہلوں کے دلوں میں اُلّو سے زیادہ کوئی پرندہ برا نہیں ہے۔

22:03 فاتح مصر کا پرندوں سے حسن سلوک:

مصر کی فتح کے دوران فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ایک چھاؤنی سے کوچ کا حکم دیا۔ جب سپاہی خیمے اکھاڑے جا رہے تھے تو

انہوں نے دیکھا کہ فاتح مصر کے خیمے پر ایک کبوتری نے انڈے دے رکھے ہیں یہ دیکھ کر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"یہ کبوتری ہماری پڑوسن ہے۔ جب تک انڈوں سے بچے نکل کر اڑنے نہ لگیں اس وقت تک خیمہ نہ اکھاڑا جائے۔"

آپ رضی اللہ عنہ نے وہاں ایک محافظ مقرر کر دیا اور پھر وہاں سے چلے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد واپس آ کر خیمے کے گرد ایک شہر بسایا جس کا نام "فسطاط" (خیمہ) رکھا جو آج تک قائم ہے۔

22:04 ریشم اور چیتے کی کھال پر بیٹھنے کی ممانعت:

چیتے کی کھال نجس (ناپاک) ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کا استعمال اس جگہ بالکل جائز نہیں ہے جہاں نجاست سے بچنا ضروری ہو مثلاً نماز وغیرہ۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"تم ریشم اور چیتے کی کھال پر مت سوار ہونا۔" (ابوداؤد)

22:05 درندوں کی کھال استعمال کرنے کی ممانعت:

حضرت ابوالملیح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کی کھال استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(ابوداؤد حدیث 4132)

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کی بکری مر گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گذرے اور پوچھا کہ تم نے اس کا چمڑا اُتار کر رنگ کیوں نہیں کیا تاکہ اس سے فائدہ اُٹھاتے؟ لوگوں نے کہا وہ تو مردار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس کا صرف کھانا حرام ہے۔" (بخاری حدیث 2221)

22:06 جانوروں کو کھلانے پلانے کا اجر:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

"یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا جانوروں کو کھلانے پلانے کا بھی ہمیں اجر ملتا ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہر تر جگر والے (ذی حیات) کو کھلانے پلانے کا ثواب ہے۔"

22:07 سات جانوروں کو قتل کرنا، مارنا یا تنگ کرنا منع ہے۔

1۔ چیونٹی 2۔ شہد کی مکھی 3۔ بلی 4۔ ھدھد 5۔ مینڈک 6۔ لٹورا (پرندہ) 7۔ مکڑی (گھروں میں پائی جانے والی)

22:08 کس جانور کو مارنے کا اجر ہے؟

حضرت اُم شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گرگٹ مارنے کا حکم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ:

"یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ پر پھونکیں مارتی تھی۔" (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''جو گرگٹ کو پہلی چوٹ میں مارے تو اس کے لئے اتنی اتنی نیکیاں ہیں اور جو اس کو دوسری چوٹ میں مارے تو اس کے لئے پہلے شخص سے کم اتنی اتنی نیکیاں ہیں اور اگر تیسری چوٹ میں مارے تو اس کے لئے اتنی اتنی نیکیاں ہیں۔'' (مسلم)

ایک اور روایت میں ہے جو شخص کسی گرگٹ کو پہلی چوٹ میں مار دے اس کے لئے سو نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ دوسری چوٹ پر مارنے پر اس سے کم اور پھر تیسری چوٹ میں مارنے پر اس سے کم۔ (مسلم)

22:09 بعض جانور اور پرندے جنت میں جائیں گے۔

دس پرندے اور جانور جنت میں جائیں گے۔

1۔ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی
2۔ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی
3۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عجل (مور، مرغا، کوا اور کبوتر)
4۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا مینڈھا
5۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گائے
6۔ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی
7۔ حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا
8۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی
9۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ھُد ھُد
10۔ اصحاب کہف کا کتا

(شرح الاشباہ والنظائر صفحہ 395)

مشکوٰۃ الانوار میں لکھا ہے کہ ان کا بھی حشر ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد 5 صفحہ 372)

22:10 مخلوقات میں سب سے پہلے ٹڈی ختم ہوگی:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار مخلوق پیدا کی۔ چھ سو (600) سمندر میں اور چار سو (400) خشکی میں اور ان میں سے سب سے پہلے ٹڈی ختم ہوگی۔ جب ٹڈیاں ختم ہو جائیں گی۔ تو پھر اور مخلوقات بھی ایسے آگے پیچھے ہلاک ہونی شروع ہو جائیں گی جیسے موتیوں کی لڑی کا دھاگہ ٹوٹ گیا ہو۔ (مشکوٰۃ ص 471، حیاۃ الصحابہ: 8213)

22:11 گدھے کو چہرے پر مارنے اور داغنے کی ممانعت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک گدھے کو دیکھا جس کے چہرے کو داغا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جس نے اسے داغا ہے۔ (مسلم)

مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے چہرے پر مارنے اور چہرے کو داغنے سے منع فرمایا ہے۔

22:12 پانچ بدترین جانوروں کو مارنے کا حکم:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''پانچ ایسے بدترین جانور ہیں جنہیں حل وحرم دونوں میں مارا جا سکتا ہے۔
① کوا ② چیل ③ بچھو ④ چوہا ⑤ پاگل کتا'' (رواہ بخاری ومسلم)

22.13 وہ پرندے جن کا ذکر قرآنِ پاک میں ہے:

دس (10) پرندے ایسے ہیں جن کا ذکر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن پاک میں کیا ہے۔(1) ابابیل سورۃ الفیل میں مذکور ہے۔ (2) ہُدہُد سورۃ النمل میں مذکور ہے۔(3) کوا سورۃ المائدۃ میں مذکور ہے۔ (4) ٹڈی سورۃ الاعراف میں مذکور ہے۔ (5) شہد کی مکھی سورۃ النحل میں مذکور ہے۔(6) السّلویٰ (بٹیر کی مانند ایک سفید پرندہ ہے) سورۃ البقرۃ اور سورۃ طٰہٰ میں مذکور ہے۔ (7) چیونٹی کا سورۃ النمل میں مذکور ہے۔ (8) مکھی سورۃ الحج میں مذکور ہے۔ (9) پروانے سورۃ القارعۃ میں مذکور ہے۔(10) مچھر سورۃ البقرۃ میں مذکور ہے۔

22.14 جنگلی جانوروں کو تحفظ دینے کا عالمی دن (World Wild Life Day):

کئی جنگلی جانوروں کی نسلیں ختم ہو چکی ہیں، لہٰذا وہ جو جنگلی جانور باقی ہیں اُنہیں تحفظ دینے کے لئے ہر سال دنیا بھر میں جنگلی جانوروں کو تحفظ دینے کا عالمی دن (World Wild Life Day) 3 مارچ کو منایا جاتا ہے۔

22.15 جنگلات کا عالمی دن (International Day of Forests):

ہر سال دنیا بھر میں جنگلات کا رقبہ بڑھانے، پھل دار درخت نہ کاٹنے سے متعلق قوانین پر سختی سے عمل درآمد کرنا اور اس سے متعلق عوام کی آگاہی کے لئے ہر سال دنیا میں 21/مارچ کو جنگلات کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں جنگلات کا رقبہ 5% ہے جب کہ انٹرنیشنل معیار کے مطابق یہ 25% ہونا چاہئے۔

22.16 احرام کی حالت میں شکار سے ممانعت:

احرام کی حالت میں شکار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ ممانعت حرم شریف کے تقدس کی وجہ سے ہے اور اس میں بندوں کی آزمائش بھی ہے کہ حج کے لئے قافلوں کی صورت میں آنے والے حاجیوں کو راستے میں شکار تو مہیا ہوتا تھا مگر اُسے مارنے کی اجازت نہ تھی اور نہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس طرح اپنے بندوں کو آزماتے ہیں۔ جیسے بنی اسرائیل کو ہفتہ والے دن مچھلیوں کے شکار سے منع کیا گیا تھا۔

سورۃ المائدۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

> ''اے ایمان والو! وحشی شکار کو قتل مت کرو جب تم حالتِ احرام میں ہو۔ اور جو شخص تم میں اس کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اُس پر پاداش واجب ہوگی جو کہ مساوی ہوگی اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا ہو۔ جس کا فیصلہ تم میں دو معتبر آدمی کر دیں خواہ وہ پاداش خاص چوپایوں میں سے ہو بشرطیکہ نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچائی جاوے اور خواہ کفار مساکین کو دے دیا جاوے اور خواہ اس کے برابر روزے رکھ لئے جاویں تا کہ اپنے کئے کی شامت کا مزہ چکھے۔ اللہ نے گزشتہ کو معاف کر دیا اور جو کوئی شخص پھر ایسی حرکت کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ زبردست بدلہ لینے والا ہے۔'' (سورۃ المائدۃ:94،95)

22.17 جانوروں کا عالمی دن (World Animal Day):

ہر سال دنیا میں 4/اکتوبر کو جانوروں کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔

باب: 23

غرور و تکبّر

23.00: غرور و تکبر:

تکبر ایک ایسے مہلک مرض کا نام ہے جو چشم زدن میں اعمال کو برباد کر دیتا ہے۔ تکبر سے انسان تباہی کے دھانے پر پہنچ جاتا ہے۔ تکبر سے نہ صرف دنیا میں بربادی ہے بلکہ آخرت میں بھی بربادی اور ناکامی مقدر بن جاتی ہے۔ تکبر سے انسانی زندگی میں نفرت اور بیزاری پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتا ہے۔

متکبر انسان وہ ہے جو اپنے گمان میں اپنے آپ کو سب سے بڑا سمجھے۔ چاہے وہ علم و عمل کے اعتبار سے بڑا جانے یا حسب نسب یا طاقت اور مال کی کثرت کی وجہ سے۔ عالم بہت جلد علم کی جہت کی وجہ سے مغرور بنتا ہے۔ اپنے آپ کو بڑا اور لوگوں کو حقیر گردانتا ہے اور اس بات کا متوقع ہوتا ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے۔ سورۃ بنی اسرائیل میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور زمین پر اکڑ کر (اور تن کر) مت چل کہ تو زمین تو نہیں پھاڑ ڈالے گا اور نہ لمبا ہو کر پہاڑوں (کی چوٹی) تک پہنچ جائے گا۔'' (بنی اسرائیل:37)

23:01 اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے کو پسند نہیں فرماتے:

(i) سورۃ لقمان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''اور نہ لوگوں کے لئے اپنا منہ پھیرو نہ زمین پر اترا کر چلو بے شک اللہ جل شانہ ہر تکبر کرنے والے اور فخر کرنے والے کو ناپسند کرتے ہیں۔'' (سورۃ لقمان:18)

(ii) سورۃ الحدید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور جو تم کو اس نے دیا ہو اس پر اترایا نہ کرو اور اللہ کسی اِترانے والے اور شیخی بھگارنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔'' (سورۃ الحدید:23)

(iii) سورۃ النساء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور جنہوں نے (بندہ ہونے سے) عار و انکار اور تکبر کیا ان کو وہ تکلیف دینے والا عذاب دے گا اور یہ لوگ اللہ کے سوا اپنے حامی اور مددگار نہ پائیں گے۔'' (سورۃ النساء:173)

23:02 قارون کو تکبر کی سزا اسی دنیا میں دی گئی:

''قارون موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھا اور اس نے اِن پر سرکشی کی اور ہم نے اِسے اتنے خزانے دیئے کہ اِن کی کنجیاں ایک طاقت ور جماعت بمشکل اُٹھاتی تھی۔ جب اس سے اس کی قوم نے کہا مت اترا۔ اللہ جل شانہ اترانے والے کو پسند نہیں کرتے۔ اور وہ اللہ کے اس قول تک پس ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔'' (القصص:76)، (الایات)

23:03 وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ایک رائی کے برابر بھی تکبر ہوگا''۔ ایک آدمی نے سوال کیا کہ آدمی کو یہ پسند ہوتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اور اس کے جوتے اچھے ہوں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا

''بے شک اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے۔'' (رواہ مسلم)

''تکبر یہ ہے کہ حق بات کو ٹھکرانا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔'' (رواہ مسلم)

23:04 تکبر کرنے والا شخص جہنمی ہے:

حضرت حارث بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''کیا میں تمہیں جہنمیوں کی خبر نہ دوں؟ ہر سرکش، بخیل، متکبر جہنمی ہے۔'' (بخاری، مسلم)

23:05 تکبر اللہ ہی کے لئے ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ عزت میرا تہبند اور تکبر میری چادر ہے جو شخص ان دونوں میں سے کسی کو بھی مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا تو میں اس کو عذاب میں مبتلا کروں گا۔'' (مسلم)

23:06 مسلسل تکبر کا اظہار کرنے والے کی سزا باغی کی سزا کے برابر ہوگی:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''آدمی تکبر کا اظہار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے سرکش لوگوں میں لکھ دیا جاتا ہے پھر اسے وہی سزا ہوگی جو سرکش لوگوں کی ہوتی ہے۔'' (ترمذی)

23:07 زمین پر اکڑ کر مت چلو:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''پرانے وقتوں میں ایک آدمی عمدہ جوڑے میں ملبوس سر میں کنگھی کئے ہوئے اتراتا ہوا اکڑ کر چل رہا تھا کہ اللہ جل شانہ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا۔ پس وہ قیامت کے دن تک زمین میں دھنستا جائے گا۔''

(بخاری و مسلم)

23:08 تکبر کرنے والے شخص کے لئے دردناک عذاب کی وعید:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تین آدمی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت والے دن نہ کلام فرمائیں گے نہ ان کو پاک فرمائیں گے اور نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ ① بوڑھا زناکار ② بادشاہ کذاب ③ تکبر کرنے والا محتاج۔'' (مسلم)

23:09 تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین ہلاک کرنے والی ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین ہلاک کرنے والی ہیں:

نجات والی چیزیں یہ ہیں: ①۔ پوشیدہ اور ظاہر میں اللہ (عزوجل) سے تقویٰ ②۔ خوشی و ناخوشی میں حق بات بولنا ③۔ مالداری اور احتیاج کی حالت میں درمیانی چال چلنا۔

ہلاک کرنے والی یہ ہیں: ①۔ خواہش نفسانی کی پیروی کرنا اور ②۔ بخل کی اطاعت اور ③۔ اپنے نفس کے ساتھ گھمنڈ کرنا، یہ سب میں سخت ہے۔'' (بیہقی)

23:10 غرور وتکبر سے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوال زریں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

(i) ''جو شخص تکبر اور بڑائی اختیار کرتا ہے لوگ اس سے دشمنی اور عداوت رکھتے ہیں۔''

(ii) ''جو شخص اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حقیر اور ذلیل ہو جاتا ہے۔''

(iii) ''تکبر اور حسد شیطان کے جال اور پھندے ہیں۔''

(iv) ''تکبر ایک ہلاک کرنے والی خصلت ہے۔ جو اسے اختیار کرتا ہے وہ سیدھی راہ سے بھٹک جاتا ہے۔''

(v) ''تکبر سے بچارہ کہ یہ بہت بڑا اور بدترین عیب اور ابلیس کا زیور ہے۔''

(vi) ''کسی کی زیادہ تعریف کرنا بے جا خوشامد میں داخل ہوتا ہے جس سے اس کی طبیعت میں غرور وتکبر پیدا ہو جاتا ہے۔''

(vii) ''جو تکبر اختیار کرتا ہے وہ ضرور ہلاک ہوتا ہے۔''

(viii) ''جو شخص تکبر کرتا ہے وہ علم حاصل نہیں کر سکتا اور جو شخص ظالم ہو اس کا کوئی عمل ٹھیک نہیں ہوتا۔

(ix) ''تکبر سے بڑھ کر کوئی چیز باعث وحشت نہیں اور جھوٹ سے بڑھ کر کوئی خصلت زیادہ لائق مذمت نہیں۔''

(اقوال حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا انسائیکلوپیڈیا)

23:11 غرور انسان کو بدقسمتی کی طرف دھکیل دیتا ہے۔

''غرور کسی انسان میں اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک وہ بدقسمت نہ ہو۔ نصیب والے قسمت والے ہمیشہ عاجز و مسکین بن کے رہتے ہیں۔'' (صوفی بزرگ)

23:12 کامیاب وہ لوگ ہیں جو تکبر سے پاک ہیں:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

- ☆ ''سب انسان مردہ ہیں۔ زندہ وہ ہیں جو علم والے ہیں۔
- ☆ سب علم والے سوئے ہوئے ہیں۔ بیدار وہ ہیں جو عمل والے ہیں۔
- ☆ سب عمل والے خسارے میں ہیں۔ فائدے میں وہ ہیں جو اخلاص والے ہیں۔
- ☆ سب اخلاص والے خطرے میں ہیں۔ کامیاب وہ ہیں جو تکبر سے پاک ہیں۔''

23:13 عمل کا دارومدار نیت پر ہے:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

''عمل سے زیادہ عمل کو قابل قبول بنانے کی فکر کر۔''

باب: 24

عدل وانصاف

24:00: عدل وانصاف:

حق دار کواس کا حق مل جانے کا نام ہی عدل ہے ہمارے قانون میں مجرم کے لئے سزا رکھی گئی ہے یہی عدل کا تقاضہ ہے مجرم کواس کے جرم کے مطابق بروقت سزا مل جائے تو عدل قائم ہو جائے گا۔ سزائے موت کے مجرم کو موت کی سزا نہ دینا (خواہ کسی بھی وجہ سے) مجرم کے ساتھ ہمدردی نہیں بہتری نہیں۔ بھلائی اور خیر خواہی نہیں بلکہ یہ سنگین زیادتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس مرد اور عورتیں گناہِ کبیرہ سرزد ہو جانے کے بعد خود بخود حاضر ہو جاتے تھے اور اپنے گناہ کبیرہ کا اعتراف کرنے کے بعد کہتے تھے کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم پر حد نافذ کریں۔ وہ جانتے تھے کہ وہ اس دنیا کی سزا پا کر ان کی روح پاک ہو جائے گی اور وہ آخرت کی سزا جو کہ اس دنیا کی سزا سے بھی زیادہ ہوگی بچ جائیں گے اور جسے برداشت کرنے کی اُن میں سکت نہیں ہے۔ رسول ﷺ کے زمانے میں ایک عورت کو سنگسار کیا جا رہا تھا۔ اُس عورت کے خون کا ایک چھینٹا حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ہاتھ پر پڑ گیا تو آپ ؓ نے بڑی ناگواری سے دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ دیکھ کر ارشاد فرمایا: "اب یہ خون پاک ہے۔" حکم خداوندی ہے ترازو کو ڈنڈی نہ مارو سچ کو جھوٹ کا لبادہ نہ پہناؤ۔ حق کو حق رہنے دو اور باطل کو باطل۔ اگر حق کو باطل سے ملایا گیا تو شور مچ جائے گا اور ہنگامہ کھڑا ہو جائے گا۔ جیسے چرکین ایک نہایت بدبودار شے ہے۔ اس کو جب عرق گلاب (پاک چیز) میں ملایا جاتا ہے تو ایک نہایت سخت بدبو پیدا ہوتی ہے جسے انسان برداشت نہیں کر سکتا اور چیختا چلاتا ہے۔

عدل کرنا اور عدل پر قائم رہنا صرف خوفِ خدا اور تائید خداوندی سے ہی ممکن ہے۔ ورنہ یہ ایک بہت مشکل کام ہے۔ عادلانہ زندگی ہی پل صراط ہے۔ عدل کرنا اور انصاف دینا عدالتوں میں صرف جج صاحبان کا کام نہیں ہے بلکہ ہر مسلمان مرد اور عورت کا عادل ہونا بہت ضروری ہے۔ ہر جگہ اور ہر سطح پر عدل ہونا چاہیے۔

دفتروں اور اداروں میں عدل قائم کرنا اُن کے سرپرستِ اعلیٰ کا کام ہے۔ ہمیشہ سچ بولنے والی زبان ہی مشکل سے مشکل اور کڑے وقت میں سچ بولے گی۔ معاشرے میں پیسے لے کر عدل وانصاف کی دھجیاں اڑانے والے قہر خداوندی سے کبھی نہ بچ سکیں گے۔

انسان اپنے ذوق سلیم کی تسکین کے لئے ہمیشہ ماضی کے دھندلکوں میں جھانکنے کا خواہاں رہا ہے۔ تا کہ اس میں جھانک کر وہ اس کی اچھائیوں کو اپنا سکے اور اس کی خرابیوں اور برائیوں سے عبرت حاصل کرے۔ سچائی کے راستے پر چلنے والے لوگ ماضی کے دور کی اچھائیوں اور اس کی خامیوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں اور وہ آج بھی مادی ترقی کے اس دور میں کامیاب وکامران ہیں اور جنہوں نے ماضی کے لوگوں کو اپنے سے کم تر اور حقیر جانا اور تفریح طبع کی نظر سے دیکھا وہ ماضی کے حقائق سے واقف ہونے کے باوجود وہیں رہے جہاں پہلے تھے۔ یعنی نہ تو انہیں ماضی کا کوئی عبرتناک واقعہ متاثر کر سکا اور نہ ہی ماضی کی وہ قدریں ان میں جوشِ عمل پیدا کر سکیں۔

24:01: عدل وانصاف سے متعلق حکمِ خداوندی:

عدل ظلم کی ضد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کلام اور فیصلے میں عدل کا حکم دیا ہے۔

(i) سورۃ الحجرات میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"انصاف کرو۔ یقیناً اللہ جل شانہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔" (سورۃ الحجرات: 9)

(ii) سورۃ النحل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"بے شک اللہ جل شانہ عدل وانصاف اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے۔" (سورۃ النحل:90)

(iii) ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔"

(iv) ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اور جب تم کوئی بات کرو تو انصاف سے کام لو اگرچہ (معاملہ تمہارے) رشتہ دار (کا) ہو۔"

(v) سورہ النحل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"بیشک اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں عدل کا اور احسان کا اور قرابت داروں کو دینے کا اور منع فرماتے ہیں فحش باتوں سے اور بری باتوں سے اور کسی پر ظلم کرنے سے حق تعالیٰ شانہ تم کو نصیحت فرماتے ہیں تا کہ تم نصیحت کو قبول کرو۔" (سورۃ النحل:12)

24:02 اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے:

سورۃ الحجرات میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اگر اہل ایمان میں سے دو گروہ آپس میں لڑ جائیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔ پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے گروہ پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے۔ پھر اگر وہ پلٹ آئے تو ان کے درمیان عدل سے صلح کرا دو۔ اور انصاف کرو کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔" (سورۃ الحجرات:9:49)

24:03 اہم معاملات کی دستاویزات لکھوالینی چاہیے:

سورۃ البقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"معاملہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا معیاد کی تعین کے ساتھ اس کی دستاویزات لکھوالینے میں تساہل نہ کرو۔ اللہ کے نزدیک یہ طریقہ زیادہ مبنی بر انصاف ہے۔" (سورۃ البقرہ:2:282)

24:04 عدل وانصاف سے متعلق رسول اللہ ﷺ کے ارشاداتِ گرامی:

آنحضرت رسول اللہ ﷺ نہایت منصف مزاج تھے۔ آپ ﷺ نے عدل وانصاف کی بڑی ترغیب دی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سات قسم کے خوش نصیب افراد ایسے ہوں گے جنہیں قیامت کے دن اللہ اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔ ان سات افراد میں سے ایک عدل وانصاف سے کام لینے والا حکمران بھی ہے۔"

24:05 عادل بننے کا پیمانہ:

ایک بدو نے آپ ﷺ سے کہا "میں عادل بننا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جسے اپنے لئے اچھا سمجھتے ہو۔ وہی دوسروں کے لئے پسند کرو۔"

24:06 انصاف کرنے والے اللہ کے پاس نور کے منبروں پر ہوں گے:

حضرت عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بے شک انصاف کرنے والے اللہ کے پاس نور کے منبروں پر ہوں گے۔ وہ لوگ جو اپنی حکومت میں اور اپنے گھر والوں میں اور ان کاموں میں جو ان کے حوالے ہیں عدل و انصاف کرتے ہیں۔'' (مسلم)

24:07 تین قسم کے لوگ جنتی ہیں۔

حضرت عیاض بن حماد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تین قسم کے لوگ جنتی ہیں۔

(i) انصاف کرنے والا بادشاہ (ii) وہ آدمی جو مسلمان اور رشتہ داروں کے لئے مہربان اور نرم دل ہو۔

(iii) وہ آدمی جو پاک دامن ہو۔ سوال سے بچنے والا ہو اگرچہ اہل و عیال والا ہو۔

24:08 طلباء کا عدل:

طلباء کا اپنا قیمتی وقت پڑھائی پر صرف کرنا امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنا، اساتذہ اور ماں باپ کا ادب اور فرمانبرداری کرنا، وطن سے محبت کرنا، گناہ کبیرہ سے بچنا، احادیث کا دوسروں تک پہنچانا، اپنے اچھے اخلاق سے دوسروں کو متاثر کرنا اور اپنی پاکیزہ لائبریری میں غیر پاکیزہ کتاب کا نہ رکھنا ہی عدل ہے۔

24:09 خاتون خانہ (House Wife) کا عدل:

خاتون خانہ کا اپنے شوہر کی عزت کرنا، اس کا کہا ماننا، بچوں کی صحیح پرورش کرنا، بچوں کے دلوں میں نبی کریم ﷺ کی محبت پیدا کرنا، گھریلو ملازمین پر تشدد نہ کرنا، ان کی غلطیوں کو بار بار معاف کرنا اُن کے کھانے پینے کا خیال رکھنا، اُن کو وقت پر تنخواہ کی ادائیگی کرنا ہی خاتون خانہ کا عدل ہے۔

24:10 سرکاری ملازمین کا عدل:

سرکاری ملازمین کو اتنا تو علم ہونا چاہیے کہ عدل انسانی وجود کے منصفانہ استعمال میں توازن کا نام ہے۔ اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اپنا کیا ہے؟ اور پرایا کیا ہے؟ حرام اور حلال میں واضح فرق کا علم ہونا چاہیے۔ اسے اتنا احساس تو ہونا چاہیے کہ جو چیزیں گھر میں استعمال ہو رہی ہیں اسٹیشنری وغیرہ وہ کہیں دفتر کی تو نہیں ہیں۔ اسے احساس ہونا چاہیے کہ دفتر کی فوٹو کاپی مشین سے اپنے بچوں کی اسکول کی دستاویزات، کتابیں وغیرہ فوٹو کاپی کروانے سے کہیں وہ عدل میں ڈنڈی تو نہیں مار رہا اور اس کی اس حرکت سے کہیں عدل کا توازن بگڑ جانے سے وہ اللہ کی گرفت میں تو نہیں آ جائے گا۔ اعلیٰ سرکاری افسر اگر اپنے کسی محنتی اور ایماندار افسر یا ماتحت کی ACR محض ذاتی رنجش یا تعصب کی وجہ سے خراب کر رہا ہے تو کیا وہ ایک حق دار کو اس کے حق سے محروم کر کے عدل میں ڈنڈی نہیں مار رہا؟ اسے احساس ہونا چاہئے کہ وہ سرکاری وقت ضائع تو نہیں کر رہا؟ اگر اعلیٰ سرکاری افسر کرپٹ افسر کی انکوائری کرتے وقت پیسے لے کر اسے بری الذمہ قرار دیتا ہے تو کیا وہ عدل میں ڈنڈی نہیں مار رہا؟ اگر سرکاری افسر اور ماتحت عملہ مندرجہ بالا امور کا خیال رکھے تو دفتروں میں عدل قائم ہو جائے گا۔

24:11 حکمرانوں کا عدل:

حکمرانوں کا عدل یہ ہے کہ وہ جو وعدہ عوام سے کریں وہ ہر قیمت پر پورا کریں۔ اپنے وعدے پورے نہ کر کے وہ اللہ تعالیٰ کے غیض وغضب کو دعوت دیتے ہیں۔ حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ عوام کی فلاح و بہبود کے منصوبوں کو تیزی سے مکمل کریں اور حکومت کے ثمرات بغیر خیانت کے عوام تک پہنچائیں اور مجرموں کو قانون کے مطابق سزا دے کر عدل وانصاف کے تقاضے پورے کریں۔

24:12 ماضی کے حکمرانوں کا عدل:

(i) محمود غزنوی کا عدل:

محمود غزنوی کا ایک بھتیجا تھا جسے وہ بیٹے کی طرح چاہتا تھا، لیکن افسوس کہ وہ ایک جرم کی پاداش میں پکڑا گیا۔ جرم اس پر ثابت ہو چکا تھا۔ رعایا منتظر تھی کہ دیکھیں محمود اپنے بھتیجے کو بچانے کے لئے کیا چال چلتا ہے؟ لیکن زمانے نے عدل وانصاف کی وہ مثال دیکھی کہ اسے اپنے آپ پر رشک ہونے لگا کہ یہی وہ زریں ساعتیں ہیں جن میں انصاف کی بلند ترین مثال قائم ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''عدل کا ایک لمحہ ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔''

محمود غزنوی نے اپنے بھتیجے کو اس جرم کی پاداش میں قتل کروا دیا۔ رعایا انگشت بدنداں رہ گئی۔ ان کی گردنیں اس عظیم بادشاہ کے حضور جھک گئیں کیونکہ یہی وہ جلیل القدر ہستی تھی جس نے انصاف کی ایک نادر مثال قائم کر کے اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ انصاف اندھا ہوتا ہے۔

(ii) شہنشاہ جہانگیر کا عدل:

شہنشاہ جہانگیر نے جب عوام کو انصاف ان کی دہلیز پر فراہم کرنے کا فیصلہ کیا تو اپنے محل میں ایک بہت بڑی گھنٹی لگوائی جسے ایک زنجیر کی مدد سے بجایا جاتا تھا اور اعلان کروا دیا کہ عوام میں جس کسی کو انصاف چاہیئے ہو، سو وہ یہ گھنٹی بجا دے، اُسے انصاف ہر قیمت پر مہیا کیا جائے گا۔ حکمران جب اپنے عوام سے وعدہ کرتے ہیں تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سب سے پہلے ان کا امتحان لیتے ہیں۔ جہانگیر کا امتحان اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس طرح سے لیا کہ اس کی ملکہ سے جنگل میں شکار کے دوران تیر ہرن کی بجائے غلطی سے ایک آدمی کو جا لگا جس سے اُس شخص کی موت واقع ہو گئی۔ مرنے والے شخص کی بیوہ روتی پیٹتی شاہی محل پہنچی اور گھنٹی بجا دی۔ اب جہانگیر کے لئے انصاف کرنے کا مرحلہ بڑا نازک کٹھن اور تکلیف دہ تھا۔ عوام میں چہ میگوئیاں زوروں پر تھیں کہ اب دیکھئے شہنشاہ کیا فیصلہ کرتے ہیں؟ شہنشاہ جہانگیر نے سات راتیں جاگ کر بڑے کرب میں گزاریں۔ پھر جب وہ انصاف کی کرسی پر بیٹھا تو عوام سے کیا ہوا اپنا وعدہ یاد آ گیا اور اس نے اپنی چہیتی ملکہ کو جس سے وہ بے حد محبت کرتا تھا، سزائے موت سنا دی۔ اور سب کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ یہ تھا عدل جہانگیری۔ بعد میں مقتول کی بیوہ نے خون بہا لے کر ملکہ کو معاف کر دیا۔

24:13 مسافر کا عدل:

مسافر کا عدل یہ ہے کہ وہ سفر کے سلسلے میں کبھی بھی کسی سے خلافِ قانون کام کے لئے نہ کہے، جس کی وجہ سے اُسے تو ذاتی فائدہ پہنچے مگر دوسرے (فرد، محکمہ یا ملک) کا نقصان ہو۔ مثلاً بیرونِ ملک ہوائی سفر (Air Travel) کرنے والے مسافر کے سامان کا وزن ایئر لائنز (Air Lines) کی مقرر کردہ حد (Limit) سے اگر تجاوز کر جائے تو وہ کسی جان پہچان والے دوست احباب کی تلاش میں سرگرداں نہ رہے کہ اس کا

اضافی سامان مفت (Free) میں نکلوا دیا جائے۔ ایسا کرنا عدل میں ڈنڈی مارنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اگر ہر روز چند افراد بھی ایسا کرنے لگیں تو ملکی ایئر لائنز (Air Lines) اور دیگر مال برداری کے محکموں کو ہر سال کروڑوں روپے کا خسارہ برداشت کرنا پڑے گا۔ عدل اور حب الوطنی کا تقاضا تو یہ ہے کہ آپ اپنے اضافی سامان کا کرایہ خوش دلی سے اور دل برداشتہ ہوئے بغیر ادا کریں مگر کسی کا احسان اپنے سر نہ لیں۔ ایسا کر کے آپ قرآن وحدیثِ نبوی ﷺ پر عمل کریں گے جس میں واضح حکم دیا گیا ہے کہ کبھی کسی سے کچھ نہ مانگو ہاں! البتہ بغیر مانگے ملے تو لے لو۔ خلیفہ مامون الرشید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''ایسے فائدے سے درگزر کرو جو دوسروں کے نقصانات کا باعث ہو۔''

24:14 اللہ تعالیٰ کا عدل:

اللہ تعالیٰ کا عدل یہ ہے کہ جب کوئی معاشرہ نافرمان ہو جائے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات اور احکامات کو نظر انداز کر دے تو اسے ان نافرمانیوں کی سزا ملتی ہے۔ پہلی قومیں اسی طرح تباہ ہوئیں۔ کسی کو بھیانک چیخ نے آلیا۔ کوئی تیز آندھی کی زد میں آ کر زمین پر پٹخ دیا گیا۔ کسی کو بجلی کی کڑک اور کسی کو زمین نگل گئی۔ کسی کو آسمان کھا گیا۔ اور کوئی نافرمان قوم بندر بنا دی گئی۔ کیا یہ واقعات انسان کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں؟

24:15 عدل کا ایک لمحہ:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''عدل کا ایک لمحہ ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔''

24:16 نیک آدمی کو زندگی میں کوئی نقصان نہیں پہنچتا:

مشہور یونانی فلاسفر سقراط کا قول ہے:

''نیک آدمی کو زندگی یا موت کے بعد کوئی نقصان نہیں پہنچتا'' (سقراط)

24:17 انسان کا فخر:

سقراط کے شاگرد افلاطون (Arstotle) کا قول ہے کہ:

''انسان کا فخر اس میں ہے کہ فخر نہ کرے اور باوجود بڑا ہونے کے اپنے آپ کو کمتر خیال کرے۔'' (افلاطون)

24:18 انصاف کا دن ستر دنوں کی عبادت کے برابر ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''انصاف کا دن ستر دنوں کی مسلسل عبادت کے برابر ہے۔ رشوت معاشرتی ناانصافی کا ذریعہ بنتی ہے۔ رشوت دینے اور رشوت لینے والا دونوں دوزخی ہیں۔ نیز عادل حاکم کی دعا قبول ہوتی ہے اور وہ جنتی ہے۔'' (ترمذی)

24:19 عدل وانصاف کے ثمرات:

عدل وانصاف کے بے شمار فوائد اور ثمرات ہیں۔ پورا نظام کائنات ہی عدل وانصاف کے سہارے چل رہا ہے۔ عدل سے معاشرے کو استحکام حاصل ہوتا ہے۔ حق دار کو اس کا حق مل جاتا ہے وہ مطمئن ہو جاتا ہے۔ ظالم کو اس کے ظلم کی سزا مل جاتی ہے اور آئندہ وہ کسی پر ظلم کرنے سے باز رہتا ہے۔ معاشرے میں غریب اور کمزور آدمی کی زندگی محفوظ ہو جاتی ہے۔ اور وہ سکھ کا سانس لیتے ہیں۔ اس طرح ایک صحت مند معاشرہ قائم ہو جاتا ہے۔ اور اس کا سہرا ملک کے عادل حکمرانوں اور جج حضرات پر ہوگا۔ ارشاد نبوی ہے:

"قیامت کے دن امام عادل پر اللہ جل شانہ کا سایہ ہوگا۔" (بخاری)

اور سورۃ المائدہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔" (سورۃ المائدہ: 42)

24:20 اللہ کے عرش کا خصوصی سایہ کن لوگوں پر ہوگا؟

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا "اللہ کے عرش کا خصوصی سایہ کس پر ہوگا؟" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: "یارسول اللہ آپ ﷺ فرمائیں! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ کے عرش کا خصوصی سایہ اُن لوگوں پر ہوگا جو عدل کریں گے۔"

24:21 حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا عدل:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانے میں دو مسافر سفر کے لئے روانہ ہوئے ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں دوسرے کے پاس تین۔ راستے میں ایک تیسرا مسافر بھی ان کے ساتھ ہو گیا۔ کھانے کا وقت ہوا تو تینوں نے روٹیاں برابر بانٹ کر کھالیں۔ تیسرے مسافر نے ان سے بچھڑتے وقت انہیں کھانے کی قیمت آٹھ درہم ادا کر دی۔ پانچ روٹیوں والے مسافر نے تین روٹیوں والے مسافر کو اس میں سے تین درہم دینے چاہے مگر اُس نے تین درہم لینے سے انکار کیا اور کہا کہ مجھے برابر کا حصہ یعنی چار درہم دو۔ اس بات پر اُن میں جھگڑا ہو گیا۔ فیصلے کے لئے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تین روٹیوں والے مسافر کو مشورہ دیا کہ وہ تین درہم قبول کر لے لیکن وہ اپنی بات پر اڑا رہا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: اچھا اگر نہیں مانتے تو میرا فیصلہ یہ ہے کہ تمہیں صرف ایک درہم اور تمہارے ساتھی کو سات درہم ملنے چاہئیں۔ ہر روٹی کے تین برابر برابر ٹکڑے کیے جائیں تو آٹھ روٹیوں کے چوبیس ٹکڑے ہونگے۔ تم تینوں مسافروں میں سے ہر ایک نے آٹھ آٹھ ٹکڑے کھائے۔ جس مسافر کے پاس شروع میں تین روٹیاں تھیں تو ٹکڑوں میں سے آٹھ اُس نے خود کھائے جو ایک ٹکڑا بچا وہ تیسرے مسافر نے کھایا۔ جس مسافر کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اُس نے اُن کے پندرہ ٹکڑوں میں آٹھ ٹکڑے خود کھائے اور جو سات ٹکڑے بچے وہ تیسرے مسافر نے کھائے لہٰذا تین روٹیوں والے مسافر کو ایک ٹکڑے کی قیمت ایک درہم اور پانچ روٹیوں والے مسافر کو سات ٹکڑوں کی قیمت سات درہم ملنی چاہیے۔

24:22 حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا عدل:

حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ فلاں شخص کی بکریوں نے میری کھڑی فصل تباہ و برباد کر دی ہے۔ مجھے بہت نقصان ہوا

ہے۔آپ انصاف کریں۔حضرت داؤد علیہ السلام نے پوچھا فصل کی کل مالیت کتنی بنتی ہے۔فصل کی قیمت تقریباً اُن بکریوں کی قیمت کے برابر بنتی تھی جنہوں نے کھیت چرے تھے۔حضرت داؤد علیہ السلام نے حکم دیا کہ تمام بکریاں اُس شخص کو دے دی جائیں جس کی فصل ضائع ہوئی تھی۔جب حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس سے بہتر فیصلہ کرتا۔یہ بات حضرت داؤد علیہ السلام کے علم میں آئی تو آپ علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے پوچھا کہ اپنا فیصلہ ہمیں بھی تو بتاؤ۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ بکریاں تو میں اسی طرح اسے دے دیتا جس کی فصل ضائع ہوئی تھی کہ وہ بکریوں کا دودھ اور اون وغیرہ بیچ کر فائدہ اٹھائے مگر ایک مخصوص مدت تک اور زمین بکریوں والے کے حوالے کرتا کہ اس پر فصل کاشت کرو اور جب فصل اس مقام تک پہنچے جہاں پر اُسے بکریوں نے ضائع کیا تھا تو فصل اور زمین واپس کر کے اپنی بکریاں واپس لے لینا۔
حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنا فیصلہ واپس لے لیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ نافذ کر دیا۔

24:23 عدل وانصاف سے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کریم کے اقوال زریں:

(i) ''وہ بے شک تمام کاموں میں سب سے زیادہ ثواب والا کام انصاف کرنا اور بلاشبہ سب سے بہتر خلق پرہیز گاری اور پاک دامن رہنا ہے۔''

(ii) ''جو شخص عدل وانصاف کرتا ہے اس کا حکم سب لوگ قبول کر لیتے ہیں۔''

(iii) ''انصاف ہر کسی کو بھاتا ہے۔جب کہ ظلم سے ہر کوئی گھبراتا ہے۔''

(iv) ''عدل وانصاف پر چلنا بزرگی کی نشانی ہے اور فضیلت کی جامع صفات کو حاصل کرنا کامل شرافت کی علامت ہے۔''

(v) ''جو شخص انصاف کے زیور سے آراستہ ہو جاتا ہے وہ شریفوں کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔''

(vi) ''جو شخص عدل وانصاف اختیار کرتا ہے اس کی عزت اور قدر بڑھ جاتی ہے۔اور جو شخص ظلم کی چال پکڑتا ہے اس کی عمر گھٹ جاتی ہے۔''

(vii) ''جو شخص عدل وانصاف کے اصول پر چلتا ہے وہ زور اور قوت حاصل کر لیتا ہے۔''

(viii) ''سب سے بڑا عادل وہ فرد ہے جو ایسے لوگوں کے ساتھ انصاف کرے جو اس پر ظلم کرتے ہیں۔''

(ix) ''سیاست میں عدل کرنے کے برابر کوئی ریاست نہیں''۔

(x) انصاف تمام عمدہ صفات میں سے افضل صفت اور ظلم تمام رذیل خصائل میں سے بدترین خصلت ہے۔''

باب: 25

صبر و استقامت

25:00: صبر واستقامت:

صبر کسی جبر یا اذیت دینے والی کربناک مصیبت کا نام نہیں ہے بلکہ انسان کا مصیبت و آزمائش کے وقت اللہ تعالیٰ کی مرضی ومنشاء (مصلحت) کو شامل حال دیکھ کر گلہ شکوہ وشکایت کے کلمات زبان پر نہ لانے کا نام ''صبر'' ہے۔ انسان کو صبر کی تلقین کی گئی ہے کیونکہ زندگی میں ہر کام انسان کی مرضی ومنشاء کے مطابق نہیں ہوتا۔ اسی طرح سے استقامت کا مطلب ہے قائم ہو جانا۔ اللہ کو اللہ کہہ کر یعنی اس کو اپنا رب مان کر اس پر قائم ہو جانا ہی استقامت ہے۔ اللہ تعالیٰ کو صبر واستقامت بہت پسند ہے۔ مسلمانوں کو صبر واستقامت کی بہت تلقین کی گئی ہے۔

A۔ صبر واستقامت...... احکامات خداوندی:

25:01 صبر کرنے والوں کے لئے (اللہ کی) خوشنودی کی بشارت:

سورۃ البقرہ میں فرمان الٰہی ہے کہ وہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

''اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میوؤں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے۔ تم صبر کرنے والوں کو (خدا کی خوشنودی کی) بشارت سنا دو۔'' (سورۃ البقرہ:155)

25:02 اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے:

(i) سورۃ البقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد لیا کرو۔ بے شک خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

(سورۃ البقرہ:153)

(ii) سورۃ انفال میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کیا کرو۔ اور آپس میں نہ جھگڑو ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔'' (سورۃ انفال:46)

25:03 صبر کرنا ہمت کا کام ہے:

سورۃ الشوریٰ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور جو صبر کرے اور قصور معاف کر دے تو یہ ہمت کے کام ہیں۔'' (سورۃ الشوریٰ:43)

25:04 صبر کرنے والوں کے لئے بے شمار ثواب کی نوید:

(i) سورۃ الزمر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''جو صبر کرنے والے ہیں اِن کو بے شمار ثواب ملے گا۔'' (سورۃ الزمر:10)

(ii) سورۃ المزمل میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور جو باتیں لوگ بنا رہے ہیں ان پر صبر کرو اور شرافت کے ساتھ ان سے الگ ہو جاؤ۔''

(سورۃ المزمل:10)

(iii) سورۃ المدثر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور اپنے پروردگار کے لئے صبر کرو۔'' (سورۃ المدثر:10)

(iv) سورۃ یوسف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔'' (سورۃ یوسف:90)

(v) سورۃ ھود میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''ہاں! جنہوں نے صبر کیا اور نیک عمل کئے یہی ہیں جن کے لئے بخشش اور اجرِ عظیم ہے۔'' (سورۃ ھود:01)

25:05 صبر کرنے والے لوگ گھاٹے (نقصان) میں نہیں ہیں:

سورۃ العصر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''عصر کی قسم کہ انسان گھاٹے (نقصان) میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور آپس میں حق (بات) کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔'' (سورۃ العصر:1 تا 3)

25:06 صدق دل سے اللہ کو مان کر اُس پر قائم رہنا ہی استقامت ہے:

سورۃ احقاف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار خدا ہے پھر وہ اس پر قائم رہے تو ان کو نہ کچھ خوف ہوگا نہ وہ غمناک ہوں گے۔ یہی اہل جنت ہیں کہ ہمیشہ اس میں رہیں گے یہ اس کا بدلہ ہے جو وہ کیا کرتے تھے۔''

(سورۃ احقاف:13,14)

25:07 استقامت اختیار کرنے والوں کے لئے بہشت کی خوشخبری:

سورۃ حٰمٓ السجدہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار خدا ہی ہے پھر وہ اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) نہ خوف کرو نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تمہیں وعدہ کیا جاتا ہے خوشی مناؤ، ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی تمہارے رفیق ہیں۔ اور وہاں جس نعمت کو تمہارا جی چاہے گا تم کو

ملے گی اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے موجود ہوگی۔ خدا غفور و رحیم کی طرف سے مہمان نوازی ہوگی۔''
(سورۃ حمٰہ السجدہ:30,32)

B۔ صبر استقامت ...... ارشاداتِ گرامی نبی کریم ﷺ

25:08 کسی شخص کو صبر سے بہتر اور وسیع تر عطیہ نہیں دیا گیا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے دست سوال دراز کیا آپ ﷺ نے انہیں دیا۔ پھر دوبارہ سوال کیا آپ ﷺ نے پھر انہیں دیا۔ یہاں تک کہ جو مال آپ ﷺ کے پاس تھا ختم ہو گیا۔ تمام مال ختم کر لینے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو مال میرے پاس ہے میں اس کو تم سے روک نہیں سکتا البتہ جو شخص سوال کرنے سے کنارہ کش رہا اللہ تعالیٰ اس کو بچاتے ہیں اور جو شخص استغناء (بے نیازی) اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو غنی کر دیتے ہیں اور جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو صابر بنا کر دیتے ہیں۔ اور کسی شخص کو صبر سے بہتر اور وسیع تر عطیہ نہیں دیا گیا۔'' (متفق علیہ)

25:09 صبر و شکر صرف مومن کا استحقاق ہے:

حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مومن کا معاملہ کس قدر اچھا ہے۔ اس کے جملہ امور اس کے لئے خیر و برکت کا باعث ہیں اور یہ استحقاق صرف مومن کو حاصل ہے۔ اگر اس کو کوئی خوش کن بات پہنچتی ہے تو وہ ''شکر'' ادا کرتا ہے اور یہ اسی کے لئے بہتر ہے۔ لیکن اگر اس کو تکلیف دہ خبر پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہے۔'' (مسلم)

25:10 صبر کا پھل سوائے جنت کے کوئی بدلہ نہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میرے پاس مومن انسان کے لئے جب میں اس کی دنیوی محبوب چیز کو چھین لوں اور وہ صبر کرے، سوائے جنت کے کوئی بدلہ نہیں۔'' (بخاری)

25:11 استقامت انسان کو کسی سے سوال کرنے سے روک دے گی:

حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات بتائیے کہ آپؐ کے بعد پھر کسی سے سوال کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''کہو میرا اللہ پر ایمان ہے پھر اس پر استقامت اختیار کر۔'' (مسلم)

25:12 بینائی سے محرومی پر صبر کرنے کا بدلہ جنت ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ:

''اللہ عزوجل نے فرمایا جب میں اپنے بندے کو اس کی دو محبوب چیزوں (آنکھوں) میں مبتلا کردوں (یعنی بینائی جاتی رہے) اس پر وہ صبر کرے ان کے عوض میں اس کو جنت عطا کرتا ہوں۔''

25:13 پہلی چوٹ پر صبر:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک عورت کے پاس سے گذرے وہ ایک قبر کے پاس رو رہی تھی آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے ڈر اور صبر اختیار کر۔'' عورت بولی: جاؤ اپنا کام کرو۔ آپ ﷺ کو مجھ جیسی مصیبت کا سامنا نہیں ہوا۔'' عورت نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا۔ اس سے کہا گیا یہ تو نبی ﷺ تھے۔ تو وہ آپ ﷺ کے مکان پر آئی وہاں کوئی دربان موجود نہ تھا آپ ﷺ سے معذرت کرتے ہوئے کہا میں نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''صبر تو پہلی چوٹ پر ہوتا ہے۔''

ایک روایت میں ہے کہ عورت اپنے بچے پر رو رہی تھی۔

25:14 طاعون کی بیماری میں صبر کرنے کی تلقین:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے بارے میں دریافت کیا آپ ﷺ نے اُن کو بتایا۔ طاعون عذاب الٰہی تھا جن لوگوں پر چاہتا تھا مسلط کر دیتا تھا۔ اب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس کو ایمانداروں کے لئے رحمت بنادیا ہے۔ پس جو مومن انسان طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو جائے وہ صبر اور طلب ثواب کی نیت سے اپنے شہر میں ہی رہے اس بات پر یقین کرلے کہ اللہ نے جو لکھ دیا ہے وہ پہنچ کر رہے گا تو اس کو شہید کے برابر ثواب ملے گا۔''

25:15 صبر کرنے والے کے لئے حوض کوثر پر ملنے کی نوید:

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! مجھے عامل بنادیجئے جیسا کہ آپ ﷺ نے فلاں انسان کو عامل بنایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم میرے بعد ترجیحی سلوک دیکھو گے پس تمہیں صبر کرنا ہوگا یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر تمہاری میرے ساتھ ملاقات ہو۔''

25:16 جنگ میں مقابلہ صبر واستقامت سے کرو:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ دشمن کے مقابلے میں سورج کے ڈھلنے کا انتظار فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا:

''اے لوگو! دشمن کے ساتھ جنگ کی تمنا نہ کرو اور اللہ سے سلامتی کا سوال کرو، پس جب تمہارا ان سے مقابلہ ہو جائے تو صبر کرو اور (اچھی طرح جان لو) کہ جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔''

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اے اللہ! کتاب نازل فرمانے والے، بادلوں کو چلانے والے، لشکروں کو شکست دینے والے، ان کو شکست دے اور ان پر ہمیں غالب فرما۔'' (متفق علیہ)

25:17 صبر کی کوشش کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرے گا خدا اس کو صبر بخشے گا اور صبر سے زیادہ بہتر اور بہت سی بھلائیوں کو سمیٹنے والی بخشش اور کوئی نہیں۔'' (بخاری، مسلم)

25:18 صبر کریں دین اسلام غالب ہو کر رہے گا:

جس زمانے میں مکے کے سنگ دل لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھیوں پر بے پناہ ظلم وستم ڈھا رہے تھے انہی دنوں کا ایک واقعہ حضرت خباب بن الادت ؓ فرماتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ بیت اللہ کے سایے میں چادر سر کے نیچے رکھے آرام فرما رہے تھے۔ ہم آپ ﷺ کے پاس شکایت لے کر پہنچے۔ یارسول اللہ (ﷺ)! آپ ﷺ ہمارے لئے خدا سے مدد طلب نہیں فرماتے آپ ﷺ اس ظلم کے خاتمے کی دُعا نہیں کرتے (آخر یہ سلسلہ کب تک دراز رہے گا اور کب یہ مصائب کا دور ختم ہوگا؟) نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا:

''تم سے پہلے ایسے لوگ گزرے ہیں کہ ان میں سے بعض کے لئے گڑھا کھودا جاتا۔ پھر اُس کو اس گڑھے میں کھڑا کر دیا جاتا۔ پھر آرا لایا جاتا اور اس کے جسم کو چیرا جاتا یہاں تک کہ اس کے جسم کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے۔ پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرتا۔ اور اس کے جسم میں لوہے کے کنگھے چبھوئے جاتے جو گوشت سے گزر کر ہڈیوں اور پٹھوں تک پہنچ جاتے مگر وہ خدا کا بندہ حق سے نہ پھرتا۔ قسم ہے خدا کی یہ دین غالب ہو کر رہے گا۔ یہاں تک کہ سوار صنعاء (یمن کے دارالخلافے) سے حضر موت تک کا سفر کرے گا اور راستے میں خدا کے سوا اس کو کسی کا خوف نہ ہوگا۔ البتہ چرواہوں کو صرف بھیڑیوں کا خوف رہے گا کہ کہیں بکری نہ اٹھا لے جائیں لیکن افسوس کہ تم جلدی مچا رہے ہو۔''

(بخاری)

25:19 مصیبت کے نازل ہونے پر صبر کرنے کا حکم:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''وہ ہم میں سے نہیں جس نے مصیبت کے نازل ہونے پر گالوں کو پیٹا، گریباں کو چاک کیا اور جہالت کے کلمات منہ سے نکالے۔''

25:20 غم کے وقت خاموشی سے آنسوؤں کا بہہ جانا رحمت ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو سیف لوہار کے گھر میں داخل ہوئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دودھ پلانے والی خاتون کے خاوند تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اٹھایا، چوما اور گلے سے لگایا۔ اس کے بعد جب دوسری مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں تشریف لے گئے تو اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام قریب المرگ تھے۔ بیٹے کی حالت دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسوؤں کو دیکھ کر عرض کیا ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ کے رسول'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے ابن عوف خاموشی سے آنسوؤں کا بہہ جانا رحمت ہے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بے شک آنکھ آنسو بہا رہی ہے اور دل غمزدہ ہے لیکن ہم وہی کہیں گے جس سے ہمارا رب راضی ہو جائے۔ اے ابراہیم ہم تیرے فراق سے ضرور غمزدہ ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسوؤں اور دل کے حزن کی وجہ سے عذاب نہیں دیتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ ''بلکہ اس کی وجہ سے عذاب دیتا ہے یا رحم کرتا ہے۔''

25:21 اللہ تعالیٰ کے قہر وعذاب کی ایک وجہ فقدان صبر بھی ہے:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

''اس (اللہ) کا قہر وعذاب تو صرف بندہ کے فقدان صبر، اتباع ہوس، بے ادبی اور ترک تسلیم و رضا کے باعث ظہور میں آیا کرتا ہے۔'' (فتوح الغیب)

25:22 اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی نہ ہونا:

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''جو شخص اللہ کے فیصلے پر راضی نہ ہو، اس کی بے وقوفی کا کوئی علاج نہیں۔'' (احیاء العلوم)

25:23 صبر و استقامت۔ اقوال زریں حضرت علی کرم اللہ وجہہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

(i) ''مصائب کا مقابلہ صبر سے اور نعمتوں کی حفاظت شکر سے کرو۔''

(ii) ''انسان کا کمال تین باتوں میں ہے۔ (1) مصیبتوں پر صبر کرنا (2) مطالب کے حاصل کرنے میں ناجائز باتوں سے بچنا (3) سائلوں کی حاجت روائی کرنا۔''

(iii) ''صبر ایمان کی چوٹی اور معافی ایک اعلیٰ درجے کی نیکی ہے۔''

(iv) ''مصیبت میں صبر کرنا یقیناً ثواب کو صابر کی طرف کھینچتا ہے۔''

(v) ''جنت کی نعمتوں سے وہی شخص فائدہ اٹھائے گا جو دنیا کے مصائب پر صبر کرتا ہے۔''

(vi) ''جب تک انسان صبر کے کڑوے نسخہ کو نہ پیئے اجر وثواب کا میٹھا پھل حاصل نہیں کر سکتا۔''

(vii) ''اگر صبر کرے گا تو نیکو کاروں کے درجے پائے گا اور اگر بے صبری کرے گا تو یہ تجھے دوزخ میں لا ڈالے گی۔''

(viii) ''یہ بات یقینی ہے کہ جو شخص صبر سے مدد لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ضرور مدد فرماتا ہے۔''

(ix) ''صبر اور بردباری کو لازم پکڑ کیونکہ جو شخص ان کو لازم پکڑتا ہے اس پر سب مشکل آسان ہو جاتی ہے۔''

(x) ''جو علم حاصل کرنے کی تکلیف پر صبر نہیں کرتا وہ ہمیشہ جہالت کی ذلت میں مبتلا رہتا ہے۔''

(xi) ''فرائض کو بخوبی سرانجام دینے کا نام استقامت ہے۔''

(xii) ''استقامت کے راستے کو لازم پکڑو کیونکہ آخرت کی عزت حاصل کراتی اور وہاں کی ندامت سے بچاتی ہے۔''

(xiii) ''خوشی ہے اس انسان کے لئے جو اپنے رب تعالیٰ کی مدد اور حمایت اور اپنے ہادی کی ہدایت سے استقامت کے راستے پر چلے۔''

(اقوال حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا انسائیکلوپیڈیا)

باب: 26

امانت و دیانت

26:00: امانت و دیانت:

ہر انسانی زندگی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی امانت ہے۔ اپنی اور دوسروں کی زندگی کی حفاظت کرنا ہمارا نہ صرف مذہبی فریضہ ہے بلکہ یہ ایک اہم معاشرتی ذمہ داری بھی ہے۔ جب کوئی انسان کسی انسان کو جان سے مار ڈالے یا کسی کا کوئی حق مارے یا کسی کی امانت صاحبِ امانت تک پہنچانے میں ناکام رہے تو وہ شخص امانت میں خیانت کا مرتکب ہوتا ہے۔ خودکشی بھی امانت میں خیانت ہے۔ اسی لئے اسے حرام قرار دیا گیا ہے۔ یہ تمام اعمال عذابِ الٰہی کو دعوت دیتے ہیں۔ ہمیں اس بات کا احساس تک نہیں ہوتا کہ ہم خالق کائنات کے احکامات اور سرورِ کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادتِ گرامی قدر کی حکم عدولی کر رہے ہیں۔ ایک سچا مسلمان اس قسم کی حکم عدولی کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ قانونِ قدرت ہے کہ جس علاقے میں لوگ دیانت دار ہوں گے وہاں رزق کی فراوانی ہوگی اور روزگار کے مواقع بکثرت پیدا ہوں گے۔

امانت و دیانت اہل ایمان کے لین دین کے معاملوں میں ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ ایک انتہائی اہم اور اعلیٰ اخلاقی صفت ہے جو ہر مسلمان میں ہونی چاہئے۔ دیانت دار کا مطلب ہے مکمل ہونا۔ بددیانتی ہمارے شخصی اور معاشرتی ارتقاء کو روک دیتی ہے۔ جب ہم دیانت داری اپناتے ہیں تب ہی ہمیں دنیا میں سکون محسوس ہوتا ہے۔ ہم دیانت داری اسی وقت اپنا سکتے ہیں جب ہمارا ضمیر جاگ رہا ہو۔ بددیانتی کا خمیازہ بددیانت انسان کے علاوہ اس کے خاندان کو اور پورے معاشرے کو بھگتنا پڑتا ہے۔ بددیانتی ہمارے آپس کے لین دین تجارت اور تعلقات اور اس کے علاوہ اعصابی نظام کو مجروح کرتی ہے اور ذہنی سکون سے محروم کر دیتی ہے۔

26.01: امانت بحفاظت صاحبِ امانت تک پہنچانا ایک عظیم ذمہ داری ہے:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے امانت اور وعدے کی پابندی کو فلاح قرار دیا ہے۔ یہ وہ نیکی ہے جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ امانت و دیانت کی کئی قسمیں ہیں، ان کا تعلق صرف روپے پیسے سے ہی نہیں بلکہ اگر کسی نے آپ کے پاس کوئی چیز رکھی ہے تو طلب کرنے پر اسے جوں کی توں واپس کر دینا امانت و دیانت ہے۔ اگر آپ پر کسی کا کوئی حق نکلتا ہے تو اس حق کا ادا کرنا امانت ہے۔ کسی کا راز اپنے دل میں رکھنا اور اسے عام نہ کرنا امانت ہے کسی کے متعلق کسی محفل میں کچھ سن لیا تو وہ بات وہیں کی وہیں رکھنا امانت ہے۔ کوئی کسی بات پر آپ سے مشورہ کرے تو وہ بات کسی کو نہ بتانا امانت ہے۔ ملازم اپنی ذمہ داریاں ایمانداری سے قواعد کے مطابق ادا کرے، یہ امانت ہے اگر نہیں کرتا یہ امانت میں خیانت ہے۔ شوہر بیوی کے تعلقات امانت ہیں۔ ان کا ذکر کسی کے سامنے نہیں ہو سکتا۔ یہی شرم وحیاء کا بھی تقاضا ہے۔ اگر کسی غیر ملک سے آتے وقت آپ کے دوست نے اپنے ماں باپ، بہن بھائی یا رشتہ داروں کے لئے کچھ تحفے تحائف بھیجے ہیں تو ان کا صحیح وسالم پہنچا دینا امانت ہے اور ان اشیاء کا نہ پہنچانا یا پوری تعداد میں نہ پہنچانا امانت میں خیانت ہوگی۔ اسی طرح اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی دی ہوئی جان اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی مرضی کے مطابق اس کے حوالے کر دینا بھی امانت و دیانت ہے۔

26.02 امانت و دیانت......احکاماتِ خداوندی:

(i) سورۃ النساء میں ارشادِ خداوندی ہے:

''خدا تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو۔'' (سورۃ النساء:58)

(ii) سورۃ المعارج میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''یقیناً فلاح پائی ہے ایمان لانے والوں نے جو اپنی امانتوں اور اقراروں کا پاس کرتے ہیں۔''

(سورۃ المعارج:32)

(iii) سورۃ الانفال میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو! نہ تو اللہ اور رسول (ﷺ) کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم (ان باتوں کو) جانتے ہو۔'' (سورۃ الانفال:27)

26.03 امانت و دیانت...... ارشاداتِ گرامی نبی کریم ﷺ:

(i) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''منافق کی تین علامتیں ہیں ① جب بات کرتا ہے تو کذب بیانی سے کام لیتا ہے۔ ② جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے۔ ③ اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ اگرچہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھے۔'' (مسلم)

(ii) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''چار خصلتیں جس میں ہوں وہ خالص منافق ہوگا اور جس کے اندر ان میں سے ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی، یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے، وہ یہ ہیں:

① جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ خیانت کرے۔

② جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

③ جب عہد کرے تو بدعہدی کرے۔

④ جب جھگڑا کرے تو بدزبانی کرے۔ (بخاری و مسلم)

(iii) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب کبھی خطبہ پڑھا یہ ضرور فرمایا:

''جس میں امانت نہیں اُس کا ایمان نہیں اور جس میں پابندیٔ عہد نہیں اس کا دین نہیں۔''

26.04 امانت و دیانت سے متعلق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ارشادات:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''تم کسی کی نماز کی طرف مت دیکھو۔ تم کسی کے روزہ کی طرف مت دیکھو۔ مگر یہ دیکھو کہ جب وہ بات کرتا ہے تو سچ بولتا ہے، جب امین بنایا جائے تو امانت صاحبِ امانت تک پہنچاتا ہے، اور جب دنیا میں مبتلاء

ہوتو پرہیز گار رہے۔"

آپ نے مزید فرمایا:

"تم کسی کی نماز روزہ سے دھوکہ مت کھانا جو چاہے نماز پڑھے اور جو چاہے روزہ رکھے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس کا ایمان نہیں جس میں امانت نہیں۔"

اور یہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ:

"کسی آدمی کے طنطنہ پر مت جاؤ جو شخص امانت ادا کرے اور آدمیوں کی برائی بھلائی سے بچے وہ مبارک بندہ ہے۔"

26.05 خیانت کرنے والے سے بھی خیانت نہ کرو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے تمہیں امین بنایا ہے اس سے خیانت نہ کرو اور جس نے تم سے خیانت کی اُس سے بھی خیانت نہ کرو۔"

26.06 دودھ میں پانی نہ ملانے کا حکم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"دودھ میں پانی مت ملایا کرو (یعنی دودھ میں پانی ملا کر نہ بیچا کرو) اس لئے کہ پہلے زمانے میں ایک شخص ایسا کرتا تھا، ایک دن اس نے ایک بندر خریدا اور اس کو اپنے ساتھ لے کر دریائی سفر پر روانہ ہوا۔ چنانچہ جب کشتی دریا کے درمیان میں پہنچ گئی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بندر کے دل میں اس کے مال یعنی دیناروں کی تھیلی کا خیال پیدا کر دیا۔ چنانچہ بندر نے اپنے مالک کی تھیلی اُٹھائی اور کشتی کے بادبان پر چڑھ گیا۔ اور وہاں سے اُس نے تھیلی کھول کر ایک دینار کشتی میں اور ایک دینار دریا میں پھینکنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ وہ تھیلی خالی ہوگئی۔ اس طرح اس نے پانی کی قیمت پانی میں اور دودھ کی قیمت کشتی میں برابر ڈال دی۔" (بیہقی)

بیہقی نے یہ روایت بھی کی ہے کہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا جو پانی ملا ہوا دودھ فروخت کرنے کے لئے لے جا رہا تھا۔ آپ نے اس کو مخاطب کر کے فرمایا کہ قیامت کے دن تیرا کیا حال ہوگا جب تجھ سے کہا جائے گا کہ دودھ کو پانی سے الگ کر دے۔ (بیہقی)

26.07 دودھ میں پانی نہ ملانے کا اجر:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ حکومت میں دودھ میں پانی ملانے کی سختی سے ممانعت کر رکھی تھی۔ ایک دن علی الصبح وہ مدینہ طیبہ کے نواح

میں گشت پر نکلے۔ چلتے چلتے ایک گھر سے آنے والے ایک عورت کی آواز سن کران کے قدم رک گئے۔ وہ عورت اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی:

"صبح ہونے کو آئی ہے اور تو نے ابھی تک دودھ میں پانی نہیں ملایا۔" لڑکی نے جواب دیا: "ماں! میں دودھ میں پانی کیسے ملاؤں، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ امیر المؤمنین نے ملاوٹ سے منع کیا ہے؟" ماں: "لوگ ملاوٹ کرتے ہیں تو بھی کرلے۔ امیر المؤمنین اس وقت کوئی دیکھ تھوڑے رہے ہیں۔ ان کو اس کا کیسے پتہ چلے گا؟" لڑکی: "اگر عمر نہیں دیکھ رہا تو اس کا اللہ تو دیکھ رہا ہے۔ میں ایسا کام نہیں کروں گی جس کی عمر نے ممانعت کی۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ باتیں سن کر اپنے گھر واپس آجاتے ہیں۔ اپنے خادم خاص اسلم سے کہتے ہیں کہ "اس جگہ جاؤ اور دیکھو وہ لڑکی کون ہے جس نے یہ باتیں کیں، کیا ان کا کوئی آدمی ہے؟" اسلم نے آکر رپورٹ دی کہ وہ لڑکی ایک بیوہ کی ہے اور کنواری ہے اور ان کے علاوہ گھر میں کوئی مرد نہیں ہے۔ قصہ مختصر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس لڑکی کی شادی اپنے بیٹے عاصم سے کردی اور کہا "ممکن ہے کہ یہ لڑکی کسی ایسے شہسوار کو جنم دے جو عرب کی شان بنے۔ اس لڑکی کا نام لیلیٰ تھا اور قبیلہ بنی بلال سے اس کا تعلق تھا۔ اس کے یہاں دو لڑکیاں پیدا ہوئیں ان میں سے ایک لڑکی "اُمِ عاصم" کے نام سے تاریخ کے صفحات میں جگہ پاتی ہے، اُس کی شادی معروف اُموی خلیفہ مروان کے فرزند عبدالعزیز سے ہوتی ہے۔ جن کے یہاں ایک بیٹا پیدا ہوا، جس کا نام عمر بن عبدالعزیز تھا۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ایک فوجی جرنیل ہی نہیں بلکہ ایک عالم فاضل شخصیت کے مالک بھی تھے جو کہ بعد میں خلیفہ بنے۔ مؤرخین انہیں عمر ثانی کہتے ہیں۔

26.08 ایماندار تاجر کا رُتبہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"سچائی اور امانت داری کے ساتھ معاملہ کرنے والا تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔"

(سنن، ترمذی)

26.09 سچائی کے ساتھ تجارت نہ کرنیوالے تاجر قیامت کے دن فاسق وفاجر کی حیثیت سے اُٹھائے جائیں گے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تاجر قیامت کے دن فاسق وفاجر کی حیثیت سے اُٹھائے جائیں گے مگر جو نیک ہیں اور پرہیزگاری وسچائی کے ساتھ تجارت کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ یہ معاملہ نہیں ہوگا۔" (سنن، ترمذی)

26.10 حضرت لقمان علیہ السلام کو جو فہم وشعور حاصل ہوا وہ راست بازی اور امانت داری اختیار کرنے کی وجہ سے ہوا:

حضرت لقمان علیہ السلام اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نیک بندے تھے۔ جنہیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے حکمت یعنی عقل وفہم اور دینی بصیرت میں ممتاز مقام عطا فرمایا تھا۔ ان سے کسی نے پوچھا یہ فہم وشعور آپ کو کس طرح حاصل ہوا؟ انہوں نے فرمایا:

"راست بازی، امانت داری اور بے فائدہ باتوں سے اجتناب کی وجہ سے۔" (تفسیر ابن کثیر)

26.11 خدا نیک لوگوں کے ساتھ ہے:

سورۃ عنکبوت میں ارشادِ خداوندی ہے:

''اور جن لوگوں نے ہمارے لئے کوشش کی ان کو ضرور اپنے راستے دکھادیں گے اور اللہ تو نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔'' (سورۃ العنکبوت:69)

26.12 ذرہ بھر نیکی کا اجر:

سورۃ الزلزال میں ارشادِ خداوندی ہے:

''جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔'' (سورۃ زلزال:08)

26.13 کسی ملازم کا اپنے مالک سے کسی چیز کا چھپانا خیانت ہے:

حضرت عدی بن عمیرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، فرماتے تھے کہ تم میں سے جس انسان کو ہم کسی ملازمت پر متمکن کریں وہ ہم سے سوئی کے برابر یا اس سے زیادہ کسی چیز کو چھپائے گا تو یہ خیانت ہے، جس کو قیامت کے دن لانا پڑے گا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انصار قبیلہ سے سیاہ فام ایک آدمی کھڑا ہو گیا۔ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھ سے استعفیٰ لے لیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا؟ اس نے عرض کیا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ایسے فرمارہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اب بھی کہتا ہوں کہ ہم جس شخص کو کسی کام کی ذمہ داری سونپیں گے تو اس کو قلیل اور کثیر سب کچھ حاضر کرنا پڑے گا۔ پھر جو مال اسے دیا جائے وہ پکڑ لے اور جس سے روکا جائے اس سے باز رہے۔'' (رواہ مسلم)

26.14 امانت و دیانت سے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اقوالِ زرّیں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ

(i) ''جس میں امانت داری نہیں اس میں ایمان نہیں۔''

(ii) ''جس شخص کی دیانت داری درست اور صحیح ہوتی ہے اس کی امانت داری بھی ٹھیک ہوتی ہے۔''

(iii) ''جو شخص امین سمجھ کر تجھے کوئی امانت سونپے اس کے ساتھ دھوکہ کرنا کفر ہے۔''

(iv) ''جو شخص تجھے امین سمجھ کر کوئی امانت تیرے حوالے کرے اس کی امانت ادا کر دے اور جو شخص تیری امانت میں خیانت کرے تو اس کی امانت میں بھی خیانت نہ کر۔''

(v) ''جس میں صفتِ امانت نہیں، جس میں عقل نہیں، اس کے دین کا کوئی امکان نہیں اور جس کے پاس کوئی نیک عمل نہیں اس کے لئے کوئی ثواب نہیں۔''

باب: 27

ناپ تول پورا کرو

27:00: ناپ تول پورا کرو:

ناپ تول کا معاملہ اس قدر اہم ہے کہ رب کائنات نے اسے پورے نظامِ کائنات کے ساتھ منسلک کر دیا اور بتا دیا کہ اگر اس میں کمی بیشی کرو گے تو کائنات کا نظام جو عدل وقسط کی میزان پر قائم ہے وہ خراب (Disturb) ہو جائے گا۔

وہ برائیاں جو معاشرے میں ظلم وناانصافی اور فساد فی الارض کا باعث بنتی ہیں، یا ماضی میں جن کے باعث قوموں پر عذاب الٰہی نازل ہوا اور جن کے بارے میں قرآن مجید میں سخت الفاظ میں انتباہ کیا گیا اور جن کے ارتکاب پر تباہی، پھٹکار، لعنت اور جہنم کی وعیدیں سنائی گئیں، ان میں ایک برائی ناپ تول میں کمی ہے۔

27.01 ترازو میں ڈنڈی نہ مارو......اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا سخت حکم:

سورۃ رحمٰن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''آسمان کو اس نے بلند کیا اور میزان قائم کر دی۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ تم میزان میں خلل نہ ڈالو۔ انصاف کے ساتھ ٹھیک ٹھیک تولو اور ترازو میں ڈنڈی نہ مارو۔'' (سورۃ الرحمٰن:7 تا 9)

27.02 تباہی ہے ڈنڈی مارنے والوں کے لئے:

ناپ تول میں کمی بیشی معاشرے پر اس قدر اہم مگر برے اثرات مرتب کرتی ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے انسان کو یہ حقیقت سمجھانے کے لئے قرآن پاک میں ایک سورۃ ہی ''المطففین'' کے نام سے نازل کر دی۔ اس سورۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''تباہی ہے ڈنڈی مارنے والوں کے لئے جن کا حال یہ ہے جب لوگوں سے لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ناپ یا تول کر دیتے ہیں تو انہیں گھاٹا دیتے ہیں۔ کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ ایک بڑے دن یہ لوگ اُٹھا کر لائے جانے والے ہیں؟ اس دن جب کہ سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔'' (سورۃ المطففین:1 تا 6)

27.03 جب بیچو اور خریدو تو ناپ تول کر لو:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جب بیچو تو ناپ تول کر لو اور جب خریدو تو ناپ تول کر لو۔'' (بخاری باب:1326)

جس چیز سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے ''وہ غلہ ہے جو قبضہ سے پہلے بیچا جائے۔'' (بخاری:1330: 1992)

27.04 قرآنِ پاک میں بار بار تاکید کی گئی ہے کہ ناپ تول پورا کرو:

(i) سورۃ انعام میں ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور ناپ تول کو پورا کرتے رہو۔'' (سورۃ الانعام:16)

(ii) سورۃ الاعراف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''ناپ تول کو پورا رکھو۔'' (سورۃ الاعراف:9)

(iii) سورۃ ہود میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''ناپ اور تول کو پورا کرو۔'' (سورۃ ہود:9)

''ناپ تول کو گھٹاؤ نہیں۔'' (سورۃ ہود:9)

(iv) سورۃ بنی اسرائیل میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور جب (کوئی چیز) ماپ کر دینے لگو تو پیمانہ پورا بھرا کرو اور جب تول کر دو تو ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو۔ یہ بہت اچھی بات ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی بہت بہتر ہے۔'' (بنی اسرائیل: 35)

(v) سورۃ المطففین میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''ماپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے خرابی ہے جو لوگوں سے ماپ کر لیں تو پورا لیں اور جب ان کو ماپ کر دیں تو کم دیں۔ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اُٹھائے بھی جائیں گے (یعنی) ایک بڑے (سخت) دن میں جس دن (تمام) لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔'' (سورۃ المطففین:1 تا 6)

(vi) سورۃ ھود میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور اے قوم! ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور زمین میں خرابی کرتے نہ پھرو۔'' (سورۃ ھود:85)

27.05 ناپ تول میں کمی کرنے والی قوم پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا عذاب نازل ہوا:

حضرت شعیب علیہ السلام مدین والوں کی طرف مبعوث ہوئے۔ یہ قوم تجارت پیشہ تھی اور شرک کے ساتھ ساتھ تطفیف یعنی ناپ تول میں کمی کی برائی میں مبتلا تھی۔ قرآن پاک میں یہ قصہ سورۃ الاعراف اور سورۃ ھود میں بیان ہوا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم جو ناپ تول میں ڈنڈی مارنے میں مبتلا تھی کا قصہ سورۃ الاعراف میں یوں بیان ہوا ہے:

''اور مدین والوں کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا۔ اس نے کہا: ''اے برادرانِ قوم اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے۔ تمہارے پاس تمہارے رب کی صاف راہنمائی آ گئی ہے لہٰذا وزن اور پیمانے پورے کرو۔ لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا نہ دو۔ اور زمین پر فساد برپا نہ کرو۔

جب کہ اس کی اصلاح ہو چکی ہو۔اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔اگر تم واقعی مومن ہو۔اور (زندگی کے) ہر راستے پر رہزن بن کر نہ بیٹھ جاؤ کہ لوگوں کو خوفزدہ کرنے اور ایمان لانے والوں کو خدا کے راستے سے روکنے لگو اور سیدھی راہ کو ٹیڑھا کرنے کے درپے ہو جاؤ۔اور آنکھیں کھول کر دیکھو دنیا میں مفسدوں کا کیا انجام ہوا ہے۔'' (سورۃ الاعراف:85 تا 86)

یہ قصہ مزید آگے چلتا ہے اور بالآخر شرک اور ناپ تول کی کمی میں مبتلاء اس قوم کو عذاب الٰہی دبوچ لیتا ہے۔

''ہوا یہ کہ ایک دہلا دینے والی آفت نے ان کو آلیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے۔جن لوگوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا وہ ایسے مٹے کہ گویا کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے۔شعیب علیہ السلام کے جھٹلانے والے ہی آخر کار برباد ہو کر رہے۔''

(سورۃ الاعراف:7:91 تا 92)

ناپ تول میں کمی کے باعث ایک قوم عذاب الٰہی کا شکار ہو کر ہمیشہ کے لئے مٹ گئی۔آج ہمارے معاشرے میں نہ صرف کم تولنا بلکہ پورے پیسے لے کر گھٹیا سے گھٹیا مال دے دینا عام ہے۔یہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی اصلاح جلد سے جلد کرلیں۔

27.06 ماضی میں غیر مسلم قوموں کا مسلمانوں پر مسلط ہو جانے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ ہم سے بہتر تھیں:

یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب روسی افواج افغانستان پر قابض ہو چکی تھیں اور وہاں روس کی حکومت تھی۔ایک مرتبہ روسیوں کو یہ اطلاع ملی کہ کابل کے فلاں علاقے میں نان بائی کم وزن کی روٹیاں بیچ رہا ہے۔چنانچہ فوراً چار روسی فوجی اس نان بائی کی دوکان پر بھیجے گئے۔انہوں نے ایک آٹے کا پیڑا اُٹھایا اور اس کا وزن دریافت کیا۔اس کے بتانے کے بعد فوجیوں نے پیڑے کا وزن کیا تو وہ پیڑا حکومت کے مقرر کردہ وزن سے کم نکلا۔ان فوجیوں نے اس نان بائی کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور اس کو اسی کے دہکتے ہوئے تندور میں پھینک دیا۔کم تولنے والے نان بائی کو دنیا میں ہی کم تولنے کی سزا مل گئی۔اس واقعے کے بعد پھر کسی نان بائی کو جرأت نہیں ہوئی کہ وہ کم وزن کی روٹی بیچے۔اس واقعے سے مسلمانوں کو سبق لینا چاہئے اور ہمیں اپنی اصلاح خود کر لینی چاہئے۔اس واقعہ کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ روسی قوم افغان قوم سے بہتر تھی،مندرجہ ذیل واقعہ سے بات سمجھ میں آجائے گی۔

چنگیز خان نے بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی تھی لاکھوں مسلمانوں کو تہ تیغ کر دیا تھا اور بغداد پر قابض ہو چکا تھا۔ایک دن چنگیز خان کی بیٹی بغداد شہر کی ایک سڑک سے گزر رہی تھی کہ اُس نے ایک عالمِ دین کو ایک مجمع سے خطاب کرتے ہوئے دیکھا،اُس نے عالمِ دین کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ کیا یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ نافرمان قوموں پر دوسری قوم کو مسلط کر دیتا ہے۔عالم نے کہا ہاں یہ سچ ہے۔پھر اُس نے پوچھا کہ پھر تو ہم تم سے (مسلمانوں سے) سے بہتر ہوئے نا؟ عالم دین نے کہا ''نہیں''۔چنگیز خان کی بیٹی نے پوچھا وہ کیوں؟ عالم دین نے چنگیز خان کی بیٹی سے سوال کیا

کہ جب کوئی چرواہا اپنی بکریوں کو لے کر جارہا ہوتا ہے تو اُس کے پیچھے کتے بھی ہوتے ہیں، اُن کا کیا کام ہوتا ہے؟ چنگیز خان کی بیٹی نے جواب دیا وہ اس لئے کہ اگر کوئی بکری ریوڑ سے نکل کر دوسری طرف جانے لگے تو وہ اُسے واپس ریوڑ میں لے آئے۔ عالمِ دین نے کہا بس یہی کام اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں سے لیا ہے کیونکہ مسلمان اپنے صحیح راستے یعنی دینِ اسلام سے بھٹک کر خرافات میں مبتلا ہو چکے تھے۔

27.07 تولو اور جھکتا ہوا تولو:

حضرت ابوصفوان سوید بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور مخرمتہ عبدی ہجر کی جگہ سے کچھ کپڑا لے کر آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے ایک پائجامہ کا بھاؤ کیا۔ میرے پاس ایک وزن کرنے والا آدمی تھا جو معاوضے پر وزن کرتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وزن کرنے والے سے فرمایا:

''تولو اور جھکتا ہوا تولو۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

27.08 مہنگا بیچنے کے لئے غلہ جمع رکھنا مہلک بیماری یا مفلسی کا باعث بنتا ہے:

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد سے نکلے تو اناج پھیلا ہوا دیکھا پوچھا یہ غلہ کہاں سے آ گیا۔ لوگوں نے کہا کہ بکنے کے لئے آیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دعا دی یا اللہ اس میں برکت دے۔ لوگوں نے کہا یہ غلہ گراں بھاؤ بیچنے کے لئے پہلے سے جمع کر لیا گیا تھا۔ پوچھا کس نے جمع کیا تھا؟ لوگوں نے کہا ایک تو فروغ نے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مولیٰ ہیں اور دوسرے آپ کے آزاد کردہ غلام نے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دونوں کو بلوایا اور فرمایا کہ ''تم نے ایسا کیوں کیا؟'' جواب دیا کہ ہم اپنے مالوں سے خریدتے ہیں لہٰذا جب چاہیں بیچیں، ہمیں اختیار ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سنو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص مسلمانوں میں مہنگا بیچنے کے خیال سے غلہ روک کر رکھے، اسے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ مفلس کر دے گا یا جذامی۔ یہ سن کر حضرت فروغ نے فرمایا کہ میری توبہ ہے، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے عہد کرتا ہوں کہ پھر یہ کام نہیں کروں گا۔ لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام نے پھر بھی کہا کہ ہم اپنے مال سے خریدتے ہیں۔ اور نفع اُٹھا کر بیچتے ہیں۔ اس میں کیا حرج ہے؟ راوی حدیث ابو یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے پھر دیکھا کہ اسے جذام ہو گیا اور جذامی بنا پھرتا رہا۔ (مسند احمد)

ابن ماجہ میں ہے کہ ''جو شخص مسلمانوں کا غلہ گراں بھاؤ پر بیچنے کے لئے روک رکھے، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اُسے مفلس کر دے گا یا جذامی۔''

(تفسیر ابن کثیر جلد 1، صفحہ 372)

باب: 28

جھوٹ، غیبت، طنز اور عیب جوئی

28:00 جھوٹ، غیبت، طنز اور عیب جوئی:

جھوٹ بولنا اخلاقی پستی اور اسلامی تعلیمات سے لاتعلقی اور لاعلمی کی نشانی ہے۔ جھوٹ بولنا ایک بدترین معاشرتی برائی ہے۔ ہمارے معاشرے میں یہ برائی عام ہے۔ لوگ اتنے اعتماد (Confidence) سے جھوٹ بولتے ہیں کہ وہ سچ معلوم ہوتا ہے۔ ہم اسے گناہ نہیں سمجھتے اگر کوئی شخص دو ہزار روپے کی کلائی کی گھڑی (Wrist Watch) خریدتا ہے تو پوچھنے والے کو وہ مرعوب (Impress) کرنے کے لئے اس کی قیمت پانچ ہزار روپے بتائے گا اور یوں وہ اپنے آپ کو ایک گناہ کا مرتکب کرلے گا۔ ہم ہر روز ایسی دروغ گوئی سے گناہِ صغیرہ جمع کرتے جاتے ہیں۔ یہ صغیرہ گناہ کل کبیرہ گناہ ہو جائیں گے۔

28.01 صغیرہ گناہوں کو بھی حقیر نہ سمجھ، یہ صغیرہ کل کبیرہ ہو جائیں گے:

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''صغیرہ گناہ کو بھی ہلکا نہ سمجھو خدا کی طرف سے اس کا بھی مطالبہ ہونے والا ہے۔'' (نسائی، ابن ماجہ)

28.02 چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بھی اجتناب کرو:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بھی اجتناب کرو۔ چھوٹے گناہوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی قافلہ کسی وادی میں اُترا اور ہر ایک نے لکڑیاں اکٹھا کرنا شروع کیں، یہاں تک کہ اتنی لکڑیوں کے اجتماع سے اتنی آگ روشن ہوگئی کہ اس سے روٹیاں تیار ہونے لگیں۔ یاد رکھو! اگر صغیرہ گناہوں کا بھی مواخذہ ہو گیا تو انسان ہلاک ہو جائے گا۔''

28.03 سچوں کے ساتھ رہو:

سورۃ توبہ میں ارشادِ خداوندی ہے:

''اے اہل ایمان! خدا سے ڈرتے رہو، اور سچوں کے ساتھ رہو۔'' (سورۃ التوبۃ: 119)

28.04 جھوٹ نافرمانی کی طرف راغب کرتا ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بلاشبہ سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرنے والی ہے۔ اور نیکی جنت کی طرف لے جانے والی ہے۔ آدمی سچ بولتا ہے رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے یہاں وہ صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔ اور بلاشبہ جھوٹ نافرمانی کی طرف راغب کرنے والا ہے۔ اور نافرمانی جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور بلاشبہ آدمی جھوٹ بولتا

رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ہاں (کذاب) جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔'' (متفق علیہ)

28.05 منافق شخص کی چار خصلتوں میں سے ایک خصلت جھوٹ ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''چار خصلتیں جس میں ہوں وہ خالص منافق ہوگا اور جس کے اندر ان میں سے ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی، یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے، وہ یہ ہیں: ① جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ خیانت کرے۔ ② جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ ③ جب عہد کرے تو بدعہدی کرے۔ ④ جب جھگڑا کرے تو بدزبانی کرے۔'' (بخاری، مسلم)

28.06 جھوٹ سب سے بڑا گناہ ہے:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کی بات نہ بتاؤں؟'' ہم نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ کے ساتھ شریک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگائے ہوئے تھے، اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''سنو! اور ''جھوٹی بات'' پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم برابر یہ بات دہراتے رہے یہاں تک کہ ہم نے (دل ہی دل میں کہا) کہ کاش! آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو جائیں۔''

28.07 جھوٹی قسم کھانا گناہِ کبیرہ ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''بڑے بڑے گناہ یہ ہیں ① اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا۔ ② ماں باپ (کی نافرمانی کر کے ان) کو تکلیف دینا، ③ اور بے خطا جان کو قتل کرنا۔ ④ اور جھوٹی قسم کھانا۔'' (بخاری)

28.08 جھوٹی قسم کھانے والا جہنمی ہے:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص (جھوٹی) قسم کے ساتھ کسی مسلمان کے حق کو پکڑ لیتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس کے لئے جہنم کو واجب کر دیا اور جنت کو حرام کر دیا۔''

ایک آدمی نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگرچہ معمولی چیز ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اگرچہ پیلو کے درخت کی ایک شاخ ہی کیوں نہ ہو۔'' (مسلم)

28.09 جھوٹی قسم کھا کر اپنا سامان بیچنے والوں کے لئے دردناک عذاب ہے:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تین آدمی ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ جل شانہٗ، نہ کلام فرمائے گا اور نہ ان کی طرف (نظرِ رحمت) دیکھے گا۔ اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔'' حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ کلمات دہرائے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ نامراد ہوئے اور خسارے میں پڑ گئے یارسول اللہ (ﷺ)! یہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

1- ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا۔

2- احسان کر کے جتلانے والا۔

3- جھوٹی قسم کھا کر اپنا سامان بیچنے والا۔ (مسلم)

28.10 جھوٹی بات کو رسول اللہ ﷺ سے منسوب کرنے والا بھی جھوٹا ہے:

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص میری طرف منسوب کر کے کوئی بات کرے وہ جانتا بھی ہے کہ یہ جھوٹ ہے پس وہ بھی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔''

28.11 جھوٹ بولنے کے ناگوار اثرات:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کے جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔''

(جامع ترمذی)

28.12 سب سے بڑا جھوٹ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو اس نے نہیں دیکھی ہے۔'' (بخاری)

28.13 بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے:

اللہ جل شانہٗ کا ارشادِ گرامی ہے:

''اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔'' (سورۃ الحجرات:12)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم بدگمانی سے بچو، اس لئے کہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔'' (بخاری، مسلم)

28.14 جھوٹا شخص وہ ہے جو سنی سنائی بات کو پھیلائے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ جو کوئی بات سنے ویسے ہی بغیر تحقیق اور غور وفکر کے اسے پھیلاتا پھرے۔"

28.15 جھوٹا خواب بیان کرنے کی پاداش:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو شخص ایسا خواب بیان کرے جو اس نے نہیں دیکھا تو اسے قیامت کے دن مجبور کیا جائے گا کہ وہ "جو" کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگائے اور یہ ہرگز نہیں کر سکے گا۔" (بخاری)

28.16 انسان پر جو مصیبتیں نازل ہوتی ہیں وہ اس کے اعمال کا نتیجہ ہوتی ہیں:

ارشادِ خداوندی ہے:

"جو بھلائی تمہیں پہنچے وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو برائی تمہیں پہنچے وہ تمہارے نفس کی طرف سے ہے اور ہم نے آپ ﷺ کو لوگوں کے لئے رسول بھیجا ہے اور اللہ ہی کافی ہے گواہ۔"

(سورۃ النساء 79:4)

28.17 سچائی باعثِ اطمینان ہے:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (سن کر یہ کلمات) یاد کئے:

"شک میں مبتلا کرنے والی چیزوں کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کو اختیار کرو جو شک وشبہ سے بلند ہوں (یاد رکھو) سچائی باعثِ اطمینان ہے۔ اور جھوٹ شک وشبہ کا سرچشمہ ہے۔" (ترمذی)

28.18 سچائی اختیار کرنے کی تاکید کرو:

حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ ہرقل کے قصہ کی طویل حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہرقل نے سوال کیا کہ وہ پیغمبر تم کو کس بات کا حکم دیتا ہے؟ ابو سفیان کہتے ہی، میں نے جواب دیا کہ "وہ ہمیں کہتے ہیں تم ایک اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور جو بات تمہارے آباؤ اجداد کہتے ہیں اس سے باز آ جاؤ اور وہ ہمیں نماز پڑھنے کا حکم دیتے ہیں، سچائی، پاکدامنی، صلۂ رحمی کرنے کی تاکید کرتے ہیں۔" (متفق علیہ)

28.19 سچے دل سے دعا مانگنے سے شہادت کا رُتبہ بھی مل سکتا ہے:

حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ بدری صحابی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"جو شخص صدقِ دل کے ساتھ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے شہادت طلب کرتا ہے اگرچہ وہ اپنے بستر پر فوت ہو تب بھی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کو شہداء کے مراتب کا مستحق ٹھہرائے گا۔" (مسلم)

28.20 سچ کو وہاں بھی اپنائے جہاں نقصان کا اندیشہ ہو:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

''سچ کو وہاں بھی اپنائے جہاں اُسے نقصان کا اندیشہ ہو۔''

28.21 جھوٹے سے دوستی نہ کرو:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

''جھوٹے، فاسق، بخیل، احمق اور بے رحم لوگوں سے دوستی نہ کرو، کیونکہ ان لوگوں پر قرآن کریم میں تین بار لعنت کی گئی ہے۔'' (حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم راہِ ہدایت صفحہ نمبر 527)

28.22 سچے کے سامنے جھوٹ نہ بولنا:

ایک صوفی بزرگ کا قول ہے:

''جھوٹے کو سچی بات نہ بتانا اور سچے کے سامنے جھوٹ نہ بولنا۔''

28.23 جھوٹے شخص کا اعتبار نہیں کیا جاتا:

ایک انگریزی کا محاورہ ہے کہ جھوٹا شخص اگر کبھی سچ بھی بولے گا تو لوگ یقین نہیں کریں گے۔:

"A liar is not believed even though he tells the truth." (Cicero)

28.24 ہمیشہ سچ بولنے والے کے لئے جنت کا وعدہ:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''چھ چیزوں کا مجھ سے عہد کرو میں تمہیں جنت میں لے جانے کا وعدہ کرتا ہوں:

① بات ہمیشہ سچی کرو۔ ② وعدے کی خلاف ورزی نہ کرو۔ ③ امانت میں خیانت نہ کرو، ④ اپنی آنکھوں کو نظر بازی سے دور رکھو۔ ⑤ اپنے ہاتھوں کو دست درازی نہ کرنے دو۔ ⑥ اپنی عصمت کی حفاظت کرو۔''

28.25 بچے سے بھی جھوٹا وعدہ نہ کرو:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جھوٹ سے بچو اور جھوٹ نہ سنجیدگی سے بولنا چاہئے اور نہ مذاق ہی سے یہاں تک کہ انسان کو اپنے بچے سے بھی ایسا وعدہ نہ کرنا چاہئے جس کو وہ پورا نہ کر سکے اور جھوٹا بنے۔ یاد رکھو! کہ جھوٹ فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہے اور بدکاری انسان کو جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔''

28.26 جھوٹی تعریف کرنے سے بچو:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"جھوٹی تعریف کرنے سے بچو کہ یہ ذبح کرنے کے مترادف ہے۔"

28.27 جھوٹ بولنے والے کی صحبت سے بچو:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کذاب یعنی جھوٹ بولنے والے کی صحبت سے اجتناب کرو کہ وہ سراب کی طرح قریب کو بعید اور دور کو نزدیک کر کے دکھاتا ہے۔"

28.28 جھوٹ بولنے والے لوگ:

آج کل لوگ جس خود اعتمادی کے ساتھ جھوٹ بولتے ہیں کہ سچ کا گمان ہوتا ہے۔ مگر شاید وہ یہ نہیں جانتے کہ وہ احکامِ الٰہی کی صریح خلاف ورزی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی خلاف ورزی مسلمانوں کے لئے گناہ ہے اور ہر گناہ کی سزا ہے۔ پڑھے لکھے لوگ ایسے ایسے سفید جھوٹ بولتے ہیں کہ بنی اسرائیل والے بھی شرما جائیں۔ (بنی اسرائیل کے جھوٹ کی وجہ سے پہاڑ بھی کانپ اُٹھا تھا اور زمین میں دھنس گیا تھا) یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ شاید لوگ ان کی بات کو سچ سمجھ لیں گے۔ مگر شاید وہ یہ نہیں جانتے کہ وہ خود ہی اس بات کا اقرار کر رہے ہوتے ہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ جھوٹ اُن کے چہرے کے تأثرات اور رگ رگ سے عیاں ہوتا ہے۔ ندامت ان کے چہروں سے جھلک رہی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ جھوٹا شخص اپنی بات کو سچ ثابت کرنے کے لئے اونچی آواز میں زور زور سے بولتا ہے اور جب اپنی بات دلیل سے نہیں سمجھا سکتا تو جلد غصہ (Temper lose) میں آ جاتا ہے۔ جب کہ سچا شخص بڑے تحمل سے اپنا نقطۂ نظر پیش کرتا ہے اب جو دور آ رہا ہے وہ سچائی کا دور ہوگا۔ نئی نسل پرانی نسل (جن کی اکثریت راشی، دھوکہ باز اور جھوٹی تھی) سے بہت بہتر ہے۔ کیونکہ نئی نسل پرانی نسل کے کرتوت دیکھ کر ان غیر اسلامی حرکتوں سے متنفر ہو چکی ہے۔ وہ جانتی ہے کہ سچ ہمیشہ غالب آ کے رہتا ہے اور صحیح راستہ وہی ہے جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے بتایا ہے، اسی راستے پر چل کر وہ فلاح پا سکتے ہیں۔

28.29 تین جھوٹ جو جائز ہیں:

بیہقی نے "شعب الایمان" میں نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"کیا بات ہے کہ میں تم کو کذب میں اس طرح گرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں جس طرح پروانے آگ میں گرتے ہیں، (سن لو) ہر ایک جھوٹ لکھا جاتا ہے سوائے اس جھوٹ کے جو لڑائی میں دشمن کو دھوکہ دینے کے لئے بولا جائے اور وہ جھوٹ جو دو شخصوں میں صلح کی خاطر بولا جائے اور وہ جھوٹ جو شوہر اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے بولے۔" (شعب الایمان)

28.30 غیبت گوئی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''غیبت زِنا سے زیادہ سخت تر گناہ ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اللہ کے رسول (ﷺ)! غیبت زِنا سے سخت گناہ کیونکر ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''آدمی زِنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے، تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ لیکن غیبت کرنے والوں کو معاف نہیں کرے گا۔ جب وہ شخص اس کی معافی نہ دے جس کی اس نے غیبت کی ہے۔'' (مشکوٰۃ)

28.31 غیبت کا کفارہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''غیبت کا ایک کفارہ یہ ہے کہ تو اس شخص کے لئے دعائے مغفرت کرے جس کی تو نے غیبت کی ہے تو یوں کہے کہ اے اللہ! تو میری اور اس کی مغفرت فرما۔''

28.32 غیبت کی بعض جائز صورتیں:

معلوم ہونا چاہئے کہ کسی صحیح شرعی مقصد کے لئے غیبت کرنا جائز ہے۔ جب کہ اس کے بغیر اس تک پہنچنا ممکن نہ ہو۔ اس کے چھ اسباب ہیں:

1- دست درازی کا ہونا پس مظلوم کے لئے جائز ہے کہ وہ بادشاہ اور قاضی (یا ایسے مجاز افسر وغیرہ) کی طرف اپنا معاملہ لے جائے جن کے پاس حکمرانی کا اختیار کرنا یا ظالم کو سزا دے کر انصاف کرنے کی طاقت ہو۔ پس وہ جا کر کہے کہ مجھ پر فلاں شخص نے اس طرح زیادتی کی ہے۔

2- خلافِ شرع کاموں کے روکنے اور برائی کے مرتکب کو راہِ راست پر لانے کے لئے مدد حاصل کرنا۔ پس وہ ایسے شخص سے جس کی بابت اُسے اُمید ہو کہ وہ اسے خلافِ شرع کاموں سے روکنے کی قوت ہے اور اس سے یہ کہے کہ فلاں شخص یہ برائی کر رہا ہے وہ اس کو اس سے روکے یا اسی طرح کی کوئی اور بات کہے اور مقصود اس کا صرف یہی ہو کہ اس برائی کا ازالہ ہو جائے۔ اگر یہ مقصود نہیں ہوگا تو ایسی شکایت حرام ہوگی۔

3- فتویٰ طلب کرنا، پس وہ مفتی سے جا کر کہے مجھ پر میرے باپ نے، بھائی نے یا میرے خاوند نے، یا فلاں شخص نے اس طرح ظلم کیا ہے۔ کیا اِسے اس کا حق حاصل ہے؟ (اگر نہیں ہے) تو اس سے خلاصی پانے اور ظلم کو ٹالنے اور اپنا حق وصول کرنے کا میرے لئے کیا طریقہ ہے؟ اور اس طرح کی کوئی بات کہے تو یہ بوقت ضرورت جائز ہے۔ لیکن اس میں بھی زیادہ محتاط اور افضل طریقہ یہ ہے کہ وہ اس طرح سوال کرے کہ ایسے آدمی یا شخص یا خاوند کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے، جس کا بھی معاملہ اور رویہ اس طرح ہے؟ اس طرح نام لئے متعین کئے بغیر بھی مقصد حاصل ہو جائے گا۔ تاہم اس کے باوجود تعین (نام لینا) بھی جائز ہے۔

4- مسلمانوں کو برائی سے ڈرانا اور ان کی خیر خواہی کرنا اور اس کے متعدد طریقے ہیں۔ مثلاً حدیث کے سلسلۂ سند کے مجروح

راویوں اور (واقعے کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے) گواہوں پر جرح کرنا، یہ مسلمانوں کے اجماع سے جائز ہے۔ بلکہ بوقت ضرورت واجب ہے۔ یا جیسے کسی سے شادی بیاہ کا تعلق قائم کرنے یا کاروبار میں شرکت کرنے یا اس کے پاس امانت رکھوانے یا کوئی معاملہ کرنے یا اس کے پڑوسی ہونے کے بارے میں ایک دوسرے سے مشورہ کرنا ہے تو جس شخص سے مشورہ کیا جائے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ کوئی بات نہ چھپائے، بلکہ خیر خواہی کی نیت سے وہ تمام برائیاں بیان کر دے جو اس میں ہوں۔ (تاکہ انسان غلط جگہ رشتہ نہ کرے، بددیانت کے پاس امانت نہ رکھوائے، کاروبار میں اشتراک کرے اور نہ اس کا پڑوسی بنے وغیرہ)۔

-5 اگر کوئی کھلم کھلا فسق یا بدعت کا ارتکاب کرنے والا ہو جیسے کوئی اعلانیہ شراب نوشی کرے، لوگوں کا مال لے، ان سے بھتہ وصول کرے یا ظلماً ٹیکس لے اور باطل کاموں کی سرپرستی کرے تو اس کا تذکرہ کھلم کھلا ضروری ہے۔ مگر اس کے علاوہ اس کے دوسرے عیبوں کا بیان کرنا حرام ہے۔ الا یہ کہ اس کے جواز کا بھی کوئی ایسا ہی دوسرا سبب ہو جیسا اوپر بیان ہوا ہے۔

-6 معروف نام سے پکارنا، جب انسان کسی لقب کے ساتھ معروف ہو مثلاً لنگڑا، اندھا، بھینگا وغیرہ تو اس کے لئے تعارفی نام یا لقب کا استعمال کرنا جائز ہے۔ تاہم توہین وتنقید کی نیت سے ان الفاظ کا استعمال حرام ہے۔ اگر مذکورہ معروف القاب کے بغیر اس کا تعارف ممکن ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ پس یہ چھ اسباب ہیں جو علماء نے بیان کئے ہیں اس میں اکثر علماء کا اتفاق ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس کو اجازت دے دو یہ اپنے خاندان کا برا آدمی ہے۔'' (بخاری و مسلم)

28.33 طنز اور عیب جوئی:

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا یہ عیب ہے کہ وہ ایسی اور ویسی ہیں، یعنی پستہ قد ہے، کالی ہیں، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! تم نے منہ سے اتنا گندا لفظ نکالا ہے کہ اگر اسے سمندر میں گھول دیا جائے تو پورے سمندر کو گندا کر دے۔'' (مشکوٰۃ)

28.34 لعن طعن ودشنام طرازی:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

''کوئی شخص دوسرے شخص کو فاسق و کافر نہ کہے کیونکہ اگر وہ فاسق و کافر نہیں ہے تو وہ کہنے والے پر لوٹ آتا ہے۔''

28.35 تمسخر اُڑانا:

کسی انسان کی بدحالی، زبوں حالی، بیماری یا کم علمی کا تمسخر اُڑانا اخلاق سے انتہائی گری ہوئی حرکت ہے جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے غضب کو دعوت دیتی ہے۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مصیبت زدہ شخص چند عورتوں کے پاس سے گزرا وہ اس کا مذاق اُڑانے لگیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ ان میں سے ایک عورت اسی بیماری میں مبتلا ہوگئی۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کرو، ورنہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اُس پر رحم فرما کر اس کی مصیبت ہٹا دے گا اور تجھے اُس مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔'' (ترمذی)

28.36 کسی مسلمان بھائی پر لعنت بھیج کر شیطان کو خوش ہونے کا موقع مت دو:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم اپنے کسی بھائی کو کسی گناہ کی پاداش میں مبتلا دیکھو تو اس پر لعنت کر کے شیطان کو خوش ہونے کا موقع مت دو بلکہ دعا کرو کہ اے اللہ اس پر رحم فرما اور اس کی توبہ قبول فرما۔''

28.37 چغل خوری:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''چغلی کھانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (بخاری)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

''ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے اور یہ عذاب کسی ایسی بات پر نہیں ہو رہا جسے وہ چھوڑ نہیں سکتے تھے۔ اگر چاہتے تو با آسانی اس سے بچ سکتے تھے۔ بلاشبہ ان کا جرم بڑا ہے ان میں سے ایک چغلی کھایا کرتا تھا اور دوسرا اپنے پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔'' پھر آپ ﷺ نے ایک سبز شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کئے پھر ہر قبر پر ایک ٹکڑا گاڑ دیا اور ارشاد فرمایا کہ:

''شاید ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے جب تک کہ شاخ خشک نہ ہو جائے۔'' (بخاری)

28.38 فحش کلامی:

گالی دینے اور فحش کلامی سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دینے والوں میں پہل کرنے والا قصور وار ہے۔ بشرطیکہ مظلوم جواب میں حد سے نہ بڑھے۔'' (ابوداؤد)

باب: 29

چــــوری

29:00 چوری:

29.01 چوری ایک نا قابل معافی جرم:

چوری کرنا ایک قابلِ مذمت اور نا قابلِ معافی جرم ہے۔ اور شریعت میں اس کی سخت سزا مقرر ہے یعنی چوری کرنے والے یا والی کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے تاکہ معاشرے میں دوسرے لوگ اس سے عبرت پکڑیں۔

ہمارے معاشرے میں چوری عام ہے۔ گھروں میں، نجی ملازمین کا چھوٹی موٹی چوریوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اگر پکڑے گئے تو چرائی گئی چیز واپس کردی وگرنہ خاموشی سے اپنے گھر لے گئے۔ اس کے علاوہ کاریں، موبائل فون اور گھروں میں چوری ڈاکے بھی بہت بڑھ گئے ہیں۔ یہ سب اپنے مذہب سے لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ انہیں کسی نے یہ بتایا نہیں کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے جس کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔ جو کہ بعض اسلامی ممالک میں دی جارہی ہے۔ اگر ہمارے ملک میں چور کے ہاتھ نہیں کاٹے جاتے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سزا معاف ہوگئی ہے یا سزا میں تخفیف ہوگئی ہے۔ اگر بظاہر ہاتھ نہیں کاٹے جارہے تو پھر بھی سزا پر عمل درآمد ہو رہا ہے لیکن چوری کرنے والے کو اس بات کا شعور نہیں ہے۔ آپ اگر کسی سے پوچھیں کہ ہاتھ کاٹنے کا مطلب کیا ہے؟ تو وہ کہے گا کہ یہ چوری کی سزا ہے، بات یہیں ختم نہیں ہوجاتی، ہاتھ کاٹنے کا مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس کی روزی کم کردی۔ اگر کسی محنت کش کا ہاتھ چوری کرنے کی وجہ سے کاٹ دیا جائے تو وہ مٹی یا ریت کا ٹوکرا جسے وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے اُٹھاتا تھا، اب نہیں اُٹھا سکے گا، یعنی وہ کم بوجھ اُٹھائے گا جس کی اُجرت بھی کم ملے گی۔ کیونکہ اس کے کام کرنے کی صلاحیت پہلے کے مقابلے میں کم ہوگئی۔ اب اگر آج کل چوری کرنے والے کا ہاتھ نہیں بھی کاٹا گیا تب بھی اس کی روزی کم ہوجائے گی۔ یعنی اس کے رزق سے برکت اُٹھ جائے گی کیونکہ اس نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی خلاف ورزی کی ہے جس کا اسے کسی نہ کسی صورت میں نقصان ضرور ہوگا۔ کیونکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات نہ ماننا گناہ ہے، جس کا خمیازہ ہمیں بھگتنا پڑتا ہے۔ یہ باتیں اُن لوگوں کو بھی سمجھائی جائیں جن کی کوئی تعلیم نہیں اور وہ کسی سکول میں نہیں پڑھے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرنا کوئی مذاق نہیں ہے ہمیں ان کے احکامات پر سنجیدگی سے عمل کرنا چاہئے اسی میں ہماری فلاح ہے۔

29.02 چوری اُن جرائم میں شامل ہے جن کے ارتکاب پر حد لاگو ہوتی ہے:

وہ جرائم جن کے ارتکاب پر حد لاگو ہوتی ہے مندرجہ ذیل ہیں:

(i) شراب نوشی

(ii) زنا و دیگر جنسی جرائم

(iii) تہمت لگانا

(iv) چوری/ڈکیتی

29.03 اسلام میں چور کی سزا:

چور نے جو مال چوری کیا وہ اگر 'حدؔ' (سزا) کے تقاضے پورے کرتا ہو تو اس پر حد نافذ کی جائے گی۔اس کی حد 'سزا' یہ ہے کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

''چور مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دو۔یہ ان کے کیئے کی سزا ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔'' (سورۃ المائدۃ:38)

29.04 جو آدمی چوری کی ایک بار حد نافذ ہونے کے بعد بھی اس جرم کا ارتکاب کرے تو اس کی سزا؟

جو آدمی چوری کی ایک بار حد نافذ ہونے کے بعد بھی وہ چوری کرے......وہ اس جرم کا ارتکاب کرے تو اس بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''چوری کرنے والے کے ہاتھ کاٹ دو۔پھر بھی وہ چوری کرے تو اس کا ایک پاؤں کاٹ دو۔پھر چوری کرے تو دوسرا ہاتھ کاٹ دو پھر بھی باز نہ آئے تو دوسرا پاؤں بھی کاٹ دو۔''

(سنن الدار قطنی:181/3،حدیث:292)

29.05 چوری نہ کرنے کا عہد نامہ:

قریش میں تجارت کے سبب سے دولت بھی تھی اور خانہ کعبہ میں تحفوں اور نذرانوں کا خزانہ جمع رہتا تھا۔اس لئے ان میں چوری کے مواقع بھی زیادہ تھے۔چنانچہ اس سلسلے میں متعدد ممتاز قریشیوں کے نام بتائے ہیں جنہوں نے خزانے سے سونے کا ہرن چرالیا تھا بلکہ اسکے لئے خاص طور پر ابولہب کا نام لیا جاتا ہے۔عام بدو عربوں میں تو یہ برائی جتنی عام ہوگئی تھی اس کا اندازہ اس سے ہوگا کہ آنحضرت ﷺ ان مردوں اور عورتوں سے جو اسلام قبول کرنے آتے تھے،دوسری باتوں کے ساتھ یہ معاہدہ بھی لیتے تھے کہ آئندہ وہ چوری نہ کریں گے بلکہ خود قرآن پاک نے آپ ﷺ کو ایسا معاہدہ لینے کا حکم دیا تھا۔(سورۃ الممتحنہ)

مردوں کے علاوہ عورتیں بھی اس مرض میں گرفتار تھیں۔اسی لئے قرآن پاک نے عورتوں سے بیعت لیتے وقت یہ عہد لینے کی بھی تاکید کی کہ یعنی وہ چوری نہ کریں گی۔شرفاء اگر اس الزام میں پکڑے جاتے تو وہ چھوڑ دیئے جاتے،اسی لئے یہ برائی رُکنے نہیں پاتی تھی۔اسلام قبول کرنے کے بعد بھی جب قبیلہ مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی تو اس پر قریش کو سخت تردّد ہوا۔پس انہوں نے کہا کہ اس بات کو رسول اللہ ﷺ سے کون ذکر کرے گا؟ تو کہنے لگے اس کی جرأت صرف اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ ہی کریں گے جو آپ ﷺ کے چہیتے ہیں۔چنانچہ اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بات کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کیا تو اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کرنے لگا ہے؟'' پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا:

''گذشتہ قومیں صرف اس لئے ہلاک ہوگئیں کہ جب کوئی بلند مرتبہ آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب ان میں سے کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس کو سزا دیتے تھے۔خدا کی قسم! فاطمہ بنت محمد (ﷺ) بھی

چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔" (صحیح بخاری جلد سوئم کتاب الحدود، مسلم)

29.06 مرنے کے بعد چوری کی سزا:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان پر ایک آدمی متعین تھا، جس کو کرکرہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ وہ فوت ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے بارے میں تفتیش کرنے اس کے گھر پہنچے تو انہوں نے ایک چادر کو پایا جس کو اس نے چوری کیا تھا۔ (بخاری)

29.07 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ چوری کرنے والے پر لعنت فرماتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ سبحانہ وتعالیٰ (چوری کرنے والے پر) لعنت فرماتا ہے چاہے وہ (ایک) انڈا ہی چوری کرے یا رسی (کا ایک ٹکڑا) ہی چوری کرے۔"

(صحیح بخاری، الحدود، حدیث: 1916) (مختصر بخاری جلد دوئم حدیث 2162)

29.08 کتنی مالیت چرانے پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ رسول اللہ سے بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"دینار کی چوتھائی یا اس سے زیادہ مالیت چرانے پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے۔

(رواہ البخاری: 6789، (مختصر بخاری: 2163)

29.09 مصنف کے مالکانہ حقوق کے تحفظ کا عالمی دن (World Book & Copy Right Day):

کسی کتاب یا مسودے میں سے مصنف کی اجازت کے بغیر کچھ اپنے نام سے چھپوانا یا بیچنا چوری کے زمرے میں آتا ہے۔ اسلام میں اس کے لئے سخت ترین سزا مقرر ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

ہر سال 23 اپریل کو دنیا بھر میں مصنف کے مالکانہ حقوق کے تحفظ کا عالمی دن (World Book and Copyright Day) منایا جاتا ہے۔

باب: 30

دھوکہ دھی اور فراڈ

30:00 دھوکہ دہی اور فراڈ:

دھوکہ دہی اور فراڈ ہمارے معاشرے کا وہ بدترین فعل ہے جس کی جتنی بھی شدید سے شدید الفاظ میں مذمت کی جائے، کم ہے۔ کسی مسلمان سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو دھوکہ دے گا، یا اس کے خلاف ہتھیار اُٹھائے گا۔ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق وہ شخص مسلمان نہیں ہے۔ دھوکہ دہی کے قصے زبان زدِ عام ہیں۔ لوگ کس کس طرح سے معصوم اور سادہ لوح لوگوں کو لوٹ رہے ہیں کہ الامان الاحفیظ...... ہم لوگ اس وقت دفاعی پوزیشن پر ہیں اور ہر وقت اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو دھوکہ بازوں کے ہتھکنڈوں سے بچنے کے طریقے سکھاتے رہتے ہیں۔ جتنا وقت دھوکہ دہی سے بچنے کے لئے طریقوں پر لگایا جا رہا ہے اُس سے بہتر ہوگا کہ ہم اُتنا وقت دھوکہ دہی اور فراڈ کو ختم کرنے پر صرف کریں۔ اس سلسلے میں سکول، کالج اور یونیورسٹیز اہم رول ادا کر سکتے ہیں۔ ہم نے طلباء کے لئے اخلاقیات کا ایسا کوئی مربوط نظام وضع نہیں کیا جس کے تحت ملک کے بچے بچے کو میٹرک یا انٹرمیڈیٹ تک پہنچتے پہنچتے ان تمام اخلاقی اقدار کا جن کا حکم قرآنِ پاک اور حدیث نبوی ﷺ میں دیا گیا ہے، ان سے نہ صرف آگہی ہو جائے بلکہ یہ اُس پر عمل پیرا ہو جائیں۔ انہیں ان اخلاقی اقدار سے حکم عدولی کی سزاؤں (اس دنیا میں اور آخرت میں) سے نہ صرف مکمل آگہی ہو جائے بلکہ ان کے ذہن نشین ہو جائیں۔ ہمارے معاشرے میں بہت سی غلط چیزیں لاعلمی کی وجہ سے کی جا رہی ہیں۔ مثلاً ایک پھل، سبزی یا گوشت فروش نے کسی اسکول یا کالج سے تعلیم حاصل نہیں کی، اُسے کیا پتہ کہ اخلاقیات کیا چیز ہے؟ وہ تو یہ جانتا ہے کہ اپنا خراب مال کو اچھے مال کے ساتھ ملا کر کیسے بیچنا ہے۔ اور پیسہ کمانا ہے۔ اس دھوکہ دہی اور فراڈ کو وہ اپنی عقلمندی اور ذہانت اور ہوشیاری گردانتا ہے۔ یہ تو تھی جاہل اور اَن پڑھ لوگوں کی بات مگر اخلاقیات سے عاری پڑھے لکھے لوگ بھی جاہلوں کے ہم پلہ ہیں۔ اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ بھی یہ کام (دھوکہ دہی اور فراڈ) کر رہے ہیں اور بانگ دہل کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے تعلیم صرف اس لئے حاصل کی ہے کہ انہیں اچھی نوکری مل جائے اور پیسہ کمایا جائے، سو وہ کما رہے ہیں۔ جہاں تک اخلاقیات کا تعلق ہے تو اس کا انہیں علم نہیں کیونکہ انہیں اخلاقیات کی تعلیم سکول، کالج میں اُس طرح نہیں دی گئی جس طرح سے دی جانی چاہئے تھی تاکہ معاشرہ اُس سے فیض یاب ہوتا۔

30.01 دھوکہ دینے والا مسلمان نہیں ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس نے دھوکہ کیا وہ ہم میں سے نہیں۔''

30.02 مسلمان پر ہتھیار اُٹھانے اور دھوکہ دینے والا مسلمان نہیں ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو ہم پر ہتھیار اُٹھائے وہ ہم میں سے نہیں۔ اور جو ہمیں دھوکہ وفریب دے وہ بھی ہم میں سے نہیں۔'' (مسلم)

30.03 کسی کی بیوی یا اس کے غلام کو دھوکہ دینے والا مسلمان نہیں ہو سکتا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص کسی کی بیوی یا اس کے غلام کو دھوکہ دے تو وہ ہم میں سے نہیں۔'' (ابوداؤد)۔

30.04 دھوکہ دہی سے بچنے کا طریقہ رسول اللہ ﷺ نے بتایا:

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے ذکر کیا کہ وہ خرید و فروخت میں دھوکہ کھا جاتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس سے تو سودا کرے تو یہ کہہ دیا کر کہ دھوکہ نہیں ہونا چاہئے۔'' (بخاری و مسلم)

30.05 جو دھوکہ دے اور اچھے مال میں برا مال ملائے وہ مسلمان نہیں ہے:

حضور اکرم ﷺ مدینہ کے بازار میں تشریف لائے تو اناج کے ڈھیر کے آگے کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ڈھیر پر نظر ڈالی، دانہ دانہ اچھا اور ثابت تھا۔ سوکھا اور بہترین۔

حضور اکرم ﷺ نے تاجر سے پوچھا کیسے بیچتے ہو؟ کیا دام ہیں؟ دام اس نے بتائے، معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اچھے مال کے اچھے دام تھے۔ اتنے میں سب نے دیکھا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نبی ﷺ نے ہاتھ بڑھایا اور ڈھیر کے اندر ہاتھ ڈال دیا۔ وہ اناج اندر سے گیلا تھا۔ بھیگا ہوا تھا۔ آپ ﷺ کی انگلیوں نے تری محسوس کی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''اے غلے والے! یہ کیا ہے؟'' اس نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول (ﷺ)! بارش ہو گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو تو نے اس غلے کو اوپر کیوں نہیں کر دیا تا کہ لوگ اسے دیکھ لیں۔ جس نے ہم سے دھوکہ کیا پس وہ ہم میں سے نہیں۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس تاجر سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو دھوکہ دے اور اچھے مال میں برا مال ملائے وہ ہم میں سے نہیں۔''

یعنی وہ مسلمان ہی نہیں جو ایسا کام کرے۔ ملاوٹ کا اور اپنے بھائیوں کو دھوکہ دے انہیں لوٹے۔

30.06 دھوکہ دینے کی نیت سے قیمت نہ بڑھاؤ:

روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دھوکہ دینے کی نیت سے قیمت بڑھانے سے منع فرمایا۔ (بخاری، مسلم)

30.07 مسلمان کبھی کسی کو دھوکہ نہیں دیتا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ:

''ہم مسلمان کبھی کسی کو دھوکہ نہیں دیتے اور نہ ہی کسی سے دھوکہ کھاتے ہیں۔''

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

''اگر تو ''اللہ اکبر'' یا صرف ''اللہ'' بھی بلند آواز سے کہا تو اس کی بھی تجھ سے باز پُرس ہوگی کہ خالصتاً کہا ہے یا ''ریا'' سے۔

30.08 نقصان اُٹھا کر سبق سیکھنا:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

''جو مال تمہارے ہاتھ سے نکل گیا اور تمہیں کوئی سبق سکھا گیا، اسے ہاتھ سے نکلا ہوا مت سمجھو۔''

30.09 کھوٹ اور دھوکہ دہی کی ممانعت:

سورۃ الاحزاب میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذاء دیں بغیر کسی جرم کے جو ان سے سرزد ہوا ہو تو وہ (بڑے ہی) بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اُٹھاتے ہیں۔'' (سورۃ الاحزاب:58)

باب: 31

کام چوری، کاہلی اور سستی

31:00 کام چوری، کاہلی اور سستی:

کام چور اُس آدمی کو کہا جاتا ہے جو کسی کام کا معاوضہ تو پورا وصول کرے مگر کام اتنا نہ کرے جتنا معاوضہ دیا گیا ہو۔ کام میں سستی اور کاہلی برتی جائے یعنی گھنٹوں کا کام دنوں میں اور دنوں کا کام ہفتوں میں کیا جائے تو یہ بھی کام چوری ہے۔

31.01 کام چوری کی وجوہات:

کام چوری اور کاہلی کی مندرجہ ذیل ممکنہ وجوہات ہو سکتی ہیں۔

(i) انسان پوری طرح سے صحت مند نہیں ہے وہ لاغر اور بیمار رہتا ہے۔

(ii) اپنی مرضی کا کام نہ ملنے کی وجہ سے کام میں دلچسپی نہ لینا۔

(iii) طبیعتاً (By Nature) سست روی یعنی آہستہ آہستہ کام کرنے کی عادت

31.02 کام چوری کی وجوہات کا سدِّ باب:

مندرجہ بالا کام چوری کی وجوہات کا سدِّ باب ممکن ہے۔ یعنی اگر کوئی طالب علم یا ملازم پیشہ افراد یا فیکٹریوں اور ورکشاپس میں کام کرنے والے محنت کش اگر بیمار نہیں بھی ہیں تو بھی اُس کا سالانہ میڈیکل چیک اَپ (Annual Medical Check-up) لازمی قرار دیا جائے۔ اس سے صحت کا معیار بہتر ہوگا اور اسکولوں اور کالجوں میں پڑھائی کا معیار بلند ہوگا اور دفتروں اور کارخانوں کی کارکردگی بڑھے گی۔ اسی طرح سے دفتروں میں فیکٹریوں اور کارخانوں میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ ماتحتوں اور کارکنوں کو ان کی اہلیت کے مطابق کام تفویض (Assignment of work) کریں۔ جہاں تک ''طبیعتاً'' سست روی کا تعلق ہے اس چیز کو ٹریننگ دلوا کر بہتر کیا جا سکتا ہے۔

31.03 کام چوری سے حاصل کیا ہوا رزق حلال نہیں رہتا:

سورۃ النساء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے مت کھاؤ۔'' (سورۃ النساء:29)

آج کل ہمارے معاشرے میں چاروں طرف کام چور ملیں گے۔ چاہے وہ سرکاری دفتر میں کام کرتا ہو یا مزدور ہو۔ وہ کام چوری کو اپنی چالاکی اور ہوشیاری گردانتے ہیں۔ ہر شخص ان کام چوروں کی شکایت کرتا ہو نظر آئے گا۔ کام چوری اور کاہلی ملک کے لئے سُمِ قاتل ہے۔

31.04 پژمردگی اور کاہلی سے بچو:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم دو خصلتوں سے دور رہو۔ ایک پژمردگی سے اور دوسرے کاہلی سے کیونکہ اگر تم پژمردہ رہو گے تو حق کو برداشت نہ کر سکو گے اور اگر کاہل ہو گے تو حق ادا نہ کر سکو گے۔''

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''جو گن کر کام کرتا ہے اس کو اجر بھی گن کر ملتا ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزید فرمان ہے کہ

''بہشت کو بغیر عمل کے طلب کرنا بجائے خود ایک گناہ ہے۔''

31.05 ''محنت میں عظمت ہے'' کو اجاگر کریں:

سرکاری دفتروں، فیکٹریوں، کارخانوں اور ہسپتالوں کی کارکردگی بڑھانے کے لئے افسروں، ماتحتوں اور عملے کو ٹریننگ دلوائی جائے۔ انہیں لیکچر دلوائے جائیں، ''محنت میں عظمت ہے'' کی اہمیت کو اُجاگر کیا جائے۔ مگر سب سے زیادہ مؤثر کام اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے اساتذہ کرام کر سکتے ہیں۔ وہ انہیں ایک محنتی طالب علم بنانے میں ان کی مدد اور راہنمائی کر سکتے ہیں۔ اگر ایک طالب علم زمانہ طالب علمی سے ہی اپنا ہوم ورک پورا نہیں کرتا وہ اسکول میں اپنا وقت ضائع کرتا ہے تو ایسا طالب علم جب نوکری کرے گا تو وہ دفتر میں بھی کام چوری کرے گا۔ اور کام چور افسر یا کام چور کلرک کہلائے گا۔ اس سلسلے میں تعلیمی اداروں کو اہم کردار ادا کرنا ہوگا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم جس جگہ بھی ہوں اپنا کام دیانتداری، محنت اور لگن سے سرانجام دیں اور اس کی تلقین کریں۔

31.06 زیادہ آرام طلبی کی عادت اچھی نہیں:

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو زیادہ آرام طلبی سے منع فرماتے تھے اور ہم کو حکم دیتے تھے کہ کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی چلا کریں۔ (ابوداؤد)

31.07 کام چوری، کوتاہی، کاہلی اور سستی سے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اقوالِ زرّیں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے کہ:

(i) ''کام میں دیر کرنا سستی کی نشانی ہے۔''

(ii) ''جو اپنی سستی ظاہر کرتا ہے وہ اپنی قدر کو آپ ذلیل و خوار کرتا ہے۔''

(iii) ''جو شخص ہمیشہ سست اور کاہل رہتا ہے وہ اپنی اُمیدوں میں بھی ناکام رہتا ہے۔''

(iv) بادشاہ کی سستی رعیت کے حق میں اس کے ظلم سے بڑھ کر ہے۔''

(v) ''کاہلی دنیا میں وقت کو کھونا اور آخرت میں حسرت کا باعث ہے۔''

(vi) ''جو شخص اپنے کام کی تدبیر اور انتظام آپ نہیں کرتا اور سستی و کاہلی کے مارے بیٹھ رہتا ہے، اسے بلاشبہ تکالیف و مصائب گھیر لیتے ہیں۔

(vii) ''جو شخص سستی اور کاہلی کی اطاعت کر لیتا ہے وہ اپنے بہت سے حقوق برباد اور ضائع کر دیتا ہے۔''

(ix) ''جو شخص ہاتھ پاؤں سے کام کرتا اس کی قوت اور طاقت بڑھتی رہتی ہے۔ اور جو شخص کام کرنے سے جی چراتا ہے، اس

کے بدن میں کاہلی اور سستی زیادہ ہو جاتی ہے۔"

(x) "کوشش و سعی میں کوتاہی کرنے سے بچو کہ یہ لوگوں کی ملامت کا باعث ہے۔"

(xi) "اپنا فرض ادا کرنا خلاصی اور اس میں کوتاہی کرنا تکلیف کا باعث ہے۔"

(xii) "سستی بے وقوفوں کی عادت اور کینہ رکھنا حاسدوں کی خصلت ہے۔"

(اقوال حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا انسائیکلوپیڈیا)

31.08 وقت کے بہترین استعمال سے متعلق مشہور ریاضی دان فیثا غورث (Phythagoras) کا قول:

مشہور ریاضی دان فیثا غورث کا قول ہے کہ:

'انسان برسوں میں جوان ہوتا ہے لیکن اگر وہ اپنے وقت کو بہترین طریقے پر صَرف کرے تو گھنٹوں میں (بوڑھا یعنی) تجربہ کار ہو جاتا ہے۔" (فیثا غورث)

31.09 کاہلی اور بزدلی اور بخل سے بچنے کی دعا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری میں رہتا تھا، اور میں کثرت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا پڑھتے سنا کرتا تھا:

ترجمہ:...... "خدایا! تیری پناہ مانگتا ہوں، رنج و غم سے، بے بسی اور کاہلی سے، بخل اور بزدلی سے، قرض کے بوجھ سے اور لوگوں کے دباؤ سے۔"

باب: 32

حرام مال کمانے اور کھانے کی سخت ممانعت

32:00 حرام مال کمانے اور کھانے کی سخت ممانعت:

مذہب اسلام نے حرام مال کمانے اور کھانے کی سختی سے اور شدید ترین الفاظ میں مذمت اور ممانعت کی ہے۔ آج سے تیس چالیس سال پہلے اگر کوئی اِکا دُکا سرکاری افسر یا اہلکار رشوت لیتا تھا تو لوگ اسے بہت برا سمجھتے تھے اور اس کے عمل کو نہ صرف معیوب سمجھا جاتا تھا بلکہ اپنی شدید ناپسندیدگی اور نفرت کا اظہار کرتے ہوئے اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیتے تھے۔ اُس کے گھر میں آنے جانے اور کھانے پینے کو معیوب سمجھا جاتا تھا۔ لوگ دور سے اُنگلی سے اشارہ کر کے کہتے تھے ''وہ شخص راشی ہے۔'' اس وقت اگر کسی باپ کو یہ پتہ چل جاتا تھا کہ اس کے بیٹے نے رشوت لی ہے تو باپ غصے سے پاگل ہو جاتا تھا اور اپنے راشی بیٹے کو نہ صرف گھر سے نکال دیتا تھا بلکہ اُسے جائیداد سے عاق کر دیتا تھا۔ رشتہ دار رشوت خور شخص کا حقہ پانی بند کر دیتے تھے۔ ساٹھ کی دہائی میں پاکستان ٹیلی ویژن (PTV) سے رشوت ستانی کے خلاف ایسے ایسے سبق آموز اور اصلاحی ڈرامے نشر ہوا کرتے تھے جس سے عوام کے دلوں پر مثبت اور دیرپا اثرات مرتب ہوتے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ قوم بیمار ہوتی چلی گئی، وہ اپنے نصب العین سے ہٹتی چلی گئی۔ مذہب کی اخلاقی تعلیمات سے دور ہوتی چلی گئی، اور اخلاقی قدروں کو بھلا بیٹھی۔ روپیہ پیسے کی ہوس اور حلال وحرام کا فرق مٹنے سے اس کی شخصیت بری طرح مسخ ہو چکی ہے۔ حد تو یہ ہے کہ اُسے قول رسول ﷺ کا بھی پاس نہ رہا (قولِ رسول ﷺ ہے ''رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔'') جو قوم یا فرد اپنے مذہب سے ناطہ توڑ لے اور قول رسول ﷺ کو اہمیت نہ دے اور نافرمان ہو جائے تو کیا اس پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا غیض وغضب نازل نہیں ہوگا۔ جیسا کہ ہم سب دیکھ رہے ہیں کہ ہر روز اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا عذاب اس قوم (پاکستانیوں) پر نازل ہو رہا ہے۔ جس سے نیک وبد سب لوگ بری طرح متاثر ہو رہے ہیں۔ سورۃ الفجر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''بے شک آپ کا رب نافرمانوں کی گھات میں ہے۔'' (سورۃ الفجر: 14)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے تو یہ عذاب اس میں موجود تمام لوگوں کو پہنچتا ہے، پھر وہ قیامت والے دن اپنے اپنے اعمال کے مطابق اُٹھائے جائیں گے۔'' (بخاری ومسلم)

اگر ہم اپنی حرام کھانے کی رَوِش جاری رکھیں گے تو ہمارے لئے آنے والا زمانہ اور بھی زیادہ مصیبت اور تکلیف کا ہوگا۔ ہم آخر کب تک غفلت میں پڑے رہیں گے۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ غافل کی آنکھ اس وقت کھلتی ہے جب وہ بند ہونے کو ہوتی ہے۔ اگر ہم نے آج اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو بھلا دیا ہے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بھی ہمیں کل بھلا دے گا۔ سورۃ الاعراف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''آج تم نے مجھے بھلا دیا قیامت والے دن میں تمہیں بھلا دوں گا اور جہنم کو انسانوں اور جنوں سے بھر دوں گا۔'' (الاعراف: 18، بنی اسرائیل: 64)

32.01 رسول اللہ ﷺ جو تم کو دیں وہ لے لو:

سورۃ الحشر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"رسول اللہ ﷺ جو تم کو دیں اس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔" (سورۃ الحشر:07)

32.02 رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنمی ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔" (طبرانی-المعجم الکبیر، ترمذی)

آج انسان صرف دولت کو ہی خوش نصیبی سمجھتا ہے اور یہی اُس کی بدنصیبی ہے۔ دولت کو تو انسان کی زندگی کے گرد گھومنا چاہئے۔ مگر آج کے انسان کی زندگی صرف دولت کے گرد گھومتی ہے۔ ایک صوفی بزرگ کا قول ہے:

"رشوت کے مال پر پلنے والی اولاد لازمی طور پر باغی ہوگی، بے ادب ہوگی اور گستاخ ہوگی۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"وہ جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کی پرورش حرام مال سے ہوئی ہو۔"

32.03 حلال وحرام واضح ہے:

حضرت ابوعبداللہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"بے شک حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان کچھ باتیں مشتبہ ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے۔ پس جو آدمی ان مشتبہ چیزوں سے بچ گیا تو اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو آدمی ان مشتبہ چیزوں میں پڑ گیا گویا وہ حرام میں داخل ہو گیا اور اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو اپنے ریوڑ کو چراگاہ کے آس پاس چراتا ہے اور عین ممکن ہے کہ اس کا ریوڑ اس کی چراگاہ میں چرنے لگے۔ اچھی طرح جان لو کہ ہر بادشاہ کی کوئی چراگاہ مخصوص ہوتی ہے اور خوب جان لو کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی چراگاہ اس کی حرام ٹھہرائی ہوئی چیزیں ہیں۔
اچھی طرح جان لو کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جب وہ صحیح ہو تو سارا جسم صحیح کام کرتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ اچھی طرح جان لو کہ وہ لوتھڑا "دل" ہے۔"

(بخاری ومسلم)

32.04 جس چیز سے منع کیا گیا ہے اس سے باز آجاؤ:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میں نے تمہیں جس چیز سے منع کیا اس سے باز آجاؤ اور جس چیز کے کرنے کا حکم دیا ہے اس پر اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرو۔ بے شک پہلے لوگوں کو سوالات کی کثرت اور اپنے انبیاء علیہم السلام سے اختلاف نے ہلاک کر ڈالا۔" (بخاری)

سورۃ الانعام میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"کیا اب لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ ان کے سامنے فرشتے آ کھڑے ہوں یا تمہارا رب خود آ جائے یا تمہارے رب کی بعض نشانیاں نمودار ہو جائیں۔" (سورۃ الانعام:158)

32.05 پاکیزہ چیزیں کھانے کا حکم:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے رسولوں اور مومنین کو پاکیزہ چیزیں کھانے کا حکم فرمایا:

"اے میرے انبیاء (علیہم السلام)! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔"

اور مومنین کے بارے میں فرمایا:

"اے ایمان والو! اس پاکیزہ رزق میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں دیا۔"

اور سورۃ البقرۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اے لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاؤ اور شیطانی راہ نہ چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔" (سورۃ البقرۃ:168)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بے شک اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پاک ہے اور پاکیزہ چیز کو ہی قبول فرماتا ہے۔"

32.06 حرام مال میں سے صدقہ کا کوئی اجر نہیں اور نہ ہی برکت ہے:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"حرام مال کمانے والا اگر اس میں سے کچھ صدقہ دیتا ہے تو اس کا کوئی اجر نہیں اور اس میں سے جو کچھ خرچ کرتا ہے تو اس میں بھی کوئی برکت نہیں جو مال اپنے بعد چھوڑ جاتا ہے وہ اسے دوزخ میں لے جاتا ہے۔"

32.07 حرام مال کھانے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی:

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص کعبہ میں آیا اور کعبہ سے لپٹ کر دعائیں مانگنے لگا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اُسے دیکھا تو ارشاد فرمایا:

"اُس شخص کی دعاء کیسے قبول ہو سکتی ہے، اُس کی کمائی حرام کی ہے، اس کا کھانا حرام کا ہے اس کا پینا حرام کا ہے اس کا لباس حرام کا ہے۔" (مسلم)

حجاج بن یوسف خلفائے بنو اُمیہ کا انتہائی سفاک وخونخوار ظالم گورنر تھا۔ اُس نے ایک لاکھ 20 ہزار انسانوں کو اپنی تلوار سے قتل کیا۔ اور جو لوگ اس کے حکم سے قتل کئے گئے ان کو تو کوئی گن ہی نہ سکا۔ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کو اس نے قتل کیا یا قید و بند میں رکھا۔ جب وہ بصرہ (عراق) کا گورنر مقرر ہوا تو لوگوں نے اُس سے کہا کہ یہاں پر کچھ نیک لوگ بھی بستے ہیں۔ اور جب کوئی ظالم اور رشوت خور حکمران ان پر مسلط

ہوتا ہے تو وہ اس سے چھٹکارے کے لئے دعا کرتے ہیں یا تو وہ حکمران مرجاتا ہے یا اُس کا تبادلہ (Transfer) ہو جاتا ہے۔ یہ سن کر حجاج بن یوسف نے کہا: ''آپ لوگ اس کی فکر نہ کریں کیونکہ میں نے اس کا بندوبست کرلیا ہے۔ میں نے ان سب نیک لوگوں کو بلا کر اپنی حرام کی کمائی میں سے کھانا کھلا دیا ہے۔ اب اُن کی دعا قبول نہیں ہوگی۔''

32.08 آدمی وہ کام ہرگز نہ کرے جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اُس کے لئے حرام کیا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''بے شک اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو غیرت آتی ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ آدمی وہ کام کرے جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس کے لئے حرام کیا ہے۔'' (بخاری و مسلم)

32.09 رشوت دینے اور رشوت لینے والے پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے رشوت دینے اور لینے والے پر۔'' (ابوداؤد، مسلم)

ابن ماجہ و ترمذی نے روایت میں یہ بھی زیادہ کیا ہے کہ

''اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو ان دونوں کے درمیان میں معاملہ ٹھہرانے والا ہو۔'' (مسند احمد، بیہقی)

32.10 رزقِ حلال کی اہمیت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''فرض عبادات کی بجا آوری کے بعد حلال طریقے سے رزق حاصل کرنا سب سے اہم فرض ہے۔'' (مشکوٰۃ)

32.11 حلال اور حرام چیزوں میں تمیز کیسے کی جائے؟

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے گھی، پنیر اور گورخر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''حلال وہ ہے جسے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال ٹھہرایا اور حرام وہ ہے جسے اس نے اپنی کتاب میں حرام ٹھہرایا۔ رہیں وہ چیزیں جن سے سکوت اختیار فرمایا ہے تو وہ معاف ہیں۔''

اس سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جزئیات کا جواب دینا مناسب نہیں سمجھا بلکہ ایک ایسا قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ جس سے حلال و حرام میں با آسانی تمیز کی جاسکتی ہے۔

کسی حرام چیز کا نام یا اس کی صورت بدل دینا جب کہ اس کی اصل حقیقت اپنی جگہ برقرار ہو، ناجائز قسم کا حیلہ ہے۔ حدیث میں یہ پیشگی انتباہ موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''میری اُمت کا ایک گروہ شراب کا نام بدل کر اس کو حلال کرلے گا۔''

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی قدر ہے:

''جس نے حرام مال جمع کیا اور پھر اسے صدقہ کیا تو اس کے لئے کوئی اجر نہیں ہے، بلکہ اس پر (حرام کمائی)

کے گناہ کا بوجھ ہے۔" (بن خزیمہ وابنِ حبان والحاکم)

32.12 دنیا کی جائز چیزوں کے طلبگار بنو:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"جو شخص دنیا کی جائز چیزوں کا طلبگار ہوا، اپنی خودداری کو باقی رکھنے، اپنے اہل وعیال کا نفقہ ادا کرنے اور اپنے پڑوسی پر مہربان ہونے کی غرض سے، تو وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا۔"

32.13 اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ:

سورۃ التحریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔" (التحریم:6:66)

32.14 رشوت ستانی ...... پاکستانی معاشرے کا المیہ:

پاکستان کے مسلمانوں کی اکثریت رشوت ستانی کے بدترین فعل میں ملوث ہوچکی ہے۔ شاید وہ بھول چکے ہیں کہ ہمارے مذہب نے رشوت کے پیسے کو حرام قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے اور رشوت لینے والے پر نہ صرف لعنت فرمائی ہے بلکہ اُسے جہنمی بھی قرار دیا ہے۔ شریعت اسلامیہ لوگوں کے مال کی حفاظت کو مقدم سمجھتی ہے اور رشوت جیسے حرام اور باطل طریقے سے مال کمانے اور کھانے سے سختی سے روکتی ہے۔

قول رسول کریم ﷺ ہے:

"رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔" (ترمذی)

حرام کی کمائی بے حیائی پیدا کرتی ہے۔ صرف جسم کا ننگا ہونا بے حیائی نہیں بلکہ اصل بے حیائی ایمان کا کچا ہونا ہے۔ ہم میں وہ اوصاف حمیدہ (امانت، دیانت، صداقت اور شجاعت) اور اعلیٰ اخلاق مفقود ہوچکے ہیں جو کسی قوم کا طرۂ امتیاز ہوتے ہیں جب کہ ان کی جگہ جھوٹ، چوری، لوٹ مار، ذخیرہ اندوزی، دھوکہ دہی، اقربا پروری، بھتہ خوری، قتل، اغوا برائے تاوان اور رشوت ستانی نے لے لی ہے۔

رشوت کیوں حرام ہے؟ رشوت اس لئے حرام ہے کہ ہمارے مذہب نے اس کو حرام قرار دیا ہے۔ رشوت اس لئے حرام ہے کہ رشوت لینے والا اپنی دنیاوی ضروریات پورا کرنے کے لئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر بھروسہ نہیں کرتا بلکہ اپنے آپ پر بھروسہ کرتا ہے۔ یعنی جو کچھ اسے میسر ہے اس پر اکتفاء نہیں کرتا بلکہ وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ یہ بات اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بنتی ہے کہ اُس کا بندہ اُس پر بھروسہ نہ کرے جس نے اُسے پیدا کیا ہے، عزت بخشی اور وہی اس کی روزی اور روزِ آخرت کا مالک ہے اور اس کی تمام حاجات کو پورا کرنے والا ہے۔

رشوت ستانی اسلامی جمہوریہ پاکستان کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے۔ ہم مذہب اسلام کے پیروکار ہیں۔ اسلام نے ہمیں ایک صاف ستھرا

نظامِ حیات عطا کیا ہے تا کہ ہم ایک پاکیزہ اور صاف ستھری زندگی گزار سکیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اسلام کے لازوال اصولوں سے آگاہی حاصل کر کے اُن پر عمل پیرا ہوں۔ اسی میں ہماری عافیت اور بقا ہے۔

ہم کیسے مسلمان ہیں کہ ہمیں قولِ رسول ﷺ کا بھی پاس نہیں۔ حضور پاک ﷺ کی بات نہ ماننا یا اُن کی بات پر کسی اور کی بات کو فوقیت دینا ایسے ہے جیسے شرک۔ رسول اللہ ﷺ کی ہدایت پر عمل نہ کرنا گناہِ عظیم ہے۔ جس کی سزا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ضرور دیتا ہے اور دے رہا ہے۔

کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ ہم نے رشوت لے لے کر اس ملک کو جہنم بنا دیا ہے۔ رشوت خور اپنے بچوں کو حرام مال کھلاتے ہیں۔ کیا انہیں یہ معلوم نہیں کہ یہ آگ کے لقمے ہیں؟ معصوموں کے ساتھ یہ ظلم نہ کرو اپنے بچوں کو رشوت کا حرام مال کھلا کر ہلاک نہ کرو۔

جو قوم رسول اللہ ﷺ کے اقوال کی دھجیاں اُڑا دے، قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کے احکامات رَدّ کر دے اور بے لگام ہو جائے کیا وہ مسلمان کہلانے کی مستحق ہے؟ ہر روز ایک کے بعد دوسرا عذاب ہمارے ملک پر نازل ہو رہا ہے۔ مگر ہم ہیں کہ غافل پڑے ہیں۔ سچ ہے کہ غافل کی آنکھ اُس وقت کھلتی ہے جب وہ بند ہونے کو ہوتی ہے۔ آگ اور پانی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے دو بڑے لشکر ہیں۔ ہماری کوتاہیاں، حکم عدولیاں اور نافرمانیاں ان لشکروں کو ہمارے خلاف عمل (Action) کی دعوت دیتی ہیں۔ ہم کیسے مسلمان ہیں کہ ہم علم حاصل کرتے کرتے جہالت کی بدترین حد تک پہنچ گئے ہیں کہ اب ہمیں حلال اور حرام میں کوئی تمیز باقی نہیں رہی۔ یاد رکھیں! کہ ہر مسلمان کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس کے ماتھے کے بالوں سے پکڑا ہوا ہے۔ وہ جائے گا کدھر یہ نافرمانیاں اور حکم عدولیاں کر کے جن لوگوں کو پاکستان جہنم بنتا نظر نہیں آ رہا، غضب کی کرپشن نظر نہیں آ رہی، مسلمانوں کا خون مسلمانوں کے ہاتھوں ہوتا نظر نہیں آ رہا، غریب انہیں خودکشیاں کرتے نظر نہیں آ رہے، سیلاب اور بارشوں میں غرق ہوتے انسان نظر نہیں آتے، آگ میں جلتی ہوئی فیکٹریاں، پلازے، دوکانیں، دفتر اور گھر نظر نہیں آتے، یہ وہ لوگ ہیں جن کا کوئی خدا نہیں۔ یہ ہر روز اپنے ضمیر کا سودا کرتے ہیں، یہ وہ ہی لوگ ہیں جن کے متعلق قرآن پاک میں کہا گیا ہے کہ اُن کی آنکھیں تو ہوں گی مگر وہ دیکھ نہیں سکتے۔ ان کے کان تو ہوں گے مگر وہ سن نہیں سکتے۔ رشوت کا پیسہ ایک ایسا زہریلا ناگ ہے جو ڈستا ضرور ہے وہ آج نہیں تو کل ڈسے گا ضرور، رشوت خور کو اس کی اولاد کو تکلیف اور اذیت کا یہ دردناک سلسلہ صرف دنیا تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ یہ رشوت خور کی قبر تک جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''بلاشبہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اور قبر سے زیادہ برا اور مصیبت والا منظر میں نے کوئی اور نہیں دیکھا۔''

اور عذابِ قبر جسم اور روح دونوں پر ہوتا ہے۔

رشوت یعنی حرام کے پیسے سے کی جانے والی (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی راہ میں) قربانی، صدقہ، خیرات یا نذر و نیاز قبول نہیں ہوتی۔ حرام پیسے سے کیا جانے والا حج اور عمرہ بھی قبول نہیں ہوتا۔ اس طرح رشوت خور کا رابطہ نہ صرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے بلکہ دنیا میں اس کی مخلوق سے بھی منقطع ہو جاتا ہے۔

دیکھنے والوں نے دیکھا ہے اور سننے والوں نے سنا ہے کہ رشوت خور شخص گھمبیر مسائل کی دلدل میں ایسا پھنسا ہے کہ تا عمر نہ نکل سکا۔ ہمارے اپنے دوستوں، رشتہ داروں اور قرابت داروں میں بہت سے ایسے لوگ ملیں گے جو رشوت دینے اور لینے کو معیوب اور گناہ نہیں سمجھتے۔ یہ لاعلم مسلمان ہیں۔ اسلام کا بدترین دشمن وہ مسلمان ہے جسے اپنے مذہب کا علم نہیں۔ "The worst enemy of Islam is an ignorant

"Muslim." ایسے لوگوں کے حالات پر اگر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے کتنے لوگ رشوت لینے کی وجہ سے کن کن مصائب اور پریشانیوں کا شکار ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ کوئی تو رشوت ستانی کی وجہ سے جیل چلا گیا اور برسوں کے لئے پابند سلاسل ہو گیا کوئی مہلک بیماری میں مبتلا ہو کر مرا کسی کی اولاد نافرمان، گستاخ اور بے راہروی کا شکار ہو گئی۔ کوئی گھر بنانے کی دلدل میں پھنس کر رہ گیا کوئی مقدمات میں اُلجھ کر رہ گیا۔ یہ لوگ آخر ٹھنڈے دل سے کیوں نہیں سوچتے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ یہ سب اس لئے ہوتا ہے کہ یہ لوگ اپنے نبی کریم ﷺ کی صریح نافرمانی کے مرتکب ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے رشوت خور پر نہ صرف لعنت فرمائی ہے بلکہ آپ ﷺ نے رشوت خور کو جہنمی بھی قرار دیا ہے۔ تو پھر وہ کیسے عذاب الٰہی سے محفوظ رہ سکتا ہے بلکہ رشوت خور تو اپنے مذہب سے بغاوت کر رہا ہے اور باغی کی سزا رسول اللہ ﷺ نے اس طرح سے بیان فرمائی ہے:

''کوئی گناہ بغاوت اور قطع قرابت سے بڑھ کر اس بات کا مستحق نہیں کہ خداوند تعالیٰ اس کے مرتکب کو دنیا میں عذاب پہنچائے علاوہ اس عذاب کے جو اس کے واسطے آخرت پر اُٹھا رکھے۔''

رشوت ستانی کس قدر ملک وقوم اور افراد کے لئے نقصان دہ ہے اس کا احساس دنیا کے بڑے بڑے غیر مسلم ممالک کو بھی ہے۔ چین میں رشوت خور کی سزا موت ہے۔ امریکی (USA) لوگ نہ رشوت دیتے ہیں اور نہ لیتے ہیں۔

رشوت یعنی حرام کا پیسہ کھانے سے ہماری روحانی صلاحیت کمزور پڑ جاتی ہے۔ اس لئے روحانی لوگ اُن گھروں میں کھانے پینے سے گریز کرتے ہیں جہاں رشوت کی کمائی کا اندیشہ ہو۔ ہم حرام کی کمائی کھا کر دشمنانِ اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ حلال روزی کھانے سے ہماری روحانی اور ایمانی صلاحیت اور طاقت میں اضافہ ہوتا ہے۔ جنگیں اسلحہ کی برتری یا افرادی قوت کی برتری سے نہیں جیتی جاتیں بلکہ یہ روحانی قوت (Spiritual Power) سے جیتی جاتی ہیں۔ اور روحانی قوت حلال روزی کھانے سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ مسلمان مٹھی بھر ہوں گے اور ہزاروں پر بھاری ہوں گے۔ جنگ بدر میں 313 مسلمان مجاہدین نے کفار کے ایک ہزار کے لشکر کو جو کیل کانٹے سے لیس تھا اُسے شکستِ فاش دی تھی۔

حرام کی کمائی کھانے سے رشوت خور کا دل مردہ ہو جاتا ہے اس کا ضمیر مردہ ہو جاتا ہے مردہ ضمیر وہ ہے جو ملک وقوم کے نقصان کی پرواہ کئے بغیر اپنے فائدے کی فکر میں لگا رہے۔ حلال روزی کھانے سے آپ کا ضمیر زندہ ہوگا۔ اگر آپ کا ضمیر زندہ ہے تو آپ زندہ ہیں، آپ زندہ ہیں تو قوم زندہ ہے، قوم زندہ ہے تو ملک سلامت اور قائم دائم ہے۔

آیئے! ہم سب مل کر یہ عہد کریں کہ رشوت ستانی جیسے موذی مرض سے خود بھی بچیں گے اور دوسروں کو بھی اس سے بچنے کی تلقین کریں گے۔ نیک اور سچے مسلمان بن کر اپنی زندگیاں قرآن وسنت کے مطابق گزاریں گے اور اس کے بعد دنیا میں اپنا وقت پورا ہونے کے بعد اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر کے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نظروں میں روزِ قیامت سرخرو ہوں گے۔ (آمین)

32.15 مال اور جاہ کی حرص دین کو نقصان پہنچاتی ہے:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''دو بھوکے بھیڑیئے جنہیں بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیا جائے وہ بکریوں کو اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا نقصان آدمی کے مال اور جاہ کی حرص اس کے دین کو نقصان پہنچاتے ہیں۔'' (ترمذی، روایت حسن)

32.16 رحمتِ خداوندی کی بشارت اُن لوگوں کے لئے جن کی کمائی حلال کی ہو:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''اللہ اُس شخص پر رحمت نازل کرے جس کی کمائی حلال کی ہو، خرچ اعتدال سے ہو اور ضرورت کے وقت کے لئے جمع بھی کرتا ہو۔''

32.17 رشوت کا پیسہ ایک ناقابلِ معافی ظلم اور بہت بڑا گناہ ہے:

سورۃ البقرۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور نہ کھاؤ ایک دوسرے کا مال ناجائز ہتھکنڈوں سے اور نہ دولت کو (رشوت کا) ذریعہ بنا کر حکام کے پاس پہنچ جاؤ تاکہ (غلط فیصلہ کروا کر) لوگوں کے مال و منال کا کچھ حصہ ناحق کھا جاؤ، حالانکہ تم جانتے ہو کہ یہ ناقابلِ معافی ظلم ہے اور بہت بڑا گناہ بھی۔'' (البقرۃ 188:2)

32.18 دولت جمع کرنے والوں کے لئے جہنم کی وعید:

سورۃ الھمزۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''کیا دولت جمع کرنے والا یہ سمجھتا ہے کہ اُس کا مال اُس کے پاس ہمیشہ رہے گا اور وہ کبھی ختم نہیں ہوگا، ایسے لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔'' (سورۃ الھمزۃ 2:3،2)

32.19 حلال لقمہ کھاتے رہو، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ دعا قبول کرے گا:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: حضور (ﷺ)! میرے لئے دعا کیجئے، کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ میری دعاؤں کو قبول فرمایا کرے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اے سعد! پاک چیزیں اور حلال لقمہ کھاتے رہو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تمہاری دعائیں قبول فرماتا رہے گا۔ قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں مَیں محمد (ﷺ) کی جان ہے، حرام لقمہ جو انسان اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے اس کی نحوست کی وجہ سے چالیس دن اس کی عبادت قبول نہیں ہوتی جو گوشت پوست حرام سے پلا وہ جہنمی ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر 235/1)

32.20 رشوت ستانی اور اقرباء پروری کے بارے میں قائدِ اعظم محمد علی جناح کا فرمان:

قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے 11/اگست 1947ء یعنی قیامِ پاکستان سے دو دن قبل اپنی تقریر میں فرمایا:

''سب سے بڑی لعنتوں میں سے ایک جس سے ہندوستان بری طرح متاثر ہوا ہے وہ رشوت اور بدعنوانی ہے۔ یہ حقیقتاً ایک زہر ہے۔ ہمیں آہنی ہاتھ سے اسے کچل دینا چاہئے اور دوسری چیز جسے میں انتہائی برا

سمجھتا ہوں وہ اقرباپروری کی برائی ہے۔اسے بھی بے رحمی سے کچل دینا چاہئے۔"

(تقریر قائداعظم 11/اگست 1947ء)

32.21 کسی کی زمین پر ناجائز قبضہ کر لینے کی سزا:

امام ابوعبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس کسی نے کسی کی ایک بالشت برابر زمین بھی ہڑپ کر لی تو قیامت کے دن اس کی گردن میں ساتوں زمین طوق کی طرح ڈال دی جائیں گی۔"

32.22 حرام اشیاء کی قیمت وصول کرنا بھی حرام ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ جب کسی قوم پر کوئی چیز حرام فرمادیتا ہے تو اس کی ثمن (قیمت، مول) کو حرام فرما دیتا ہے۔"

32.23 اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ناراض کر کے دولت حاصل کر بھی لی تو کس کام کی؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص نے لوگوں کی ناراضگی کے بدلے اللہ کی خوشنودی تلاش کی تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس سے خوش ہو جائے گا۔ اور لوگوں کو بھی اس کی طرف سے خوش کر دے گا۔ اور جس شخص نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ناراضگی کے عوض لوگوں کی رضا طلب کی تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس پر ناراض ہوگا اور لوگوں کو بھی اس پر ناراض کر دے گا۔"

32.24 مشکلات کے ساتھ آسانیاں بھی ہیں:

سورۃ الانشراح میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"پس بے شک ہر مشکل کے ساتھ ایک آسانی ہے بے شک اسی مشکل کے ساتھ ایک اور آسانی ہے۔"

(سورۃ الانشراح:5،6)

32.25 رشوت معاشرتی ناانصافی کا ذریعہ بنتی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"انصاف کا دن ستر دنوں کی مسلسل عبادت کے برابر ہے۔ رشوت معاشرتی ناانصافی کا ذریعہ بنتی ہے۔ رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ نیز عادل حاکم کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اور وہ جنتی ہے۔" (ترمذی)

32.26 رزقِ حلال کے لئے محنت کرنے والے کو عابد وزاہد سے افضل قرار دیا ہے:

نبی کریم ﷺ نے رزقِ حلال کے لئے محنت کرنے والے کو عابد وزاہد سے افضل قرار دیا ہے۔ دو صحابی رضی اللہ عنہما اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے ان کے ساتھی کے بارے میں دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا یہ ہر وقت نماز پڑھتا رہتا ہے، مستقل روزے رکھتا ہے، مستقل نماز اور روزوں کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہوگئی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اس کے اونٹ کون چراتا ہے؟ اور اس کے اہل وعیال کی کفالت کون کرتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ''ہم لوگ'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم اس سے زیادہ عبادت کرنے والے ہو۔'' (ندائے منبر ومحراب از مولانا محمد اسلم شیخوپوری)

32.27 رزقِ حلال کی تلاش میں پریشان رہنے والے شخص کے نا قابل معافی گناہ بھی معاف ہوجاتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بعض گناہ ایسے ہیں جو دوسری عبادتوں سے معاف نہیں ہوسکتے۔ لیکن جب ایک آدمی رزقِ حلال کی تلاش میں پریشان رہتا ہے تو اس کے وہ نا قابلِ معافی گناہ بھی معاف ہوجاتے ہیں۔''

(ندائے منبر ومحراب از مولانا محمد اسلم شیخوپوری)

32.28 حرام سے بچنے والا شخص اُن تین اشخاص میں سے ہے جو سب سے پہلے جنت میں جائیں گے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''میرے سامنے تین اشخاص پیش کئے گئے جو سب سے پہلے جنت میں جائیں گے ① شہید، ② حرام سے بچنے والا، ③ سوال نہ کرنے والا اور غلام جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی عبادت اچھی طرح سے کرتا ہو اور اپنے مالکوں کی خیر خواہی چاہتا ہو۔'' (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی)

حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ تین روز بھوکے رہے مگر کسی سے سوال نہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ہوئی تو ارشاد فرمایا:

''جس کسی کو سوال سے بچنے والے کی زیارت کرنا مقصود ہو وہ مالک بن سنان (رضی اللہ عنہ) کو دیکھ لے۔''

(قرآنی دستورِ حیات از ابویحییٰ)

32.29 جہنم کے بعد جنت میں داخلہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کچھ لوگ جہنم میں جل کر کالے پیلے ہونے کے بعد وہاں سے نکلیں گے جب جنت میں داخل ہوں گے تو اہل جنت ان لوگوں کا نام جہنمی رکھیں گے۔'' (صحیح بخاری)

32.30 سب سے بڑا عابد:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کون ہے جو مجھ سے احکام سیکھے اور ان پر عمل کرے۔'' میں نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ)! میں ہوں۔
آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور چار چیزیں شمار کیں، فرمایا:
''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچ تو لوگوں میں سب سے زیادہ بڑھ کر عابد ہوگا، اپنے ہمسائے کے ساتھ احسان کر تو مومن ہوگا، جو چیز تو اپنے لئے دوست رکھتا ہے وہ سب کے لئے دوست رکھ، تو کامل مسلمان ہوگا اور زیادہ ہنسا نہ کر ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔''

(مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی)

32.31 اسلامی جمہوریہ پاکستان سے رشوت ستانی کا قلع قمع کرنے کے لئے چھتیس (36) انقلابی تجاویز:

معاشرے سے رشوت ستانی ختم کرنے کے لئے جن عملی اقدامات کی ضرورت ہے ان کی تفصیل کے لئے دیکھئے شاملات نمبر II

(Please see Annex-II)

باب: 33

خود کشی

33:00 خودکشی:

ہمارے ملک میں خودکشی کے واقعات میں دن بدن تیزی سے اضافہ ہورہا ہے۔ایک اندازے کے مطابق دنیا میں ہر سال پانچ ہزار افراد خودکشی کرتے ہیں۔خودکشی کرنے کی وجوہات میں شدید مایوسی (Depression) غربت، پسند کی شادی کا نہ ہونا، امتحان میں فیل ہوجانا، اولاد کا نہ ہونا، ناگفتہ بہ حالات سے سمجھوتہ نہ کرنا یا مسلسل بیماری سے تنگ آکر اپنی زندگی کا چراغ گل کردینا، شامل ہیں۔مگر ایک اس سے بھی بڑی وجہ ہے اور وہ اپنے مذہب کی تعلیمات سے لاعلمی ہے۔حالات وواقعات اور وجوہات خواہ کچھ بھی ہوں ایک مسلمان کو کسی بھی حالت میں خودکشی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ ہمارے مذہب نے خودکشی کو نہ صرف حرام قرار دیا ہے بلکہ خودکشی کرنے والے کا جنت میں داخلہ بھی ممنوع قرار دیا گیا ہے۔خودکشی کا مطلب ہے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے مایوسی۔ جب کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی رحمت سے مایوس ہونے سے منع فرمایا ہے۔

33.01 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے پُر اُمید رہنے کا حکم:

سورۃ الزمر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اے نبی (ﷺ)! میری طرف سے لوگوں کو کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہوں اللہ تعالیٰ تو سب گناہوں کو معاف فرمادینے والا ہے اور وہی تو بخشنے والا مہربان ہے۔'' (سورۃ الزمر:53)

33.02 نیک لوگ اپنا معاملہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سپرد کردیتے ہیں:

سورۃ غافر میں اللہ جل شانہٗ ایک نیک انسان کے قول وفعل کو نقل کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''اور میں اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں بے شک اللہ بندوں کو دیکھنے والا ہے۔'' (سورۃ الغافر:43 تا45)

33.03 خودکشی کرنے والے پر جنت حرام کردی گئی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا: ''میرے بندے نے اپنی جان مجھ سے پہلے خود ہی لے لی اس لئے میں نے اس پر جنت حرام کردی۔'' (بخاری، حوالہ سابق حدیث:1364، 3463)

33.04 خودکشی کرنے والا جہنمی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اپنے آپ کو گلا گھونٹ کر مارتا ہے وہ جہنم میں اپنا گلا گھونٹتا رہے گا، اور جو شخص نیزہ چبھو کر اپنی جان لیتا ہے، وہ جہنم میں اپنے کو نیزہ مارتا رہے گا۔''

(بخاری الجنائز باب ماجاء فی قاتل النفس حدیث: 1365، 5778)

33.05 موت کی آرزو نہ کرو:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''موت کی آرزو کرو نہ موت کی دعا کرو، کیونکہ جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کی (نیکی کرنے کی) اُمید ختم ہو جاتی ہے۔ اور مومن کی لمبی عمر سے اس کی نیکیاں بڑھتی ہیں۔'' (مسلم)

33.06 خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ:

بے شک خودکشی گناہِ کبیرہ ہے مگر شریعت نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہے اگر بعض مذہبی لوگ، لوگوں کی عبرت کے لئے نمازِ جنازہ میں شرکت نہ کریں تو اس کی گنجائش ہے مگر عوام پر ضروری ہے کہ نمازِ جنازہ پڑھیں۔ نمازِ جنازہ پڑھے بغیر دفن نہ کریں۔

حدیث میں ہے کہ مسلمان کی نمازِ جنازہ تم پر لازم ہے وہ نیک ہو یا بد۔

درمختار میں ہے:

''جو آدمی خود کو عمداً قتل کرے تو اس کو غسل دیا جائے اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے۔''

(درمختار الشامی جلد 1 صفحہ 815)

33.07 خودکشی کی روک تھام کا عالمی دن:

ہر سال 10 ستمبر کو دنیا بھر میں خودکشی کی روک تھام کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ اس دن کو جس طرح سے منانا چاہئے ویسے نہیں منایا جاتا۔ یہ دن بس ایک خبر کی حد تک ہی محدود رہتا ہے۔ حکومت کو عوام کو یہ بتانا چاہئے کہ وہ عوامل جن کی وجہ سے لوگوں کی اکثریت خودکشی کرتی ہے اس کے متعلق حکومت نے کیا کیا۔ اگر ہر سال خودکشی کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس سے سلسلے میں حکومت، مذہبی اور سماجی تنظیموں کی طرف سے کوئی خاص لائحہ عمل وضع نہیں کیا گیا جس سے خودکشی کے واقعات میں کمی واقع ہوتی۔ مذہبی جماعتیں اپنا رول ادا نہیں کر رہی ہیں۔ نمازِ جمعہ کے وعظ میں پیش امام کبھی اس موضوع پر اظہارِ خیال نہیں کرتے۔ علماء کرام کو چاہئے کہ نمازِ جمعہ کے وعظ میں عوام کو اس موضوع (خودکشی) سے وقتاً فوقتاً آگاہ کرتے رہیں۔ اس سلسلے میں حکومت کو بھی بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔

باب: 34

برائی کو روکو

34:00 برائی کو روکو:

برائی کیا ہے؟ برائی گناہ ہے اور گناہ کیا ہے؟ بندے کا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے احکامات اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاداتِ گرامی قدر کو نہ ماننا اور اس پر عمل کرنے سے صریح انکار کا نام گناہ ہے۔ بندے کی ان خلاف ورزیوں اور حکم عدولیوں کو ایک ایسی ہولناک جنگ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ جس میں بندہ اپنے خالقِ حقیقی سے ہی صف آراء ہو کر اپنی روح کو اندر سے زخمی کر رہا ہوتا ہے اور وہ اپنے اس عمل سے ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ انسان اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی نافرمانی کر کے انسان کبھی بھی سکھی نہیں رہ سکتا۔ وہ ہمیشہ مصائب و آلام کی چکی میں پستا رہے گا، بہت سے لوگوں کا کسی گناہ کو گناہ نہ سمجھنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ گناہ نہیں رہا۔ یہی بات بنی اسرائیل کے لوگ کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے اُن پر عذاب نازل ہوا۔ اور مسلمانوں کو اس سے منع کیا گیا ہے۔ جب ہم گناہ کو گناہ سمجھیں گے تبھی اس سے خود کو محفوظ رکھنے کا سوچیں گے۔ برائی کو برائی سمجھنا ہی اصلاح کی طرف پہلا قدم ہے۔ رحمت کا یقین ہی رحمت کا حصول ہے۔

گناہ بڑا سخت ہوتا ہے۔ لوگوں کو اس سے باز رکھنے کے لئے عوام کو بیدار اور عوامی رائے عامہ کو ہموار کرنا ہوتا ہے۔ عوامی رائے عامہ اور بیداری کی طاقت زلزلوں کا رُخ موڑ سکتی ہے۔ لوگوں کو امر بالمعروف نہی عن المنکر کرنے کی طرف راغب کرنے کی ضرورت ہے۔ یعنی اگر معاشرے میں ایک فرد نیکی کی آواز اُٹھاتا ہے تو باقی لوگوں کو چاہئے کہ اس کا ساتھ دیں۔ سچ کو سچ کہیں اور جھوٹ کو جھوٹ۔ کسی مصلحت کے تحت یا لوگوں کو خوش کرنے کے لئے سچ کو جھوٹ کہہ کر یا سچ میں جھوٹ ملا کر اپنے پیروں پر کلہاڑی نہ ماریں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی پکڑ سے ڈریں اور نیکی کی تبلیغ کرنے والے خود بھی اس پر عمل کریں۔

سورۃ البقرۃ میں ارشادِ خداوندی ہے:

"یہ کیا (عقل کی بات ہے) کہ تم لوگوں کو نیکی کرنے کو کہتے ہو اور اپنے آپ کو فراموش کئے دیتے ہو، حالانکہ تم کتاب (خدا) بھی پڑھتے ہو کیا تم سمجھتے نہیں۔" (سورۃ البقرۃ:44)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

"جو لوگوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو ناراض کرتا ہے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہی ہے لوگ بھی اُس سے ناراض ہوتے ہیں۔ جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو راضی رکھنے کے لئے لوگوں سے ناراض ہوتا ہے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تو اُس سے راضی ہوتا ہی ہے لوگ بھی اس سے راضی ہوتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے وہ لوگ ہیں جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی عظمت کا علم نہیں رکھتے۔ سورۃ فاطر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"خدا سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو (اس کی عظمت کا) علم رکھتے ہیں۔" (سورۃ الفاطر:28)

34.01 ظالموں اور بدکرداروں کو ذرہ بھر برائی کی بھی چھوٹ نہیں ہے:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے جلال، غیض وغضب سے ہر ایک کو ڈرنا چاہئے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ ظالموں اور بدکرداروں کو ذرہ بھر

برائی کی بھی چھوٹ نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ دنیا میں ان کی رسی لمبی کر دی جائے لیکن بدلہ ایک نہ ایک دن ان کو اسی دنیا میں بھی مل جاتا ہے۔ قوم عاد اور قومِ ثمود کی سرکشی جب حد سے گزری تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ان کی بستیاں ہلاک کر دیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حکم سے طوفانِ نوح نے حضرت نوح علیہ السلام کی نافرمان قوم کو پانی میں غرق کر دیا۔ سورۃ زلزال میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''تو جو کوئی ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھ لے گا، اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھ لے گا۔''

(سورۃ زلزال: 7،8)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ

''ظالم مظلوم کی دنیا بگاڑتا ہے اور اپنی آخرت۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا:

''کسی کی دشمنی اور کینہ کے خیال میں ایک رات بھی مت گزارو۔''

34.02 اصلاح کو صرف اپنے تک محدود نہ رکھو:

معاشرے کو درست رکھنے کے لئے مذہب کے جو احکام ہیں ان پر صرف خود ہی عمل کر لینا کافی نہیں ہے۔ ہمیں حکم ہے کہ ہم دوسروں پر بھی نگرانی رکھیں۔ کسی کو برائی کرتے دیکھ کر خاموش رہنا اپنی ذمہ داری سے لاپرواہی برتنا ہے۔ حکم ہے اگر ظلم زیادتی اور برائی ہو رہی ہو تو اسے ہاتھ سے روکو، اگر یہ طاقت نہیں تو زبان سے روکو۔ سمجھاؤ برائی کا احساس دلاؤ، غیرت کو جگاؤ۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو خاموش رہو، لیکن دل میں اُسے برا سمجھتے رہو۔ یہ نیکی کا ادنیٰ ترین درجہ ہے اور ایسا طریقہ ہے جس سے صرف اپنی ذات کو فائدہ پہنچ سکتا ہے معاشرے کو نہیں۔

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے سنا کہ:

''جو شخص برائی کو دیکھے وہ اس کو ہاتھ (کی قوت) سے روکنے کی کوشش کرے، اگر اس کی استطاعت نہیں تو زبان سے منع کرے اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل میں برا جانے یہ ایمان کا معمولی درجہ ہے۔'' (مسلم)

34.03 احکام اخلاق و آداب توڑے جا رہے ہوں تو تم خاموش نہیں بیٹھ سکتے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کرو۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! مظلوم کی مدد تو سمجھ میں آتی ہے ظالم کی مدد کیا ہوگی؟ ارشاد فرمایا: ''اُسے ظلم کرنے سے روکو۔'' حکمِ قطعی ہے کہ ''روکو''۔ ہر مسلمان کو دین کی باتیں ایک دوسرے کو سمجھانے کا حکم ہے۔ صرف اپنی اصلاح کر کے بیٹھ جانے کا حکم نہیں ہے۔ صبح سے شام تک کئی چیزیں ایسی ہیں چھوٹی بڑی جنہیں ہم دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ بری ہیں، لیکن انجان ہو جاتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ عافیت اسی میں ہے۔ پرائے پھڈے میں ٹانگ کیوں اڑائیں۔ ہم اپنے دوستوں اور قرابت داروں کی دعوت ان کی ناراضگی کے ڈر سے اُن کے سامنے تو قبول کر لیتے ہیں مگر جاتے نہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ بات اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ناراضگی والی ہے۔ ہم میں اتنی اخلاقی جرأت ہونی چاہئے کہ ہم بندوں کو بے شک ناراض کر دیں مگر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ناراضگی مول نہ لیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ایسے لوگوں کو احساس دلائیں کیونکہ مذہب کا فرمان ہے کہ احکام اخلاق و

آداب توڑے جارہے ہوں تو تم خاموش نہیں بیٹھ سکتے۔ اپنے گھرانے، محلے، اپنی بستی میں اگر چند آدمی بھی ایسے نکل آئیں جو برائیوں پر ٹوکنے والے ہوں تو بدکردار، نافرمانوں اور سرکشوں کی کمر ٹوٹ جائے گی۔ ذخیرہ اندوزی، چور بازاری، رشوت ستانی، مہنگائی، اقرباء پروری، سب ختم ہوسکتی ہے۔ اگر ہم اپنے فرائض بھولیں گے تو دنیا میں بھی اس کا نتیجہ دیکھیں گے اور آخرت میں بھی۔ دیانت داری یہی نہیں ہے کہ روپے پیسے کے لین دین میں آپ سیدھے ہیں۔ دیانت داری یہ بھی ہے کہ آپ اپنے فرائض پورے کرتے ہیں یا نہیں۔ وہ فرائض جن کی دنیا میں نگرانی نہیں ہوتی مگر آخرت میں ان کی پوچھ گچھ ضرور ہوگی۔

34.04 بدی (برائی) کو دور کرنے کا حکم:

بدی (برائی) کو دور کرنے سے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''تم بدی کو اس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو، تم دیکھو گے کہ تمہارے ساتھ جس کی عدات پڑی ہوئی تھی وہ جگری دوست بن گیا ہے۔'' (حٰم السجدۃ:34،41)

34.05 مسلمانوں کو باقی قوموں سے بہتر اس لئے کہا گیا کہ وہ نیک کام کرنے کو کہتے ہیں اور برے کاموں سے منع کرتے ہیں:

سورۃ آل عمران میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''(مومنوں) جتنی اُمتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو۔'' (سورۃ آلِ عمران:110)

34.06 برائی سے روکنے والوں کے لئے نجات:

سورۃ الاعراف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''جو لوگ برائی سے منع کرتے تھے ان کو ہم نے نجات دی اور جو ظلم کرتے تھے ان کو برے عذاب میں پکڑ لیا کہ نافرمانی کرتے جاتے تھے۔'' (سورۃ الاعراف:165)

34.07 ظالم کے ہاتھ کو روکو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''بنی اسرائیل میں اوّلاً جو کمزوری رونما ہوئی وہ یہ تھی کہ ایک دوسرے سے ملاقات کرتا اور اسے کہتا اے انسان تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے ڈر اور جو کام تو کر رہا ہے اس کو چھوڑ دے یہ تیرے لئے حلال نہیں ہے۔ پھر دوسرے دن اس کو اسی حالت میں پاتا تو اس کو نہ روکتا بلکہ وہ اس کے ساتھ کھانے پینے بیٹھنے میں شامل ہو جاتا۔ جب انہوں نے یہ کیا تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ان کے دلوں کو ایک جیسا کر دیا۔ (یعنی ان کے دل زنگ آلود اور سخت ہو گئے)'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو لوگ بنی اسرائیل میں کافر ہوئے ان پر داؤد علیہ السلام کی زبان سے لعنت کی گئی۔ یہ اس لئے کہ نافرمانی کرتے تھے۔ اور حد سے تجاوز کرتے تھے (اور) برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے ایک دوسرے کو روکتے نہیں تھے۔ بلاشبہ وہ برا کرتے تھے۔ تم ان میں سے بہتوں کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں، انہیں نے جو کچھ آگے بھیجا ہے (وہ یہ) کہ خدا ان سے ناخوش ہوا۔ اور وہ ہمیشہ عذاب میں (مبتلا) رہیں گے اور اگر وہ خدا پر اور پیغمبر پر اور جو کتاب ان پر نازل ہوئی تھی اس پر یقین رکھتے تو ان لوگوں کو دوست نہ بناتے لیکن ان میں اکثر بدکردار ہیں۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ہرگز نہیں خدا کی قسم تم ''امر بالمعروف کرو اور نہی عن المنکر'' کرو اور ظالم کے ہاتھ روکو۔ اور اسے حق بات پر آمادہ کرو اور اس پر پابندی کرو۔ وگرنہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تمہارے سب کے دلوں کو یکساں کردے گا۔ پھر تم پر لعنت اُتارے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر لعنت کی۔'' (ابوداؤد)

34.08 ظالم کو ظلم سے نہ روکنے والوں پر عذاب کی وعید:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ''اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو کہ اے ایمان والو! تم اپنے آپ کا خیال رکھو تمہیں وہ لوگ ضرر نہیں پہنچا سکتے جو گمراہ ہو گئے جب تم ہدایت پر رہو گے۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ:

''جب لوگ ظالم کو دیکھیں گے اور اسکے ہاتھ کو نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ عذابِ خداوندی ان سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔'' (ابوداؤد، ترمذی والنسائی)

34.09 برے لوگوں کی صحبت اختیار نہ کریں:

برے دوستوں کی صحبت چھوڑ دیں کیونکہ یہ سب سے مہلک مرض ہے۔ اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کریں یا تنہا رہیں۔

''غلط راستے پر چلنے والے مجمع کے ساتھ چلنے سے بہتر ہے کہ آدمی تنہا چلے۔''

"It is better to walk alone than with a crowd going in the wrong direction."

کیونکہ اگر آپ نے برے دوستوں کی صحبت کو ترک نہیں کیا تو وہ طعن وتشنیع کر کے آپ کو نیکی سے دور کرنے کی کوشش کریں گے اور آپ ان کی باتوں میں آ کر ویسا ہی کریں گے اور اپنی زندگی تباہ کر لیں گے۔ نفسیات کے ماہرین کا کہنا ہے کہ انسان اپنی کسی بھی بری عادت کو چاہے وہ کتنی ہی پرانی اور راسخ کیوں نہ ہو 21 دن میں ترک کر سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بنی اسرائیل میں اچھے لوگ بھی تھے مگر انہوں نے برے لوگوں میں اُٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا شروع کر دیا، نتیجتاً وہ خود بھی برے ہو گئے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ اس لئے ہر آدمی کو غور کر لینا چاہئے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔'' (مسند احمد، مشکوٰۃ)

34.10 شیطان کی شیطنت سے کیسے محفوظ رہا جائے:

ہم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے احکامات اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر اس وقت تک من وعن عمل کرنے کے قابل نہیں بن سکتے جب تک ہم دل سے شیطان کو اپنا کھلا دشمن تسلیم نہ کرلیں۔ شیطان کی شیطنت سے بچنا ہی اُسے اپنا کھلا دشمن تسلیم کرنا ہے۔ شیطان ہر اُس چیز سے منع کرتا ہے جس کے کرنے کا حکم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا ہے اور رسول اکرم ﷺ نے اس کی پابندی کرنے کی سختی سے تاکید فرمائی ہے۔ آج ہمیں احساس تک نہیں کہ ہم کہاں کہاں اور کیسے کیسے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور نبی اکرم ﷺ کے احکامات کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ (یہاں پر صرف اُن مسائل کا تذکرہ مقصود ہے جن کا تعلق اخلاقیات سے ہے) اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا حکم ہے کہ خونی رشتے نہ توڑو، ہم خونی رشتے توڑ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ عہد توڑنا، وعدہ خلافی، امانت میں خیانت کرنا، دھوکہ دہی، حق مارنا، تہمت لگانا، یتیموں کا مال کھانا، قتل ناحق کرنا، حرام کھانا، رشوت لینا اور دینا تو ہمارے معاشرے میں عام ہے۔

قرآنِ مجید میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے متعدد جگہ ارشاد فرمایا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اس لئے تم بھی اسے اپنا دشمن سمجھو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

(i) ''حقیقت یہ ہے کہ شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔'' (سورۃ یوسف:5)

(ii) ''شیطان کی پیروی نہ کرو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔'' (سورۃ الانعام:42)

(iii) ''اور میری بات مان لو یہی سیدھا راستہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ شیطان تم کو اس سے روک دے کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔'' (سورۃ الزخرف:62)

(iv) ''آدم کے بچو! کیا میں نے تم کو ہدایت نہ کی تھی کہ شیطان کی بندگی نہ کرو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔'' (سورۃ یٰسین:60)

(v) ''درحقیقت شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اس لئے تم بھی اسے اپنا دشمن سمجھو۔ وہ تو اپنے پیروکاروں کو اپنی راہ پر اس لئے بلا رہا ہے کہ وہ دوزخیوں میں شامل ہو جائیں۔'' (سورۃ فاطر:6)

(vi) ''شیطان جس کا رفیق ہوا اُسے بہت ہی بری رفاقت میسر آئی۔'' (سورۃ النساء:38)

مندرجہ بالا احکامات کے باوجود اگر انسان اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ قہر خداوندی سے بچ نہیں سکتا۔ لہٰذا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے یہ واضح کر دیا کہ:

''(اے شیطان) جو بھی تیری پیروی کریں گے تجھ سمیت اِن سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔'' (الاعراف:18)

34.11 شیطان انسان کو گمراہ (ورغلانے) کرنے میں کیوں کامیاب ہو جاتا ہے؟

شیطان انسان کو ورغلانے میں اس لئے کامیاب ہو جاتا ہے کہ ہمارا یقین اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذات پر کامل نہیں ہوتا۔ جن لوگوں کا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر اور رسول اللہ ﷺ پر غیر متزلزل یقین (Unshakable believe) ہوتا ہے انہیں شیطان کبھی ورغلا یا گمراہ نہیں کرسکتا۔ شیطان انسان کو گمراہ کرنے میں اس لئے کامیاب ہو جاتا ہے کہ ہم پورے کے پورے دین میں داخل نہیں ہوئے۔ دین کی جو چیز ہمیں پسند آتی ہے ہم اس پر تو عمل

کرتے ہیں اور جو پسند نہیں آتی یا جس میں بظاہر فائدہ (حالانکہ وہ نقصان ہوتا ہے) نظر آتا ہے وہ کر لیتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ دین کی ہر بات میں مسلمانوں کا فائدہ ہے اور اس سے انکار میں نقصان ہے۔ سورۃ بقرۃ میں ارشادِ خداوندی ہے:

''اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔ اور شیطان کے خطوط کا اتباع نہ کرو۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔'' (سورۃ البقرۃ:208:02)

اور سورۃ الحشر میں ارشادِ خداوندی ہے:

''رسول اللہ ﷺ جو تم کو دیں اُس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔'' (سورۃ الحشر:7)

آیئے! ہم عہد کریں کہ ہم مندرجہ بالا احکاماتِ خداوندی اور ارشاداتِ نبی کریم ﷺ پر پُرخلوص طریقے سے عمل کریں گے۔ ہم عہد کرتے ہیں کہ ہم ہر اُس برائی کو روکیں گے جس سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور جس کی تاکید رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے۔ ہم عہد کریں کہ ہم اپنے آپ کو حرام کی کمائی (رشوت) کمانے اور کھانے سے روکیں گے۔ اور اپنی اولاد کو بھی حرام کی روزی کمانے اور کھانے سے روکیں گے، چاہے اس کے لئے ہمیں کتنی ہی پریشانیاں کیوں نہ برداشت کرنا پڑیں۔ ہم عہد کریں کہ ہم خونی رشتے نہیں توڑیں گے اور آپس میں بہن بھائی، دوست احباب، رشتہ داروں اور قرابت داروں سے دلوں مین رنجش اور نفرتیں نہیں رکھیں گے۔ انسانوں کی عزت اور انسانیت کا احترام اور پیار و محبت کرنا سیکھیں گے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

''ہر انسان کی عزت کرو کیونکہ ہر انسان میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی کوئی نہ کوئی صفت موجود ہے۔''

(حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم)

34.12 بہترین شخص وہ ہے جس سے لوگ فائدہ اُٹھائیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بہترین شخص وہ ہے جس سے لوگ فائدہ اُٹھائیں۔''

34.13 راہِ راست پر لانے کی فضیلت:

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ارشاد فرمایا:

''خدا کی قسم! اگر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تمہارے ذریعے سے ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔'' (متفق علیہ)

34.14 نصیحت تو عقل مند لوگ ہی پکڑتے ہیں:

سورۃ الزمر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اے پیغمبر (ﷺ)! آپ ﷺ کہہ دیجئے کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہوں اور جو علم نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ نصیحت تو عقل مند لوگ ہی پکڑتے ہیں۔'' (سورۃ الزمر:9)

34.15 جس نے اپنے دل کو برائی سے روکا وہ یقیناً فلاح پائے گا:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

''ہر وہ چیز جو نفس میں شرف و نیکی پیدا کرے اس کے عمل میں جلدی سے کام لینا چاہئے۔ جس نے اپنے دل کو غصے، لالچ اور نفسانی خواہشات کی پیروی سے باز رکھا وہ یقیناً فلاح پائے گا۔'' (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ)

34.16 کامیابی کے لئے کثرت سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم:

سورۃ الجمعۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرو، پھر تم فلاح و کامیابی کی اُمید کر سکتے ہو۔'' (سورۃ الجمعۃ:10)

34.17 اپنی غلطی فوراً تسلیم کرلو:

ہمارے یہاں لوگوں کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ وہ اپنی غلطی کو تسلیم نہیں کرتے۔ فوراً بحث و مباحثہ شروع کر دیں گے۔ اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کریں گے کہ یہ اُن کی غلطی نہیں تھی۔ اگر دفتر میں کوئی غلطی ہو جائے تو نہیں مانیں گے، کوئی ٹریفک حادثہ (Accident) اپنی غلطی سے ہو جائے تو موردِ الزام دوسرے کو ٹھہرائیں گے۔ اگر کوئی عدالت اُن کے خلاف فیصلہ دے دے تو قبول نہیں کریں گے، یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ قصوروار ہیں۔ اور اس اُمید پر اگلی اعلیٰ عدالتوں کا رُخ کریں گے تاکہ شاید اپنی مرضی کا فیصلہ کروالیں۔ یہ وہ گمراہ لوگ ہیں جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی پکڑ سے نہیں ڈرتے۔ وہ نہیں جانتے کہ خالقِ کائنات کی پکڑ اور گرفت کتنی زبردست ہے۔ سورۃ البروج میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''تیرے خدا کی پکڑ بہت سخت ہے۔'' (سورۃ البروج:12/85)

بیرون ممالک میں اگر کوئی عدالت کسی فرد یا ادارے کے خلاف فیصلہ دے دیتی ہے تو وہ اس فیصلے کو من و عن فوراً تسلیم کر لیتے ہیں۔ یہی چیز ان کی بڑائی (Greatness) اور خوفِ خدا کو ظاہر کرتی ہے۔ ایسے افراد اور قوموں پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنا فضل و کرم نازل فرماتا ہے۔ اور نافرمانوں کو جلد اسی دنیا میں سزا دیتا ہے۔ سورۃ الفجر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''بے شک آپ کا رب نافرمانوں کی گھات میں ہے۔'' (سورۃ الفجر:14)

جوں جوں ہمارا تعلیمی اور اخلاقی معیار بلند ہوگا لوگ اپنی غلطی کو تسلیم کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کریں گے، بلکہ اس کو اعلیٰ ظرفی، بصیرت اور بڑائی (Greatness) سمجھیں گے۔ دنیا میں وہی قومیں پنپتی ہیں اور عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں جو سچائی کے راستے پر چلتی ہیں اور عدل و انصاف سے کام لیتی ہیں۔

34.18 سب سے زیادہ پکڑ (گرفت) انصاف نہ کرنے والے منصف (جج) کی ہوگی:

جج کا کام انصاف دینا اور عدل و انصاف قائم کرنا ہے۔ مجرم کو اپنے جرم کی قرار واقعی سزا مل جائے تو عدل قائم ہو جائے گا۔ جج کو ذاتی تعصّبات سے بالاتر ہو کر انصاف کرنا چاہئے۔ جج کو کسی قسم کا سیاسی یا حکومتی دباؤ قبول نہیں کرنا چاہئے اور یہ اُسی وقت ہو سکتا ہے جب جج میں قوتِ

ایمانی اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر غیر متزلزل یقین کامل ہو۔ اور یہی چیز اس کی ذات اس کے پیشے کا تقدس اور جج کے رُتبہ کے شایانِ شان ہے۔ طلباء کو جج کا پیشہ اختیار کرنے سے پہلے اپنے آپ سے یہ عہد کرنا چاہئے کہ وہ عدل وانصاف، مساوات اور حق کی سربلندی کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ وہ مشکل سے مشکل اور نامساعد حالات میں بھی کسی دباؤ یا لالچ میں آ کر کوئی غلط فیصلہ نہیں کریں گے۔ اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر صحیح فیصلہ سنائیں گے۔ اور کسی کو کسی کا حق مارنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

جج تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ ہے جو حق کو جانتا ہے اور اس کے مطابق فیصلے کرتا ہے یہ جنتی ہے۔ دوسرا جج وہ ہے جو حق کو جانتا ہے مگر اس کے خلاف فیصلے دیتا ہے، یہ جہنمی ہے۔ تیسرا جج وہ ہے جو حق کو نہیں جانتا اور کرسی پر بیٹھ کر مصلحتوں کے تحت فیصلے کرتا ہے۔ یہ بھی جہنمی ہے۔

سقراط کی نصیحت جج صاحبان کے لئے:

سقراط (مشہور یونانی فلاسفر) نے جج صاحبان کو پانچ سو سال قبل مسیح یہ نصیحت فرمائی کہ:

''جج کے لئے چار باتیں لازمی ہیں ① غور سے سنے، ② سنجیدگی سے سوچے، ③ عقلمندی سے جواب دے، ④ اور غیر جانبداری سے فیصلہ سنائے۔''

''جج صاحبان کو انصاف بطور عنایت کسی کی جھولی میں ڈالنے کی بجائے قانون کے مطابق انصاف کرنا چاہئے۔'' (سقراط)

34.19 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا کلام سن کر بڑے بڑے گناہ گار مسلمان پر خوف ودہشت طاری ہو جاتی ہے:

حجاج بن یوسف کی عادت تھی کہ جب کوئی قاری اس کے پاس آتا تو خوب سوالات کرتا۔ انہیں تنگ اور شرمندہ کرنے کی غرض سے، چنانچہ ایک دن ایک قاری حجاج کے پاس آیا تو حجاج نے اس سے سوال کیا کہ قرآن کریم کی آیت ''اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ'' الآیۃ سے پہلے کیا ہے؟ تو اس نے جواب میں سورۃ الزمر کی آیت: 8 پڑھی ہے جس کا ترجمہ ہے:

''آپ (ﷺ) کہہ دیں کہ تو اپنے کفر سے کچھ نفع اُٹھالے، تو تو بالیقین جہنمیوں سے ہے۔'' (سورۃ الزمر: 8)

یہ سن کر حجاج پریشان ہو گیا اور ایسا لاجواب ہوا کہ اس کی پوچھنے کی عادت ختم ہو گئی۔ اور اس کے بعد پھر کبھی کسی سے کچھ نہیں پوچھا۔

34.20 خالقِ کائنات نے مجرموں کے لئے بڑے بھیانک عذابِ الٰہی کی وعید دی ہے:

سورۃ الرحمٰن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''مجرم وہاں اپنے چہروں سے پہچان لئے جائیں گے اور انہیں پیشانی کے بل اور پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹا جائے گا۔ اس وقت تم اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے۔'' (سورۃ رحمٰن: 41 تا 42)

سورۃ الرحمٰن میں آگے چل کر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اس وقت کہا جائے گا یہ وہی جہنم ہے جس کو مجرمین جھوٹ قرار دیا کرتے تھے۔'' (سورۃ رحمٰن: 42)

سورۃ رحمٰن کی آیت 43اور 45 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اسی جہنم میں انتہائی کھولتے گرم پانی کے درمیان وہ گردش کرتے رہیں گے۔ پھر اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے؟'' (سورۃ الرحمٰن: 43اور 45)

34.21 اپنے اطراف میں پلنے والی برائی پر نظر رکھیں اور اُسے روکیں:

پاکستانی قوم کے ہر فرد کو برائی کے خلاف اُٹھ کھڑا ہونا چاہئے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ شیطان انسان کی بشری کمزوریوں سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔ اور ایسے ذلیل ترین کام کرواتا ہے جس سے انسانیت بھی شرما جائے۔ ہمیں اپنے اطراف میں پلنے والی برائیوں پر گہری نظر رکھنی چاہئے اور اسے روکنے کی کوشش کرنا چاہئے۔

34.22 ایسے جملے ادا کرنے سے پرہیز کریں جن سے برائی کو فروغ ملے:

مندرجہ ذیل جملہ آپ کو اکثر پڑھے لکھے اور مذہب سے بیگانہ لوگوں کے منہ سے سننے کو ملے گا، ایسے جملے کہنے والے لوگ شیطان کی پیروی کررہے ہیں۔ جملہ یہ ہے:

''مذہب کو درمیان میں نہ لائیں۔''

یہ جملہ بظاہر خود برائی کی دعوت دے رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ مذہب کو کیوں بیچ میں نہ لائیں؟ کیا مذہب کوئی غلط بات (نعوذ باللہ) یا برے کام کو کہہ رہا ہے؟ سورۃ انعام میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

''شیطان کی پیروی نہ کرو، شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

مذہب ہی تو مسلمان کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ مذہب نے ہی تو ہمیں انسان بنایا اور آدابِ زندگی سکھائے۔ دراصل ایسے جملے کہنے والے خود معاشرتی برائیوں (یعنی رشوت، شراب نوشی زِنا وغیرہ) میں ملوث ہوسکتے ہیں اور مذہب چونکہ ان سب برائیوں سے منع کرتا ہے۔ لہٰذا وہ اس سے دور رہنے میں عافیت (نعوذ باللہ) سمجھتے ہیں۔ کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مذہب صرف نماز، روزہ اور حج کی ادائیگی کا نام ہے۔ جب کہ مذہب تو مسلمانوں کے لئے مکمل ضابطۂ حیات ہے جس میں مکمل ضابطۂ اخلاق اور دیگر فرائض شامل ہیں۔

34.23 برائی کو روکنے کے لئے اپنے اندر اخلاقی جرأت پیدا کریں:

ہماری اخلاقی ابتری کا یہ حال ہے کہ اگر ہمارے دوستوں یا رشتہ داروں میں کوئی شخص غیر اخلاقی کام میں ملوث ہے یا دوسروں کے حقوق پامال کررہا ہے تو ہم اسے منع کرنے یا صحیح کام کا مشورہ دینے سے بھی گریز کرتے ہیں کہ کہیں ہمارا دوست، بھائی یا رشتہ دار ہم سے ناراض نہ ہوجائے۔ وہ شخص ناراض اس لئے ہوتا ہے کہ اس نے اس مثبت پہلو کے بارے میں کبھی سوچا ہی نہیں ہوتا۔ جو آپ اسے بتارہے ہیں۔ لہٰذا اس کے کان آپ کی سچی بات سے غیر مانوس ہوں گے۔ اس کام کے لئے اخلاقی جرأت چاہئے۔ آپ اُسے مخلصانہ مشورہ ضرور دیں۔ صحیح بات ضرور بتائیں چاہے وہ اس پر عمل کرے یا نہ کرے۔ ناراض ہو یا راضی رہے، سچ بات کڑوی لگتی ہے، سچ اور حق بات اُس کے کان میں ضرور ڈال کر آپ اپنی مذہبی اور اخلاقی ذمہ داری ضرور پوری

کریں۔ آج نہیں تو کل اس شخص کا ضمیر جاگے گا اور اسے ضرور ملامت کرے گا۔ حد تو یہ ہے کہ لوگ کسی کو اچھی اور sensible بات بھی بتانے سے گریز کرتے ہیں کہ کہیں اُن کے تعلقات خراب نہ ہو جائیں۔ اچھی اور صحیح بات میں ایک وزن (logic) ہوتا ہے جسے لوگوں کی اکثریت قبول کر لیتی ہے۔ مگر ایک گلے سڑے معاشرے کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ بدکردار، شرابی اور رشوت خور لوگ اصلاحی اور رشوت ستانی سے روکنے سے متعلق تحریروں کو پڑھنا تک گوارہ نہیں کرتے کہ کہیں اُن کی اصلاح نہ ہو جائے۔ کیونکہ شیطان انہیں ایسا کرنے سے روکتا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک صحیح چیز آدمی کے کان سن لیں اور اُس کا اثر نہ ہو۔ سورۃ الحجرات میں ارشادِ خداوندی ہے:

''اور توبہ نہ کرنے والے ہی ظالم لوگ ہیں۔'' (سورۃ الحجرات:11)

34.24 گناہِ کبیرہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، ناحق قتل کرنا، اور جھوٹی گواہی دینا۔'' (مسلم)

34.25 توبہ:

توبہ کیا ہے؟ توبہ انسان کا اپنی ماضی کی غلطیوں پر شرمندہ ہونا اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم ہے۔

34.26 توبہ کرنے کی شرائط:

علماء کرام نے قرآنی آیات اور احادیثِ مبارکہ سے توبہ کی چند شرائط مقرر کی ہیں۔ لازم ہے کہ توبہ ان شرائط کے ساتھ کی جائے۔

(i) **گناہ سرزد ہو جانے پر ندامت:**

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''ندامت ہی توبہ ہے۔''

(ii) فوراً گناہ سے باز آ جانا۔

(iii) دوبارہ ایسی حرکت نہ کرنے کا عزم

(iv) کسی کی حق تلفی کی ہے تو اس سے معافی طلب کرنے یا اس کے حقوق لوٹا دینے سے توبہ قبول ہو گی۔

34.27 اپنے گناہوں کو ظاہر کرنے والا فحاشی پھیلانے میں مدد دیتا ہے:

سورۃ النور میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں فحاشی رواج پائے ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔'' (سورۃ النور:19)

34.28 توبہ نہ کرنے والے لوگ ظالم ہیں:

سورۃ الحجرات میں ارشادِ خداوندی ہے:

''اور توبہ نہ کرنے والے ہی ظالم لوگ ہیں۔'' (سورۃ الحجرات:11)

34.29 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حضور صدقِ دل سے توبہ کرو:

سورۃ التحریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو! اللہ کے حضور صدقِ دل سے توبہ کرو۔'' (سورۃ التحریم:8)

34.30 رسول اللہ ﷺ نے توبہ کی تلقین فرمائی:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو پس بے شک میں ایک دن میں (کم از کم) سو (۱۰۰) مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔''

34.31 شیطان تو چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ انسانوں میں دشمنی اور بغض پیدا کرے:

سورۃ المائدۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تم میں آپس میں عداوت اور بغض پیدا کردے اور تم کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ذکر اور نماز سے روک دے، بتاؤ اب بھی (ان بری چیزوں سے) باز آجاؤ گے۔'' (سورۃ المائدہ رکوع:12)

34.32 کسی متعین شخص یا جانور پر لعنت بھیجنے کی ممانعت:

حضرت ابوزید ثابت ضحاک رضی اللہ عنہ جو بیعت رضوان کے شرکاء میں سے ہیں، روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اور مومن پر لعنت کرنا، اس کو قتل کرنے کے مثل ہے۔'' (بخاری ومسلم)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم ایک دوسرے پر اللہ کی لعنت اور اس کے غصہ اور جہنم کی آگ کے ساتھ لعن طعن نہ کرو۔'' (ابوداؤد، ترمذی، ان دونوں نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کسی سفر پر تھے اور ایک انصاری عورت اونٹنی پر سوار تنگ دل ہوگئی، تو اس نے اس اونٹنی پر لعنت کی، تو آپ ﷺ نے اس سے سن لیا، فرمایا:

''اس اونٹنی پر جو سامان ہے وہ اُتار لو اور اُسے چھوڑ دو، اس لئے کہ اس پر لعنت کی گئی ہے۔''

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پس گویا میں اب بھی اس اونٹنی کو دیکھ رہا ہوں، وہ لوگوں کے درمیان چل رہی ہے، کوئی اس سے

تعرض نہیں کر رہا۔" (مسلم)

34.33 کسی پر لعنت نہ بھیجو کیونکہ لعنت، لعنت بھیجنے والے کی طرف لوٹ سکتی ہے:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔ لیکن اس کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، پھر وہ زمین کی طرف اُترتی ہے، تو اس کے دروازے بھی بند کر دیئے جاتے ہیں، پھر دائیں اور پھر بائیں جانب جاتی ہے، پھر جب کوئی گنجائش نہیں پاتی تو اس کی طرف لوٹتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہو۔ پس اگر وہ چیز اس لعنت کی مستحق ہوتی ہے (تو اس پر اُترتی ہے) ورنہ وہ لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔" (ابوداؤد)

34.34 علم نجوم، جادوٹونہ، عمل عملیات اور دیگر سفلی علوم سیکھنے کی سختی سے ممانعت:

علم نجوم کا سیکھنا اور اسے حاصل کرنا اسلام میں بہت برا سمجھا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"میں اپنے بعد اُمت کے لئے تین باتوں کا خطرہ محسوس کر رہا ہوں۔ اماموں کے ظلم و زیادتی سے، ستاروں پر ایمان و یقین سے اور تقدیر (قسمت) کے انکار سے۔"

34.35 جادو کرنا اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

① اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، ② جادو کرنا، ③ کسی جان کو ناحق قتل کرنا، ④ سود کھانا، ⑤ یتیم کا مال کھانا، ⑥ لڑائی کے وقت پیٹھ پھیر کر بھاگنا، ⑦ پاک دامن غافل عورتوں پر تہمت لگانا۔"

(بخاری و مسلم)

34.36 علم نجوم کا سیکھنا جادو سیکھنے کے مترادف ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے علم نجوم کا کچھ حصہ حاصل کیا تو اُس نے جادو کا ایک حصہ حاصل کیا، جتنا علم نجوم زیادہ سیکھا تو اس نے اتنا ہی جادو کا علم زیادہ سیکھا۔" (ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ اس روایت کو نقل کیا)

34.37 کاہن (فال نکالنے والا) کی کچھ حقیقت نہیں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے آپ ﷺ سے کاہنوں کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اس کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (ﷺ)! وہ بعض دفعہ ہمیں کسی چیز کے بارے میں جب بتلاتے ہیں تو وہ بات صحیح نکلتی ہے۔'' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''یہ سچی بات جن (فرشتوں سے) اُچک لیتے ہیں اور پھر اپنے دوست (کاہن) کے کان میں ڈال دیتے ہیں۔پس وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا لیتا ہے۔'' (بخاری و مسلم)

34.38 ایسی چیز پر ہرگز عمل نہ کرو جو دین میں نہیں ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:
''جس شخص نے ہمارے دین میں ایسی چیز کو ایجاد کیا جو دین میں سے نہیں ہے، پس وہ مردود ہے۔''
(بخاری و مسلم)

34.39 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہر انسان کو اتنی عمر دی ہے کہ وہ اس میں احکامِ الٰہی کو سمجھ لے اور عمل کرے:

سورۃ فاطر میں ارشادِ خداوندی ہے:
''کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اس میں جو سوچنا چاہتا سوچ لیتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا۔'' (سورۃ فاطر:37)

34.40 قوم پر عذاب:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''جب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل فرماتا ہے تو یہ عذاب اس میں موجود تمام لوگوں کو پہنچتا ہے۔ پھر وہ قیامت والے دن اپنے اپنے اعمال کے مطابق اُٹھائے جائیں گے۔'' (بخاری و مسلم)

34.41 گمانوں (شک و شبہ) سے بچو:

سورۃ الحجرات میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
''اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔'' (سورۃ الحجرات)

34.42 مادہ پرستی اور دنیا کی رغبت اپنے عروج پر:

آج کل دنیا کی رغبت اور مادہ پرستی اس قدر زور پکڑ چکی ہے کہ جس محفل میں دیکھو وہاں پیسے اور پلاٹوں کی باتیں ہو رہی ہوتی ہیں۔ میں نے ڈھائی کروڑ کا پلاٹ خرید لیا ہے، اب پانچ کروڑ میں بیچوں گا۔ وہ فلاں صاحب ہمارے گھر آئے تھے بہت شریف آدمی ہیں دو کنال کے گھر میں رہتے ہیں گویا دو کنال کے گھر میں رہنا بھی قابلیت شرافت اور امارت کا نشان بن چکا ہے۔ جس کا ذکر کرنا بہت ضروری ہے۔ دعوت میں کھانا کھانے کے بعد اگر آپ نے کھانے کی تعریف نہ کی تو اس سے بھی آپ کے تعلقات کو شدید خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ ایک دوست نے دعوت کے بعد کہا اتنا اچھا کھانا کھلایا ہے اور تم نے تعریف نہیں کی۔ میں نے کہا کھانا کھانے کے بعد اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔ اور

دعا کی جاتی ہے۔اور چلتے وقت میزبان کا شکریہ بھی ادا کیا جاتا ہے۔اور اس کے حق میں دعائے خیر بھی کی جاتی ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ آپ کا دستر خوان وسیع کرے۔

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف بھیجا تا کہ وہاں کا جزیہ وصول کر کے لائیں۔پس وہ بحرین سے مال لے کر آئے۔انصار نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر جب سنی تو وہ فجر کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا چکے تو انصار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ تم نے سنا ہے کہ ابوعبیدہ بحرین سے کچھ مال لے کر آئے ہیں، انصار نے عرض کیا جی ہاں! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''خوش ہو جاؤ اور اس چیز کی اُمید رکھو جو تمہارے لئے خوشی کا باعث ہو گی۔اللہ کی قسم! مجھے تمہاری فقیری کا اندیشہ نہیں ہے لیکن مجھے خوف رہتا ہے کہ تم پر بھی دنیا کی فراوانی اس طرح ہو جائے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر ہوئی تھی۔پس تم دنیا کی طرف رغبت کرنے لگو جیسا کہ انہوں نے رغبت کی تھی۔پس دنیا تم کو بھی تباہ و برباد کر دے گی جیسا کہ دنیا نے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔'' (متفق علیہ)

سورۃ العنکبوت میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''تم کو مال کی بہتات نے غافل کر دیا یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں، دیکھو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا، دیکھو! اگر تم جانتے یعنی علم الیقین رکھتے (تو غافل نہ ہوتے)۔اور یہ دنیا کی زندگی صرف کھیل تماشہ ہے اور ہمیشہ کی زندگی کا مقام تو آخرت کا گھر ہے۔کاش! یہ سمجھتے۔'' (سورۃ العنکبوت:64)

سورۃ فاطر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اے لوگو! اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا سچا وعدہ ہے، تو تم کو دنیا کی زندگی دھوکہ میں نہ ڈالے اور فریب دینے والا شیطان تم کو فریب نہ دے دے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ہر اُمت کا ایک فتنہ ہے، میری اُمت کا فتنہ مال و دولت ہے۔''

پلاٹ ضرور خریدیں، گھر ضرور بنائیں، مگر حلال کی کمائی سے اور اپنے ذرائع آمدن کے اندر رہتے ہوئے۔ویسے آج کا انسان تو مکان میں رہتا ہے، گھر تو کب کا ختم ہو چکا ہے۔مادہ پرست اور دنیا سے بے پناہ رغبت رکھنے والے ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں سوچتے کہ اس دنیا میں اُن کا کچھ بھی نہیں ہے۔آپ بڑے سے بڑا گھر بنالیں، محل تعمیر کر لیں، آپ کچھ عرصہ ہی اس گھر میں قیام کریں گے، پھر دوسرے لوگ آپ کے (بڑے ارمانوں سے بنائے ہوئے) گھر میں رہ رہے ہوں گے۔یہ ہے حقیقت مکان کی۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے ڈرنے والا دنیا کی حقیقت کو سمجھ جائے گا اور دنیا سے زیادہ دل نہیں لگائے گا۔سورۃ فاطر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور خدا سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو اُس کی عظمت کا علم رکھتے ہیں۔'' (سورۃ فاطر:28)

34.43 اس محفل میں بھی نہ بیٹھو جہاں دین کا مذاق اُڑایا جا رہا ہو:

ہمارے عمل کی بنیاد وہ اصول بنیں گے جو قرآن مجید اور حدیث مبارکہ کی تعلیمات میں ہیں۔ایسی محفلیں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات

اور اسلامی شعائر کا مذاق اُڑایا جارہا ہو، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اہل ایمان کو حکم دیتا ہے کہ وہاں نہ بیٹھو اور نہ ہی ان محفلوں میں بھی بیٹھو جہاں بظاہر دین کا مذاق تو نہ اُڑایا جارہا ہو بلکہ دین پر عمل نہ کرنے کا عملی ارتکاب کیا جارہا ہو، یعنی کھانے کے ساتھ شراب کا دور بھی چل رہا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''بنی اسرائیل میں اچھے لوگ بھی تھے مگر انہوں نے برے لوگوں کی صحبت میں اُٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا شروع کردیا تھا۔ نتیجتاً وہ خود بھی برے ہوگئے۔'' لہٰذا مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے میل جول اور مباشرت سے منع کیا گیا ہے۔ شریعت میں شراب نوشی کی سزا اسی (80) کوڑے ہے، یہ وہ جرم ہے جس پر حد نافذ ہوتی ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے سورۃ البقرۃ میں ارشاد فرمایا: ''یہ اللہ کی حدیں ہیں، ان کے قریب بھی مت جاؤ۔'' (سورۃ البقرۃ:87)

افسوس کہ کچھ مسلمان آج بھی شراب نوشی میں مشغول ہیں۔ مگر کیا انہیں اسی (80) کوڑوں کی سزا (شریعت کی مقرر کردہ) مل رہی ہے؟ شرابی کو شرعی سزا تو نہیں مل رہی البتہ شرابی کو اسی کوڑوں کی سزا اسی دنیا میں ضرور ملتی ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے گناہ گاروں کو سزا دینے کے لئے ایک اور انتظام بھی کیا ہوا ہے۔ اسی کوڑوں کی جتنی جسمانی اور روحانی تکلیف اور اذیت ہوتی ہے وہ شرابی کو برداشت کرنا پڑتی ہے۔ اب چاہے یہ تکلیف بیماری کی صورت میں آجائے، ایکسیڈنٹ ہوجائے، مالی نقصان ہوجائے، بیوی چھوڑ جائے یا اس کی طرف سے اذیت ملے، اولاد نافرمان ہوجائے یا کوئی اور ناگہانی اُفتاد آن پڑے۔ اس تکلیف کا دورانیہ مہینوں اور برسوں پر محیط ہوسکتا ہے۔ اسی طرح سے ہر چھوٹے بڑے گناہ کی تکلیف انسان کو برداشت کرنا پڑتی ہے۔ یہ نوید بھی دی گئی ہے کہ سب مسلمان جنت میں جائیں گے، جنت میں جانے کے لئے انسان کی روح کا گناہوں سے پاک ہونا بھی لازمی ہے۔ روح گناہ کی سنگینی کی مناسبت سے سزا پاکر ہی پاک ہوگی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

''بیماری کی کوئی جگہ نہیں لیکن وہ گناہوں کو ایسے گراتی ہے جیسے درخت پتوں کو۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''مسلمانوں کو جو پریشانی، غم، رنج، تکلیف اور دُکھ پہنچتا ہے حتیٰ کہ اگر کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اس تکلیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنادیتا ہے۔'' (بخاری:5641)

اب غور کریں کہ بیماری کیوں آتی ہے؟ اس کا مطلب ہے کہ انسان نے کوئی گناہ کیا ہوتا ہے جس کا مداوا کرنے کا بیماری ذریعہ بنتی ہے۔ ایک بہت بڑے صوفی بزرگ کا فرمان ہے:

''یہ بھی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا عجیب کرشمہ ہے کہ جو لوگ صرف منہ سے ہی نہیں بلکہ روئیں روئیں سے اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں انہیں نہ کبھی داڑھ کا درد ہوتا ہے نہ گھٹنے پر چوٹ لگتی ہے۔''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے کہ:

''بے شک اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی نافرمانیوں پر دنیا میں عذاب اس لئے مقرر فرمایا ہے کہ اپنے بندوں کو آخرت کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔''

ہم کسی کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ بیماری یا مصیبت شراب نوشی یا کوئی اور گناہ کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے آئی ہے، کیونکہ بیماریاں تکلیفیں تو بڑے بڑے نیک اور پرہیز گار لوگوں پر بھی آئی ہیں، یہ ان کی روحانی ارتقاء کا باعث بھی ہوسکتی ہیں۔ نیک لوگوں سے بھی گناہ سرزد ہوسکتے ہیں اور اس کی بھی نوید دی گئی ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ چاہے تو وہ نیک لوگوں کے چھوٹے چھوٹے گناہ معاف کردے۔ اور اگر پکڑنے پر آئے تو نیک لوگوں کی چھوٹی سی غلطی کی بھی بڑی سزا مل سکتی ہے۔ انسان اگر اپنی عقل کو استعمال کرے تو سب کچھ سمجھ میں آجائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''عقل تمہارے دین کی اصل ہے۔''

ہر انسان کا ایک ضمیر ہوتا ہے، جو اسے بتاتا ہے کہ یہ ناگہانی بیماری، مصیبت یا اُفتاد اس کے کون کون سے گناہوں، دل آزاریوں اور حد سے تجاوز کرنے کا شاخسانہ ہے۔ کچھ مسلمان اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے محبوب رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی صریح نافرمانی کرتے ہوئے دنیا کی (حرام کی گئی) شراب پی کر شرابِ طہور کا سرور لوٹنا چاہتے ہیں اور وہ اپنے تئیں یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اُن روحانی بلندیوں پر فائز ہوگئے ہیں جس کا وعدہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے بندوں سے کیا ہے۔ یہ تو وہی بات ہوئی جیسے کوئی شخص حرام کے پیسے جیب میں ڈال کر حلال روٹی کی تلاش میں بازار پھرے، یہ اپنے آپ کو دھوکہ دینا نہیں تو اور کیا ہے؟ افسوس! کہ کچھ مسلمان آج بھی شراب پی رہے ہیں۔ اگر وہ اس شراب (شرابِ طہور) کا ایک جام بھی پی لیں جس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے دعوت دی ہے تو جھوم کر پکار اُٹھیں گے:

ساجن کا تصور چھایا ہے پُر نور شراب برستی ہے
اب خواہشِ مینا کون کرے بے جام سرور و مستی ہے

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم تو کسی کو مصیبت میں نہیں ڈالتے، یہ تو تمہارے اعمالوں کا نتیجہ ہے۔ (حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے اُن سے کہا کہ لے آؤ وہ عذاب جس سے ہمیں ڈراتے ہو تو حضرت نوح علیہ السلام نے جواب دیا کہ ''عذاب لانا میرا کام نہیں، عذاب تو تمہارے اعمال لائیں گے۔'') اور جو انعام ملتا ہے وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے ڈرنے والے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے محبوب رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کرتے ہیں۔ سورۃ یوسف میں ارشادِ خداوندی ہے:

''اللہ کے ڈر سے وہی نڈر ہوتے ہیں جو خسارہ پانے والے ہیں۔'' (سورۃ یوسف:87)

سورالانفطار میں ارشادِ خداوندی ہے:

''بے شک نیکوکار نعمتوں والی جنت میں ہوں گے اور بدکردار دوزخ میں ہوں گے۔''

(سورۃ الانفطار:13،14)

سورۃ الطلاق میں ارشادِ خداوندی ہے:

''جو کوئی خدا سے ڈرے گا وہ اس کے لئے (رنج ومحن) مخلصی کی صورت مہیا کردے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے وہم بھی نہ ہو۔'' (سورۃ الطلاق:2،3)

سورۃ الانفال میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''مومنو! اگر تم خدا سے ڈرو گے تو وہ تمہارے لئے امرِ فارق پیدا کر دے گا یعنی تم کو ممتاز کر دے گا اور تمہارے گناہ مٹا دے گا اور خدا بڑے فضل والا ہے۔'' (سورۃ الانفال:29)

قوم کی اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ علماء کرام معاشرے میں وہ اہم کردار ادا کریں جس کی آج اشد ضرورت ہے۔ انہیں چاہئے کہ وہ شراب نوشی، رشوت ستانی، دہشت گردی اور دیگر معاشرتی برائیوں کے خلاف بانگ دہل آواز بلند کریں اور جمعہ کے وعظوں میں کھل کر اظہارِ خیال کریں۔ بقول ایک بہت بڑے صوفی بزرگ کے:

''جب سچے دین کی تبلیغ کرنے والے خود سچے نہ ہوں گے تو کیا ہوگا؟ جب بلی کو دیکھ کر کبوتر آنکھ بند کر لے تو کیا ہوگا؟''

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے جن بندوں کو مال و دولت کی خصوصی نعمت اور مہربانی سے نوازا ہے، وہ خصوصی مہربانی اس بات کی متقاضی ہے کہ ان نعمتوں کا اعتراف اور شکریہ ادا کرتے ہوئے امراء اصلاح کی ابتداء اپنی ذات سے کریں۔ اس کے علاوہ نیکی اور فلاح کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

34.44 برائی کے متعلق سوچو بھی نہیں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

''اپنی سوچوں کو پانی کے قطروں سے زیادہ شفاف رکھو کیونکہ جس طرح قطروں سے دریا بنتا ہے اسی طرح سوچوں سے ''ایمان'' بنتا ہے۔'' (اقوال حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم انسائیکلوپیڈیا)

34.45 سمجھدار آدمی کون ہے؟

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے نقل فرماتے ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''سمجھدار آدمی وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے اور موت کے بعد کی زندگی کے لئے عمل کرتا ہے۔ اور عاجز (کمزور بے بس) وہ ہے جو خواہشات کی اتباع کرتا ہے اور آرزوؤں کو بڑھاتا رہتا ہے۔'' (رواہ ترمذی۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا اور کہا حدیث حسن ہے)۔

34.46 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نافرمانوں کی گھات میں ہے:

سورۃ الفجر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''بے شک آپ کا رب نافرمانوں کی گھات میں ہے۔'' (سورۃ الفجر:14)

34.47 بہترین عمل کیا ہے؟

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''بہترین عمل دوسروں کی مدد کرنا ہے۔''

34.48 عملِ صالح کیا ہے؟

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''عملِ صالح وہ ہے جس پر لوگوں کی ثناء کی تمنا نہ رکھی جائے۔''

34.49 انسان کو جو مصیبت پہنچتی ہے وہ اس کے کرتوت کا نتیجہ ہے:

سورۃ الشوریٰ میں ارشادِ خداوندی ہے:

''تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کے کرتوت سے ہے۔ اور (اللہ) بہت سی معاف فرما دیتا ہے۔'' (سورۃ الشوریٰ:30)

34.50 برائی کا بدلہ:

سورۃ النساء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''جو کسی قسم کی برائی کرے گا اس کا بدلہ دیا جائے گا۔'' (سورۃ النساء:123)

34.51 نیک کام کرنے کا حکم:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ مسلمانوں کو نیک کام کرنے کا حکم دیتا ہے۔ سورۃ الحج میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور نیک کام کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔'' (سورۃ الحج:77)

سورۃ آل عمران میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''ہرگز نہ حاصل کر سکو گے نیکی میں کمال جب تک نہ خرچ کرو اپنی پیاری چیزوں سے کچھ۔''

(سورۃ آل عمران:92)

34.52 ہر برے کام کی پکڑ (گرفت) ہے:

ایک باشعور اور پڑھے لکھے مسلمان کو اتنی سمجھ تو ہونی چاہئے کہ دنیا میں ہر برے کام کی پکڑ (گرفت) ہے، برا کام کرنے والا خواہ کسی بھی مذہب وملت سے تعلق رکھتا ہو، کافر یا دہریا (Atheist) ہو۔ برے کاموں سے متعلق قرآن پاک اور حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تفصیل سے بتایا جا چکا ہے۔ قرآنِ پاک نے متعدد بار فرمایا ہے کہ ''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی پکڑ سے بچو۔'' اس کی پکڑ (گرفت) بہت سخت اور تکلیف دینے والی ہے۔'' اور وہ ایک دفعہ پکڑ لے گا تو پھر چھوڑے گا نہیں۔'' وہ (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ) خالقِ کائنات ہے۔ نظامِ کائنات کو چلانے والا وہ (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ) ہے۔ اُس نے دنیا کا نظام چلانے کے لئے ایک ضابطۂ اخلاق ہمیں دیا ہے۔ اب جو اس ضابطۂ اخلاق کی خلاف ورزی کرے گا وہ اس کی (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ) کی گرفت میں آ جائے گا۔ مگر افسوس لوگ پھر بھی اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ کیونکہ انہیں پکڑے جانے کا یقین نہیں ہوتا۔ اور جب پکڑے جاتے ہیں تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ یاد آتا ہے۔ کیا یہ عبرت کا مقام نہیں ہے کہ کل تک جو ملک کے کلیدی عہدوں پر فائز ہوتے ہیں اگر انہوں نے غلط کام کیئے ہوتے ہیں تو بعد میں وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی پکڑ میں آ گئے اور انہیں کوئی نہ بچا سکا۔ آدمی جب اعلیٰ عہدے پر فائز ہوتا ہے تو

وہ یہ بھول جاتا ہے کہ وہ اپنے افسرِ اعلیٰ (Boss) کے علاوہ بھی کسی کو (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ) کو جواب دہ ہے۔ اور یہ عہدہ تو چند سالوں کے لئے ہے، اور اس کے بعد اُسے یہ زندگی ایک عام انسان کی حیثیت سے گزارنی ہوگی۔ اونچے یعنی اعلیٰ عہدوں والے لوگوں سے اگر کوئی غلطی، ناانصافی یا کوتاہی ہوتی ہے تو اس کی پکڑ بہت سخت ہے اور ان کے بچنے کے امکانات کم ہوتے ہیں۔ جیسے آدمی جتنی زیادہ بلند عمارت سے گرے گا تو اس کے بچنے کے امکانات بھی معدوم ہوجاتے ہیں۔ اگر آپ صحیح کام کررہے ہیں اور کسی نے آپ کو دھوکے سے آپ کو کسی مسئلہ (Case) میں اُلجھا دیا اور آپ پھنس گئے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ آپ کی مدد ایسے کرے گا کہ کیا ماں اپنے بچے کو بچائے گی۔ جب آپ کی دلچسپی حرام کے پیسے کمانے سے ختم ہوجائے گی پھر آپ کا ضمیر جاگے گا اور آپ کو راحت ملے گی اور آپ دوسروں کی بہتری اور بھلائی کا سوچیں گے اور کریں گے اور یہی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے بندوں سے چاہتا ہے۔

34.53 ظلم کا حساب تو جانوروں کو بھی دینا ہوگا:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اگر سینگ والی بکری بغیر سینگوں والی بکری کو مارے گی تو اُسے بھی قیامت والے دن جواب دینا ہوگا۔"

(یہ حدیث ڈاکٹر فراز احمد اعوان نے دنیا ٹی۔وی کے پروگرام "پیامِ صبح" میں بتاریخ 17-04-2016 بیان فرمائی۔)

34.54 دین اسلام کے مقرر کردہ اصولوں سے انحراف کرتے ہوئے زندگی گزارنا گناہِ عظیم ہے:

دین اسلام نے ہمیں زندگی گزارنے کے لئے مکمل ضابطۂ حیات اور ضابطۂ اخلاق فراہم کئے ہیں۔ آج اگر ہم اپنے اطراف میں نظر دوڑائیں تو ہمیں بہت سے ایسے لوگ اور گھرانے ملیں گے جنہوں نے اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کا مصنوعی لائحہ عمل (Frame Work) وضع کیا ہوا ہے جسے وہ صحیح سمجھ رہے ہیں جب کہ اس کا دینِ اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مثلاً حرام کھانا، رشوت ستانی، تعزیت نہ کرنا، قرآنِ پاک سے شادی، دوپٹہ نہ اوڑھنا، غیرت کے نام پر قتل وغیرہ۔ ایسے لوگوں سے اگر نہایت ادب سے یہ کہا جائے کہ آپ جو کچھ کررہے ہیں، دین اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا تو کہیں گے "آجاتے ہیں ہمیں مسلمان بنانے، اچھی باتیں کیا کرو" یا کہیں گے "دیکھو ان سب باتوں کا ہمیں بھی علم ہے"۔ اس سے اندازہ لگالیں کہ ہمارا معاشرہ کس حد تک گھمبیر مسائل کی دلدل میں پھنس چکا ہے۔ یہ کتاب موجودہ صورتحال (Statusquo) کو تبدیل کرنے میں بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہوگی۔ یہ کتاب آئینہ خودشناسی کا کام بھی دے گی، یعنی اس کو پڑھ کر آپ اپنے اخلاقی معیار کو جانچ سکیں گے اور اس کی اصلاح بھی کرسکیں گے۔

34.55 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک بدترین مخلوق:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بدترین مخلوق اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھگڑالو ہیں۔" (بخاری ومسلم)

34.56 اللہ تعالیٰ کن لوگوں کو دین کی سمجھ دیتا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے، اسے دین کی سمجھ دیتا ہے اور اس کو ہدایت دیتا ہے۔"

(بخاری ومسلم)

باب: 35

حَسَد اور دل آزاری

35:00 حسد اور دل آزاری:

حسد کیا ہے؟ حسد یہ ہے کہ کسی صاحب نعمت سے اس کی نعمت کے زوال کی آرزو کرنا۔ چاہے اُس نعمت کا تعلق دین سے ہو یا دنیا سے۔ حسد وہ باطنی بیماری ہے کہ اس کا بیمار دنیا میں تو چین پاتا ہی نہیں اس کی آخرت بھی برباد ہو جاتی ہے۔ انسان کسی کی دل آزاری حسد، کینہ، تکبر، بغض یا احساسِ کمتری کی وجہ سے کرتا ہے۔ یہ سب روحانی بیماریاں ہیں۔ دل آزاری بہت بڑا گناہ ہے۔ جو لوگ ہنسی مذاق کی خاطر دوسروں کو ذلیل کرتے ہیں ان کا دل دکھاتے ہیں، وہ سبھی ظالموں میں سے ہیں۔ ایسا مذاق جس سے دوسروں کا نقصان ہو یا ان کی عزت پامال ہو، مذاق نہیں دل آزاری ہے۔ ان میں بے رحمی اور سنگدلی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ انہیں بہت جلد دنیا میں ایسی ٹھوکر لگتی ہے کہ وہ اپنے کیئے پر پچھتاتے ہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے قانون میں چھوٹ نہیں ہے۔ چاہے وہ بڑا بوڑھا ہو یا نوجوان، دل آزاری کرنے والوں کا حساب ہوگا اور بڑا سخت حساب ہوگا۔

35.01 زمین کا اور آسمان کا پہلا حسد (گناہ):

قرآن پاک کے بیان کردہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلا حسد (گناہ) آسمان پر ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام سے کیا۔ اور زمین پر سب سے پہلا قتل جو قابیل نے ہابیل کا کیا تھا وہ بھی اسی حسد کا شاخسانہ تھا۔

35.02 حسد کرنے والے کے شر سے پناہ:

حسد کا شر اتنا خطرناک ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تلقین کی گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے شر سے پناہ مانگیں۔

سورۃ الفلق میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیئے کہ میں پناہ مانگتا ہوں) حسد کرنے والے کے شر سے۔'' (سورۃ الفلق:5)

35.03 حسد نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم حسد سے بچو، اس لئے حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے (برباد کر دیتا ہے) جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔'' (ابوداؤد کتاب الادب باب فی الحسد:672/2)

35.04 لوگ حسد کیوں کرتے ہیں؟

سورۃ نساء ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''یا یہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے۔''

(سورۃ النساء:54)

35.05 تین خصلتیں جو اُمت میں رہ جائیں گی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''تین خصلتیں میری اُمت میں رہ جائیں گی: ① شگون لینا، ② حسد کرنا، ③ بدگمانی کرنا۔''

ایک شخص نے پوچھا حضور ﷺ پھران کا تدارک کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا:

''جب حسد کرے تو استغفار کرے۔ جب گمان پیدا ہو تو اسے چھوڑ دے اور یقین نہ کرے، اور جب شگون لے خواہ نیک نکلے خواہ بد اپنے کام سے نہ رُک اسے پورا کر۔'' (ابن کثیر، سورۃ الحجرات:12)

35.06 دل آزاری کرنے والا قیامت کے دن دوزخ میں پھینک دیا جائے گا:

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام ﷢ سے ارشادفرمایا:

''تمہیں معلوم ہے کہ میری اُمت میں سب سے غریب کون ہوگا؟'' صحابہ ﷢ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ (ﷺ)! غریب تو وہ ہے جس کے پاس درہم ودینار نہیں یعنی روپیہ پیسہ نہیں، گھر نہیں، دوکان نہیں، زمین نہیں۔'' ارشاد ہوا کہ

''قیامت میں غریب کون ہوگا؟'' صحابہ ﷢ کے ذہن میں آیا کہ اگر بات قیامت کی ہے تو پھر غریب ہوگا جس کے اعمال اچھے نہ ہوں۔ جس نے روزہ نہ رکھا ہو، نماز نہ پڑھی ہو۔ ان فرائض کو ادا نہ کرنے والے عبادتوں سے غافل سب سے زیادہ مفلس ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:

''نہیں وہ شخص ایسا ہوگا کہ اُس نے نماز کی بھی پابندی کی ہوگی، روزہ بھی رکھا ہوگا، زکوۃ بھی ادا کی ہوگی، حج بھی کیا ہوگا۔'' صحابہ ﷢ کے ذہن میں خیال آیا کہ ایسا شخص جو ان سب فرض عبادتوں کو پورا کرتا رہا ہو، تو وہ قیامت کے دن مفلس نہیں ہوسکتا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''جو اللہ کے بندوں کو ستائے گا، وہ قیامت کے دن مفلس ہوگا اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔''

35.07 کسی کو تکلیف (ایذاء) پہنچا کر نیکیاں ضائع ہوجاتی ہیں:

سورۃ البقرہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو! تم احسان جتلا کر یا ایذا پہنچا کر اپنی خیرات کو برباد مت کرو، جس طرح وہ شخص جو اپنا مال خرچ کرتا ہے لوگوں کو دکھانے کی غرض سے۔'' (سورۃ البقرۃ:264)

35.08 دل آزاری بہت بڑا گناہ ہے:

صوفی بزرگ بابا بلھے شاہ ﷫ فرماتے ہیں:

ڈھا دے مسجد ڈھا دے مندر ڈھا دے جو کجھ ڈھیندا
پر کسی دا دل نہ ڈھائیں دلاں وچ رب رہندا

بابا بلھے شاہ ﷫ فرماتے ہیں کہ ''مسجد گرادے، مندر گرادے، اور جو کچھ گرا سکتے ہو گرادو، مگر کسی کا دل نہ گرانا (توڑنا) کیونکہ دلوں میں اللہ رہتا ہے۔

35.09 عہدِ حاضر کی دل آزاری:

آج کل پڑھے لکھے لوگ کس کس طریقے سے لوگوں کی دل آزاری کر رہے ہیں؟ کس کس طریقے سے لوگوں کو ستار ہے ہیں کہ الامان الحفیظ۔ لوگ نماز پڑھتے ہیں مگر جھوٹ بولتے ہیں۔ جھوٹی قسمیں اُٹھا کر اپنا مال بیچتے ہیں۔ روزے نہیں رکھتے جو رکھتے ہیں وہ روزے کا احترام نہیں کرتے۔ ملاوٹ کرتے ہیں، ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں، حج کر کے آتے ہیں تو سامان چھپا چھپا کر کسٹم ڈیوٹی بچاتے ہیں۔ طلباء امتحان دیتے ہیں تو نقل کرتے ہیں، فیل ہو جاتے ہیں تو جعلی سند (ڈگری) خرید لیتے ہیں۔ نوکری حاصل کرنا چاہتے ہیں تو جعلی ڈگری پورے اعتماد کے ساتھ پیش کرتے ہیں ملک میں جعلی ڈگریاں بنانے کی فیکٹریاں کام کر رہی ہیں، بد دیانت استاد امتحانی پرچہ بناتا ہے اور چند پیسوں کی خاطر امتحانی پرچہ (Question Paper) طلباء کے ہاتھوں فروخت کر دیتا ہے اور اس طرح اپنے مقدس پیشے کو رسوا کرتا ہے۔ گھر میں بچے، بزرگوں کی عزت نہیں کرتے، پڑھنے جاتے ہیں تو اُستاد کا احترام نہیں کرتے۔ دعوت قبول نہیں کرتے اور اگر دعوت قبول کرتے ہیں تو جاتے نہیں اور نہ ہی معذرت کرتے ہیں۔ اپنی غلطی تسلیم نہیں کرتے۔ حکومت کے کسی عہدے پر فائز ہیں تو رشوت لیتے ہیں۔ کاغذوں میں سرکاری سکولوں کی عمارتیں بنتی ہیں اور فرضی (Ghost) استادوں اور عملے کو ہر ماہ لاکھوں روپے کی رقم تنخواہ دینے کے بہانے خورد برد کر لی جاتی ہے۔ کوئی نہیں پوچھتا! کوئی نہیں سوچتا! کیا یہی انداز ہیں زمانے میں پنپنے کے......! نہ قانون کا ڈر نہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا خوف۔ ضمیر ایسے مردہ اور دل ایسے بے حس کہ حرام کھاتے ہیں، لوگوں کو ستا ستا کر ان کی دل آزاری کر کے اور خوش ہوتے ہیں۔ یہ بے ضمیر لوگ ہر روز اپنے ضمیر کا سودا کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں قرآن پاک میں کہا گیا ہے کہ اُن کی آنکھیں تو ہوں گی مگر وہ دیکھ نہیں سکتے، ان کے کان تو ہوں گے مگر وہ سن نہیں سکتے۔ یہ لوگ کٹی پتنگ کی طرح اُڑے جا رہے ہیں اور ایک دن کسی خاردار درخت سے ٹکرا کر پاش پاش ہو کر اپنے بھیانک انجام کو پہنچیں گے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں شاعرِ مشرق حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ ہیں مسلمان جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

35.10 کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ دل آزاری ہے:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

"کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ دل آزاری ہے، خواہ مومن کی ہو یا کافر کی۔" (مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ)

35.11 دل آزاری سب سے بڑی بیماری ہے:

حضرت شیخ بوعلی سینا نے فرمایا:

"بیماریوں میں سب سے بُری بیماری دل کی بیماری ہے۔ دل کی بیماریوں میں سب سے بڑی دل آزاری ہے۔"

باب: 36

یقین وتوکل

36:00 یقین وتوکل:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر یقین وتوکل مومن کی وہ اعلیٰ خصوصیت ہے جو فراست مومن کہلاتی ہے۔ یہ خصوصیت ہر مسلمان کے ایمان کا جزو لاینفک ہے۔ یہ صلاحیت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے۔ اور اس پر غیر متزلزل اعتماد اور بھروسہ قائم ہو جاتا ہے۔ جب کسی فرد کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ساتھ ہونے اور اس کی دوستی کا یقین کامل ہو جائے تو اس کی ساری کمزوریاں قوت ایمانی میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ اور اس کی بہت سی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل ہو جانے کی راہ مل جاتی ہے۔ جیسے روشنی آتے ہی اندھیرا غائب ہو جاتا ہے۔ یہ فراستِ مومن ہی ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو۔ یہ فراستِ مومن ہی تو تھی جس کے آگے کفار لرزہ براندام تھے۔ ہم اس راز کو پانے کی جستجو کریں جس سے ہم میں وہ فراستِ مومن آجائے جو اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمانوں کو نصیب تھی۔ وہ راز عملِ صالح میں پوشیدہ ہے۔ عملِ صالح سے دلوں سے گرد و غبار دھل جاتے ہیں اور ہمیں یقین کامل نصیب ہوتا ہے۔ اور فراستِ مومن نصیب ہوتی ہے۔ شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے تو یقین محکم کو جہادِ زندگانی میں مردوں کی شمشیروں سے تعبیر کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

آج ہم خود کو ہر قسم کی اصلاح سے مبراء سمجھ کر دوسروں کی اصلاح کے پیچھے لگے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ پہلے اپنی اصلاح قرآن وحدیث کی روشنی میں کریں۔

36.01 یقین وتوکل......احکاماتِ خداوندی:

سورۃ الاحزاب میں ارشادِ خداوندی ہے:

''اور جب مومنوں نے (کافروں) کے لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا اللہ اور اس کے پیغمبر ﷺ نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔ اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے پیغمبر ﷺ نے سچ کہا تھا اور اس سے ان کا ایمان اور اطاعت اور زیادہ ہوگئی۔'' (سورۃ الاحزاب:22)

سورۃ آلِ عمران میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''جب ان سے لوگوں نے آکر بیان کیا کہ کفار مکہ نے تمہارے (مقابلہ) کے لئے (لشکر کثیر) جمع کیا ہے تو ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زیادہ ہو گیا۔ اور کہنے لگے ہم کو خدا ہی کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔ پھر وہ خدا کی نعمتوں اور اس کے فضل کے ساتھ (خوش وخرم) واپس آئے تو ان کو کسی قسم کا ضرر نہ پہنچا اور وہ خدا کی خوشنودی کے تابع رہے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے۔'' (سورۃ آل عمران:173،174)

سورۃ ابراہیم میں ارشادِ خداوندی ہے:

''اور اللہ ہی پر مومنوں کو بھروسہ کرنا چاہئے۔'' (سورۃ ابراہیم:11)

سورۃ آل عمران میں ارشادِ خداوندی ہے:

''اور جب کسی کام کا عزم کرلو تو خدا پر بھروسہ رکھو۔'' (سورۃ آل عمران:159)

سورۃ الطلاق میں ارشادِ خداوندی ہے:

''اور جو خدا پر بھروسہ رکھے گا تو وہ اس کو کفایت کرے گا۔'' (سورۃ الطلاق:03)

سورۃ انفال میں ارشادِ خداوندی ہے:

''مومن تو وہ ہیں کہ جب خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔'' (سورۃ انفال:02)

36.02 یقین وتوکل......ارشاداتِ گرامی نبی کریم ﷺ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مجھ پر اُمتیں پیش کی گئیں، چنانچہ میں نے دیکھا کسی پیغمبر کے ساتھ چھوٹی سی جماعت ہے، کسی پیغمبر کے ساتھ ایک آدمی کسی کے ساتھ دو آدمی اور بعض ایسے بھی تھے جن کے ساتھ کوئی نہ تھا۔ اچانک مجھے ایک انبوہ نظر آیا۔ میں نے خیال کیا کہ میری امت ہوگی، لیکن مجھے کہا گیا یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی اُمت ہے۔ لیکن آپ آسمان کی طرف نظر اُٹھائیں، میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی جماعت موجود ہے، پھر مجھے کہا گیا آسمان کے دوسرے کنارے کی طرف دیکھیں تو وہاں بھی بہت بڑی جماعت نظر آئی۔ تو مجھے کہا گیا یہ آپ ﷺ کی اُمت ہے۔ ستر ہزار ان کے ساتھ ہیں، جو جنت میں بلا حساب وعذاب داخل ہوں گے۔''

پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور اپنے حجرے میں چلے گئے۔ آپ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بحث کرنے لگے کہ وہ کون لوگ ہوں گے جو جنت میں بلا حساب وعذاب داخل ہوں گے؟ بعض نے کہا شاید وہ لوگ ہوں گے جن کو رسول اللہ ﷺ کا شرفِ صحبت حاصل ہے۔ بعض نے کہا شاید وہ لوگ جن کی پیدائش حالتِ اسلام میں ہوئی اور انہوں نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بھی نہیں ٹھہرایا، اس سلسلے میں مختلف خیالات کا اظہار کیا جانے لگا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم کیا بحث کر رہے ہو؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے بتایا۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یہ وہ لوگ ہیں جو نہ دم کرتے ہیں اور نہ کرواتے ہیں، اور نہ ہی شگون لیتے ہیں۔ اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں۔ یہ سن کر عکاشہ رضی اللہ عنہ بن محصن کھڑے ہوئے انہوں نے عرض کیا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ مجھے ان میں شامل فرمائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تو ان میں شامل ہے۔'' اس کے بعد ایک دوسرا شخص کھڑا ہوا اس نے عرض کیا اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے ان میں شامل فرمائے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔'' (متفق علیہ)

36.03 ایک مشرک کا رسول اللہ ﷺ کے یقین سے مرعوب ہونا:

ایک روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم غزوہ ذات الرقاع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب ہم ایک سائے دار درخت کے پاس سے گزرے تو ہم نے اس کو رسول اللہ ﷺ کے لئے چھوڑ دیا۔ ایک آدمی مشرکوں میں سے آیا، رسول اللہ ﷺ کی تلوار درخت کے ساتھ آویزاں تھی۔ اس نے تلوار کو میان میں سے باہر نکالتے ہوئے کہا: ''کیا تم مجھ سے ڈرتے ہو؟'' آپ ﷺ نے کہا نہیں، پھر اس نے کہا تم کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ فرمایا: ''اللہ''! چنانچہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے تلوار کو پکڑتے ہوئے فرمایا: ''کون تجھے مجھ سے بچا سکتا ہے۔'' اس نے کہا ''آپ ﷺ بہترین پکڑنے والے بن جائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا رسول ہوں؟'' اس نے جواب نہیں دیا، لیکن میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ تم سے جنگ نہیں کروں گا اور نہ ہی کسی ایسی جماعت میں شریک ہوں گا جو تیرے ساتھ جنگ وجدال کر رہے ہوں۔ آپ ﷺ نے اس کو رہا فرما دیا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آکر کہنے لگا کہ ''میں بہترین انسان کے پاس سے تمہارے پاس آیا ہوں۔''

36.04 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر صحیح توکل باعثِ فراہمی رزق ہے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے:

''اگر تمہارا توکل اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر صحیح ہو جائے تو وہ تم کو اس طرح رزق دے جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے کہ صبح کے وقت بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر (گھونسلوں میں) آجاتے ہیں۔''

(ترمذی، حدیثِ حسن)

36.05 قوم میں یقین کا فقدان:

یقین ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ ہمارے ایمان کا جزولاینفک ہے۔ کسی فرد یا قوم میں یقین کا پیدا ہونا اس کی اس دنیا میں اور آخرت میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ بدقسمتی سے ہماری قوم یہ یقین کھو بیٹھی ہے۔ جب پیٹ میں حرام کے لقمے جائیں گے تو وہ حرام کے پیسے پر ہی یقین پیدا کریں گے۔ آج کا انسان صرف دولت ہی کو خوش نصیبی سمجھتا ہے اور یہی اس کی بدنصیبی ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر سے یقین کا اُٹھ جانا ایک سانحہ سے کم نہیں۔ یہ اُس فرد یا قوم کی موت ہے۔ یہ وہ یقین ہی تھا جس کی بدولت طارق بن زیاد نے اُندلس کے ساحل پر اپنی کشتیوں کو آگ لگا کر جلا دیا تھا کہ فتح ان کی ہوگی اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ان کو فتح نصیب فرمائی۔ شاعر مشرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے یقین کو مردوں کی تلوار قرار دیا ہے

یقین محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

یہی وہ یقین تھا جس کی بدولت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے کربلا کے میدان میں جامِ شہادت نوش کرنا قبول کیا۔ بقول ایک صوفی بزرگ کے:

''کسی مقصد میں کامیابی اہم نہیں ہے بلکہ مقصد اہم ہے۔ برے مقصد میں کامیابی سے اچھے مقصد میں ناکامی بہتر ہے۔''

اب سوال یہ ہے کہ یہ یقین کیسے پیدا ہو یا کیسے پیدا کیا جائے۔ اس کا پہلا اور آسان نسخہ یہ ہے کہ حرام کھانا چھوڑ دیا جائے۔ رشوت ستانی سے قطع تعلق کر لیا جائے۔ حدیث ہے:

''وہ جسم جنت میں نہیں داخل ہوگا جس کی پرورش حرام مال سے ہوئی ہو۔'' (حدیث)

قول رسول ﷺ ہے:

''رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔''

36.06 دعا یقین کے ساتھ کی جائے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''جب تم میں سے کوئی شخص دعا مانگے تو یقین کے ساتھ دعا مانگے۔ یہ نہ کہے کہ یا اللہ اگر تو چاہے تو مجھے دے دے۔ اس لئے کہ اللہ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں ہے۔''

(صحیح بخاری مترجم اردو جلد سوم حدیث 758 صفحہ 475)

36.07 یقین رکھنا چاہیے کہ دعا قبول ہوتی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سے ہر شخص کی دعا قبول ہوتی ہے بشرطیکہ وہ جلد بازی سے کام نہ لے (اس لئے یہ نہ کہے کہ) میں نے دعا کی لیکن قبول نہ ہوئی۔''

(صحیح بخاری شریف مترجم اردو جلد سوئم حدیث 759، صفحہ 475)

36.08 مخلوق سے مانگنے والے کا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر یقین نہیں ہوتا:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (غوث پاک) کا قول ہے:

''جس نے مخلوق سے کچھ مانگا وہ خالق کے دروازے کا اندھا ہے۔''

36.09 یقین وتوکل سے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوالِ زرّیں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ:

(i) ''جو شخص اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر یقین رکھتا ہے وہ لوگوں کے ساتھ احسان اور نیکوئی سے پیش آتا ہے۔''

(ii) ''جس شخص کا یقین کامل ہوتا ہے وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ اور جس کا یقین درست ہوتا ہے وہ فائدہ اُٹھاتا ہے۔''

(iii) ''جس شخص کو اپنے اعمال کا بدلہ پانے کا یقین ہے وہ نیکی کے سوا کوئی کام نہیں کرتا۔''

(iv) ''جو شخص آخرت میں ہمیشہ باقی رہنے والی نعمتوں کا یقین رکھتا ہے وہ دنیا کی فانی چیزوں کی خواہش نہیں رکھتا۔''

(v) ''جو شخص برے کام کرتا ہے اُسے برے انجام کا یقین رکھنا چاہیے۔''

(vi) ''یقین انسان کے لئے سراسر خوشی اور پرہیز گاری باعثِ عزت ہے۔''

(vii) ''یقین شک کو دور کرتا ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذات وصفات کے متعلق شک کرنا موجب شرک ہے۔''

(viii) ''یقین ایمان کی نشانی اور حرص برائی کا سبب ہے۔''

(ix) ''اگر تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر یقین رکھتا ہے تو قیامت میں تجھے امن وامان ملے گا اور اگر تو اپنے نفس کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سپرد کرے گا تو یہ صحیح وسلامت رہے گا۔''

(x) ''جو شخص موت کو یقین کی آنکھ سے دیکھتا ہے اس کو وہ نہایت نزدیک معلوم ہوتی ہے۔''

(xi) ''یقین عقل مندوں کی چادر اور انصاف نہایت مستحکم بنیاد ہے۔''

(xii) ''جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر توکل کرتا ہے وہ اس کے سب مطالب پورے کر دیتا ہے۔''

(xiii) ''جو شخص اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر توکل کرتا ہے وہ فکر مند اور دردناک حال میں نہیں ہوتا۔''

(xiv) ''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر توکل تب ہو سکتا ہے جب یقین کامل ہو۔''

(xv) ''جو شخص اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر توکل کرتا ہے اسے کسی بندے کی کوئی حاجت اور پرواہ نہیں رہتی اور جو شخص خالص اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے لئے کام کرتا ہے اس کی دنیا اور آخرت دونوں درست ہو جاتے ہیں۔''

(xvi) ''جو شخص اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر توکل کرتا ہے اس کے لئے سب دشوار کام آسان اور اس کے واسطے ہر طرح کے اسباب سہل ہو جاتے ہیں اور اس کو نہایت آرام اور عزت کے مقام (جنت) میں جگہ ملے گی۔''

(xvii) ''توکل تجھے اتنا کافی ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سوا کسی چیز کو اپنا روزی رساں خیال نہ کرے۔''

(xviii) ''جو شخص اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر توکل کرتا ہے وہ ہر طرح کے عذاب، خطرے اور بدانجامی سے مامون ہو جاتا ہے۔''

(xix) ''جو شخص اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر توکل کرتا ہے اس کے سب کام پورے ہو جاتے ہیں۔''

(اقوالِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا انسائیکلوپیڈیا)

36.10 کچھ لوگوں کا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے بندوں سے ہر وقت گلہ شکوہ وشکایت کرتے رہنا ایمان اور یقین کی کمزوری کو ظاہر کرتا ہے:

ہمارے معاشرے میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جو ہر وقت اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے بندوں سے نالاں رہتے ہیں اور ہر جگہ ہر محفل میں گلے شکوے کرتے نظر آئیں گے کہ فلاں نے میرے ساتھ یہ زیادتی کر دی ہے، میرا حق مار لیا، میرے ساتھ اتنا ظلم ہو گیا میں اتنا پریشان ہوں وغیرہ وغیرہ (ایک بہت بڑے صوفی بزرگ کا قول ہے کہ جس نے اپنی پریشانیوں کو لوگوں پر ظاہر کیا، اس نے اپنی پریشانیوں میں اضافہ کیا) ایسے لوگوں کی منفی باتیں صرف ایک طرف اشارہ کرتی ہیں وہ یہ کہ ان لوگوں کا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر بھروسہ اور اس کے محبوب رسول ﷺ پر ایمان غیر مستحکم ہے۔ اگر ہمارا ایمان اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر مستحکم ہو گا تو ہمیں اپنے ہر کام میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی مرضی اور مصلحت نظر آئے گی۔ لیکن یہ تبھی

ممکن ہوسکتا ہے جب ہم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو اللہ کہہ کر اُس پر قائم ہو جائیں۔

سورۃ احقاف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ اس پر قائم رہے تو ان کو نہ کچھ خوف ہوگا نہ وہ غمناک ہوں گے۔ یہی اہل جنت ہیں کہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ یہ اس کا بدلہ ہے جو وہ کیا کرتے تھے۔''

(سورۃ احقاف: 13،14)

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو اللہ کہہ کر اس پر قائم رہنے کی عملی شکل دیکھنی ہو تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی زندگی کو دیکھیں۔ اسلام قبول کر لینے کے بعد کفارِ مکہ نے انہیں اسلام سے منحرف کرنے کیلئے شدید ترین تشدد کا نشانہ بنایا، انہیں تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر مارا جاتا یہاں تک کہ ان کا جسم لہولہان ہو جاتا اور مکہ کے لوگوں سے اُن پر کیا جانے والا تشدد دیکھا نہیں جاتا تھا اور وہ اپنے گھروں کی کھڑکیاں اور دروازے بند کر لیتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کفارِ مکہ سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو چار ہزار درہم میں خرید لیا (اُس وقت غلام کو آزاد کروانے کی رقم چالیس درہم تھی) اس کے علاوہ ایک یہودی جوڑے کو جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قید میں تھا، اسے بھی آزاد کروایا۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کروانے کے بعد اپنے ساتھ لے جا رہے تھے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: ''کیا اب میں آپ کا غلام بن گیا ہوں؟'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''نہیں! آج سے میں تمہارا غلام ہوں۔''

شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''توکل سیکھنا ہے تو پرندوں سے سیکھو! کہ جب وہ شام کو گھر جاتے ہیں تو ان کی چونچ میں کل کے لئے کوئی دانہ نہیں ہوتا۔'' (شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ)

باب: 37

زکوٰۃ

37:00 زکوٰۃ:

زکوٰۃ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا ہوا فریضہ ہے۔ زکوٰۃ فرضِ عین ہے۔ اس کی فرضیت کا اعلان ۲ھ میں ہوا۔ زکوٰۃ کے معنی ہیں بڑھنا پاک ہونا۔ اسلامی شریعت میں زکوٰۃ سے مراد اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے وہ مقرر حصہ ہے جو ایک مسلمان اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حکم کو بجا لاتے ہوئے اپنے غریب اور ضرورت مند مسلمان بھائیوں کی مالی مدد پر خرچ کرتا ہے۔ اس پیسے کو زکوٰۃ اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے مال پاک ہوتا ہے۔ زکوٰۃ ہر مالدار اہلِ نصاب مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

37.01 زکوٰۃ......احکاماتِ خداوندی:

(i) سورۃ البقرۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ دو اور جو بھی بھلائی تم اپنے لئے آگے بھیجو گے، اسے اللہ کے پاس موجود پاؤ گے، بے شک اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو۔'' (سورۃ البقرۃ:110)

(ii) سورۃ المؤمنون میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور وہ لوگ دیتے ہیں خدا کی راہ میں جو بھی دیتے ہیں اور ان کے قلوب اس خیال سے لرزتے ہیں کہ ہمیں خدا کی طرف پلٹنا ہے۔'' (سورۃ المؤمنون:60)

(iii) مسلمانوں سے زکوٰۃ یعنی لازمی صدقہ وصول کرنے کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں رسول اللہ ﷺ کو یوں حکم دیا:

''اُن کے اموال میں سے صدقہ لے لیا کرو تا کہ اس کے ذریعے ان (کے مال) کو پاک کرو اور بڑھاؤ اور ان کے حق میں دعا کرو۔ بے شک آپ (ﷺ) کی دعا ان کے لئے باعثِ تسکین ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔'' (سورۃ التوبۃ:103)

(iv) زکوٰۃ کے مصارف یا اس کے مستحقین کے بارے میں سورۃ توبہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''یہ صدقات (یعنی زکوٰۃ) تو دراصل فقیروں اور مسکینوں کے لئے ہیں۔ اور اُن لوگوں کے لئے جنہیں صدقات کے کام پر لگایا گیا ہے۔ نیز یہ غلاموں کو آزاد کرانے اور قرض داروں کی مدد کرنے اور اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے، اور مسافروں پر خرچ کرنے کے لئے ہیں۔ یہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا ہوا فریضہ ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔'' (سورۃ التوبۃ:60)

(v) سورۃ البینۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''انہیں اسی بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ صرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی عبادت کریں، اس کے لئے اطاعت کو خالص کرتے ہوئے اس کی طرف یکسو ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں یہی مضبوط

دین ہے۔" (سورۃ البینۃ:05)

37.02 زکوٰۃ......ارشادات گرامی نبی کریم ﷺ:

(i) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ ① اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ ② نماز قائم کرنا، ③ زکوٰۃ ادا کرنا، ④ رمضان المبارک کے روزے رکھنا، ⑤ بیت اللہ کا حج کرنا۔" (بخاری ومسلم)

(ii) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور اُس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو اس کے مال کو قیامت کے دن ایک گنجا سانپ بنا دیا جائے گا۔ جس کی آنکھوں میں دو سیاہ شعلے ہوں گے اور سانپ کو طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر یہ سانپ اس شخص کی دونوں باچھیں پکڑ لے گا اور کہے گا میں تیرا مال اور خزانہ ہوں۔" (بخاری)

37.03 زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟

زکوٰۃ ہر مالدار اہل نصاب مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے جو آزاد ہو۔ زکوٰۃ ایک قطعی حکم ہے جو اس کے فرض ہونے سے انکار کرے وہ فقہاء کے نزدیک کافر ہے۔ اور جو نہ دے وہ فاسق ہے۔ نابالغ اور ناسمجھ یعنی بچے کے مال کی زکوٰۃ اس کا سرپرست ادا کرے گا۔ غلام اور دیوالیہ شخص پر زکوٰۃ لاگو نہیں۔ اسلامی ریاست میں رہنے والے غیر مسلموں پر بھی زکوٰۃ نہیں لگتی۔ اور جو غیر مسلم اسلام قبول کرلے اسے پہلے زمانہ (یعنی جب وہ غیر مسلم تھا) کی زکوٰۃ نہیں دینا ہوگی۔

37.04 یتیم کے مال کی زکوٰۃ:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یتیم کے مال کا سرپرست اُسے تجارت میں لگائے کہیں زکوٰۃ سے مال ختم نہ ہو جائے۔" (ترمذی)

37.05 زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے؟

قرض کی رقم ادا کرنے یا اسے منہا کے بعد مال نصاب کے برابر ہو اور اس پر ایک ہجری یا قمری سال گزر گیا ہو۔ تو زکوٰۃ لگتی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کسی مال پر اس وقت تک زکوٰۃ نہیں جب تک ایک سال نہ گزرے۔" (ابوداؤد)

تاہم زرعی پیداوار کے لئے یہ شرط ضروری نہیں کیونکہ اس پر زکوٰۃ یا عشر فصل کاٹتے وقت دیا جاتا ہے۔

زکوٰۃ کے لئے سال کے شروع میں اور آخر میں مال بقدر نصاب ہونا ضروری ہے۔ درمیان میں کم ہونے یا زیادہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا۔

37.06 زکوٰۃ کے لئے نصاب:

نصاب کے لئے مال کی وہ کم سے کم مقدار ہے جو شریعت نے مختلف چیزوں کی زکوٰۃ کے لئے مقرر کی ہے:

(i) سونے کا نصاب: 7.50 تولے (ساڑھے سات تولے)

(ii) چاندی کا نصاب: 52.50 تولے چاندی (ساڑھے باون تولے)

(iii) پیسے (Cash) کا نصاب: 7.50 تولے سونے کی قیمت کے برابر

(iv) مویشیوں کا نصاب: اونٹ: 5/عدد (پانچ اونٹوں پر زکوٰۃ ایک بکری واجب ہے)

گائے/بھینس: 30/عدد (30 گائے پر زکوٰۃ دو سال کا بچھڑا واجب ہوگا اور 40 گائے پر ایک گائے واجب ہے۔ جب کہ اگر یہی تعداد گھریلو استعمال کے لئے ہے تو پھر زکوٰۃ نہیں ہے) (الموطا والترمذی وابوداؤد، النسائی)

بھیڑ/بکری: 40/عدد پر ایک بھیڑ یا بکری کی زکوٰۃ واجب ہے۔

(v) تجارتی مال کا نصاب: چاندی کے نصاب کی قیمت کے برابر

37.07 زکوٰۃ کی شرح:

(i) ہر قسم کے روپیہ پیسہ، اکاؤنٹس، حصص، بانڈز، انوسٹمنٹ، اموال تجارت وغیرہ = چالیسواں حصہ یا 2.50 فیصد

(ii) زرعی پیداوار پر زکوٰۃ جو عشر کہلاتی ہے، مندرجہ ذیل شرح سے لگائی جاتی ہے:

اگر پیداوار ایسی زمین سے ہے جو بارش یا قدرتی ذرائع سے سیراب ہوتی ہے تو پیداوار کا دس فیصد یا اس کا دسواں حصہ۔ اگر پیداوار ٹیوب ویل وغیرہ یا مصنوعی ذرائع سے زمین کو سیراب کر کے حاصل کی جائے تو اس پر پانچ (05) فیصد یا اس پیداوار کا بیسواں (20th) حصہ۔ شہد ہر دس مشکیزوں میں ایک مشکیزہ۔ اگر کوئی چھپا ہوا خزانہ یا دفینہ مل جائے تو اس پر بیس فیصد (20%) زکوٰۃ ہے۔ معدنیات پر زکوٰۃ 2.5 فیصد ہے۔

37.08 وہ اثاثہ جات اور مال جن پر زکوٰۃ نہیں لگتی:

(i) رہائشی مکان جس میں خود رہ رہے ہوں۔

(ii) ذاتی استعمال کے کپڑے، فرنیچر، برتن، گھریلو اور ذاتی استعمال کی چیزیں۔

(iii) ذاتی استعمال کی سائیکل، موٹر سائیکل، کار یا ذاتی سامان کے لے جانے کے لئے وین وغیرہ۔

(iv) ذاتی استعمال کا ہتھیار۔

(v) پیشہ ور مثلاً لوہار، ترکھان وغیرہ کے اوزار (Tools)

(vi) مویشی جو کھیتی باڑی یا محنت مزدوری میں کام آتے ہیں۔

(vii) فیکٹری بلڈنگ اور مشینری

(viii) زرعی زمین...... تاہم اس کی پیداوار پر عشر لگے گا۔

(ix) کرائے پر استعمال ہونے والے ٹرک، بس یا ٹرانسپورٹ کے لئے استعمال کی جانے والی موٹر وہیکلز تاہم ان سے حاصل ہونے والی رقوم پر زکوٰۃ دینی ہوگی۔

(x) قیمتی پتھر، ہیرے موتی وغیرہ

37.09 کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں:

(i) نبی کریم ﷺ کی آل اولاد اور اُن کے قبیلے بنو ہاشم کے لوگ۔

(ii) اپنے نوکر اگر انہیں زکوٰۃ خدمات کے عوض دیجائے تو جائز نہیں۔ تاہم اگر انہیں خدمات کی معقول تنخواہ یا معاوضہ دیا جاتا ہے تو انہیں مستحق ہونے کی بناء پر زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

(iii) اہلِ نصاب یعنی خود زکوٰۃ دینے والے۔

(iv) والدین اولاد کو اور اولاد والدین کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے کیونکہ وہ ضرورت کے وقت ایک دوسرے کو شرعی قوانین کی رُو سے نان و نفقہ مہیا کرنے کے پابند ہیں۔

(v) مسجد کے لئے زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

37.10 کن لوگوں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے:

قرآنِ پاک کے مطابق مندرجہ ذیل لوگ زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔ لہٰذا ان کو زکوٰۃ دینی چاہیے:

(i) غریبوں اور فقیروں کو۔

(ii) یتیموں، مسکینوں کو

(iii) دین کے لئے وقف لوگوں کو۔

(iv) مقروض کو قرض سے نجات دلانے کے لئے۔

(v) قیدی/غلام کی رہائی کے لئے

(vi) بیواؤں کو۔

(vii) زکوٰۃ جمع کرنے کے کام پر مامور لوگوں کو۔

(viii) مسافر کو۔

مصنف کو کوئی ایسی قرآنی آیت یا حدیث نبوی ﷺ نہیں ملی جس میں کہا گیا ہو کہ مسیحیوں (Christians) کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔ لہٰذا مسیحیوں اور غیر مسلموں کو بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ مساکین وہ سفید پوش لوگ ہیں جو مانگ نہیں سکتے۔ یعنی اُن کی آمدن یا تنخواہ وغیرہ بہت قلیل ہے۔ انہیں زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

(ix) فی سبیل اللہ:

اس میں ہر اچھے کام کے لئے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ اسلامی نظام کو مستحکم کرنے کے لئے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ کفار کے ساتھ جنگ کے لئے سامانِ حرب خریدنے کے لئے جس میں ہر قسم کا اسلحہ شامل ہے۔ فوجی اخراجات کے لئے زکوٰۃ کی رقم کام میں لائی جاسکتی ہے۔ گداگری کو ختم کرنے کے لئے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

37.11 سال پورا ہونے سے پہلے بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے:

امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سال پورا ہونے سے پہلے ہی زکوٰۃ [illegible] کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

37.12 زکوٰۃ سے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اقوالِ زریں:

(i) علم کو خرچ کرنا علم کی زکوٰۃ ہے۔

(ii) بدن کی زکوٰۃ جہاد اور ماہِ رمضان کے روزے ہیں۔

(iii) بدترین مال وہ ہے جس سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ ہو اور نہ اس کی زکوٰۃ نکالی جائے۔

(iv) دولت مندی کی زکوٰۃ پڑوسیوں کے ساتھ نیکی اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا ہے۔

(v) ہر ایک چیز کے لئے زکوٰۃ ہے اور عقل کی زکوٰۃ یہ ہے کہ آدمی جاہلوں اور نادانوں کی باتوں پر تحمل کرے۔ اور ہر چیز کے لئے کوئی نہ کوئی فضیلت ہے اور شریفوں کی فضیلت اس میں ہے کہ لوگوں کے ساتھ نیکی کرتے ہیں۔

(vi) تندرستی کی زکوٰۃ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی اطاعت میں کوشش کرنا، مال کی زکوٰۃ اس سے لوگوں کی مدد کرنا اور ان کے ساتھ نیکی کرنا ہے۔

(vii) بادشاہ کی زکوٰۃ محتاجوں کی فریاد رسی کرنا اور نعمتوں کی زکوٰۃ بندگانِ الٰہی کے ساتھ نیکی کرنا ہے۔

......❋......

باب: 38

صدقہ (انفاق)

38:00 صدقہ (انفاق):

صدقہ (انفاق) اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔ صدقہ لازمی چیز ہے اور یہ نفس کی مضبوطی کے لئے ہے۔ انفاق یعنی صدقہ دینا ایک عمومی ضرورت ہے جس میں ضرورت سے زائد رقم کو غریبوں، ناداروں اور یتیموں میں تقسیم کرنا شامل ہے۔ انفاق نفس کی نشوونما کے لئے دیا جاتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے انسان بڑی بڑی تباہ کاریوں سے بچ جاتا ہے۔ انفاق (صدقہ) سے بیماریاں، مصیبتیں اور بلائیں ٹلتی ہیں۔ جو لوگ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے وہ اپنے لئے ہلاکت کا سامان کرتے ہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رحمتیں اُس انسان کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی راہ میں فراخ دلی سے خرچ کرنا چاہئے۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ہمارے مال میں برکت کرنا چاہتے ہیں مال کو پاک صاف کر کے۔ انفاق (صدقہ) دینے والے کے سامنے یہ نقطۂ نظر ہونا چاہئے کہ وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی منشاء کو پورا کرنے کے لئے ایسا کر رہا ہے کیونکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کے مال کا محافظ ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ عمل کی حقیقت کو دیکھتا ہے۔ صدقہ دینے سے مال پاک ہو جاتا ہے۔

38.01 صدقہ اور زکوٰۃ میں فرق:

صدقہ زکوٰۃ سے مختلف چیز ہے۔ زکوٰۃ فرض ہے جبکہ صدقہ فرض نہیں ہے بلکہ یہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے ایک فریضہ ہے۔ زکوٰۃ دینے والے کو سخی نہیں کہتے، صدقہ دینے والے کو سخی کہتے ہیں۔ صدقہ ظاہر کرتا ہے کہ انسان کو مال سے زیادہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کی مخلوق سے محبت ہے۔ ہمیں اپنی زندگی میں دیکھنا یہ ہے کہ ہم کیا کریں جس سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ خوش ہو جائے۔ جو چیز ہمارے پاس زندگی کو آسان بنانے کے طور پر موجود ہے اس میں دوسروں کو شریک کریں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے دیئے ہوئے مال کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بہت ضروری ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم ہرگز فلاح نہیں پاسکتے جب تک میری راہ میں میرا دیا ہوا پیسہ خرچ نہیں کرتے۔ یہ بہت آسان ہے جب انسان کو یہ یقین ہو جائے کہ یہ پیسہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے دیا ہے اور خرچ کر کے اسی کو دے رہے ہیں۔

38.02 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے میں سخی کو مزہ آتا ہے جیسے کنجوس کو مال جمع کرنے میں، جب آپ کی ضروریات پوری ہوگئیں تو جو مال بچ گیا وہ غریبوں کا ہے، وہ انہیں دو۔ یہی اسلام ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بخل کرنے والے کو ظالم قرار دیتا ہے۔ جب آدمی بخل سے جمع کرتا ہے تو وہ اس کی نسل کے لئے نافع نہیں ہوتا اور ایسا مال چلتا نہیں ہے۔ مال انفاق (صدقہ) کرنے کی چیز ہے۔

38.03 صدقے سے متعلق احکاماتِ خداوندی:

آدابِ انفاق (صدقہ) قرآنِ پاک سکھا رہا ہے۔ سورۃ البقرۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اگر تم ظاہر کر کے صدقہ دو تب بھی اچھی بات ہے اور اگر اس کو مخفی طور سے فقیروں کو دو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تمہارے کچھ گناہ بھی دور کر دیں گے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تمہارے کئے ہوئے

کاموں کی خوب خبر رکھتے ہیں۔" (سورۃ البقرۃ:271)

سورۃ اللیل میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"کہ جس نے (خدا کی راہ میں مال) دیا اور پرہیز گاری کی اور نیک بات کو سچ جانا ہم اس کو آسان راستہ (نیکی) کی توفیق دیں گے۔" (سورۃ اللیل:5 تا7)

سورۃ آل عمران میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"تم خیر کام کو کبھی نہ حاصل کر سکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے اور جو کچھ بھی خرچ کرو گے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کو خوب جانتے ہیں۔" (سورۃ آلِ عمران:92)

38.04 صدقہ مال کو پاک کرتا ہے:

سورۃ اللیل میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"بچا لیا جائے گا اسکو جہنم سے جو بڑا پرہیز گار ہے۔ جو اپنا مال محض اس غرض سے دیتا ہے کہ پاک ہو جائے اور بجز اپنے عالیشان پروردگار کی رضا جوئی کے۔ اسکے ذمہ کسی کا احسان نہیں کہ اس کا بدلہ دیا جائے یہ شخص عنقریب خوش ہو جائے گا۔" (سورۃ اللیل:17 تا21)

38.05 اپنا مال رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور ضرورت مندوں پر خرچ کرنے کا حکم:

سورۃ البقرۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"نیکی یہ نہیں کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لئے یا مغرب کی طرف کر لئے، بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو اور یوم آخرت اور ملائکہ اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے، یعنی ایمان لائے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی محبت میں اپنا دل پسند مال، رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں پر اور مدد کے لیے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے، نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے، اور نیک وہ لوگ ہیں جب عہد کریں تو اُسے وفا کریں اور تنگی ومصیبت میں اور حق وباطل کی جنگ میں صبر کریں، یہی راست باز لوگ ہیں اور یہی متقی ہیں۔" (سورۃ البقرۃ:177)

38.06 صدقات کے مستحق کون لوگ ہیں؟

سورۃ التوبہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"یہ صدقات تو دراصل فقیروں اور مسکینوں کے لئے ہیں۔ اور ان لوگوں کے لئے جو صدقات کے کام پر مامور ہیں۔ اور ان کے لئے جن کی تالیف قلب مطلوب ہو۔ نیز یہ گردنیں چھڑانے اور قرض داروں کی مدد کرنے میں، اور راہِ خدا میں، اور مسافر نوازی میں استعمال کرنے کے لئے ہیں۔ یہ ایک فریضہ ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے، سب کچھ جاننے والا اور دانا وبینا ہے۔" (سورۃ التوبہ:40)

38.07 صدقات دینے میں بخل سے کام نہ لو:

سورۃ آلِ عمران میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

''جن لوگوں کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے فضل سے نوازا ہے اور پھر وہ بخل سے کام لیتے ہیں وہ اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخیلی ان کے لئے اچھی ہے۔نہیں!یہ ان کے حق میں نہایت بری ہے۔جو کچھ وہ اپنی کنجوسی سے جمع کررہے ہیں وہ قیامت کے روز ان کے گلے کا طوق بن جائے گا۔زمین و آسمان کی میراث اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہی کے لئے ہے۔اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس سے باخبر ہے۔ (سورۃ آلِ عمران:180)

38.08 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے محروم بندوں پر خرچ کرنے کا حکم:

سورۃ البقرۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، جو کچھ مال متاع ہم نے تم کو بخشا ہے اس میں سے (اللہ کے محروم) بندوں پر خرچ کرو، قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی نہ دوستی کام آئے گی، اور نہ سفارش چلے گی، اور ظالم اصل وہی ہیں جو کفر کی روش اختیار کرتے ہیں۔'' (البقرۃ:254)

38.09 اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والوں کے لئے دردناک عذاب کی وعید:

سورۃ التوبہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''دردناک سزا کی وعید دے دو جو سونے اور چاندی کو جمع کرتے ہیں اور انہیں راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے۔ ایک دن آئے گا کہ اسی سونے چاندی پر جہنم دھکائی جائے گی اور پھر اسی سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔'' (سورۃ التوبۃ:34،35)

پورے قرآن پاک میں جگہ جگہ ایمان باللہ اور انفاق فی سبیل اللہ کی تاکید اسی لئے کی گئی ہے کہ انسان ہوش کے ناخن لے اور اس آگ سے بچنے کی فکر کرے جو ایسے لوگوں کا مقدر بن کر رہے گی۔

38.10 بخل (کنجوسی) ایک بہت بڑی برائی ہے:

سورۃ الھمزۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''بڑی خرابی ہے ہر اُس شخص کے لئے جو عیب چیں اور بدگو ہو، جس نے مال جمع کیا اور سینت سینت کر رکھا (بچا بچا کر رکھا) وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اس کے پاس ہمیشہ رہے گا ہرگز نہیں، وہ پھینکا جائے گا توڑ ڈالنے والی آگ میں۔'' (سورۃ الھمزۃ:1 تا 4)

38.11 غریبوں کو کھانا کھلانا 'نیکی' ہے:

سورۃ الدھر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اور (نیک لوگ وہ ہیں) جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں، مسکین یتیم اور قیدی کو اور کہتے ہیں کہ ہم محض اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی خوشنودی کے لئے تمہیں کھلاتے ہیں۔ تم سے کسی بدلے یا شکریئے کے خواہش مند نہیں۔" (سورۃ الدھر: 8،9)

38.12 مسکین کو کھانا کھلانے کی اہمیت:

سورۃ الماعون میں تو ان لوگوں کی نماز کو ہی بالکل بے حقیقت ٹھہرایا گیا جو مسکین کو کھانا کھلانے پر نہیں اُبھارتے۔ چنانچہ سورۃ الماعون میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"تم نے دیکھا اس شخص کو جو آخرت کی سزا اور جزاء کو جھٹلاتا ہے۔ وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے پر نہیں اُکساتا۔ پھر تباہی ہے ان نماز پڑھنے والوں کے لئے جو ریاکاری کرتے ہیں اور معمولی ضرورت کی چیزیں لوگوں کو دینے سے گریز کرتے ہیں۔" (سورۃ الماعون)

38.13 مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہ دینا بھی گناہ ہے:

سورۃ الحاقۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"پکڑو اسے اور اس کی گردن میں طوق ڈال دو پھر اسے جہنم میں جھونک دو، پھر اس کو ستر ہاتھ لمبی زنجیر میں جکڑ دو، یہ نہ اللہ بزرگ و برتر پر ایمان لاتا تھا، نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا۔"

(سورۃ الحاقۃ: 30 تا 34)

اس آیت میں مسکین کو کھانا کھلانے پر اُبھارنے کو ایمان باللہ کے برابر مقام دیا ہے۔ قرآن مجید کی بے شمار آیاتِ الٰہی میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ جو لوگ غریبوں کو کھانا کھلانے کے بارے میں اپنے فرائض سے غفلت برتتے ہیں وہ قیامت میں بدترین عذاب سے دوچار ہوں گے۔ خرچ کرنے میں سب سے عمدہ بات خود کھانا کھلانا اور دوسروں کو کھانا کھلانے کی ترغیب دینا ہے۔

38.14 صدقہ دینے والے کا اجر:

سورۃ المنافقون میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اور ہمارا دیا کچھ خرچ کر واس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تب کہے اے پروردگار! کیوں نہ مجھے تھوڑی سی اور مہلت دی تاکہ میں صدقہ (خیرات) کر لیتا اور نیک لوگوں میں شامل ہو جاتا۔

(سورۃ المنافقون: 10:63)

سورۃ الحدید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"جو لوگ مرد اور عورتیں صدقات (خیرات) کرنے والے ہیں اور (خلوصِ نیت سے) اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو نیک قرض دینے والے ہیں ان کو دوگنا (اجر) ملے گا اور ان کے لئے عزت کا اجر ہے۔"

(سورۃ الحدید: 18:57)

38.15 بھوکے کو کھانا کھلاؤ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بھوکے کو کھانا کھلاؤ، بیمار کی بیمار پرسی کرو اور قیدی کو رہائی دلاؤ۔''

38.16 اوپر کا ہاتھ نیچے والے سے بہتر ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت میں سے ابوسفیان کو سو اونٹ دیئے اور جب انہوں نے اپنے بیٹوں یزید اور معاویہ کو فراموش نہ کرنے کی درخواست کی تو ان دونوں کو بھی سو سو انوٹ دیئے گئے۔ اس طرح ابوسفیان کو تین سو اونٹ ملے تو دوسروں کی توجہ بھی اس فیاضی کی جانب مبذول ہوئی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حکیم رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ دیئے گئے تو انہوں نے مزید دو سو اونٹ طلب کئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوری طور پر عطا فرما دیئے۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی طرح ہی حکیم رضی اللہ عنہ کے معاملے میں کسی قسم کا تامل اس عطیہ کے بنیادی مقصد کو پورا نہ کر پاتا لیکن اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکیم رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

''دنیا کا ساز سامان ایک سرسبز چراگاہ کی طرح ہے، جو کوئی اس کو نفس کی پاکیزگی کے ساتھ قبول کرے گا تو اس کو برکت نصیب ہوگی اور جو کوئی نفس کے پندار کے لئے قبول کرے گا تو وہ ایسا شخص ہوگا جو کھاتا جائے اور اس کا پیٹ نہ بھرے۔ اوپر کا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور خرچ کی ابتداء اپنے گھر والوں سے کرو، جن کی کفالت کی ذمہ داری تم پر ہے۔''

حکیم رضی اللہ عنہ نے فوراً کہا:

''قسم ہے اس کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی سے کچھ نہ لوں گا۔''

انہوں نے ارادہ کر لیا کہ آئندہ ان کا ہاتھ نیچے نہیں رہے گا۔ اور صرف سو اونٹ لے کر باقی دو سو اونٹوں سے دستبردار ہو گئے۔

38.17 مال و دولت کی ہوس انسان کو بھوکے بھیڑیوں سے زیادہ نقصان پہنچاتی ہے:

(i) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر دو بھوکے بھیڑیوں کو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیا جائے تو وہ اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا مال و دولت کی ہوس پہنچاتی ہے۔''

(ii) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اگر آدم کے بیٹے کو سونے کی ایک وادی مل جائے تو وہ آرزو کرے گا کہ اسے دو وادیاں میسر آجائیں۔ آدم کے بیٹے کے منہ کو قبر کی مٹی کے علاوہ کوئی چیز بھر نہیں سکتی اور جو شخص توبہ کرتا ہے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔'' (متفق علیہ)

38.18 دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز ہے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مال دیا اور اس کو نیک راستے میں خرچ کرنے کی توفیق بھی دی۔ اور ایک وہ آدمی جس کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے حکمت سے نوازا وہ اس کے ذریعے فیصلے کرتا ہے اور دوسروں کو اس کی تعلیم بھی دیتا ہے۔“ (بخاری، مسلم)

38.19 جسم کے ہر جوڑ پر صدقہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جتنے انسان ہیں سب کے جسم میں تین سو ساٹھ (360) جوڑ بنائے گئے ہیں۔ (ہر جوڑ کی طرف سے ایک صدقہ کرنا واجب ہوتا ہے۔) تو جس نے اللہ اکبر کہا یا الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ یا استغفر اللہ کہا ہر ایک ایک صدقہ شمار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جس نے لوگوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دیا۔“ (ترجمان السنۃ۔ ادب المفرد)

38.20 بے کس اور حاجت مندوں کی مدد کرنے کا حکم:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اگر تم سے کچھ اور نہ ہو سکے تو بے کس اور حاجت مندوں کی مدد ہی کیا کرو۔“ (بخاری)

38.21 نبی کریم ﷺ ہدیہ قبول فرما لیتے صدقہ نہیں:

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا جاتا تو آپ ﷺ لانے والے سے پوچھتے ”صدقہ یا ہدیہ.....؟“ اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرماتے کہ تم کھا لو۔ خود تناول نہ فرماتے اور اگر کہا جاتا کہ ”ہدیہ ہے“ تو آپ ﷺ اسے ہاتھ لگاتے اور دوسروں کے ساتھ مل کر کھاتے۔“ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

38.22 بخیل کا مرتے وقت سخاوت کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو اپنی زندگی میں بخیل ہو اور مرتے وقت سخاوت کرنے لگے، خدا اس کو پسند نہیں کرتا۔“

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”مومن میں بخل و بد خلقی جمع نہیں ہوتی۔“

38.23 سب سے افضل شخص:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے کہ:

''سب سے افضل وہ ہے جو اپنی طرف سے اور اپنے اہل وعیال کی طرف سے صدقہ کرے۔''

38.24 صدقہ جہنم کی آگ سے بچنے کا ذریعہ ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''عنقریب قیامت کے دن تم میں سے ہر شخص کے ساتھ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ براہِ راست بات کرے گا، پھر بندہ نظر اُٹھا کر دیکھے گا تو اپنے سامنے آگ ہی آگ نظر آئے گی۔ جو اس کا استقبال کر رہی ہوگی۔ چنانچہ تم میں سے اس سے بچنے کا ذریعہ صدقہ ہے خواہ وہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر کسی کو یہ بھی میسر نہ ہو تو کلمۂ خیر اور اچھی بات کہے (کہ یہ بھی صدقہ ہے)۔''

(بخاری کتاب 81، باب:49، مسلم کتاب الزکوٰۃ باب:20)

38.25 پاک کمائی سے صدقہ دو:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب کوئی شخص اپنی پاک کمائی میں سے ایک کھجور کے برابر بھی صدقہ دیتا ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تک پاک چیز ہی پہنچتی ہے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اسے بڑھاتا ہے حتیٰ کہ وہ پہاڑ کی مثل ہو جاتا ہے۔'' (اور اس کا اجر و ثواب اسی حساب سے ملتا ہے)۔ (بخاری کتاب 97، باب:23، مسلم کتاب الزکوٰۃ باب:19)

38.26 بیوہ بیٹی کی کفالت:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں تمہیں بہترین صدقہ نہ بتاؤں؟ وہ تیری بیٹی ہے جو تیرے پاس لوٹا دی گئی اور اس کو کوئی تیرے سوا کما کر کھلانے والا نہیں ہے۔'' (ابن ماجہ)

38.27 کنواں بنا کر وقف کرنا:

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! سعد کی ماں فوت ہوگئی ہے بس (اس کے لئے) کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''پانی پلانا''۔ انہوں نے ایک کنواں کھودا اور کہا: ''یہ سعد کی ماں کے (ثواب کے) لئے ہے۔'' (ابوداؤد)

38.28 موت کے وقت سے پہلے صدقہ:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''آدمی اپنی زندگی میں ایک درہم صدقہ کرے اس کے لئے اس سے

بہتر ہے کہ موت کے وقت سو(۱۰۰) درہم صدقہ کرے۔"　　　(رواہ ابوداؤد)

38.29　بہتر صدقہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بہتر صدقہ وہ ہے جو اپنے لئے کچھ رکھ کر کیا جائے۔"

38.30　صدقہ کرنے والوں کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بری موت کے ذریعہ ہلاک نہیں کرتا:

بصرہ کے قاضی اور مستند عالم امام بخاری کے استاد ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن انس بن مالک انصاری کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"پہلی اُمتوں میں ایک شخص تھا اس کی عادت یہ تھی کہ وہ ایک پرندہ کے گھونسلہ پر آتا تھا اور جب بھی وہ پرندہ بچے نکالتا تھا تو یہ شخص اس کے بچوں کو گھونسلے سے نکال کر لے جاتا تھا۔ اس پرندہ نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے اس کی شکایت کی۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے پرندے کو خبر دی کہ اگر اس شخص نے پھر ایسا کیا تو میں اس کو ہلاک کردوں گا۔ جب اس پرندے نے پھر بچے دیئے تو وہ شخص حسبِ معمول اس کے بچوں کو پکڑنے کے لئے گھر سے نکلا، راستہ میں اس کو ایک سائل ملا اور اس سے کھانا طلب کیا۔ اس شخص نے اپنے کھانے میں سے ایک روٹی اس سائل کو دے دی اور چل دیا۔ وہ گھونسلا کے پاس پہنچ گیا اور سیڑھی لگا کر درخت پر چڑھا اور گھونسلہ سے دو بچے نکال لئے اور ان بچوں کے والدین دیکھتے ہ رہ گئے۔ اس کے بعد انہوں نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے عرض کیا کہ اے ہمارے معبود تو جو وعدہ کرتا ہے اس کے خلاف نہیں فرماتا۔ آپ نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ اگر اس شخص نے پھر ایسی حرکت تو اس کو ہلاک کردیا جائے گا۔ مگر وہ شخص آیا اور ہمارے دو بچے نکال کر لے گیا لیکن آپ نے اُسے ہلاک نہیں کیا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا کہ:

"کیا تم کو معلوم نہیں کہ میں صدقہ کرنے والوں کو بری موت کے ذریعہ ہلاک نہیں کرتا اور یہ شخص بھی صدقہ کر کے آیا تھا۔"

38.31　کفرانِ نعمت کیا ہے؟

"جب حق پر خرچ نہیں کیا جائے گا تو ناحق پر ضرور خرچ ہوگا اور یہی کفرانِ نعمت ہے۔"　　　(تفسیرِ فاضلی)

38.32　صدقہ جاریہ:

صدقہ جاریہ سے مراد خیر و بھلائی کے ان کاموں میں مال خرچ کرنا ہے جن سے لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ جیسے مسجد، اسکول یا ہسپتال کی تعمیر، پانی پلانا، پھل دار یا سایہ دار درخت لگانا، مستند دینی کتب لکھنا، وغیرہ۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو ہدایت کی طرف بلائے اس کے لئے اس کے برابر اجر ہے جو اس کی پیروی کرے۔ ان میں سے کسی کے اجر میں کچھ کمی نہ کی جائے گی۔"

باب: 39

ایفائے عہد، بغاوت اور وعدہ خلافی

39:00 ایفائے عہد، بغاوت اور وعدہ خلافی:

پابندئ عہد اور عدل وانصاف دین کی وہ بنیادیں ہیں جن پر شریعت اور دینی زندگی کی عمارت کھڑی ہے۔ عہد کا پاس کرنا اور حق پسندی انسان میں تقویٰ کی صفات پیدا کرتے ہیں۔ قرآنِ پاک میں عہد کو بڑے وسیع معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ ہمارا تمام دین اور تمام انسانی زندگی اسی عہد پر قائم ہے۔ آج کل عوام کے رہبر عوام سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر وعدے کرتے ہیں جسے وہ پورا نہیں کرتے، اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ناراضگی اور غیض وغضب کو دعوت دیتے ہیں۔

39.01 سب سے پہلا عہد اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور مخلوق کے درمیان ہوا:

سب سے پہلا عہد وہ تھا جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور مخلوق کے مابین ہوا۔ جب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے (سورۃ الاعراف میں) مخلوق سے پوچھا:

''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟'' (سورۃ الاعراف:172)

مخلوق نے جواب دیا:

''بے شک آپ ہمارے رب ہیں۔''

یوں خالق اور مخلوق کے مابین معاہدہ ہو گیا جس کے تحت مخلوق پر فرض ہو گیا کہ وہ اپنے رب کی بندگی، عبادت اور اطاعت کرے۔

39.02 ایفائے عہد، بغاوت اور وعدہ خلافی......احکاماتِ خداوندی:

39.03 عہد کی پابندی کرو:

انسان جس چیز کو پورا کرنے کا ارادہ کرتا ہے اس کے لئے قرآن پاک نے ''نذر'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔

سورۃ الدھر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں 'نذر' پوری کرتے ہیں۔'' (سورۃ الدھر:7)

یعنی جس چیز کا عہد کر لیں اسے پورا کرتے ہیں۔ ان عہدوں کے لئے وہ اپنے آپ کو دوسروں کو اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو گواہ بناتے ہیں۔

39.04 عہد کے بارے میں باز پُرس ہوگی:

سورۃ بنی اسرائیل میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا حکم ہے:

''عہد کی پابندی کرو، بے شک عہد کے بارے میں تمہیں جواب دہی کرنی ہوگی۔'' (بنی اسرائیل:34)

39.05 عہد توڑنے والوں کو قرآن پاک میں فاسق کہا گیا ہے:

سورۃ البقرۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''جو لوگ اللہ کے عہد کو مضبوط باندھ لینے کے بعد توڑ دیتے ہیں، اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے کاٹتے ہیں،

اورزمین پر فساد برپا کرتے ہیں۔ حقیقت میں یہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔" (سورۃ البقرۃ:27)

39.06 بدعہدی کی سزا:

سورۃ الفتح میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اب جوکوئی عہد توڑے گا اس کا وبال صرف اس پر ہی ہوگا اور جو اس عہد کو ایفا کرے گا جو اس نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے کیا ہے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ عنقریب اسے عظیم اجر عطا فرمائے گا۔" (سورۃ الفتح:10)

39.07 عہد شکنی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک بڑی ناراضگی والی بات ہے:

سورۃ الصف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں ہو۔ اللہ کے یہاں یہ بات بڑی ناراضگی والی ہے کہ وہ باتیں کہو جو تم کرو نہیں۔" (سورۃ الصف:2،3)

39.08 وعدے پورے کرو:

سورۃ الاسراء میں اللہ جل شانہٗ کا ارشادگرامی ہے:

"اور وعدے پورے کرو، کیونکہ وعدے کی باز پرس ہونے والی ہے۔" (سورۃ الاسراء:34)

قوموں اور جماعتوں کا معاملہ افراد کے معاملے سے مختلف ہے انہیں اللہ سے کی ہوئی اپنی بدعہدی کی سزا دنیا میں مل جاتی ہے۔ وہ ذلیل و خوار ہوتی ہیں اور مصائب و آلام میں مبتلا ہوجاتی ہیں اور بالآخر صفحۂ ہستی سے مٹ جاتی ہیں۔ جیسے پہلی قوموں کے ساتھ ہو چکا ہے۔

39.09 ایفائے عہد اور وعدہ خلافی......ارشاداتِ گرامی نبی کریم ﷺ:

39.10 باغی اور عہد توڑنے والے شخص کو سزا پہلے اس دنیا میں اور اس کے بعد مرنے کے بعد آخرت میں بھی دی جائے گی:

بغاوت اور عہد شکنی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک ایک ناقابل معافی جرم ہے۔ بغاوت کی سزا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بہت جلد اسی دنیا میں دے دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے بغاوت اور عہد شکنی سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کوئی گناہ بغاوت اور قطع قرابت سے بڑھ کر اس بات کا مستحق نہیں کہ خداوندی تعالیٰ اس کے مرتکب کو دنیا میں عذاب پہنچائے، علاوہ اس عذاب کے جو اس کے واسطے آخرت پر اُٹھا رکھے۔"

39.11 منافق کی تین نشانیاں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"منافق کی تین نشانیاں ہیں:

① جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

② جب وعدہ کرے تو اسے پورا نہ کرے۔

③ جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے اگرچہ روزے رکھے اور نماز پڑھے اور گمان رکھے کہ وہ مسلمان ہے۔" (بخاری و مسلم)

39.12 برگزیدہ لوگ وہ ہیں جو عہد کو پورا کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"آیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ تم میں برگزیدہ کون لوگ ہیں؟ تم میں برگزیدہ وہ لوگ ہیں جو پاک دلی کے ساتھ عہد کو پورا کرتے ہیں۔ قیامت کے دن سب سے اچھے بندے خدا کے وہ ہوں گے جو پاک دلی سے عہد کو پورا کریں۔"

39.13 ایفائے عہد کی غیر مسلموں سے بھی ہر ممکن پاسداری کا حکم:

جنگ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی اور مسلمانوں کو ایک ایک آدمی کی اشد ضرورت تھی۔ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ اور ابوحیسل رضی اللہ عنہ دو صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ)! ہم مکہ سے آرہے ہیں، راستے میں کفار نے ہم کو گرفتار کر لیا تھا، اور اس شرط پر رہا کیا کہ ہم لڑائی میں آپ ﷺ کا ساتھ نہ دیں گے۔ لیکن یہ مجبوری کا عہد تھا، ہم ضرور کافروں کے خلاف لڑیں گے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ہرگز نہیں! تم اپنا وعدہ پورا کرو اور لڑائی کے میدان سے واپس چلے جاؤ۔ ہم (مسلمان) ہر حال میں وعدہ پورا کریں گے۔ ہم کو صرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی مدد درکار ہے۔"

(صحیح مسلم باب الوفا بالعہد 89، جلد دوئم صفحہ 106، ج2)

39.14 حکمران کا اپنی رعایا سے بدعہدی:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس بندے کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے رعیت کا حاکم و محافظ بنایا اور اس نے بھلائی اور خیر خواہی کے تقاضوں کے مطابق رعیت کی حفاظت کی ذمہ داری پوری نہیں کی تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکے گا۔"

[معقل بن یسار رضی اللہ عنہ (بخاری)]

39.15 بہترین بندے وہ ہیں جو وعدہ وفا کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"بہترین بندے وہ ہیں جو وعدہ وفا کرتے ہیں اور معطر رہتے ہیں۔"

39.16 جوقوم عہد شکنی کرتی ہے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اُس پر اُس کے دشمنوں کو مسلط کر دیتا ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''پانچ چیزوں سے پانچ چیزیں پیدا ہوتی ہیں ① جو قوم عہد شکنی کرتی ہے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس پر اس کے دشمنوں کو مسلط کر دیتا ہے۔ ② جو قوم حکم الٰہی کے خلاف فیصلہ کرے، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس میں فقر پیدا کر دیتا ہے۔ ③ جس قوم میں بدکاری بڑھ جاتی ہے اُس میں ناگہانی موتوں کا اضافہ ہونے لگتا ہے۔ ④ جو قوم ناپ تول میں کمی کرنے لگتی ہے وہ قحط سے دوچار ہونے لگتی ہے۔ ⑤ جو قوم زکوٰۃ نہیں دیتی وہ خشک سالی میں مبتلا ہو جاتی ہے۔''

39.17 تاریخ میں ایفائے عہد کی زندہ جاوید مثال:

زمانہ کروٹیں بدلتا رہتا ہے۔ زمانے کی ایک ایسی ہی کروٹ نے شہاب الدین غوری کو ہندوستان کے تخت پر جلوہ فگن کیا۔ ہندوستان میں اپنی پہلی شکست کے بعد یہ اپنے خدائے بزرگ و برتر سے عہد کرتا ہے کہ جب تک میں دشمن سے اپنی شکست کا بدلہ نہ لے لوں چین سے نہیں بیٹھوں گا اور نہ ہی وہ لباس میرے جسم سے اُترے گا جسے دورانِ شکست زخموں نے خود آلود کر دیا ہے۔ اور دنیا نے ایفائے عہد کی زندۂ جاوید مثال اس وقت دیکھی جب جلد ہی شہاب الدین غوری اس خون آلود لباس لیکن مردانہ جرأت و بہادری، حوصلہ اور عزم صمیم کے ساتھ ہندوستان پر حملہ آور ہوتا ہے۔ اور دشمن کو دندان شکن شکست دے کر اور اپنی شکست کا بدلہ لے کر شہنشاہِ ہند کا درجہ حاصل کر کے ہندوستان کے تخت پر جلوہ افروز ہوتا ہے۔

39.18 وعدہ وفا کرنے کی بلند ترین مثال:

بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے......! ایسے ہی بدلے ہوئے آسمانی رنگ نے دنیا کو وعدہ وفا کرنے کی بلند ترین مثال دکھائی۔ ایک غریب سقّہ نے کسی جنگی مہم جوئی کے دوران دریا میں ڈوبتے ہوئے ہمایوں بادشاہ کی جان بچائی تھی، جس سے خوش ہو کر ہمایوں نے اُس سقّہ سے وعدہ کیا کہ تم جو بھی مانگو گے عطا کیا جائے گا۔ زمانے نے وہ وقت دیکھا جب ہمایوں ہندوستان کے تختِ شاہی پر جلوہ فگن ہے۔ اور شاہی دربار میں اُسی سقّہ نے بادشاہ ہمایوں سے ایک دن کی بادشاہت کا مطالبہ کر کے سب کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ درباریوں نے اس مطالبے کو مجذوب کی بڑ جانا۔ مگر دنیا ''وعدہ وفا'' کرنے کی مثال کو عملی جامہ پہنتے ہوئے اس وقت دیکھتی ہے جب بادشاہ ہمایوں نے اپنا تاج اُتار کر غریب سقّہ کے سر پر رکھ دیتا ہے اور ہندوستان کا تخت و تاج ایک دن کے لئے اس سقّہ کے حوالے کر کے خود رعایا کے ایک معمولی فرد کی حیثیت سے اس کے احکام کی بجا آوری کو اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتا ہے۔ (اس سقّہ نے ایک دن کی بادشاہت میں چمڑے کا سکہ جاری کروایا تھا۔)

یہ وہ حکمران تھے جنہیں اپنے وعدوں کا پاس تھا۔ کیونکہ انہیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی پکڑ (گرفت) کا ڈر اور خوف تھا اور یہی وجہ ہے کہ ان کی حکومتوں کو دوام حاصل ہوا اور مغلیہ خاندان نے کوئی آٹھ سو سال تک ہندوستان پر حکومت کی۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے ڈرنے والے حکمران ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں اور نہ ڈرنے والے حکمرانوں کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اسی دنیا میں ذلیل و خوار کرتا ہے۔

39.19 ایفائے عہد، بغاوت اور وعدہ خلافی سے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اقوالِ زرّیں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ:

(i) بے شک عہد و پیمان قیامت کے دن گلے کا ہار ہیں۔ جس نے ان کو پورا کیا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اسے اپنے ساتھ ملائے گا۔ اور جس نے ان کو توڑ دیا، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کو ذلیل وخوار کرے گا اور جس نے ان کو حقیر جانا، یہ اس کے ساتھ مالک کی بارگاہ میں جھگڑیں گے جس نے ان کو پورا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔''

(ii) ''وعدہ کو پورا کرنا بزرگی کی علامت ہے اور خالص دوستی برکت کا باعث ہے۔''

(iii) ''وعدہ کرنا ایک طرح کی بیماری ہے لیکن اس کا پورا کرنا ایک گونہ تندرستی ہے۔''

(iv) ''وعدہ کرو تو اس کے خلاف نہ کرو، اگر غصہ آئے تو زبان سے بے ہودہ بات نہ نکالو۔''

(v) ''اگر تیرے اور تیرے دشمن کے درمیان کوئی ایسا معاملہ پیش آجائے جس کی وجہ سے تو اس کے ساتھ صلح کرے اور اس سے عہد و پیمان ہو جائے تو اپنے اقرار کی وفاداری کا پاس رکھ اور اپنے عہد و پیمان کو امانت کے ساتھ پورا کر و اور جو کچھ تو نے قول وقرار کیا، اس کے پورا کرنے کے لئے اپنے آپ کو ایک سینہ سپر کئے رہ۔''

(vi) ''جو شخص لوگوں کے ساتھ اپنے عہد کی پوری وفاداری کرتا ہے وہ ان میں برگزیدہ ہونے کے لائق اور مستحق ہو جاتا ہے۔''

(vii) ''جو شخص اپنے وعدے کو ٹالتا رہتا ہے وہ اگر پورا بھی کردے تو اس میں کچھ لطف نہیں ہوتا۔''

(viii) ''اپنے وعدے کو پورا کر اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نام پر جو نذر مانی جائے اس کی وفا ضرور ہی کر۔''

(ix) ''اپنے اقرار کو نہ توڑ۔ اپنے عہد کے خلاف نہ کر اور اپنے دشمن کے ساتھ دھوکہ اور فریب نہ کر کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے اپنا عہد اور قرار تیرے لئے باعثِ امن ٹھہرایا ہے۔''

(x) اپنے عہد و پیمان کو وفاداری کے ساتھ محفوظ رکھ کہ اس کے عوض بہت اچھا بدلہ ملے گا۔''

(xi) ''بے شک سب سے زیادہ جلد ملنے والی سزا سرکشی (بغاوت) کی سزا ہے اور بلاشبہ سب سے زیادہ برا گناہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے۔''

(xii) ''جو شخص بغاوت اور سرکشی کی تلوار نکالتا ہے وہ اس کو اپنے ہی سر پر مارتا ہے۔''

(xiii) ''بغاوت وسرکشی سے بچارہ کہ باغی کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بہت جلد سزا دیتا ہے اور اس پر طرح طرح کے عذاب ہوتے ہیں۔''

(xiv) ''سرکشی نعمتوں کے سلب کرنے کے واسطے بہت کافی ہے۔''

باب: 40

اسراف اور بخل

40:00 اسراف اور بخل:

اسراف یعنی فضول خرچی کا شمار اُن معاشرتی بیماریوں میں ہوتا ہے جس سے دیگر کئی معاشرتی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ اسراف میں ریا کاری، دکھاوا، تکبر اور دوسروں کی حق تلفی جیسی برائیاں شامل ہیں۔ رشوت ستانی، لوٹ کھسوٹ اور ناجائز طریقے سے دولت اکٹھی کرنے جیسی برائیاں اس سے جنم لیتی ہیں۔ اسراف ایسا فعل ہے جس سے نہ صرف انفرادی طور پر نقصان ہوتا ہے بلکہ جب حکومتیں اور سرکاری افسر اسراف میں ملوث ہو جاتے ہیں تو پوری قوم اس نقصان کا خمیازہ بھگتی ہے۔ قرآن پاک نے اسے ایک بڑی برائی قرار دیتے ہوئے اس میں مبتلا افراد کو شیطان کے بھائی قرار دیا ہے۔

بخل جسے عرفِ عام میں ''کنجوسی'' کہا جاتا ہے۔ بخیل اس شخص کو کہتے ہیں کہ جو دوسروں کے حقوق ادا کرنے میں تنگ دل ہو۔ بخیل صرف اس شخص ہی کو نہیں کہتے جو روپے پیسے کے معاملے میں کنجوسی برتے، بلکہ بخیل وہ بھی ہے جو خود تو کھائے مگر دوسروں کو نہ کھلائے۔ وہ شخص بھی بخیل ہے جو اپنی ذات پر اپنے عیش و آرام پر، اپنی دلچسپیوں اور تفریحات پر تو دل کھول کر مال لٹاتا ہے لیکن اپنے ماں باپ کے علاج یا کسی نیک اور فلاحی کاموں کے لئے اس کی جیب سے کچھ نہیں نکلتا۔ جو شخص دوسروں کے حقوق کشادہ دلی اور کسی تعصب کے بغیر ادا کرتا ہے، اسے بخیل نہیں کہتے۔ بخیل چاہے کتنا ہی عبادت گزار ہو وہ جنت میں نہیں داخل ہوگا۔ بخیل سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کبھی دوستی نہیں لگاتا اور سخی سے کبھی دوستی نہیں توڑتا۔''

A- اسراف (فضول خرچی)...... احکاماتِ خداوندی:

40.01 فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں:

سورۃ بنی اسرائیل میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''فضول خرچی نہ کرو۔ بے شک فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے'' (سورۃ بنی اسرائیل:27،26)

40.02 اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا:

سورۃ الاعراف میں ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور کھاؤ پیو، مگر حد سے تجاوز (یعنی فضول خرچی) نہ کرو، بے شک اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔'' (سورۃ الاعراف:7:31)

40.03 اللہ تعالیٰ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا:

سورۃ الانعام میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''(درختوں کے پھل) کھاؤ اور ان کی پیداوار جب کہ یہ پھلیں اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا حق ادا کرو جب ان کی فصل کاٹو اور حد سے نہ گزرو (زیادہ خرچ نہ کرو) کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔'' (سورۃ الانعام:6:41)

40.04 خرچ میں میانہ روی اختیار کرو:

سورۃ الفرقان میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''خرچ کرنے لگیں تو فضول خرچی نہ کریں اور نہ بخل کریں بلکہ ان کا خرچ افراط وتفریط کے درمیان ہوتا ہے۔'' (سورۃ الفرقان:25:67)

B- اسراف (فضول خرچی) ...... ارشاداتِ گرامی نبی کریم ﷺ

40.05 صحیح راستہ افراط وتفریط کے درمیان ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''صحیح راستہ افراط وتفریط کے درمیان ہے اور میانہ روی سب سے بہتر ہے۔''

40.06 اعتدال پسند شخص پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رحمت نازل ہو:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس پر رحمت نازل کرے جس کی کمائی حلال کی ہو، خرچ اعتدال سے ہو اور ضرورت کے وقت کے لئے جمع بھی کرتا ہو۔''

40.07 اسراف (فضول خرچی) سے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اقوالِ زرّیں:

(i) ''عذاب کے خوف سے دل کو بچائے رکھو اور اسراف وفضول خرچی سے بچے رہو۔''

(ii) ''فقر اور محتاجی کا سبب فضول خرچی ہے۔''

(iii) ''فضول خرچی اور اسراف کو چھوڑ اور میانہ روی اختیار کر اور آج کے روز کل کے روز (قیامت) کو یاد کر۔''

(iv) ''فضول خرچی اور اسراف کو چھوڑ دے کیونکہ ایسے ہر کوئی نہیں کرتا اور اس کے فقر پر کوئی رحم نہیں کرتا۔''

(v) ''فضول خرچ کی حالت بھی قابلِ افسوس ہے کہ وہ اپنے نفس کی اصلاح سے بہت دور اور اپنی حالت کی درستی سے بہت ہٹا ہوا

ہوتا ہے۔"

(vi) "مال خرچ کرنے میں میانہ روی اختیار کرو اور اسراف وفضول خرچی سے دور رہ۔"

(اقوالِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا انسائیکلو پیڈیا)

C- بخل (کنجوسی) — احکاماتِ خداوندی

40.08 طبیعت کا بخل:

بخل کی ایک اور قسم بھی ہے جس سے بہت سے لوگ ناواقف ہیں۔ اسے طبیعت کا بخل کہا جاتا ہے۔ طبیعت کا بخل انسان کی وہ بری خصلت ہے جو اس کی شخصیت کو بری طرح سے مسخ کرتی ہے۔ یہ برائی اسے اندر سے کھوکھلا کرتی ہے اور وہ دوسروں کی نظروں میں گر جاتا ہے۔ طبیعت کا بخل انسان کی ایک ایسی کمزوری ہے جسے وہ خود محسوس کرنے سے قاصر ہوتا ہے۔ جب کہ دوسرے لوگ اس شخص کی اس کمزوری کو محسوس کرتے ہیں اور مخلص لوگ اس شخص کو اس کی کمزوری سے آگاہ بھی کرتے ہیں، اسی برائی یا طبیعت کے بخل کے زیرِ اثر انسان کسی بھی اچھی چیز، اچھی کوشش یا اچھے کام کی کبھی تعریف نہیں کرے گا۔ اگر اس کے پاس کسی بیماری کا بہت اچھا نسخہ یا دوائی موجود ہے تو وہ مریض کو دوائی تو دے دے گا مگر دوائی کا نام نہیں بتائے گا۔ اگر کسی کے پاس اچھے پکوان، اچار، مربہ یا چٹنی کا نسخہ موجود ہے تو وہ طلب کرنے والے کو پکوان بنا کر کھلا تو دے گا مگر اجزائے ترکیبی نہیں بتائے گا۔ علم کو نہ پھیلانا گھر آئے مہمان کو چائے کا بھی نہ پوچھنا یہ سب طبیعت کا بخل ہے۔ طبیعت کے بخل والا انسان کبھی کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا اور نہ ہی کوئی فائدے والی بات بتائے گا۔ وہ اسے اپنے تک ہی محدود رکھے گا اور یہی اس کی بدبختی ہے۔ طبیعت کا بخل ہمارے ملک کو ایسا نقصان پہنچا رہا ہے جو نظر نہیں آ رہا۔ اگر ہمیں ترقی یافتہ قوموں کے برابر آنا ہے تو ہمیں اپنی اپنی طبیعتوں کے بخل سے نکلنا ہوگا۔ قرآنِ پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ وہ لوگ فلاح پا گئے جو طبیعت کے بخل سے محفوظ رہے۔

سورۃ الحشر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اور جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔" (سورۃ الحشر:09)

40.09 بخل اچھا نہیں ہے:

سورۃ آلِ عمران میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"جن لوگوں کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے فضل سے نوازا ہے اور پھر وہ بخل سے کام لیتے ہیں وہ اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخیلی ان کے لئے اچھی ہے۔ "نہیں" یہ ان کے حق میں نہایت بری ہے جو کچھ وہ اپنی کنجوسی سے جمع کر رہے ہیں، وہی قیامت کے روز ان کے گلے کا طوق بن جائے گا۔" (سورۃ آلِ عمران:180)

40.10 قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور محتاجوں کی مدد نہ کرنا بھی بخل ہے:

سورۃ التوبہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اگر اس نے اپنے فضل سے ہم کو نوازا تو ہم خیرات کریں گے اور صالح بن کر رہیں گے، مگر جب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو دولت مند کر دیا تو وہ بخل پر اُتر آئے اور اپنے عہد سے ایسے پھرے کہ انہیں اس کی پرواہ تک نہیں ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی بدعہدی کی وجہ سے جو انہوں نے اللہ کے ساتھ کی اور اس جھوٹ کی وجہ سے جو وہ بولتے رہے، اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق بٹھا دیا۔ اس کے حضور ان کی پیشی کے دن تک ان کا پیچھا نہ چھوڑے گا۔ کیا یہ لوگ جانتے نہیں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو ان کے مخفی راز اور ان کی پوشیدہ سرگوشیاں تک معلوم ہیں۔ اور وہ تمام غیب کی باتوں سے پوری طرح باخبر ہے۔'' (سورۃ التوبۃ:75 تا 78)

40.11 اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی دعوت:

سورۃ محمد میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''دیکھو تم لوگوں کو دعوت دی جا رہی ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ اس پر تم میں سے کچھ لوگ ہیں کہ بخل کر رہے ہیں۔ حالانکہ جو بخل کرتا ہے وہ درحقیقت اپنے آپ ہی سے بخل کر رہا ہے، اللہ تو غنی ہے تم ہی اس کے محتاج ہو۔'' (سورۃ محمد:38)

40.12 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو خود بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بخل پر اُکساتے ہیں:

سورۃ الحدید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اللہ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو اپنے کو بڑی چیز سمجھتے ہیں اور فخر جتاتے ہیں۔ جو بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بخل پر اُکساتے ہیں۔'' (سورۃ الحدید:24)

40.13 بخل کرنے والوں کو سخت انجام کی وعید:

سورۃ الیل میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور جس نے بخل کیا اور اپنے خدا سے بے نیازی برتی اور بھلائی کو جھٹلایا اس کو ہم سخت راستے کی سہولت دیں گے اور اس کا مال آخر اس کے کس کام آئے گا جب کہ وہ ہلاک ہو جائے گا......؟'' (سورۃ اللیل:7,8)

40.14 دردناک انجام کی وعید اُن لوگوں کے لئے جو اپنا مال اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے:

سورۃ التوبہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''دردناک سزا کی خوشخبری دو ان کو جو سونے اور چاندی کو جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں خدا کی راہ میں خرچ

نہیں کرتے۔ایک دن آئے گا کہ اسی سونے چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر اسی سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔(اور کہا جائے گا) یہ ہے کہ وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا،لو اب اپنی سمیٹی ہوئی دولت کا مزہ چکھو۔" (سورۃ التوبۃ:34،35)

D- بخل (کنجوسی) — ارشادِ گرامی نبی کریم ﷺ

40.15 مال خرچ کرنے والے کی فضیلت:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ہر دن کی صبح کو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ان میں سے ایک دعا کرتا ہے کہ "اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اور دے۔" جب کہ دوسرا دعا کرتا ہے کہ "اے اللہ! خرچ نہ کرنے والے کے مال کو ضائع کر دے۔" (صحیح بخاری)

40.16 تنگ دلی سے بچو:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"تنگ دلی سے بچو، کیونکہ تم سے پہلے لوگ تنگ دلی کی وجہ سے ہلاک ہوگئے۔اس تنگ دلی نے ان کو بخل کا حکم دیا تو انہوں نے بخل کیا اور اس نے انہیں قطع تعلق کا حکم دیا تو انہوں نے قطع تعلق کیا اور اس نے انہیں جھوٹ بولنے کا حکم دیا تو انہوں نے جھوٹ بولا۔" (سنن ابوداؤد)

40.17 مسلمان میں دو خصلتیں نہیں ہوتیں:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"مسلمان میں دو خصلتیں نہیں ہوتیں......بخل اور بد خلقی۔" (ابوداؤد، ترمذی)

40.18 رسول اللہ ﷺ کی دعا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو بکثرت دعا فرماتے ہوئے سنا ہے:

"اے اللہ! میں پریشانی، غم، عاجز ہونے، سستی، بخل، بزدلی، قرض کی زیادتی اور لوگوں کے غلبہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔" (بخاری)

40.19 بخیل دنیا میں فقیروں کی سی زندگی بسر کرتا ہے:

"بخیل دنیا میں فقیروں کی سی زندگی بسر کرتا ہے اور آخرت میں اس سے حساب لیا جائے گا تو اس کا اغنیا (امیروں) میں حساب ہوگا۔" (حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''بخیل اور کنجوس سے زیادہ بدبخت میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ وہ اپنی دنیا مال جمع کرنے میں صَرف کر دیتا ہے پھر بھی اس دنیا میں اُسے غم و فکر کے سوا کچھ نہیں ملتا اور آخرت میں گناہوں کا بھاری پشتارہ (بوجھ) اپنی پیٹھ پر لاد کر اسے اُٹھانا پڑتا ہے وہ دنیا میں اپنے بخل کے باعث فقیروں کی سی زندگی بسر کرتا ہے اور آخرت میں اس سے حساب لیا جائے گا تو وہ اغنیاء (امیروں) کے زمرے میں حساب ہوگا۔''

40.20 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بعد سب سے بڑا سخی کون ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بعد سب سے بڑا سخی وہ ہے جس نے علم سیکھا اور اس کو پھیلایا۔'' (مشکوٰۃ)

40.21 بخل (کنجوسی) سے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اقوالِ زرّیں:

(i) ''جو شخص اپنے مال و دولت کی زکوٰۃ ادا کر دیتا ہے وہ بخل سے محفوظ رہتا ہے۔''

(ii) ''جس شخص میں بخل زیادہ ہوتا ہے اس میں عیب بھی زیادہ ہو جاتے ہیں۔''

(iii) ''جو شخص محتاجوں پر اپنا مال خرچ کرنے میں بخل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر نہایت ناخوش ہوتا ہے۔''

(iv) ''اگر بخل آدمی کی صورت میں دکھائی دیتا تو ایسا بدشکل شخص ہوتا کہ ہر ایک اس کو دیکھتے ہی اپنی آنکھیں بند کر لیتا اور اس سے انتہائی نفرت کرتا۔''

(v) ''بخل سے پرہیز رکھ کہ یہ ہر طرح کی کمینہ پن کی باگ ہے۔''

(vi) ''سب سے بری صفت بخل اور سب سے زیادہ نفع دینے والی اور سود مند غنیمت شرفاء کی حکومت ہے۔''

(vii) ''جو آدمی مال دینے میں سب سے زیادہ بخیل ہو وہ اپنی عزت کے دینے میں سب سے زیادہ سخی ہوتا ہے۔''

(viii) ''تمام مخلوق میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی بارگاہ سے زیادہ دور وہ شخص ہے جو مالدار ہو کر بخل کرے۔''

(ix) ''بہت سے بہانے پیش کرنا بخل کی نشانی ہے۔''

باب: 41

شکر ادا کرنا، شکریہ کہنا، معاف کرنا، معافی مانگنا، غصہ پی جانا اور عفو و درگزر

41:00 شکرادا کرنا، شکریہ کہنا، معاف کرنا، معافی مانگنا، عفوودرگزر اور غصہ پی جانا:

A- شکرادا کرنا

41.01 اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو شکرادا کرنا سکھایا:

سب سے پہلے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو شکرادا کرنا سکھایا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے پوچھا:

''یارب! آدم کا بیٹا تیرا شکر کس طرح ادا کرے؟''

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا:

''یہ جان وہ (یعنی نعمت) میری دی ہوئی ہے، یہ اس کا شکر ہے۔''

سورۃ الانبیاء میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے شکرادا کرنے سے متعلق استفسار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ:

''اور ہم نے انہیں (داؤد علیہ السلام) تمہارے لئے زرہیں بنانے کی صنعت سکھائی تھی تاکہ لڑائی میں تمہارا بچاؤ کرے سو کیا تم شکرادا کرتے ہو؟'' (الانبیاء:80)

سورۃ البقرۃ میں ارشادِ خداوندی ہے:

''پھر مرنے کے بعد ہم نے تمہیں اُٹھایا کہ تم شکرادا کرو۔'' (سورۃ البقرۃ:2:56)

سورۃ الدھر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''ہم نے تمہیں سیدھے راستے (یعنی صراطِ مستقیم) کی طرف ہدایت کردی ہے۔ اب تم اس پر چل کر استفادہ کرو اور میرا شکرادا کرو یا اس پر چلنے سے انکار کردو (تمہیں آزادی ہے)۔'' (سورۃ الدھر:3:76)

41.02 ناشکری نہ کرو:

بعض آیات میں فرمایا گیا ہے کہ جو بندے ہمیں یاد کریں گے ہم ان کو یاد کریں گے اور یاد رکھیں گے۔

سورۃ البقرۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''میرے بندو! تم مجھے یاد کرو میں تم کو یاد رکھوں گا۔ اور میری شکرگزاری کرو اور میری ناشکری مت کرو۔''

(سورۃ البقرۃ:152)

41.03 اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرنے کا اجر:

سورۃ ابراہیم میں ارشادِ خداوندی ہے:

"اللہ تمہیں خبردار کرتا ہے، اگر تم شکر گزار ہو گے تو میں تمہیں مزید عطا کروں گا، لیکن اگر میری ناشکری کرو گے تو یقیناً تمہیں سخت سزا دی جائے گی۔" (سورۃ ابراہیم:07)

41.04 انسان کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا شکر گزار بندہ بن کر رہنا چاہئے:

سورۃ الدھر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"ہم نے انسان کو راستہ دکھایا۔ اب اس کی مرضی ہے کہ وہ شکر گزار بنتا ہے یا ناشکری کرتا ہے۔"

(سورۃ الدھر:03)

41.05 ناشکری سے متعلق ایک فکر انگیز واقعہ:

ایک مرتبہ ایک امیر کبیر شخص نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی دولت دی ہے کہ میری سات پشتیں بڑے آرام سے گزارہ کر سکتی ہیں، آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کو میری یہ درخواست پہنچا دیں کہ وہ اب مجھے مزید دولت نہ دے بلکہ کسی غریب ضرورت مند کو دے دے۔ ایک نہایت غریب آدمی نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کو میری درخواست بھی پہنچا دیں کہ مجھ غریب کو بھی کچھ مل جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دونوں اشخاص کی عرضداشتیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو پہنچا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اُس امیر آدمی سے کہنا کہ میری ناشکری کرے اور غریب آدمی سے کہنا کہ وہ میرا شکر ادا کرے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دونوں اشخاص کو اللہ تعالیٰ کا فرمان پہنچا دیا۔ امیر شخص نے کہا کہ میں کیسے ناشکری کر سکتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت نوازا ہے۔ غریب آدمی نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہی کیا ہے جو میں اُس کا شکر ادا کروں۔ وہ شخص اتنا غریب تھا کہ درخت کے پتوں سے اپنا جسم ڈھانپا کرتا تھا۔ اب ہوا یوں کہ زوردار آندھی چلی اور اس کے جسم سے پتے بھی اُڑا کر لے گئی تب اُسے شکر کا احساس ہوا۔

41.06 حقیقی معنوں میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے شکر گزار بندے ہر تکلیف سے بچے رہتے ہیں:

ایک بہت بڑے صوفی بزرگ کا قول ہے:

"یہ عجیب کرشمہ ہے کہ وہ لوگ جو صرف زبان سے نہیں بلکہ روئیں روئیں سے شکر میں زندگی گزارتے ہیں ان کو واقعی کبھی داڑھ کا درد ہوتا ہے نہ گھٹنے پر ٹھوکر لگتی ہے۔"

41.07 شکر گزاری...... حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اقوالِ زریں:

(i) "اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا شکر اس کی ثناء اور تعریف سے اپنے افسروں کا شکر، اطاعت وفرمانبرداری سے۔ اور اپنے ہمسروں کا شکر اخوت اور عمدہ بھائی چارہ رکھنے سے اور ماتحتوں کا شکر ان کو روپیہ پیسہ دینے سے ہوتا ہے۔"

(ii) "جب تجھے کوئی چیز ملے تو اس کا شکر بجالا اور جب مصیبت میں مبتلا ہو تو صبر اختیار کر۔"

(iii) "جو شخص نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے وہ طرح طرح کے عذاب میں مبتلا ہوتا ہے۔"

(iv) ''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ پیارا وہ شخص ہے جو اس کی عطا کی ہوئی نعمتوں میں ناشکری نہیں کرتا۔''

(v) سب سے اچھا اور عملی ''شکر'' یہ ہے کہ خداداد نعمتوں میں سے دوسروں کو بھی دے۔''

(حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا انسائیکلو پیڈیا)

B- شکریہ کہنا

دنیاوی آداب ہمیں شکریہ کہنا سکھاتے ہیں۔ تحفہ وصول کرنے کے بعد شکریہ کہنا، کسی نعمت کو پانے کے بعد شکریہ کہنا، امتحان میں کامیابی کے صلے میں تعریفی اسناد ملنے یا مبارک باد کے کلمات سننے کے بعد اظہارِ تشکر کے طور پر ''شکریہ'' کہنا ایک اخلاقی تقاضا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں ''شکریہ'' کہنے کا رواج بہت کم ہے۔ آپ کسی بھی سرکاری دفتر، ادارے یا تعلیمی ادارے کو خط لکھیں یا کوئی دستاویز بھیجیں آپ کو کبھی جواب نہیں آئے گا۔ کوئی افسر اپنے پی۔ اے سے یہ نہیں کہے گا کہ میری طرف سے فون کر کے شکریہ کہہ دینا، کیونکہ وہ اسے ضروری نہیں سمجھتے۔ جبکہ یہ اخلاق کا ایک اہم تقاضا ہے جس سے ہم ناآشنا ہیں۔ بڑے بڑے تعلیم یافتہ لوگ اس صفت (شکریہ ادا کرنا) سے محروم ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ہمارے بچوں کو ویسی تعلیم نہیں دی جارہی جیسی کہ مغرب میں بچوں کو دی جاتی ہے۔ مغربی ممالک میں بچوں کو کلاس I سے یہ بتایا جاتا ہے کہ شکریہ کیسے ادا کرنا ہے معذرت (Sorry) کب کرنا ہے، پھول نہیں توڑنا وغیرہ وغیرہ آپ کسی غیر ملکی دوست کو معمولی سا تحفہ بھی دے دیں تو وہ جھک کر کئی مرتبہ آپ کا شکریہ ادا کرے گا۔ آپ حیران ہوں گے کہ پتہ نہیں میں نے کیا دے دیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے کہ ''جو شخص تجھ سے راضی ہو اس کی شکرگزاری کرنے سے اس کی رضامندی اور وفاداری زیادہ ہوتی ہے اور جو شخص تجھ سے ناخوش ہو اس کا شکریہ ادا کرنے سے تیری اس کے دل میں نیک خیالی اور تجھ پر شفقت اور مہربانی پیدا کرتی ہے۔''

41.08 اپنی زبان سے شکریہ ضرور ادا کریں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ لاکریم کا قول ہے:

(i) ''جب کسی احسان کا بدلہ ادا کرنے سے تیرے ہاتھ قاصر ہوں تو زبان سے اس کا شکریہ ضرور ادا کر۔''

(ii) ''جس شخص نے بندوں کا شکر ادا نہیں کیا وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے شکر سے بھی عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔''

41.09 شکریہ ادا کرنے میں بخل:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

''شکریہ ادا کرنے میں کمی محسوس کرنے سے محسن لوگ نیکی میں بے رغبت ہوجاتے ہیں۔''

C- معاف کرنا اور معافی مانگنا

ہمارے معاشرے میں اپنی غلطی کا اعتراف کرنا یا معافی مانگنا بہت معیوب سمجھا جاتا ہے۔ بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جو برملا اپنی غلطی کا اعتراف کرلیں، وگرنہ اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو اپنی غلطی کا قصوروار بھی دوسرے لوگوں کو ٹھہرائیں گے اور اپنی غلطی تسلیم نہیں کریں گے۔ یہ سب اخلاقی تعلیم کے فقدان کا نتیجہ ہے۔ اپنی غلطی کا اعتراف یا معافی مانگنا اعلیٰ ظرفی کی نشانی ہے۔ ایک بہت بڑے صوفی بزرگ کا قول ہے:

"اگر ہم معافی مانگنا اور معاف کر دینا سیکھ لیں تو ہم دنیا کی عظیم قوم بن سکتے ہیں۔"

41.10 معاف کر دینا ہمت کا کام ہے:

سورۃ الشوریٰ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"جو صبر کرے اور قصور معاف کر دے تو یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔" (سورۃ الشوریٰ:43)

کسی کا دل توڑ کر معافی مانگ لینا بہت آسان ہے، مگر جب اپنا دل ٹوٹ جائے تو کسی کو معاف کر دینا بہت مشکل ہے یعنی معاف کر دینا ہمت والوں کا کام ہے۔

41.11 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ معاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے:

سورۃ النساء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اگر تم کوئی بھلائی ظاہر کرو یا اس کو چھپاؤ یا کسی برائی کو معاف کرو تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ معاف کرنے والا قدرت والا ہے۔" (سورۃ النساء)

سورۃ آلِ عمران میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"......لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ اللہ جل شانہٗ نیک لوگوں کو دوست رکھتے ہیں۔"

(سورۃ آل عمران:34)

41.12 رسول اللہ ﷺ کا اپنے ازلی دشمن کو معاف فرما دینا:

حضور اکرم ﷺ جنت المعلّٰی کے قریب اپنے خیمے میں تھے کہ اُمِ حکیم رضی اللہ عنہا نے آواز دی "یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا میں حاضر ہوسکتی ہوں؟" اجازت ملی تو اُمِ حکیم رضی اللہ عنہا اندر گئیں، عرض کیا، میرا شوہر باہر کھڑا ہے کیا حکم ہے میں اُسے اندر لے آؤں؟" اُمِ حکیم رضی اللہ عنہا عکرمہ کی بیوی تھیں، عکرمہ ابوجہل کا بیٹا تھا، دونوں باپ بیٹے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ کے جانی دشمن تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر اگر کسی نے لڑائی کی کوشش کی تھی تو وہ عکرمہ ہی تھا۔ مگر مدارج النبوۃ میں ہے اُمِ حکیم رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کے آنے کی اطلاع دی تو حضور اکرم ﷺ کھڑے ہو گئے۔ عکرمہ خیمے میں داخل ہوا تو فرمایا:

"پردیسی تیرا آنا مبارک ہو۔"

فتح مکہ کے موقع پر سب کو چھوٹ مل چکی تھی۔ دو چار اسلام کے بڑے سخت دشمنوں کے قتل کا حکم صادر ہوا تھا، جس میں عکرمہ بھی تھا۔ کیونکہ اس نے جنگِ بدر، جنگِ اُحد اور جنگِ خندق ہی میں نہیں بلکہ ہر موقع پر مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچایا تھا۔ لیکن آج اسے معاف کر دیا گیا۔

عکرمہ نے جب اپنی بیوی کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ کہتی ہے کہ آپ ﷺ نے امان دی ہے تو ارشاد ہوا: ''ہاں'' فرطِ ندامت سے عکرمہ کا سر جھک گیا۔ وہ سمجھتا تھا کہ اسے امان نہیں ملے گی، پھر عکرمہ نے بڑے ادب سے اپنا ہاتھ آپ ﷺ کی طرف بڑھایا اور بیعت کی سعادت حاصل کی۔

41.13 معافی سے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اقوالِ زرّیں:

(i) جس شخص کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے عقلِ سلیم دی ہے وہ لوگوں کی لغزشیں اور قصور معاف کر دیا کرتا ہے۔''

(ii) ''معافی ایک اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے۔''

(iii) ''معافی دینا نہایت اچھا احسان ہے اور احسان انسان کو غلام بنالیتا ہے۔''

(iv) ''اپنے دوست کی غلطی معاف کر دے اس سے تیرے دشمن بھی تجھے اچھا سمجھیں گے۔''

(v) ''اگر کسی دوست سے کوئی بات خلافِ طبع ہو جائے تو اس کی دوسری اچھی باتوں پر نظر کر کے اس کو معاف کر دے۔''

(vi) ''شریفوں کی سزا کمینوں کی معافی سے کہیں اچھی ہے۔''

(vii) ''دیدہ ودانستہ غلطی قابلِ معافی نہیں ہوتی۔''

(viii) ''قدرت ہوتے معاف کرنا کیسا خوب ہے......! اور عذر پیش ہونے کے بعد سزا دینا بہت برا اور معیوب ہے۔''

(ix) ''جو اپنے قصور کا اقرار کرتا ہے وہ اس کی معافی کا مستحق ہو جاتا ہے۔''

(x) ''سب سے برا وہ شخص ہے جو لوگوں کی غلطیاں معاف نہ کرے اور ان کے عیب نہ چھپائے۔''

(xi) ''بھائی کی لغزش اور غلطی معاف کر دے۔ حدِ شرعی کو جہاں تک ہو سکے ٹال اور جو بات بالتصریح تجھے کہی نہ جائے اس سے درگزر کر۔''

(xii) معافی نہایت اچھا انتقام ہے۔''

D- عفو و درگزر

41.14 عفوودرگزر......احکاماتِ خداوندی:

(i) **عفوودرگزر کو اختیار کرنے کا حکم:**

سورۃ اعراف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اے محمد (ﷺ)! عفوودرگزر کو اختیار کرو، اور نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو۔''

(سورۃ اعراف:199)

(ii) **اچھی طرح سے درگزر کرنے کا حکم:**

سورۃ الحجر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''......تم ان لوگوں سے اچھی طرح درگزر کرو۔'' (سورۃ الحجر:85)

(iii) **کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تمہارے گناہ معاف کردے۔**

سورۃ النور میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''...... چاہئے کہ وہ معاف کردیں اور درگزار کریں کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تمہارے گناہ معاف کردیں۔'' (سورۃ النور:22)

(iv) **صبر کرنا اور معاف کرنا یقیناً ہمت کے کام ہیں:**

سورۃ الشوریٰ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''......وہ شخص جس نے صبر کیا اور معاف کیا یہ یقیناً ہمت کے کاموں میں سے ہے۔'' (سورۃ الشوریٰ:43)

41.15 رسول اللہ ﷺ کی ساری زندگی عفوودرگزر سے عبارت ہے:

رسول اللہ ﷺ کی ساری زندگی عفوودرگزر سے عبارت ہے، یہاں پر صرف ایک واقعہ کا ذکر کرنا کافی ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ ﷺ کے اوپر نجران کی بنی ہوئی موٹے کنارے والی چادر تھی۔ایک دیہاتی آپ ﷺ کو ملا اور آپ ﷺ کی چادر مبارک کو اس نے سختی سے کھینچا۔ میں نے آپ ﷺ کے کندھے مبارک کی جانب دیکھا تو چادر کے کنارے سختی کے ساتھ کھینچنے کی وجہ سے اس میں نشان پڑ گئے تھے، پھر اس دیہاتی نے کہا:''اے محمد (ﷺ)! تمہارے پاس جو مال اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا اس میں سے میرے لئے بھی دینے کا حکم فرمائیں۔آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور مسکرائے۔ پھر آپ ﷺ نے اس کو دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

41.16 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اپنے غریب رشتہ دار کی خطا کو معاف کردینا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان تراشی کی تشہیر کے جرم میں مسطح رضی اللہ عنہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غریب رشتہ دار تھے)، حسان رضی اللہ عنہ، اور حمنہ رضی اللہ عنہا کو کوڑوں کی سزادی گئی، کیونکہ انہوں نے اس بہتان کی تشہیر کی تھی اور اپنے جرم کا اعتراف کرلیا تھا۔ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے غریب رشتہ دار کو وظیفہ کے طور پر رقم دیا کرتے تھے۔لیکن اس واقعہ کے بعد انہوں نے کہا:''واللہ! اب مسطح کی باتوں میں کبھی نہ آؤں گا، اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف ہم سب کو جس پریشانی میں مبتلاء کیا ہے اس کے بعد اس کی کوئی مدد نہیں کروں گا۔'' آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی:

''تم میں سے جو لوگ متمول اور صاحبِ حیثیت ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ اس قسم کے حلف نہ اُٹھائیں کہ وہ اپنے رشتہ داروں، مساکین، اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کی مدد نہ کریں گے۔انہیں معاف کردینا چاہئے اور درگزر کرنا چاہئے کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تمہیں معاف فرمائے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ

کی صفت یہ ہے کہ وہ غفور الرحیم ہے۔" (سورۃ النور:22،24)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:

"یہ سچ ہے کہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے مغفرت کا طالب ہوں۔" اس کے بعد وہ مسطح رضی اللہ عنہ کے پاس واپس گئے اور معمول کے مطابق جو رقم انہیں دیتے تھے وہ دے کر کہا:

"میں قسم کھاتا ہوں کہ اس رقم کو دینے سے ہاتھ نہیں کھینچوں گا۔"

41.17 تکلیف پہنچے تو درگزر کرنا احسن ہے:

جب ہمیں کسی سے تکلیف پہنچے تو اسے معاف اور درگزر کرنا چاہئے اور دل سے بھلا دینا چاہئے یعنی کدورت دل میں نہیں رکھنی چاہئے اور اگر کسی سے خوشی ملتی ہے یا فائدہ پہنچتا ہے تو اُسے ہمیشہ یاد رکھیں۔ انگریزی زبان میں اس کا اظہار یوں کیا جا سکتا ہے:

"When some one hurts us we should write it down in sand, where winds of forgiveness can erase it away. But when some one does something good for us, we must engrave it in stone, where no wind can erase it."

جو تکلیف دینے والے کو معاف نہ کرے اس کا اپنی خطاؤں پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے معافی مانگنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اظہارِ حق کے جواب میں جن سے ذاتی تکلیف پہنچے ان کے بارے میں یہ یقین رکھنا کہ ایذا دینے والوں سے جو کچھ ہوا ہے، وہ کمی علم کی بناء پر ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ (تفسیر فاضلی)

41.18 انتقام لینے کے طریقے مت سوچیں:

بعض لوگ معاف کرنا اور درگزر کرنا تو جانتے ہی نہیں اور نت نئے طریقوں کے متعلق سوچتے رہتے ہیں جو کہ اسلام کی تعلیمات کے منافی ہے۔ حضرت شیخ بوعلی سینا رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

"جو شخص انتقام کے طریقوں پر غور کرتا رہتا ہے اس کے زخم ہمیشہ تازہ رہتے ہیں۔"

41.19 عفو اور درگزر...... حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اقوال زریں:

(i) "یہ بات مجھے خوش کرتی ہے کہ آدمی ان لوگوں سے جو اس پر ظلم کریں درگزر کرے، جو قطع تعلق کریں ان سے پیوند رکھے اور جو محروم رکھیں ان کو عطا کرے اور جو برائی کریں ان کے ساتھ نیکی اور بھلائی کے ساتھ پیش آئے۔"

(ii) "باوجود قدرت پانے کے لوگوں کے گناہوں سے درگزر کر اور دولت کے ہوتے ہوئے ان کے ساتھ احسان کر اس طرح کرنے سے تجھے پورے طور پر سرداری مل جائے گی۔"

(iii) ''لوگوں کی غلطیوں کو دامنِ بخشش سے ڈھانپ لے۔ خاص طور سے جو لوگ صاحبِ مروت اور معزز ہوں، ان کے قصور معاف کر دے۔''

(iv) ''لوگوں کی غلطیوں سے درگزر کر اور ان کی لغزشوں کو معاف کر۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تجھے بلند درجے عطا فرمائے گا۔'' (اقوالِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا انسائیکلو پیڈیا)۔

E- غصہ پی جانا

غصہ مت کیجئے۔ اپنی انا کی خاطر اپنے نفس کی خاطر غصہ مت کیجئے۔ جس کو غصہ کہتے ہیں وہ آگ کا شعلہ ہے بلکہ شعلۂ جوالہ ہے جو سب کچھ جلا کر خاک کر دیتا ہے۔ اسی غصہ کے نتیجہ میں بڑی بڑی قیمتی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ لوگ پھانسی پر چڑھ جاتے ہیں، یا تمام عمر کے لئے پابندِ سلاسل ہو جاتے ہیں۔ عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہو جاتے ہیں۔ طلاقیں ہو جاتی ہیں لوگ نوکری سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، اولاد کو چھوٹی چھوٹی غلطیوں کی وجہ سے جائیداد سے عاق کر دیا جاتا ہے۔ غرضیکہ غصہ میں سراسر نقصان ہی ہے۔ غصہ کی آگ بھی اُسی طرح دلوں کی تہوں میں چھپی رہتی جیسے راکھ میں آگ چھپی رہتی ہے اور ذرا سی ناگوار بات پر بھڑک اُٹھتی ہے۔ غصہ پی جاؤ۔ غصہ کو پینے کا مطلب غصہ رفو یعنی ختم کرنا ہے۔ کسی بہت ہی غصہ دلانے والی چیز کے متعلق ٹھنڈے دل سے غور کرنے اور اس کے مثبت پہلوؤں کو دیکھنے سے غصے کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ غصہ کو اپنی مثبت سوچ اور صلاحیت سے ختم کرنا ہی غصہ پینا کہلاتا ہے۔

41.20 غصے کو پی جانے والے لوگوں کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پسند فرماتا ہے:-

سورۃ آلِ عمران میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

''غصے کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے اور اللہ نیکوکاروں کو پسند کرتا ہے۔''

(سورۃ آلِ عمران:143)

41.21 غصہ آئے تو درگزر کرو:

سورۃ الشوریٰ میں ایمان والوں کی صفت بیان کی گئی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور اگر غصہ آئے تو درگزر کر جاتے ہیں۔'' (سورۃ الشوریٰ:42, 37)

41.22 طاقتور وہ انسان ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''طاقتور وہ نہیں جو دوسروں کو پچھاڑ دیتا ہے، طاقتور تو صرف وہ انسان ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر

قابو رکھے۔" (متفق علیہ)

41.23 رسول اللہ ﷺ کی ایک شخص کو غصہ نہ کرنے کی نصیحت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا مجھے نصیحت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"غصہ نہ ہوا کرو"۔ اس نے کئی مرتبہ اپنا سوال دہرایا تو آپ ﷺ نے (ہر مرتبہ) ارشاد فرمایا کہ:

"غصہ نہ ہوا کرو۔" (بخاری)

41.24 غصے سے متعلق مشہور یونانی فلاسفر کا قول:

مشہور یونانی فلاسفر افلاطون کا قول ہے کہ:

"غصہ کی مقدار بات چیت میں اتنی ہونی چاہئے جیسے کھانے میں نمک کہ جب تک اندازے پر رہتا ہے تو ہاضم ورنہ فاسد۔"

41.25 وہ کلمہ جس کے پڑھنے سے غم وغصہ دور ہو جاتا ہے:

حضرت سلمان فارسی بن مرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں موجود تھا کہ دو آدمی آپس میں دست وگریبان ہو گئے۔ ایک کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اس کی گردن کی رگیں پھول گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے اگرچہ اس کو کہہ دے تو اس کا غم وغصہ دور ہو جائے۔ اگر یہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ لے تو اس کی یہ حالت دور ہو جائے گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس سے کہا کہ نبی کریم ﷺ تیرے بارے میں فرماتے ہیں کہ "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" پڑھ لے۔ (متفق علیہ)

41.26 غصہ..... حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اقوالِ زریں:

(i) "تمام لوگوں میں نیک کام پر سب سے زیادہ قادر وہ شخص ہے جسے غصہ نہ آئے اور سب سے زیادہ درست رائے اس شخص کی ہے جو تجربہ کار ہو۔"

(ii) "اوّل تو دیر سے غصہ آنا چاہئے اور اگر کہیں غصہ آجائے تو جلدی سے اس کو مٹا دینا نہایت ضروری ہے۔"

(iii) "جو اپنے غصے پر غالب آجائے وہ شیطان پر فتح پاتا ہے اور جو اپنے غصے سے مغلوب ہوا، شیطان اس پر فتح مند ہو جاتا ہے۔"

(iv) "خوشی ہے اس شخص کے لئے جو اپنے غصہ کو قابو میں رکھے اور اسے شترِ بے مہار نہ بنائے اور اپنے نفس کا حکم نہ مانے اور وہ اسے چاہ وہلاکت میں نہ گرائے۔"

(v) "جو شخص اپنے غصے کو پی جاتا ہے اس کا حلم کمال کو پہنچ جاتا ہے۔"

(vi) "جو شخص تند خو ہوتا ہے اس کے گھر والے بھی اس سے تنگ آجاتے ہیں۔"

(vii) "غصہ عقل کو بگاڑتا اور راہِ راست سے دور کر دیتا ہے۔"

(viii) ''گھر میں غصے ہونا گویا اسے ویران کرنا ہے۔''

(ix) ''بردباری کا پانی پینا غصے کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔''

(x) ''غصے کی حالت میں اپنے زور اور قوت کو روکے رہ، یہاں تک کہ غضب ٹھہر جائے اور عقل لوٹ آئے۔''

41.27 آخری مغل شہنشاہ اور مشہور شاعر بہادر شاہ ظفر کا غصہ سے متعلق اظہارِ خیال:

آخری مغل شہنشاہ اور مشہور شاعر بہادر شاہ ظفر نے غصہ سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار یوں کیا ہے:

ظفر آدمی اُس کو نہ جانئے گا ہو وہ کتنا ہی صاحبِ فہم و ذکاء
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

باب: 42

مثبت سوچ (Positive Thinking)

42:00 مثبت سوچ (Positive Thinking):

مثبت سوچ (Positive Thinking) ایک بہت بڑی طاقت ہے۔مثبت سوچ انسان کے اندر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے ودیعت کی ہوئی ایک ایسی غیر مرئی طاقت ہے جسے بروئے کار یا متحرک (Active) کر کے انسان اپنے بگڑے ہوئے کاموں اور دگر گوں حالات کو سنوار سکتا ہے۔منقطع خونی رشتوں کو جوڑا جا سکتا ہے۔مثبت سوچ دراصل بندے کا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر غیر متزلزل ''یقین کامل'' کا ہی دوسرا نام ہے۔ اگر آپ کی سوچ مثبت ہوگی تو آپ کو اپنے نامساعد حالات میں بھی بہتری کی اُمید نظر آئے گی۔ یہ ضروری نہیں کہ کام آپ کی مرضی ومنشاء کے مطابق ہو جائے تبھی آپ اسے مثبت کہیں گے بلکہ مثبت سوچ رکھنے والا شخص منفی سوچ کو مثبت سوچ میں بدلنے پر بھی قادر ہوگا۔ہمیں چاہئے کہ ہم ہر شے کا مثبت پہلو دیکھیں اور انعام پائیں۔انعام واکرام خداوندی پر نظر ہو نہ کہ اپنی ناکامیوں، نامرادیوں اور محرومیوں پر۔ یہ یک رُخی فطری طور پر ہر بچے میں ودیعت ہوتی ہے۔مثبت سوچ رکھنے سے بہت سی باتیں اور آئے دن آپ کے گردو پیش آنے والے واقعات خود بخود آپ کی سمجھ میں آنے لگیں گے۔اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے۔اور بظاہر بگڑے ہوئے کاموں میں بھی مصلحت کارفرما ہوتی ہے۔مگر ہم اپنی محدود عقل اور کم علمی کی وجہ سے ان باتوں کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

42.01 مثبت سوچ (Positive Thinking) کیا ہے؟

ہر انسان کی خوبیوں پر نظر رکھنا اور خامیوں کو نظر انداز کر دینے کا نام مثبت سوچ ہے۔مثبت سوچ رکھنے والا شخص منفی سے منفی بات میں بھی مثبت پہلو نکال لے گا۔

42.02 منفی سوچ (Negative Thinking) کیوں پیدا ہوتی ہے؟

آج ہمارا معاشرہ جس افراتفری، بے چینی، غیر یقینی، تذبذب اور انتشار کا شکار ہے۔اس کی بنیادی وجہ اپنے مذہب کی تعلیمات سے دوری ہے، جس کی وجہ سے منفی سوچ جنم لیتی ہے۔منفی سوچ رکھنے والے شخص کا رابطہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے منقطع ہو جاتا ہے اور وہ محرومیوں اور تاریکیوں میں گھر جاتا ہے اور اندھیروں میں ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے، وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کی رحمت سے مایوس ہو جاتا ہے اور بالآخر خودکشی کر کے اس دنیا سے تو رُخصت ہو جاتا ہے مگر وہ اپنے آپ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ازلی عذاب میں مبتلا کر لیتا ہے۔خودکشی سخت گناہ ہے خودکشی کرنے والے پر جنت حرام کر دی گئی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا: ''میرے بندے نے اپنی جان مجھ سے پہلے خود لے لی اس لئے میں نے اس پر جنت حرام کر دی۔'' (بخاری حدیث 1364، 3464)

مثبت سوچ (Positive Thinking) رکھنے والا شخص صرف اپنے ذاتی فائدے ہی کا نہیں سوچے گا بلکہ اس کی سوچ اجتماعی سوچ بن جائے گی۔وہ دوسروں یعنی ماں باپ، بھائی بہنوں، رشتہ داروں، قرابتداروں، دوستوں، پڑوسیوں، ماتحتوں، ملازموں اور غریبوں کا بھی سوچے گا۔

جس نے صرف اپنی خاطر جو کچھ کیا اس کی ناتمام تمنائیں دائمی عذاب بن گئیں۔ وہی مثبت عمل باعثِ اطمینان قلب ثابت ہوئے جو دوسروں کے لئے فی سبیل اللہ کئے گئے۔ انسان کے ان ہی اعمال میں صداقت وخلوص اور دوام ہے جو دوسروں کی خاطر ہوں۔

42.03 منفی سوچ کس قدر نقصان دہ ہے:

ایک شخص کی منفی سوچ بھی معاشرے کے لئے کس قدر نقصان دہ ہے......؟ اس بات کا اندازہ رسول اللہ ﷺ کے مندرجہ ذیل واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے:

ایک مرتبہ مدینہ میں قحط پڑا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''کل سب لوگ شہر کے باہر اکٹھے ہوں میں (آپ ﷺ) نمازِ استسقاء پڑھاؤں گا۔'' تمام اہالیانِ شہر کھلی جگہ پر اکٹھے ہوئے، مگر آپ ﷺ نے نماز استسقاء نہ پڑھائی اور فرمایا ''کل پڑھاؤں گا۔'' دوسرے دن لوگ پھر اکٹھے ہوئے آپ ﷺ نے پھر نماز استسقاء نہ پڑھائی اور فرمایا: ''کل پڑھاؤں گا۔'' لوگ واپس چلے گئے اور اگلے دن (یعنی تیسرے دن) پھر اکٹھے ہوئے تو آپ ﷺ نے نمازِ استسقاء پڑھا دی۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ ﷺ نے پہلے اور دوسرے دن نمازِ استسقاء کیوں نہ پڑھائی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

> ''پہلے دن اور دوسرے دن مجمع میں ایک شخص ایسا بھی تھا جس کا عقیدہ یہ تھا کہ نمازِ استسقاء پڑھانے سے بارش نہیں ہوسکتی۔ مجھے (آپ ﷺ) کو اندیشہ تھا کہ اس ایک شخص کی منفی سوچ تمام مجمع کی دعا کو متاثر کرسکتی تھی لہٰذا میں نے (آپ ﷺ) نمازِ استسقاء نہ پڑھائی۔ آج وہ شخص نہیں آیا تو میں (آپ ﷺ) نے نمازِ استسقاء پڑھا دی۔''

42.04 مثبت سوچ (Positive Thinking) کیسے پیدا کی جائے؟

مثبت سوچ قرآنِ پاک کے احکامات اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ساری زندگی مثبت سوچ اور مثبت اعمال سے عبارت ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں۔

42.05 مثبت سوچ (Positive Thinking) رکھنے والے شخص کی چیدہ چیدہ خصوصیات:

(i) مثبت سوچ رکھنے والا شخص ہر کام اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے پاک نام سے شروع کرے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ہر شان والا کام جس کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ''حمد'' سے شروع نہ کیا جائے تو وہ ناقص ہوتا ہے۔''

(ii) مثبت سوچ رکھنے والا شخص خوددار ہوتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

''جس انسان میں خودداری (Self Respect) نہیں وہ انسان نہیں۔'' (شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ)

(iii) مثبت سوچ رکھنے والا شخص کسی پر ظلم اور جبر نہیں کرتا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

''اللہ کے بندوں پر جبر کرنے سے بچ کیونکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہر جبر کرنے والے کو کچل دیتا ہے۔''

(iv) مثبت سوچ رکھنے والا مسلمان کسی بھی فرقے کی مسجد میں نماز کی ادئیگی کو اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتا ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک مسجد اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا گھر ہے اور ہر مسلمان کے لئے ہر مسجد کے دروازے کھلے ہیں۔ اور ہر مسلمان اپنے طریقے سے نماز ادا کر سکتا ہے۔

نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے انہیں مسجد نبوی ﷺ میں ٹھہرایا اور مہمانوں کی خوب خاطر و مدارات کی، حتیٰ کہ انہیں مسجد میں اپنے طریق سے عبادت کرنے کی اجازت بھی دے دی۔ (ابنِ ہشام)

(v) مثبت سوچ رکھنے والا شخص اپنے ماتحتوں کے ساتھ عدل وانصاف سے کام لیتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

''جو اپنے ماتحت افراد کے ساتھ عدل روا رکھتا ہے وہ اپنے بلند والوں سے عدل پاتا ہے۔''

(vi) مثبت سوچ رکھنے والا شخص اپنی سوچ کو کبھی پراگندہ نہیں ہونے دیتا۔ یعنی وہ ہمیشہ اچھا ہی سوچے گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

''اپنی سوچوں کو پانی کے قطروں سے زیادہ شفاف رکھو کیونکہ جس طرح قطروں سے دریا بنتا ہے، اُسی طرح سوچوں سے ''ایمان'' بنتا ہے۔''

(vii) مثبت سوچ رکھنے والا شخص زندگی ایسے گزارتا ہے جیسے مچھلی سمندر میں یعنی پانی میں رہنے کے باوجود بھیگتی نہیں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ:

''کوشش کرو تم دنیا میں رہو! دنیا تم میں نہ رہے۔ کیونکہ کشتی جب تک پانی میں رہتی ہے خوب تیرتی ہے، لیکن جب پانی کشتی میں آجائے تو وہ ڈوب جاتی ہے۔''

(viii) مثبت سوچ رکھنے والا شخص کسی بھی مذہبی فرقے کو نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھے گا۔ بلکہ تمام مذہبی فرقوں میں دوستی، ہم آہنگی اور محبت پیدا کرنے کے لئے کوشاں رہے گا۔

(xi) مثبت سوچ رکھنے والا سب سے برابر کا سلوک کرے گا۔ وہ اسے بھی دے گا جو اس سے کسی قسم کی توقع نہ رکھتا ہو۔

(x) مثبت سوچ رکھنے والا شخص حلال روزی سے اپنی بیوی بچوں کی پرورش کرے گا۔ رشوت لینے اور دینے کو ایک جرم سمجھے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''رشوت دینے اور رشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔''

(xi) مثبت سوچ رکھنے والا شخص اچھے اخلاق اور بلند کردار کا مالک ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں اس شخص کو جنت کے بلند ترین حصہ میں محل دلانے کی ضمانت دیتا ہوں جس کے اخلاق اچھے ہوں۔''

(xii) مثبت سوچ رکھنے والا شخص زبان کا برا نہیں ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اپنی زبان کی اصلاح کرنے والے پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔''

(xiii) مثبت سوچ رکھنے والا شخص غربت دور کرنے کا نہ صرف سوچے گا بلکہ عملی اقدامات بھی کرے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کسی تاخیر کے بغیر غریبوں کی مدد کرو، کیونکہ یہ (عمل) تمہیں اَن دیکھی آفتوں اور مصائب سے محفوظ رکھے گا۔''

(xiv) مثبت سوچ رکھنے والا شخص لین دین میں کھرا ہوگا۔ وہ کبھی کسی کو دھوکا نہیں دے گا اور نہ ہی ہو وعدہ خلافی اور عہد شکنی کرے گا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وعدہ خلافی اور عہد شکنی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک کتنی ناراضگی والی بات ہے۔

سورۃ الصّف اور سورۃ اسراء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں ہو۔ اللہ کے ہاں یہ بات بڑی ناراضگی والی ہے کہ وہ باتیں کہو جو تم کرو نہیں۔'' (سورۃ الصّف:2،3)

سورۃ اسراء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور وعدے پورے کرو کیونکہ وعدے کی باز پرس ہونے والی ہے۔'' (سورۃ الاسراء:34)

(xv) مثبت سوچ رکھنے والا شخص یقیناً انصاف پسند ہوگا۔ کیونکہ اللہ جل شانہٗ عدل و انصاف اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے۔

سورۃ النحل میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''بے شک اللہ جل شانہٗ عدل و انصاف اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے۔'' (سورۃ النحل:90)

(xvi) مثبت سوچ رکھنے والا شخص مہمانوں سے گھبرائے گا نہیں کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مہمان اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رحمت ہوتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جہاں مہمان نہ آتے ہوں وہ گھرانہ منحوس ہوتا ہے۔''

(xvii) مثبت سوچ رکھنے والا شخص اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے ڈرنے والا ہوگا۔

سورۃ فاطر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''خدا سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو (اس کی عظمت کا) علم رکھتے ہیں۔'' (سورۃ فاطر:28)

(xviii) مثبت سوچ رکھنے والا شخص کبھی دوسرے کی مال ودولت یا جاہ ومنصب سے حاسد نہیں ہوگا۔

مثبت سوچ رکھنے والا شخص کبھی دوسرے کے مال ودولت، اولاد، حسن وجمال، علم وفضل، ذہانت ودانائی یا جاہ ومنصب وغیرہ سے حاسد نہیں ہوگا کیونکہ اُس تک اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی یہ نصیحت پہنچ چکی ہے۔ سورۃ النساء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''یہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے۔'' (سورۃ النساء:54)

(xix) مثبت سوچ رکھنے والا شخص اپنی زندگی کو دوسروں کے لئے فائدہ مند بنائے گا۔ بقول ایک صوفی بزرگ کے:

''اپنی زندگی کو بے ضرر بنانا عبادت کی ابتداء اور زندگی کو منفعت بخش بنانا اس کی انتہاء ہے۔''

42.06 متوازن شخصیت (Balanced Personality) کیا ہے؟

متوازن شخص کے قول وفعل میں فرق نہیں ہوتا۔ متوازن شخصیت مثبت سوچ سے ہی پروان چڑھتی ہے۔

ہمارے معاشرے میں بہت کم لوگ متوازن شخصیت (Balanced Personality) کے مالک ہیں۔ جس معاشرے میں متوازن شخصیات کی تعداد زیادہ ہوتی ہے وہ معاشرہ بہترین سمجھا جاتا ہے۔ متوازن شخصیات کے تدبر اور معاملہ فہمی سے معاشرہ بہت سی مصیبتوں اور پریشانیوں سے بچ جاتا ہے۔ ایک شخص کی گفتگو، بحث ومباحثہ اور لین دین سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ آدمی کس حد تک ایک متوازن شخصیت کا مالک ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ ایک متوازن شخصیت کن کن اوصاف کی حامل ہوتی ہے۔

42.07 متوازن شخصیت (Balanced Personality) کی چیدہ چیدہ خصوصیات:

(i) متوازن شخصیت بڑے ظرف کی حامل ہوگی۔ اس میں مختلف قسم کی سوچ خیالات اور عقائد کو سننے اور برداشت کرنے کی قوت اور صلاحیت بدرجۂ اتم موجود ہوگی۔ وہ اپنی سوچ کے خلاف بات سن کر فوراً طیش میں نہیں آجائے گا، بلکہ بڑے تحمل سے دوسرے کی بات سنے گا اور غور کرے گا کہ اس میں کتنی صداقت ہے۔ اپنی غلط بات پورے یقین کے ساتھ بیان نہیں کرے گا۔

(ii) وہ کبھی کسی کو نقصان پہنچانے کا نہیں سوچے گا۔ کسی شخص کو مالی نقصان پہنچا کر سزا دینے کی کبھی تائید نہیں کرے گا۔

(iii) وہ خود نقصان برداشت کرلے گا مگر کسی دوسرے شخص، محکمہ یا اپنے ملک کا نقصان جو کہ اس کی وجہ سے

ہوسکتا ہو، برداشت نہیں کرے گا۔

(iv) وہ کھلے دل سے اپنی غلطی تسلیم کرے گا اور اس میں کوئی عار یا سبکی محسوس نہیں کرے گا بلکہ اُس کے نزدیک یہ اعلیٰ ظرفی کی بات ہوگی۔

(v) اس کی سوچ وقت کے ساتھ منجمد (Time Frozen) نہیں ہوگی۔ وہ ہر نئی سوچ اور ہر نئی تجویز کو اُس وقت تک خوش آمدید کہتا رہے گا جب تک وہ قرآن وحدیث کے احکامات کے مطابق ہو۔

(vi) ایک متوازن شخصیت کا مالک اچھے کو اچھا کہے گا اور برے کو برا۔ وہ کسی اچھے کام کی تعریف کرنے میں لیت و لعل یا کنجوسی نہیں کرے گا۔ یعنی اس کی دوغلی پالیسی نہیں ہوگی۔

(vii) ایک متوازن شخصیت کا مالک منفی سے منفی حالات میں بھی مثبت پہلو نکال لے گا۔ یعنی وہ توازن کو بگڑنے نہیں دے گا۔ اور بگڑتے ہوئے حالات پر قابو پالے گا۔

(viii) ایک متوازن شخصیت کا مالک حالات کی یکسانیت سے اُکتا نہیں جائے گا۔ وہ زندگی کے نشیب و فراز کو کامیابی سے طے کرے گا۔

(ix) ایک متوازن شخصیت کا مالک اپنے اردگرد کے (خراب) ماحول سے متاثر نہیں ہوگا بلکہ اپنی شخصیت سے ماحول کو متاثر کرے گا۔

(x) متوازن شخصیت (Balanced Personality) کا مالک دوسرے کی عزتِ نفس کا خیال رکھے گا۔ اور کبھی دوسروں کی عزت پامال نہیں کرے گا۔

(xi) ایک متوازن شخصیت کا مالک شخص کسی کو برا نہیں کہے گا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

''کسی کو برامت کہو کیونکہ ہر شخص میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی کوئی نہ کوئی صفت موجود ہے۔''

(xii) ایک متوازن شخصیت کا مالک اپنی زبان کو قابو میں رکھے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ہماری گفتگو کی بھی پکڑ ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر (حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے) فرمایا:

''اس کو روکو'' حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی (ﷺ)! کیا ہماری گفتگو کا بھی ہم سے مواخذہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تمہاری ماں تم پر روئے (عربی محاورہ) لوگ جہنم کی آگ میں اپنے چہرے کے بل (یا فرمایا اپنے نتھنوں کے بل) اسی زبان کی بدولت گرائے جائیں گے۔''

(اسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

(xiii) ایک متوازن شخصیت کا مالک کسی کو محفل میں ہراساں (Embarass) نہیں کرے گا۔ یعنی اس کے دل

میں خوفِ خدا ہوگا۔

(xiv) ایک متوازن شخصیت کا مالک کسی سے بھی کسی ایسی چیز کا مطالبہ نہیں کرے گا جو اس کے لئے پورا کرنا ممکن نہ ہو۔

(xv) ایک متوازن شخصیت کا مالک اپنی معاشرتی ذمہ داریاں ضرور پوری کرے گا یعنی اپنے دوست احباب رشتہ دار، قرابت دار، جن کے یہاں وہ جاتا ہو، اُٹھتا بیٹھتا، کھاتا پیتا ہو، اُن کے یہاں اگر کوئی بیمار ہو یا فوتگی ہو جائے تو عیادت یا تعزیت کے لئے ضرور جائے گا۔ یا کم از کم فون کر کے بیمار پرسی یا تعزیت ضرور کرے گا۔

(xvi) ایک متوازن شخصیت کا مالک اپنے دین کی مقرر کردہ حدود سے کبھی تجاوز نہیں کرے گا اور وہ انہی پابندیوں میں رہ کر زندگی گزارے گا۔ شاعرِ مشرق حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صنوبر باغ میں آزاد بھی ہے پابہ گل بھی ہے
انہی پابندیوں میں حاصل آزادی کو تو کر لے

(علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

42.08 اپنی زبان سے منفی (Negative) بات یا جملہ ادا کرنے سے اجتناب کریں:

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ کسی بھی اچھی یعنی مثبت (Positive) بات کے لئے جسے وہ خود بھی دل و جان سے چاہتے ہوں کہ ایسا ہو جائے مگر راستے کی رکاوٹوں کو دیکھتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ ارے! یہ کہاں ہو سکتا ہے؟ وہ آدمی جو اُس منصب یا عہدے پر فائز ہے کہاں ایسا ہونے دے گا۔ یا یہ تو ہو ہی نہیں سکتا...... وغیرہ وغیرہ۔ ایسے لوگ ایک لمحہ کے لئے بھی یہ نہیں سوچتے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہر شے پر قادر ہے وہ ناممکن سے ناممکن چیز کو ممکن بنا سکتا ہے۔ مگر نتیجہ اور سبب میں گرفتار لوگ اس سے آگے نہیں دیکھ سکتے۔ یہ ہمارے ایمان کی کمزوری اور عقیدے کی ناپختگی ہے۔ ہم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل بھروسہ نہیں کرتے۔ ہمارا ایمان اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر مضبوط سے مضبوط تر اور غیر متزلزل ہونا چاہئے۔ منفی سوچ یا منفی جملے کسی نیک مقصد میں کامیابی کے حصول کے لئے انتہائی نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ انسان نہیں جانتا کہ قبولیت کی گھڑی کون سی ہے؟ بزرگانِ دین نے ہمیشہ مثبت خیالات رکھنے پر زور دیا ہے۔ ہمیشہ اچھی اور مثبت بات کہنے کی عادت ڈالیں، لیکن یہ تبھی ممکن ہے جب ہم مثبت سوچ کی عادت ڈالیں۔ ایک مرتبہ آپ کا ذہن مثبت سوچ کی طرف راغب ہو گیا تو آپ کی زبان سے ہمیشہ مثبت جملے ہی نکلیں گے۔ بلکہ آپ میں یہ صلاحیت بھی پیدا ہو جائے گی کہ آپ کسی شخص کی منفی سوچ کو مثبت سوچ میں تبدیل کر دیں۔ منفی سوچ (جیسے مایوسی، خودکشی، شراب نوشی، تہمت لگانا، چوری، زِنا، بھتہ خوری، اغوا برائے تاوان، قتل، رشوت خوری، جھوٹ، دھوکہ دہی اور فراڈ) کو حرام قرار دیا گیا ہے اور اس کے لئے دنیا میں سخت ترین سزائیں مقرر ہیں۔ اور آخرت میں بھی سخت ترین سزاؤں کی وعید دی گئی ہے۔

42.09 اساتذہ کرام اشعار کے مثبت پہلوؤں کو اُجاگر کریں:

اگر ہماری سوچ مثبت ہوگی تو ہم منفی سے منفی بات میں بھی مثبت پہلو نکال لیں گے مثلاً غالب کا شعر ہے

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کو بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

بظاہر تو اس شعر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غالب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہمیں جنت کی حقیقت معلوم ہے، یعنی وہاں پر کچھ بھی نہیں ہے یہ سب دل کو خوش کرنے کی باتیں ہیں، جب کہ درحقیقت غالب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہمیں جنت کی حقیقت معلوم ہے یعنی وہاں پر حوریں پھلوں کے باغات اور دودھ اور شہد کی نہریں وغیرہ ہوں گی ہاں یہ سب ٹھیک ہے اور دل کو خوش رکھنے کے لئے اچھا ہے مگر درحقیقت جنت تو اس سے بھی اعلیٰ وارفع مقام ہے جو کہ ہماری عقل اور سوچ سے بھی ماوراء ہے۔ بہرحال! انسان کی خوشی کے لئے اتنی نوید ہی کافی ہے۔ (جنت کے بھی کئی حصے ہیں اور جنت کے سب سے اعلیٰ ترین مقام کو جنت الفردوس کہا جاتا ہے۔)

اسی طرح مرزا غالب مندرجہ ذیل شعر میں فرماتے ہیں:

ایماں مجھے روکے ہے جو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ مرے پیچھے ہے کلیسا مرے آگے

اس شعر سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاعر نے کعبہ کی شان میں گستاخی (نعوذ باللہ) کی ہے۔ مگر ایسا ہرگز نہیں ہے۔ شاعر کا مطلب یہ ہے کہ بظاہر لوگ جدید علوم وفنون اور مغربی تہذیب کی طرف دوڑ رہے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسلام سے دور ہوتے جارہے ہیں، مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ قلب کو پلٹنے میں دیر نہیں کرتا۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ بڑے بڑے شرابی کبابی اور رشوت خوروں کے قلوب ایسے پلٹے کہ وہ پلک جھپکتے ہی توبہ استغفار کر کے نیک بندوں کی صف میں شامل ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق دین اسلام بالآخر غالب ہو کر رہے گا، لہٰذا نا اُمیدی کی کوئی بات نہیں ہے۔ جیسے دوڑ میں بھاگتے ہوئے بچوں کو منزل کے قریب پہنچنے سے کچھ دیر پہلے اچانک یہ کہا جاتا ہے کہ اب مڑ جاؤ اور دوسری طرف بھاگو، اب جو بچہ سب سے پیچھے ہوتا ہے وہی سب سے آگے ہو جاتا ہے۔ کچھ ایسی ہی بات شعر میں سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

42.10 سقراط کی مثبت سوچ (Socrate's Positive Thinking):

سقراط نے اپنے مقدمے کی پیروی کے دوران جو باتیں کیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی سوچ کس قدر مثبت تھی۔ اس موقعہ پر لوگوں نے سقراط سے کہا کہ تم بڑے اطمینان سے بیٹھے ہو تمہیں اپنی صفائی اور بے گناہی ثابت کرنے کے لئے خاصی تیاری کی ضرورت ہے تو سقراط نے جواب دیا: ''میں اسی کو کافی تیاری سمجھتا ہوں کہ میں نے تمام عمر کوئی گناہ اور فریب نہیں کیا۔ اس وقت تک میری تمام عمر اطمینان سے گزری ہے۔ اور میں لگاتار اخلاقی ترقی کرتا رہوں اور لوگوں کو بھی اخلاقی تعلیم دیتا رہا ہوں۔ اگر میری زندگی منقطع نہ ہو تو بڑھاپا مجھے ستائے گا، میرے حواس کام نہیں کریں گے۔ میری فراست میں کمی آجائے گی۔ ایسے حالات میں مجھے زندگی کی چنداں خواہش نہیں۔ اب اگر مجھے مجرم قرار دے کر مار ڈالا جاتا ہے تو لوگ

ججوں کے اس فعل کو قابلِ نفرت خیال کریں گے بلکہ ممکن ہے کہ میری موت کے بعد میری عزت آگے سے بڑھ جائے۔" (آج یورپ جو ترقی کر رہا ہے وہ سقراط کی قربانی کا نتیجہ ہے)۔

جب سقراط کو موت کا فتویٰ آیا تو اُس نے ایک نہایت پُر تاثیر تقریر کی جس کو سن کر لوگ رونے لگے۔ سقراط نے پوچھا "تم کیوں روتے ہو؟" لوگوں نے کہا کہ آپ کی بے گناہی کی موت کا ہمیں سخت رنج و افسوس ہے۔ اُس نے کہا "کیا تمہارے خیال میں میں گناہ گار ہو کر مرتا۔"

اُس زمانے میں رواج تھا کہ مجرموں کو پیسے دے کر چھڑوایا جاسکتا تھا۔ اس کے دوستوں نے کہا کہ ہم آپ کو جتنا پیسہ بھی دینا پڑا دے کر چھڑوانا چاہتے ہیں۔ سقراط نے کہا کہ "روپیہ دینے کا یہ مطلب ہے کہ میں اپنے آپ کو مجرم سمجھتا ہوں میں نفرت سے اس کو نامنظور کرتا ہوں۔"

باب: 43

قومی سوچ(National Thinking)

43:00 قومی سوچ (National Thinking):

قومی سوچ وہ اعلیٰ ترین جذبہ ہے جس کے تحت آدمی اپنے ملک وقوم کے بہترین مفاد میں سوچتا، بولتا، لکھتا اور فیصلے کرتا ہے یعنی قومی مفاد (National Interest) کو ذاتی مفاد (Personal Interest) پر ترجیح دینا ہی قومی سوچ (National Thinking) کا تقاضا ہے۔ قومی سوچ طلباء کے لئے بہت ضروری ہے۔ ملک قومی سوچ سے ہی ترقی کی منازل طے کرتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

"اپنی سوچوں کو پانی کے قطروں سے زیادہ شفاف رکھو کیونکہ جس طرح قطروں سے دریا بنتا ہے اسی طرح سوچوں سے ایمان بنتا ہے۔"

جب تک ہم خود اپنی حالت بدلنے کی کوشش نہیں کریں گے، اُس وقت تک ہماری حالت نہیں بدلے گی، کوئی باہر سے آکر ہماری حالت نہیں بدلے گا۔

سورۃ الرعد میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اللہ نہیں بدلتا کسی قوم کی حالت کو جب تک وہ لوگ خود اپنی حالت کو نہیں بدل دیتے۔ اور جب اللہ کسی قوم پر مصیبت ڈالنا تجویز کر لیتا ہے تو پھر اس کے ہٹنے کی کوئی صورت ہی نہیں اور کوئی خدا کے سوا ان کا مددگار نہیں۔ (سورۃ الرعد: 11)

ہمیں وقت کے ساتھ چلنے کے لئے وقت کی قدر کرنا ہوگی۔ آرام طلبی اور سست روی کو ترک کرنا ہوگا۔ قابلیت (Merit) کی اہمیت کو تسلیم کرنا ہوگا۔ رشوت ستانی اور اقرباء پروری کی لعنتوں کو آہنی ہاتھوں سے کچلنا ہوگا۔ زندگی کے ہر شعبے میں عدل وانصاف سے کام لینا ہوگا۔ آج کے طلباء کل کے حکمران بنیں گے اور حکومت کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوں گے اور ان کے ہاتھ میں اختیار ہوگا۔ اگر طلباء کی سوچ مثبت ہوگی تو وہ ملک و قوم کے بہترین مفاد میں فیصلے کر سکیں گے اور ملک تیزی سے ترقی کر سکے گا۔

ہمیں اپنی سوچ کو قومی سوچ میں ڈھالنا ہوگا۔ اسی میں ہماری فلاح ہمارے بچوں کی فلاح اور ہمارے ملک کی فلاح، ترقی اور سلامتی پوشیدہ ہے۔ ہمارے ملک میں قومی سوچ کے فقدان نے کئی گھمبیر مسائل کو جنم دیا ہے اور گوناں گوں مسائل پیدا ئے ہیں۔

قومی اہمیت کے چند اقدامات یہ ہیں:

43.01 قومی سوچ کا پہلا درس اپنے وطن اور ہم وطنوں سے محبت کرنا ہے:

قومی سوچ کا پہلا درس اپنے وطن سے محبت کرنا ہے:

میرے وطن تری مٹی کی سوندھی سوندھی مہک
گلِ ارم کی مہک سے عزیز تر ہے مجھے

(عارف عبدالمتین)

اور ہم وطنوں سے محبت ہمیں یہ سبق دیتی ہے:

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

(حضرت علامہ اقبالؒ)

قومی سوچ ہمیں اپنے وطن اور ہم وطنوں سے محبت، خلوصِ نیت، رواداری اور برابری کا سلوک روا رکھنا سکھاتی ہے۔قوم کے غریب سے غریب فرد کو بھی انسان سمجھا جائے اور انسانیت کی تذلیل نہ کی جائے۔غریبوں کی فلاح و بہبود کے منصوبوں کو اوّلیت (Priority) دی جائے۔ آج کل اخلاقی معیار تو اس حد تک گر گیا ہے کہ لوگ اپنے غریب رشتہ داروں کے جنازے، رسمِ قل اور چالیسویں میں شریک ہونا اپنی توہین تصور کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جو مومن ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جاتا، اس کے ساتھ رہتا، اس کا جنازہ پڑھتا اور اس کو دفن کر کے فارغ ہوتا ہے تو اس کے لئے دو قیراط ثواب ہے۔ ہر قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہے اور جو (صرف) جنازہ پڑھ کر واپس آجاتا ہے تو اس کے لئے ایک قیراط ہے۔'' (بخاری)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

''انسان کی عزت کرو اور اس سے محبت کرو کیونکہ ہر انسان میں خدا کی کوئی نہ کوئی صفت موجود ہوتی ہے۔''
(کتاب اقوال علی ؓ صفحہ نمبر 642)

43.02 قومی سوچ کا اوّلین تقاضا:

قابلیت اور اہلیت (Merit) کی اہمیت کو تسلیم کرنا اور اہل لوگوں کو آگے لانا ہی قومی سوچ کا اوّلین تقاضا ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں قابلیت اور اہلیت (Merit) کو معیار بنانا اور رائج کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ قابل، اہل محنتی اور ایماندار افراد کو آگے آنے کا موقع فراہم کریں۔ ایماندار قابل اور محنتی لوگوں کے کاموں اور کارناموں کو سراہیں اور ان کی ہمت افزائی کریں۔ تاکہ باقی لوگ بھی اپنے اندر چھپے ہوئے جوہر مایہ ناز سے دوسروں کو فائدہ پہنچا سکیں۔

43.03 نااہلیت ملک وقوم کے لئے بے حد نقصان دہ ہے:

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے ہی روایت ہے کہ ایک وقت نبی کریم ﷺ کسی مجلس میں تشریف فرما تھے اور لوگوں سے مخاطب تھے کہ اسی دوران ایک دیہاتی آیا اور اس نے پوچھا قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ برابر گفتگو فرماتے رہے تو لوگوں میں سے کسی نے کہا اس دیہاتی نے جو کہا وہ آپ ﷺ نے سن تو لیا ہے لیکن اسے آپ ﷺ نے پسند نہیں فرمایا اور بعض نے کہا کہ آپ ﷺ نے اس کی بات سنی ہی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ جب آپ ﷺ نے اپنی بات مکمل فرمالی تو فرمایا: ''قیامت کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟'' اس دیہاتی نے کہا میں حاضر ہوں یا رسول

اللہ (ﷺ)! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب امانت ضائع کردی جائے تو قیامت کا انتظار کرو'' اس نے پوچھا کہ امانت کا ضائع کرنا کیسے ہوگا؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب معاملہ نا اہل کے سپرد کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔'' (بخاری)۔

43.04 آدمی کی قدر اس کی عقل کے مطابق ہے:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

''ہر آدمی کی قدر اس کی عقل کے مطابق اور اس کی عزت اس کے فضل و کمال کے موافق ہوتی ہے۔''

جوہری ہی کو ہیرے کی شناس اور قدر ہوتی ہے۔ کسی فرد کی قدر معلوم کرنا تب ہی ممکن ہوگا جب سرکاری اور نجی محکموں، دفتروں، کمپنیوں، فیکٹریوں اور انڈسٹریز میں ایسے اعلیٰ ظرف قابل، مردم شناس اور غیر متعصب افسران اور سربراہ موجود ہوں جن کے مدنظر وطنِ عزیز اپنے محکمے اور اپنے ملازمین کا مفاد اپنی ذاتی پسند اور ناپسند سے بالاتر ہو۔ کسی اہل شخص سے اُس کا حق چھین کر نا اہل کو دے دینا ظلم اور ناانصافی کی انتہاء ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

''بے شک تمام برائیوں میں سب سے زیادہ جلد سزا ملنے والا گناہ ظلم اور تشدد ہے۔''

43.05 کفایت شعاری:

قومی سوچ کا تقاضا ہے کہ ہم کفایت شعاری یعنی بچت کی عادت کو اپنائیں۔ ہر چھوٹے بڑے کام یا خریداری کرنے سے پہلے یہ ضرور سوچ لیں کہ کیا اس کام یا اس چیز کے خریدنے کی اَشد ضرورت ہے؟ کیا اس کے بغیر کام نہیں چل سکتا؟ کیا اس کے لئے کسی سے قرض لینے کی ضرورت ہے؟ کیا اس پیسے سے کسی غریب یا ضرورت مند کی مدد کی جاسکتی ہے؟ بہت سی صورتوں میں آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ فی الحال اس وقت پیسہ خرچ کرنے یا قرض لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے (انفرادی حیثیت میں) اور ہماری حکومتوں کے بعض منصوبے ایسے ہوتے ہیں جو کہ صرف عارضی نوعیت، وقتی نمود و نمائش اور دکھاوے کے لئے ہوتے ہیں جس پر کروڑوں روپیہ خرچ کر دیا جاتا ہے۔ ایسے اخراجات سے بچا جائے۔ ہمارے ملک میں ضرورت اس بات کی ہے غریب سے غریب آدمی کے لئے بھی روزگار مہیا ہوتا کہ وہ باعزت طریقے سے روزی کما سکے اور اپنے بچوں کو اچھی اور معیاری تعلیم دلوا سکے۔

43.06 کامیابی اہم نہیں مقصد اہم ہے:

ہمارا مقصد سچ بولنا، سچ لکھنا اور سچے کا ساتھ دینا ہونا چاہئے۔ وہاں بھی سچ بولو جہاں نقصان کا اندیشہ ہی کیوں نہ ہو۔ طلباء کے مدنظر اعلیٰ اقدار کی پاسداری ہی ان کا مقصدِ حیات ہونا چاہئے۔ کامیابی یا ناکامی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ آپ اس کی پرواہ نہ کریں۔ سچائی اور حق کا ساتھ دیں اور بھلائی کے کاموں سے پیچھے نہ ہٹیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

''سچائی سے سب کام ٹھیک ہو جاتے ہیں اور جھوٹ سے تمام معاملات بگڑ جاتے ہیں۔''

ایک صوفی بزرگ کا قول ہے:

''کامیابی اہم نہیں ہے مقصد اہم ہے۔ کسی برے کام میں کامیابی سے اچھے کام میں ناکامی بہتر ہے۔''

ان خیالات کو انگریزی میں اس طرح بھی کہا جاسکتا ہے:

"It is better to walk alone, than with ■ crowd going in the wrong direction."

43.07 رہائشی کالونیز (Residential Colonies) سے متصل (Connected) گھریلو ملازمین کی کالونیاں بنائی جائیں:

ہمارے ملک میں ملازموں کے بغیر گزارا ناممکن ہے۔ لہٰذا اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں بھی ان کو اہمیت دینی چاہئے اور ان کا پورا خیال رکھنا چاہئے۔ آج کل ہر شہر میں بے شمار جدید رہائشی کالونیاں تعمیر ہو رہی ہیں جن میں سیکورٹی اور دیگر آسائشوں کا بہترین انتظام موجود ہے۔ ان کالونیز (Colonies) میں فلیٹس (Flats) بھی ہیں اور علیحدہ (Independent) گھر میں بھی ہیں اور ان گھروں میں ملازموں کے لئے بھی ایک چھوٹا سا کمرہ اور باتھ روم بھی ہوتا ہے، مگر بعض کمرے (ملازموں کے لئے) تو اتنے چھوٹے ہوتے ہیں کہ اس میں بمشکل صرف ایک عدد چارپائی (Single Bed) ہی آسکتی ہے، نہ کوئی الماری نہ کوئی چیز رکھنے کی جگہ۔ ملازم بھی آخر انسان ہے۔ اسے بھی اپنی اشیاء اور کپڑے وغیرہ رکھنے کے لئے جگہ چاہئے۔ پھر ملازم کے بیوی بچے بھی ہوتے ہیں تو کیا ان سب کا گزارا ایک چھوٹے سے کمرے میں ہو جائے گا...... ہرگز نہیں......! نتیجہ یہ ہے کہ ملازمین جن میں گھریلو کام کرنے والی مائیاں، ماسیاں، خانسامے، مالی اور ڈرائیور حضرات شامل ہوتے ہیں ہر روز ہزاروں کی تعداد میں صبح سویرے بسوں کے ذریعے دور دراز کے علاقوں سے سینکڑوں کی تعداد میں ان کالونیز (Colonies) کا رُخ کرتے ہیں، یہاں وہ دن بھر کام کرتے ہیں اور شام کو واپس اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ ہر ایک ملازم تقریباً سو ڈیڑھ سو روپے روزانہ کرایہ کی مد میں خرچ کرتا ہے۔ اب اگر ان غریب ملازمین کا خیال کرتے ہوئے اور اپنے ملک کا مفاد دیکھتے ہوئے ہر رہائشی کالونی سے متصل ملازموں کے لئے بھی کالونیاں بنادی جائیں جن میں پانچ پانچ مرلے کے کوارٹر بنا دیئے جائیں تو اُن کا بے حد فائدہ ہوگا۔ اور جو شخص فلیٹ خریدے وہ ایک عدد Servant Quarter بھی خرید لے اور ملازم کو رہنے کے لئے مفت (Free) میں دے دے۔ رہائشی کالونی سے متصل سیکورٹی گیٹ صبح چھ بجے کھول دیا جائے اور رات دس بجے بند کر دیا جائے۔ اسی سرونٹ کالونی میں ملازمین کے بچوں کے لئے اسکول اور صحت کی سہولتیں بھی مہیا کی جاسکتی ہیں۔ اس طرح ان ملازمین کے مکان اور بس کے کرایہ کی بچت ہوگی۔ بسوں میں رش کم ہوگا۔ بسوں کی تعداد کم ہوگی، پٹرول کا خرچہ کم ہوگا، وقت کی بچت ہوگی اور ملازمین کافی پریشانیوں سے بچ جائیں گے اور سکھ کا سانس لیں گے اور قومی سطح پر فائدہ ہوگا۔ ملک کا زرمبادلہ بچے گا۔

43.08 تعلیمی ادارے طلباء کو مفت نصابی کتب مہیا کر سکتے ہیں:

ہر سکول، کالج اور یونیورسٹی میں ہر طالب علم کو نصابی کتب مفت (Free of cost) مہیا کی جاسکتی ہیں۔ اس کے لئے سکول اور کالجز میں بک بینک (Book Bank) کا قیام عمل میں لایا جائے۔ امتحان کے نتائج کے فوراً بعد طالب علموں کو چاہئے کہ وہ اپنی نصابی کتابیں اسکول/کالج کے

بک بینک میں جمع کروا کر اسی بک بینک سے ہر طالب علم اگلی جماعت کے لئے کتابیں مفت حاصل کرے۔ اس طرح کسی طالب علم کو اگلی جماعت کے لئے نئی کتابیں خریدنے کی ضرورت نہیں پڑے گی اور والدین پر تعلیمی اخراجات کا بوجھ کم سے کم ہوگا۔ نئی نصابی کتب کی طلب کم ہوگی اور نئی کتابیں کم چھاپنا پڑیں گی۔ اس طرح سے کاغذ کم درآمد کرنا پڑے گا اور قومی سطح پر زرِ مبادلہ (Foreign Exchange) کی بچت ہوگی۔

43.09 بے روزگاری کا خاتمہ:

بے روزگاری کم کرنے کا مربوط نظام وضع کیا جاسکتا ہے۔ روزگار (Jobs) دینے کے لئے ایک بہترین نظام وضع کیا جاسکتا ہے۔ آج کل حالت یہ ہے کہ ایک طرف ایک آدمی کو ڈرائیور، خانسامہ یا ماسی وغیرہ کی ضرورت ہے اور وہ اسے مل نہیں رہا تو دوسری طرف کئی ڈرائیور حضرات اور خانسامے وغیرہ نوکری کی تلاش میں مہینوں مارے مارے پھرتے ہیں۔ مگر نوکری نہیں ملتی۔ یہ مسئلہ صرف بہترین پلاننگ سے ہی حل ہوسکتا ہے۔ اس کے تحت بغیر کوئی انڈسٹری یا کارخانہ لگائے یا دوکان یا ریسٹورنٹ یا ہوٹل کھولے بغیر ہزاروں لوگوں کو روزگار مہیا ہوسکتا ہے اور معیشت کا پہیہ تیزی سے گھمایا جاسکتا ہے۔ یہاں بھی قومی سوچ اہم رول ادا کرے گی۔

43.10 سستے پھل اور سبزیاں:

بہترین منصوبہ بندی (Planning) سے پھل اور سبزیاں سستی کی جاسکتی ہیں۔

باہر کے بیشتر ممالک جن میں جاپان، عراق وغیرہ شامل ہیں، ان ملکوں نے قابل کاشت اراضی کا رقبہ نہیں بڑھایا۔ کوئی بہت ہی اعلیٰ قسم کی کھاد استعمال نہیں کی، کوئی جدید ٹیکنالوجی استعمال نہیں کی، مگر اُنہوں نے صرف پلاننگ سے اپنے ملک میں پھلوں اور سبزیوں کی پیداوار کوئی گنا بڑھا لیا۔ عراقی حکومت نے ایک قانون کے ذریعے ملک کے تمام شہریوں کو اس بات کا پابند کر دیا کہ وہ اپنے اپنے گھروں میں ایک کھجور کا درخت اور ایک زیتون کا پودا لگائیں اور جو نہیں اُگائے گا اسے بجلی کے بل کے ساتھ دس دینار جرمانہ ہوگا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج ہر گھر میں بہترین کھجور اور زیتون کا درخت موجود ہے جو کہ اُن کی ضرورت سے بھی زیادہ ہے۔ کھجور کی پیداوار تو اتنی ہے کہ ٹنوں (Tons) کے حساب سے کھجور درختوں پر ہی سوکھ جاتی ہے، یعنی اسے توڑنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ یہی حال زیتون کا ہے، عراق لاکھوں ٹن کھجور اور زیتون برآمد کرتا ہے۔ اسی طرح جاپان کے ہر گھر میں لوگ اپنی ضرورت کی سبزی پھل اور چاول (Peddy) خود اُگاتے (Grow) ہیں۔ ہمارے ملک میں بھی ایسا ہوسکتا ہے جب لوگ اپنے ملک اور ملک کے غریب عوام کا سوچیں یعنی جب قومی سوچ فروغ پائے۔ اسی طرح اور بہت سے منصوبے بنائے جاسکتے ہیں۔

43.11 سرکاری ملازمین کے دفاتر اور رہائش گاہیں:

سرکاری افسروں اور ماتحت عملے کو رہائش گاہیں ان کے دفتروں، کارخانوں یا ورکشاپس کے نزدیک مہیا کی جائیں۔ اس سے پٹرول، ڈیزل اور گیس (CNG) کی خاصی بچت ہوگی۔ حکومت کو ہر ماہ کروڑوں روپے کی بچت ہوگی۔

43.12 سرکاری گاڑیاں صرف سرکاری کاموں کے لئے مخصوص ہونی چاہئیں:

سرکاری گاڑی کا پرائیویٹ استعمال جرم قرار دیا جائے۔ صرف محکمہ کے سربراہ کو گاڑی اور ڈرائیور دیا جائے دیگر سرکاری افسران اپنی پرائیویٹ کاروں میں دفتر آئیں۔ دفتر آنے کے بعد اگر کسی سرکاری کام سے کسی دوسرے دفتر جانا ہو تو اس وقت وہ سرکاری گاڑی اور ڈرائیور استعمال

کرنے کا مجاز ہو۔سرکاری گاڑی میں سفر کرنے والوں کے نام سرکاری دفتر سے لیٹر کی صورت میں جاری ہوں جسے پولیس راستے میں چیک کرے۔

43.13 لازمی ٹیچنگ سروس (Compulsory Teaching Service):

حکومت کو چاہیئے کہ وہ کسی طالب علم یا طالبہ کو (تعلیم مکمل کرنے کے بعد) اس وقت تک ڈگری جاری (Release) نہ کی جائے جب تک وہ ایک سال تک کسی اسکول یا کالج میں بچوں کو پڑھانے کی حکومت کی لازمی سروس مکمل نہ کرلے۔

ہر طالب علم اور طالبہ کو چاہیئے کہ وہ تعلیم مکمل کرنے کے بعد ایک سال تک لازمی طور پر بحیثیت استاد سکول یا کالج میں بچوں کو پڑھائیں۔اس دوران اس کو پڑھانے کے معیار کو جانچا اور پرکھا جائے۔اور ڈگری میں اس کی پڑھانے کی کارکردگی یعنی گریڈ اے (A)، بی (B) اور سی (C) وغیرہ درج کی جائے۔اس کے بعد ڈگری جاری کی جائے۔اس دوران عارضی ٹیچر کو معقول ماہانہ مشاہرہ بھی دیا جائے۔جب محکمہ تعلیم باقاعدہ مستقل بنیادوں پر بھرتی کرے تو اچھے گریڈ والے ٹیچر کو فوقیت دی جائے۔اس طرح سے ٹیچرز کی ایک نرسری مہیا ہو سکے گی اور تعلیمی معیار کو بہتر بنانے میں زبردست مدد ملے گی۔

43.14 کسی بھی کام کے لئے ارادے کی پختگی بہت ضروری ہے:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

"جو شخص ارادے کا پکا ہو وہ دنیا کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال سکتا ہے۔" (حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ)

43.15 قومی سوچ کے تقاضے:

قومی سوچ کے تقاضوں کا تقاضا ہے کہ طلباء کو قیامِ پاکستان کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کیا جائے اور ان میں جذبۂ حب الوطنی پیدا کیا جائے۔آج کسی کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ ضخیم کتابیں اور رسائل پڑھے تاوقتیکہ وہ کورس کا حصہ نہ بنے۔طلباء کو کورس کی کتابیں پڑھنے سے ہی فرصت نہیں ملتی۔اس کے لئے دوسرے ذرائع اختیار کرنا ہوں گے۔جس میں طلباء کم وقت صَرف کر کے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھا سکیں۔مثلاً فیچر فلم (Movies) دستاویزی فلمیں (Documentaries)، CD، DVD وغیرہ۔

43.16 پرانی سوچ کو نئے اور مثبت انداز میں طلباء کے سامنے پیش کریں:

پرانی سوچ کو نئے انداز میں پیش کرنے کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کہ ہمارے بزرگوں کی سوچ یا خیالات خدانخواستہ غلط تھے۔وہ باتیں اور خیالات بالکل صحیح تھے اور ہیں، مگر ہم اُنہیں بدلتے ہوئے حالات کے مطابق ڈھال کر نئی سوچ کا نام دے کر ایک نئے انداز سے پیش کر سکتے ہیں۔اپنے اسلاف کے کارناموں کو زیادہ بہتر اور مؤثر انداز سے اُجاگر (Highlight) کر سکتے ہیں۔ہم قیامِ پاکستان اور اپنے قائدین (Leaders) سے متعلق زیادہ بہتر مواد کے ساتھ طلباء کے لئے دستاویزی فلمیں (Documentaries) بنا سکتے ہیں جس میں اپنے عظیم قائد (قائداعظم محمد علی جناحؒ) اور دیگر راہنماؤں کے کردار اور حالات زندگی پر روشنی ڈال سکتے ہیں۔فلم جناح بہت سے لوگوں نے دیکھی ہوگی اس کے پہلے منظر (Opening Scene) میں دکھایا گیا ہے کہ جناح صاحب کو ایمبولینس میں ہسپتال لے جا رہے ہیں کہ ایمبولینس راستے میں خراب ہو جاتی ہے۔ان کی بہن محترمہ فاطمہ جناح کافی پریشان ہوتی ہیں اور کافی دیر بعد دوسری ایمبولینس آتی ہے۔اب نئی سوچ کا تقاضا یہ ہوگا

کہ پہلا منظر (Opening Scene) مثبت (Positive) ہونا چاہئے جس میں قائد اعظم کی قائدانہ صلاحت کو شروع میں ہی اُجاگر (Highlight) کیا جانا چاہئے تھا۔ قائد اعظم کی Opening Scene تو Towering Personality کے مطابق ہونا چاہئے تھا وہ یہ ہونا چاہئے تھا:

''قائد اعظم بیمار تھے اور انہیں Residency زیارت کوئٹہ ایک ایمبولینس میں لے جایا گیا، جب انہیں Stretcher پر ایمبولینس سے باہر نکالا گیا تو قائد اعظم نے فرمایا:

''یہ Residency کی شان کے خلاف ہے کہ اس میں ایک مریض کو Stretcher پر لایا جائے۔ آپ مجھے سہارا دیں میں چل کر اندر جاؤں گا۔''

انہیں سہارا دیا گیا اور قائد اعظم محمد علی جناح Residency کے اندر خود چل کر گئے۔ یہ ہیں عزم و ہمت کے انمٹ نقوش۔ یہ ہونا چاہئے تھا Opening Scene، نئی سوچ کے مطابق۔ اسی طرح کے بے شمار واقعات کو نئی سوچ میں ڈھالا جا سکتا ہے۔

قائد اعظم کی بصیرت (Vision) کو مختلف واقعات کے تناظر میں اُجاگر (Highlight) کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً قائد اعظم کو ڈرائیور کی ضرورت پڑی۔ مقررہ تاریخ اور وقت کو کافی ڈرائیور حضرات اپنی تعلیمی اسناد وغیرہ کی کاپیاں لے کر حاضر ہو گئے۔ اور کوٹھی کے برآمدے میں بٹھا دیا گیا۔ قائد اعظم صبح ناشتہ کے بعد کورٹ جانے کے لئے باہر نکلے اور ڈرائیور حضرات کی طرف ایک نظر دوڑائی اور ایک ڈرائیور کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا ''You Mr.'' اس سے کاغذات لے کر اُسے نوکری کے لئے منتخب کر لیا اور باقی اُمیدواروں سے کہا کہ آپ جا سکتے ہیں۔ یہ تھی قائد اعظم کی بصیرت (Vision)۔

ایک مرتبہ خواجہ ناظم الدین گاڑی میں بیٹھ گئے تھے کہ پھر جلدی سے باہر نکلے اور اپنے گھر کے اوپر اپنے کمرے میں گئے اور واپس آ کر گاڑی میں بیٹھ گئے تو کسی نے ان سے پوچھا آپ اوپر کمرے میں کیا لینے گئے تھے، کیا کوئی اہم Document رہ گیا تھا، کہنے لگے نہیں، وہ دراصل اوپر میرے کمرے کی بتی (light) کھلی رہ گئی تھی اسے بند کرنے گیا تھا، میں نہیں چاہتا کہ کہ قومی خزانے پر بوجھ پڑے۔ یہ تھی قومی سوچ، ہمارے لیڈرز کی اسی طرح کے بے شمار واقعات کو نئی سوچ کے تناظر میں دیکھا جا سکتا ہے۔

ہماری نئی نسل (Young Generation) جو کہ قابل بھی ہے (Knowledgeable)، ایماندار بھی ہے، مگر کرپٹ اور رشوت خور نہیں ہے، اور vision بھی رکھتی ہے، ان اچھی باتوں کو قبول (Accept) کرے گی۔

اس کام کی انجام دہی کے لئے قومی اہمیت کا ایک ادارہ تشکیل دیا جائے جس میں بہترین اہلیت کے قابل ترین لوگ اپنی قوم کے طلباء کے لئے Character Building مثبت سوچ اور ذہن کو متاثر کرنے والے واقعات اور ان میں جذبۂ حب الوطنی پیدا کرنے کے اقدامات تجویز کریں۔

43.17 غریب اور ترقی پذیر ممالک دوسرے ممالک سے کچھ نہ مانگیں:

امیر ترین ممالک غریب اور پسماندہ ممالک کی بڑھ چڑھ کر مدد کرتے ہیں اور ایسا وہ اپنے عقیدے اور مذہب کی ہدایات کے مطابق کرتے ہیں، ہمارے عقیدے کے مطابق بھی یہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کی پابندی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک طرف تو لوگوں (غریبوں) کو مانگنے

وغیرہ کے مقابلے منعقد کئے جاسکتے ہی۔ یعنی پہلے کام اور بعد میں تفریح وآرام بقول شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

آ تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر اُمم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل طاؤس و رباب آخر

43.20 سرکاری افسروں کی بیرون ملک ٹریننگ پروگراموں (Foreign Training Programmes) کا نااہل افسروں کی غفلت کے باعث ضائع ہوجانا:

ہر سال ترقی یافتہ ممالک ترقی پذیر ممالک کے سرکاری محکموں اور غیر سرکاری اداروں کے افسروں کے لئے سینکڑوں ٹریننگ پروگرام بھیجتے ہیں۔ جو کہ افسروں ان کے محکموں اور ملک کے لئے بہت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ ان ٹریننگ پروگراموں پر حکومت پاکستان کا کوئی پیسہ خرچ نہیں ہوتا۔ تمام اخراجات بشمول دوطرفہ ہوائی ٹکٹ، رہائش، کھانے پینے کے اخراجات کے علاوہ شرکاء کو اچھی خاصی رقم جیب خرچ کی مد میں بھی ادا کی جاتی ہے۔ اس طرح ترقی پذیر ممالک کے افسروں کو ترقی یافتہ ممالک کو نہ صرف دیکھنے بلکہ ان کی ترقی کے اسباب جاننے کا موقع ملتا ہے۔ ان لوگوں کے اخلاقی معیار سے متاثر ہوتے ہیں۔ ان کے انجینئرز اور ٹیکنیکل لوگوں سے بات چیت کا موقع ملتا ہے۔ نئی تکنیک (New Technology) سے متعارف ہوتے ہیں۔ نئی نئی اور جدید ترین پلانٹ اور مشینری کو دیکھنے، اسے چلانے اور بنانے کی تکنیک کو سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔

ہر سال سینکڑوں ٹریننگ پروگرام متعلقہ افسروں اور کلرکوں کی نااہلی، تساہلی، غفلت اور عدم دلچسپی کی وجہ سے ضائع ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ وہ بروقت متعلقہ ایمبیسی میں شرکاء کے ٹریننگ کے کاغذات جمع نہیں کراتے۔ یہ لوگ نہیں جانتے کہ انہوں نے قوم کا کتنا بڑا نقصان کیا ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ ٹریننگ کے پروگراموں کو اوّلیت دے اور جو افسر اور کلرک سستی اور غفلت کا مرتکب پایا جائے اسے فوری طور پر نوکری سے برطرف کرکے قرار واقعی سزا دی جائے۔ کسی کو قوم کے مستقبل سے کھیلنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ یہ قوم سے غداری کے مترادف ہے، اس کا کڑا محاسبہ ہونا چاہئے۔

43.21 ملک کی سلامتی کے لئے بے جگری سے لڑنا:

ملک کی سلامتی اور بقاء کے لئے ہر پاکستانی کو ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔

سورۃ الصّف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''حقیقت میں خدا کے محبوب وہ لوگ ہیں جو خدا کی راہ میں اس طرح پیر جما کر لڑتے ہی گویا کہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔''

43.22 جنگ کرنے کی تمنا نہ کرو:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کے مقابلے میں تھے، سورج کے ڈھلنے کا انتظار فرما رہے

تھے، آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا:

''اے لوگو! دشمن کے ساتھ جنگ کرنے کی تمنا نہ کرو، اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے سلامتی کا سوال کرو، پس جب تمہارا ان سے مقابلہ ہو جائے تو صبر کرو، اور (اچھی طرح جان لو) کہ جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے اللہ! کتاب نازل فرمانے والے، بادلوں کو چلانے والے، لشکروں کو شکست دینے والے، ان کو شکست دے اور ان پر ہمیں غالب فرما۔'' (متفق علیہ)

43.23 ملک میں جدید ترین مذبح خانوں (Slaughter Houses) کی تعمیر وقت کی اہم ترین ضرورت ہے:

عیدالاضحیٰ کے موقع پر جانوروں کی قربانی کو جدید ترین خطوط پر استوار کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اس سے صفائی کا اعلیٰ معیار قائم ہوگا۔ عیدالاضحیٰ کے دن شہروں، گلیوں، محلوں اور گھروں کو کیسے صاف ستھرا رکھا جائے اور قربانی کا فریضہ بھی ادا ہو جائے؟ مگر یہ شہریوں کے بس میں نہیں ہے۔ اس کے لئے حکومت کو ملک کے ہر شہر میں جدید ترین مذبح خانے تعمیر کرنا ہوں گے۔

ہمارے ملک میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر جانوروں کی قربانی کرنے کے بعد صفائی ستھرائی کے ناقص انتظامات کی وجہ سے شہریوں کو جو پریشانی اور کوفت اُٹھانا پڑتی ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ شہر میں لوگ جانوروں کی اوجھڑیاں اور دیگر ناقابلِ استعمال اعضاء سڑکوں کے کنارے چوراہوں اور ہر موڑ پر پھینک جاتے ہیں۔ اور ان سے کئی کئی دن وہ تعفن اُٹھتا ہے کہ الامان الحفیظ۔ لیکن تعفن پھیلانے کا یہ سلسلہ عیدالاضحیٰ سے پہلے شروع ہو جاتا ہے۔ بہت سے لوگ عیدالاضحیٰ سے دس پندرہ دن پہلے ہی قربانی کے جانور خرید لیتے ہیں۔ آپ کو ہر گلی محلہ میں ایک یا ایک سے زائد گائے بھینس اونٹ، بھیڑ اور بکرے بندھے نظر آئیں گے۔ جانور وہیں چارہ کھاتے اور گندگی کرتے نظر آئیں گے۔ محلّہ داروں کا تعفن کی وجہ سے گزرنا مشکل ہو جاتا ہے، پھر عید والے دن گھروں کے اندر گلی محلے اور سڑکوں کے کنارے گائے بھینس اور بکروں کی قربانی ہو رہی ہوتی ہے۔ ترقی یافتہ ممالک کے لوگ پاکستان میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر جب ایسے مناظر دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ''آپ لوگ ابھی تک پتھر کے زمانے میں رہ رہے ہیں۔'' "You people are still living in the stone age"...... مگر لوگ ایسا کرنے پر مجبور ہیں وہ کہاں لے جا کر اپنے جانور ذبح کریں؟ ہم مسلمان ہیں، اور مسلمانوں کے نزدیک صفائی ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ مسلمانوں کو تو کچا پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں آنے سے منع کیا گیا ہے کہ یہ نمازیوں کے لئے ناگوار ہونے کے علاوہ فرشتوں (جو کہ ہر انسان کی حفاظت کے لئے مقرر ہیں) کے لئے بھی باعثِ ایذاء ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے لہسن اور پیاز کھا کر مسجد میں آنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو کوئی ان دونوں کو کھائے تو مسجد کے قریب نہ آئے۔'' اور فرمایا: ''اگر تم نے انہیں کھانا ہی ہے تو ان کو پکا کر ان کی بو مار لو۔'' (ابوداؤد حدیث:3827)

مزید فرمایا کہ: ''کیونکہ ان سے فرشتوں کو بھی ایذاء پہنچتی ہے۔'' (مسلم، المساجد حدیث:1564)

حکومت ملک کے ہر شہر میں آبادی کے تناسب سے جدید ترین مذبح خانے تعمیر کروائے۔

کسی شہری کو یہ اجازت اور اختیار نہیں ہونا چاہئے کہ وہ مذبح خانے (Slaughter House) کے علاوہ کہیں بھی یعنی اپنے گھر کے احاطے

میں فارم ہاؤس میں، درسگاہوں اور مدرسوں میں یا گلی محلہ اور سڑک کے کنارے قربانی کا جانور یا عام دنوں میں بھی جانور ذبح نہ کر سکے۔ اس کے لئے قانون سازی کی جائے اور خلاف ورزی کرنے والوں کو سخت سے سخت ترین سزا دی جا سکے۔

مذبح خانوں (Slaughter Houses) کے قیام سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوں گے:

(i) گھر، گلی، محلے اور شہر گندگی اور تعفن سے محفوظ ہو جائیں گے۔

(ii) جانوروں کی کھالیں ایک ہی جگہ (مذبح خانے) اکٹھی ہونے سے حکومت ان کو آسانی سے فروخت کر سکے گی۔

(iii) مذبح خانوں (Slaughter Houses) میں تجربہ کار قصاب ہوں گے جس کی وجہ سے سینکڑوں کھالیں ضائع یا نقصان سے بچ جائیں گی، جیسا کہ آج کل نا تجربہ کار قصابوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔

(iv) کوئی شخص بیمار جانور ذبح کر کے اس کا گوشت بیچ نہیں سکے گا۔

(v) کوئی شخص یا ادارہ حلال جانوروں کے علاوہ دوسرے جانور جن کا گوشت مسلمانوں کے لئے حرام ہے، ذبح کر کے فروخت نہیں کر سکے گا۔

(vi) تمام قربانی کی کھالیں پاکستان کے غریب عوام کی ملکیت قرار دے کر حکومت پاکستان کو یہ اختیار دیا جائے وہ ان کھالوں کو فروخت کر کے حاصل کردہ رقم سے ہر سال ہر صوبے میں پانچ پانچ مرلے کے گھر بنا کر غریب لوگوں کو مفت دیئے جائیں تا کہ ملک سے غربت کے خاتمے میں مدد ملے۔

(vii) مذبح خانوں میں ڈاکٹر صاحبان موجود ہوں جو جانوروں کو ذبح کرنے سے پہلے اور بعد میں کلیجی وغیرہ کا طبی معائنہ کرنے کے بعد کلیجی/گوشت کو قابلِ استعمال یا نا قابلِ استعمال قرار دیں۔

(viii) غیر ممالک میں مقیم پاکستانی حضرات براہِ راست مذبح خانوں کے انچارج سے رابطہ کر کے قربانی کے پیسے بھیج کر پاکستان میں قربانی کا اہتمام کر سکتے ہیں۔

(ix) مذبح خانے (Slaughter House) کا ایک حصہ (Section) صدقے کے جانوروں کے لئے مختص ہو جہاں سے لوگ صدقے کے جانور خرید سکیں، ذبح کروا سکیں اور اپنی مرضی کے ادارے یا یتیم خانوں میں بھجوا سکیں۔

(x) مذبح خانوں میں فالتو گوشت کو منجمد (Freez) کرنے کا انتظام ہو تا کہ غریبوں کو آئندہ کئی ماہ تک قربانی اور صدقے کا گوشت مفت تقسیم کیا جا سکے جس سے غریبوں کی پروٹین (Protein) کی ضروریات پوری ہو سکیں۔

43.24 میڈیا کا انواع واقسام کے کھانوں کی تشہیر کرنا:

آج کل مختلف ٹی۔ وی چینلز حکومتی ایوانوں میں ضیافت کے موقع پر پکنے والے قسم قسم کے عمدہ کھانوں اور لذیذ پکوانوں کی تشہیر کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ اگر وزیر اعظم جہاز میں بیرون ملک روانہ ہوں تو بھی ان کے کھانوں کی ایک طویل فہرست عوام کے سامنے پیش کر دی جاتی ہے۔ حکومتی ایوانوں میں پہلے بھی ملکی اور غیر ملکی مہمانوں کی دعوتیں ہوتی تھیں اور ہونی بھی چاہئیں مگر اس کا پرچار نہیں کیا جاتا تھا،

کیونکہ یہ سب غیر ضروری اور غیر مناسب ہے اور اس کے عوام الناس کے ذہنوں پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ پاکستان ایک غریب ملک ہے، جس کی نصف سے زائد آبادی کسمپرسی اور غربت کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ لوگ غربت اور بھوک سے تنگ آ کر خودکشیاں کر رہے ہیں۔ ایسے میں کچھ مخصوص لوگوں کے لئے عمدہ اور طرح طرح کے کھانوں کا ذکر اور ان کی تشہیر کرنا انتہائی غیر مناسب بات ہے۔ یہ ان کی مایوسی بھوک اور اشتہاء میں مزید اضافہ کرے گی۔ ان کے دلوں میں حکومتی عہدیداروں کے خلاف غصہ اور نفرت کے جذبات پیدا ہوں گے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ میڈیا کو ایسی خبروں کی تشہیر سے منع کرے جس سے غریب لوگوں میں احساسِ محرومی شدت اختیار کرے۔ میڈیا کو چاہئے کہ وہ مثبت انداز میں لوگوں کو سادہ خوراک کھانے کی ترغیب دے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ نبی کریم ﷺ کے ان اقوال کی تشہیر بھی ضرور کریں جن میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ابن آدم کے لئے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھ سکیں۔'' (ترمذی)

''مسلمان ایک آنت سے کھاتا ہے جب کہ کافر سات آنتوں سے۔''

(مختصر صحیح بخاری جلد دوئم حدیث:1893)

43.25 اسلامی جمہوریہ پاکستان کی تذلیل کا باعث بننے والے پاکستانیوں کیلئے سخت ترین سزائیں مقرر کی جائیں:

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ذلت و رسوائی کا باعث بننے والے ہم وطن پاکستانیوں اور بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کے خلاف سخت ترین کارروائی کی جانی چاہئے۔ آئے دن ایسے واقعات سننے میں آتے ہیں ٹی وی سکرین پر دکھائے جاتے ہیں اور اخبارات کی شہ سرخی بنتے ہیں کہ بیرون ملک مقیم پاکستانی غیر ملکی حکومت یا عوام کو دھوکہ دہی اور فراڈ سے کروڑوں روپیہ ہتھیا کر پاکستان آگئے یا اسی غیر ملک میں پکڑے گئے۔ اور مقدمہ چلا اور جیل میں بند کر دیئے گئے۔ یا اپنے ملک میں اپنے لوگوں یا غیر ملکی فرموں اور کمپنیوں کے ساتھ دھوکہ اور فراڈ کیا۔ اس قسم کے واقعات سے غیر ممالک میں پاکستان کا وقار مجروح ہوتا ہے اور غیر ممالک میں رہنے والے پاکستانیوں کے لئے بڑی تکلیف دہ اور گھمبیر صورتحال پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسے واقعات کا پے در پے واقع ہونے سے پاکستان کی ساکھ بہت متاثر ہوئی ہے۔ اس ذلت و خواری سے بچنے کا صرف ایک طریقہ ہے کہ قومی اسمبلی اور سینٹ سے اُن پاکستانیوں (جو کسی بھی طریقہ سے اپنے ملک میں یا بیرون ملک قیام کے دوران پاکستان کی تذلیل کا باعث بنیں) کے لئے سخت ترین سزاؤں کا بل منظور کروا کے اس پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔ ایسے ضمیر فروش افراد کو پاکستان میں داخل ہوتے ہی گرفتار کر لینا چاہئے اُن پر مقدمہ چلا کر انہیں قرار واقعی سزا دینی چاہئے۔ ان کی جائیداد ضبط کر لینی چاہئے اور اُس ملک کی لوٹی ہوئی دولت اُن سے لے کر اس ملک کی حکومت کو واپس لوٹانی چاہئے۔

43.26 مذہبی جماعتوں اور باقی لوگوں کے درمیان حائل فصیل کو توڑنے کے لئے حکمت عملی بنانے کی ضرورت:

ہماری مذہبی جماعتوں اور باقی لوگوں بشمول طلباء کے درمیان ایک فصیل حائل ہے۔ تمام مذہبی جماعتوں، فرقوں اور مسلکوں کے اپنے اپنے مدرسے ہیں اور طالب علموں کو قرآن اور حدیثِ نبوی ﷺ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور وہ اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔ مگر یہ طالب علم مسجدوں اور مدرسوں تک ہی محدود رہ جاتے ہیں۔ یہ سرکاری محکموں، حکومت اور انتظامیہ تک نہیں پہنچتے۔ جب کہ دوسری طرف وہ طلباء ہیں جو اسکول، کالج اور یونیورسٹی میں سائنس انجینئرنگ، میڈیکل اور اکاؤنٹینسی وغیرہ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور مقابلے کے امتحانات پاس کر کے اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائز ہوتے

ہیں۔ الیکشن میں حصہ لے کر حکومت بناتے ہیں۔ مگر ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ انہیں اپنے مذہب کی بنیادی باتوں کا بھی علم نہیں ہے۔ آج آپ کسی بھی یونیورسٹی میں پڑھنے والے طالب علم سے اسلام کے بارے میں کوئی معمولی سا سوال بھی کر لیں تو وہ صحیح جواب نہیں دے سکے گا۔ اسلام کا سب سے بڑا دشمن وہ مسلمان ہے جسے اپنے مذہب کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ اس مسئلے کا حل کچھ اس طرح نکالا جا سکتا ہے:

1- مذہبی جماعتوں میں کچھ ایسے لوگ بھی شامل ہوں جن کا ذہن مذہبی یا تبلیغی ہو، مگر یہ ضروری نہ ہو کہ وہ داڑھی رکھیں یا جبہ یا شلوار کرتا پہنیں۔ وہ کلین شیو ہوں، کوٹ پتلون ٹائی سوٹ وغیرہ میں ملبوس ہوں اور ان لوگوں سے کالجوں اور یونیورسٹی کے طلباء کو قرآن اور حدیث نبوی کی تعلیمات کی روشنی میں تیار کردہ ایسے لیکچرز (جو کہ ہمارے معاشرے کو سدھارنے کے لئے بہت ضروری ہیں) دلوانے کا سلسلہ حکومت کی اجازت سے شروع کیا جائے۔ طلباء جب یہ دیکھیں گے کہ اُن ہی جیسا ایک آدمی دینی باتیں بتا رہا ہے تو وہ اس کی بات کو بڑے غور تحمل اور تسلی سے سنیں گے۔ اس کے برعکس اگر یہی باتیں کوئی مولوی بتائے گا تو وہ دھیان سے نہیں سنیں گے اور کہیں گے کہ یہ مولوی تو بس ہمیں ڈراتے ہی رہتے ہیں۔

2- تمام مذہبی جماعتیں مل کر متفقہ طور پر قرآن اور حدیث نبوی کی روشنی میں ایسے لیکچرز تیار کریں جن کا تعلق ہماری روزمرہ کی زندگی اور مسائل سے گہرا تعلق ہو مثلاً شراب نوشی کی ممانعت، رشوت ستانی، بدعنوانی، دودھ میں پانی نہ ملانا، چوری، ماں باپ کی نافرمانی، وعدہ خلافی، بدعہدی، قرض لینا دینا، کاہلی اور سستی، گھریلو ملازمین پر تشدد، عورتوں پر ظلم وتشدد، قتل، قرآن پاک سے شادی اور غیرت کے نام پر قتل، بھتہ خوری وغیرہ وغیرہ جیسی غیر اسلامی اور جاہلانہ رسومات کے متعلق طلباء کو آگاہ کیا جائے، ان عنوانات کو سیاق وسباق کے ساتھ تیار کیا جائے یعنی اس سے متعلق اہم واقعات کا ذکر بھی کیا جائے۔

3- مدرسوں میں پڑھنے والے طلباء کو بھی مقابلے کے امتحانات کی تیاری کروائی جائے تا کہ وہ بھی حکومت اور سرکاری عہدوں تک پہنچ سکیں۔

43.27 اخلاقیات کا فروغ ہم سب کی ذمہ داری ہے:

حکومت پاکستان وزارتِ تعلیم اور وزارتِ مذہبی امور کی جانب سے ملک کے تمام اخبارات، جرائد ورسائل کے ایڈیٹر صاحبان کو ہدایات جاری کرنی چاہیۓ کہ وہ اپنے اپنے اخبار اور رسالے (ماہنامے) وغیرہ میں ہر ماہ کم از کم ایک اخلاقیات کا مضمون ضرور شامل کریں۔ اور یہ مضامین ہر سال یا دو سال بعد دوبارہ شائع کئے جائیں۔ اس کے علاوہ اخلاقیات کو ایک لازمی مضمون کی حیثیت سے سلیبس میں شامل کرنا چاہیۓ اور طلبہ کا اس مضمون میں امتحان لیا جائے۔ سرکاری افسروں کو اپنے ماتحت عملے سے اخلاق سے پیش آنے کی ہدایات وقتاً فوقتاً جاری ہونی چاہئیں۔ گھروں میں گھر کے سربراہ اُن کی بیوی اور بچوں کو گھریلو ملازمین اور پڑوسیوں سے حُسنِ سلوک سے پیش آنا چاہیۓ۔ اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیز میں اخلاق کا اعلیٰ معیار قائم کرنا چاہیۓ، پولیس افسران اپنے ماتحت عملے کو بار بار عوام سے اخلاق سے پیش آنے کی ہدایات جاری کریں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

''اخلاق وآداب ایسے جوڑے ہیں جو بار بار پہنے جاتے ہیں اور ذہن صاف وشفاف آئینہ ہے۔''

(اقوال حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا انسائیکلوپیڈیا)

43.28 رشوت ستانی، بدعنوانی اور اقرباء پروری سے متعلق آئینِ پاکستان خاموش ہے:

رشوت ستانی اور اقرباء پروری ایسی معاشرتی برائیاں ہیں جس نے ہمارے معاشرتی نظام کو بری طرح سے مفلوج کر کے رکھ دیا ہے۔ اخبارات اور رسائل ہر روز عجب کرپشن کی غضبناک کہانیوں سے بھرے ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں آئین پاکستان خاموش ہے۔ حکومت وقت کو چاہئے کہ وہ رشوت ستانی اور اقرباء پروری سے متعلق آئین میں ترمیم کرے۔ اور رشوت خوری، بدعنوانی اور اقرباء پروری کو سنگین جرائم قرار دے کر اس کے لئے سخت ترین سزائیں مقرر کرے۔ اور ملوث لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچائے۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قیام پاکستان سے دو دن پہلے یعنی 11 راگست 1947ء کو اپنی تقریر میں رشوت ستانی اور اقرباء پروری کے بارے میں موشگاف الفاظ میں فرمایا:

> ”سب سے بڑی لعنتوں میں سے ایک جس سے ہندوستان بری طرح متاثر ہوا ہے وہ رشوت اور بدعنوانی ہے۔ یہ حقیقتاً ایک زہر ہے، ہمیں آہنی ہاتھوں کے ساتھ اسے کچل دینا چاہئے اور دوسری چیز جسے میں انتہائی برا سمجھتا ہوں وہ اقرباء پروری کی برائی ہے۔ اسے بھی بے رحمی سے کچل دینا چاہئے۔“
>
> (تقریر قائداعظم 11 راگست 1947ء)

43.29 قائداعظم محمد علی جناحؒ کی عزت واحترام اور وقار کا تقاضا:

قائداعظم محمد علی جناح بانی پاکستان، پاکستان کی اوّلین اور انتہائی قابلِ صد احترام شخصیت ہیں۔ اس احترام کا تقاضا ہے کہ ان کی تصویر کو بھی وہی عزت واحترام سے نوازا جائے جس کی وہ مستحق ہے۔ بعض تعلیمی ادارے حضرت علامہ اقبال شاعرِ مشرق یا سر سید احمد خان سے اپنی والہانہ محبت وعقیدت میں اس قدر بڑھ جاتے ہیں کہ وہ ان شخصیات کو قائداعظم کی شخصیت سے زیادہ احترام دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ وہ سر سید احمد خان یا علامہ اقبال کی تصویر کو درمیان (Center) میں اور قائداعظم کی تصویر کو سائیڈ میں آویزاں کرتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ وہ کس قدر قومی نقصان پہنچا رہے ہیں۔ یہ انتہائی قابلِ اعتراض بات ہے۔ قائداعظم کا مقام اور مرتبہ کوئی دوسری شخصیت چاہے وہ کتنی ہی قابلِ احترام کیوں نہ ہو، نہیں لے سکتی۔ جب تعلیمی ادارے ہی قائداعظم کا رتبہ کم کرنے لگ جائیں گے تو طلباء کے دلوں سے بھی ان کا احترام کم ہوتا جائے گا۔ اور یہ چیز پاکستان کے لئے تباہ کن ہوگی۔ حکومت پاکستان اور محکمہ تعلیم کو اس بات کا فوری اور سختی سے نوٹس لینا چاہئے اور تمام پرائیویٹ اور سرکاری تعلیمی اداروں کو مطلع کرنا چاہئے کہ جہاں بھی تین تصویریں (قائداعظم، سر سید احمد خان، علامہ اقبال) ایک جگہ لگائی جائیں تو درمیانی تصویر قائداعظم کی ہو۔ بصورت دیگر ان کے خلاف سخت تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ اسی طرح فوجی پریڈ میں فوجی دستے تین پرچم لے کر چلتے ہیں، ان میں درمیان والا پرچم پاکستان کا ہونا چاہئے۔

43.30 معاشرے کا اخلاق سدھارنے میں میڈیا کا کردار:

کچھ ٹی وی چینلز کے پروڈیوسر حضرات اپنے مزاحیہ پروگراموں میں بازاری، ناشائستہ زبان، اخلاق سے گرا ہوا انداق اور نازیبا جملوں کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں جو کہ انتہائی نامناسب بات ہے۔ ایسا وہ یقیناً عوام کی دلچسپی انہیں خوش کرنے اور ان کے مزاج کے مطابق تفریح مہیا کرنے کے لئے کرتے ہیں مگر شاید وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ جو فحش زبان اور چبھتے ہوئے فحش شعر اور نازیبا جملے ٹی وی کے مزاحیہ پروگراموں میں بولے جاتے ہیں اور اخلاق

سے گری ہوئی حرکتیں عوام الناس میں خاصی مقبول ہو جاتی ہیں، لوگ اسے اچھا اور مستند سمجھتے ہوئے اور اپنی روزمرہ زندگی میں ان باتوں اور نازیبا حرکتوں کی تقلید کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ ہمیں لغو اور اخلاق سے گری ہوئی بازاری زبان کو ہرگز فروغ نہیں دینا چاہئے۔ ایسی جاہلانہ گفتگو اور فحش مذاق کو گلیوں اور بازاروں تک ہی محدود رکھنا چاہئے۔ ہمیں اپنے کم تعلیم یافتہ عوام کو بھی اچھی تفریح مہیا کرنے کے لئے انہیں اچھی اور شستہ زبان اور معیاری مزاح سے روشناس کروانا ضروری ہے۔ انہیں اخلاقیات کے دائرے میں لا کر ایک مہذب معاشرہ تشکیل دینے کا اہم فریضہ بھی ہمارے قابلِ احترام پروڈیوسر اینکر پرسن اور صحافی حضرات کو سرانجام دینا ہے۔ اگر ہم خود بھی انہی جیسے بن کر ان کی اخلاق سے گری ہوئی باتوں کو اہمیت دے کر ٹی۔ وی پر نشر کرنے لگیں گے تو پھر ہمارے معاشرے میں اسکول کالج اور یونیورسٹی کی اخلاقیات کی تعلیم کا خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکل سکے گا۔ ''ماحول کو وہی شخص متاثر کر سکتا ہے جو خود ماحول سے متاثر نہ ہو۔'' معاشرے کو سدھارنے میں میڈیا کا کردار اساتذہ سے بھی بڑھ کر ہے۔ مسلمانوں کا ماضی ان کی شاندار تہذیب و تمدن، عدل و انصاف، شجاعت بہادری اور عمدہ طرزِ حکمرانی سے تاریخ کے صفحات بھرے پڑے ہیں، مگر ہمارے پروڈیوسر اور اینکر صاحبان اپنے پروگراموں میں مندرجہ بالا صفات کو اُجاگر کرنے کے لئے یورپ اور امریکہ کی مشہور شخصیات کا سہارا لیتے ہیں کیا انہوں نے ٹیپو سلطان، شہاب الدین غوری، طارق بن زیاد، محمد بن قاسم، محمود غزنوی، شہنشاہ جہانگیر وغیرہ کے سنہری کارناموں کے بارے میں طلباء اور عوام کو بتایا؟ اگر ہم چاہتے ہیں کہ دنیا میں اپنا مقام حاصل کریں تو ہمیں جاگنا اور عوام کو بیدار کرنا ہوگا۔

43.31 وزارتِ مذہبی امور (Ministry of Religious Affairs) کی ذمہ داریاں:

ہر نماز جمعہ میں پیش امام کا وعظ سننے کے بعد آپ کو احساس ہوتا ہوگا، جیسے ان علماء اور خطیب صاحبان کو اپنے ملک میں رونما ہونے والے رشوت ستانی، دہشت گردی، قرآن پاک سے شادی اور غیرت کے نام پر قتل جیسے گھمبیر واقعات کا قطعی علم نہیں وہ اپنی ہی دنیا میں الگ تھلگ جی رہے ہیں۔ پیش امام اور خطیب حضرات وعظ کے دوران مندرجہ بالا انتہائی اہم موضوعات (جو ہمارے معاشرے کے لئے وبال جان بنے ہوئے ہیں) پر بالکل نہیں بولتے۔ اس سے عوام میں غلط تاثر پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ اعمال بُرے ہوتے تو ہمارے مولوی صاحب ہمیں اس سے منع کرنے کی تلقین ضرور فرماتے۔ قیامت والے دن سب سے زیادہ پکڑ ان علماء کی ہوگی کہ انہیں ایک بات کا علم تھا مگر انہوں نے دوسروں کو نہیں بتائی۔ بتانے سے بہت ممکن تھا کہ بہت سے لوگ راہِ راست پر آجاتے۔

وزارتِ مذہبی اُمور کو چاہئے کہ وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ہر چھوٹی بڑی مساجد کے امام اور خطیب صاحبان کے لئے لازم قرار دے کہ وہ ہر نماز جمعہ کے وعظ میں مندرجہ ذیل موضوعات پر کھل کر اظہارِ خیال کریں اور عوام کو ان کے مضر ترین اثرات سے بچنے کی تلقین کریں۔

① رشوت ستانی ہمارے معاشرے کا المیہ ② دہشت گردی کی دینِ اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے، ③ بیمار کی عیادت عبادت کا درجہ رکھتی ہے، ④ تعزیت کے آداب ⑤ قرآن پاک سے لڑکی کی شادی اور غیرت کے نام پر قتل ایسی جاہلانہ اور وحشیانہ رسومات ہیں جن سے دینِ اسلام کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ انہیں فوراً سختی سے ختم کیا جائے۔

43.32 تاریخ کی روشنی میں...... مسلمانوں کی مایہ ناز اور مقتدر ہستیاں ہمارے طلباء کے لئے روشنی کے مینار ہیں:

مسلمان اکابرین کی ایسی مایہ ناز اور قابلِ قدر ہستیاں گزری ہیں کہ جن کے گرانقدر اور ناقابل فراموش کارناموں سے تاریخ کے صفحات بھرے پڑے ہیں اور زمانے کو ہمیشہ ان پر فخر رہے گا۔ ان کی علمی و ادبی، طبی خدمات، سائنسی ایجادات، جرأت و بہادری، عدل و انصاف اور اخلاق کی

بلندی کے اعلیٰ معیار مسلمان طلباء کے لئے روشنی کے ایسے مینار ہیں جو ان کی راہنمائی ایک کامیاب زندگی کی جانب نہ صرف کرتے ہیں بلکہ اس سے زندگی کی اعلیٰ ترین قدروں کو حاصل کرنے میں بھی بہت مدد مل سکتی ہے۔ ان کے سنہری کارناموں سے ہمارے طلباء کو متعارف کروانا بے حد ضروری ہے۔ تاکہ وہ اُن کے قابلِ تقلید کارناموں سے سبق حاصل کر کے اپنی زندگیوں میں مثبت تبدیلی لا سکیں۔

ٹیپو سلطان والیٔ میسور ایک روشن دماغ اور جری مسلمان حکمران گزرا ہے۔ جسے لوگ اب بھولتے جا رہے ہیں۔ وہ شجاعت و بہادری کی عظیم اور اَنمٹ داستانیں چھوڑ گیا۔ اسے اپنے لوگوں کی غداری کی وجہ سے شکست ہوئی تھی۔ مرتے وقت اس کے کہے ہوئے یہ الفاظ تاریخ کا حصہ بن گئے:

"شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔"

ٹیپو سلطان میدانِ جنگ میں زخموں سے چور جانکنی کی حالت میں پڑا ہوا تھا، ایک فرنگی سپاہی یہ سمجھا کہ شاید وہ وفات پا چکے ہیں، اس نے ٹیپو سلطان کی قیمتی بیلٹ (belt) اُتارنے کی کوشش میں اپنا ہاتھ پیٹی کی طرف بڑھایا ہی تھا کہ ٹیپو سلطان نے جانکنی کی حالت میں جب کہ تلوار ابھی بھی ان کے ہاتھ کی گرفت میں تھی انہوں نے نیم بے ہوشی اور غنودگی کے عالم میں ایک ایسا بھرپور وار کیا کہ وہ سپاہی موقع پر ہی ہلاک ہو گیا۔ اس واقعے سے فرنگی فوج میں خوف و دہشت کی ایک لہر دوڑ گئی کہ ٹیپو سلطان کے مرنے کے بعد بھی تین دن تک کوئی فرنگی سپاہی اُن کی لاش کے نزدیک نہ آیا۔ اس قسم کے بے شمار ولولہ انگیز واقعات سے مسلمان حکمرانوں، سپہ سالاروں اور اکابرین کی تاریخ رقم ہے۔ ایسی ہی چند ہستیوں کے نام یہ ہیں۔ ان کے کارناموں سے طلبہ کو متعارف کروانا بہت ضروری ہے:

1- محمود غزنوی، 2- شہاب الدین غوری، 3- غیاث الدین بلبن،
4- شمس الدین التمش 5- محمد بن قاسم 6- شیر شاہ سوری،
7- فیروز شاہ تغلق 8- طارق بن زیاد 9- قطب الدین ایبک
10- ظہیر الدین بابر 11- ہمایوں 12- شہنشاہ جہانگیر
13- اورنگ زیب عالمگیر 14- بوعلی سینا 15- سلطان صلاح الدین ایوبی
16- مولانا محمد علی جوہر 17- مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری 18- مولانا محمد حسین آزاد
19- مولانا عبدالخالق 20- مولانا شبلی نعمانی 21- شاہ عبداللطیف بھٹائی
22- خوشحال خان خٹک (بابائے افغان)
23- چودھری رحمت علی (انہوں نے پاکستان کا نام تجویز کیا تھا)۔ 24- رضیہ سلطانہ

43.33 مسافروں کو دورانِ سفر اصلاحی اور تعمیری فلمیں دکھائی جائیں:

ہر روز لاکھوں لوگ بری، بحری اور ہوائی سفر کرتے ہیں۔ لوگوں کو دورانِ سفر ایسی اصلاحی، تاریخی اور بانیانِ پاکستان سے متعلق فلمیں دکھائی جائیں جس سے ہم اپنے اسلاف کے کارناموں، ان کی ولولہ انگیز قیادت، طرزِ حکمرانی، اخلاق، اصول پسندی، انصاف، خدمت خلق، بہادری،

اور ملک وقوم اور اسلام سے والہانہ محبت سے ہماری قوم کے بچے آگاہ ہوسکیں۔ ایک اچھی اور اصلاحی فلم کا اثر انسانی ذہن پر ہفتوں قائم رہتا ہے۔ اس کے علاوہ پاکستانی شہریوں کو پاکستانیوں کی بنائی ہوئی وہ بین الاقوامی انعام یافتہ (Oskar Award) دستاویزی (Documentary Films) فلمیں مثلاً "A Girl in the River" دکھائی جائیں۔ اس کے ہمارے معاشرے پر مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔

حکومت اسلامی جمہوریہ پاکستان کو چاہئے کہ وہ مندرجہ بالا مسافروں کی نقل وحمل کے اداروں کو ایسی اصلاحی اور تعمیری فلمیں دکھانے کا پابند کرے۔

43.34 رشوت ستانی کے خلاف میڈیا آگاہی مہم شروع کرے:

رشوت ستانی کے خلاف احادیث نبوی ﷺ اور اقوالِ رسول ﷺ کو ٹیلیویژن اسکرین پر دکھایا جائے۔ قوم کی اصلاح کا سب سے بڑا اور مؤثر ذریعہ ہمارے T.V. چینلز ہیں۔ آج تک سوائے مذہبی ٹی۔ وی چینلز کے کسی بھی ٹی۔ وی چینلز نے رشوت ستانی کے خلاف قولِ رسول ﷺ اور احادیث نبوی ﷺ کو ٹی۔ وی اسکرین پر نہیں دکھایا۔ ہمارے ٹی۔ وی چینلز کے مالکان اور حکامِ اعلیٰ کا ایسی چیزوں کا نشر نہ کرنا (جو کہ قوم کی بہتری اور اصلاح کے لئے ہو) کیا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی صریح خلاف ورزی نہیں ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشادِ فرمایا کہ:

> ''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس شخص کو خوش وخرم رکھے جو ہم سے کوئی بات سنے اور اس کو دوسروں تک پہنچادے، جس طرح اس نے سنا تھا۔ اس لئے کہ بہت سے وہ لوگ جنہیں وہ بات پہنچائی جائے گی وہ اس سننے والے سے زیادہ اس کی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔'' (ترمذی، حدیث حسن)

جو چیز قوم کی اصلاح کے لئے ہو، اس کا ٹی۔ وی پر نشر نہ کرنا، کیا یہ ہماری دانائی اور سوچ کے ساتھ زیادتی اور ہماری بینائی اور قوتِ سماعت کو منجمد کرنے کے مترادف نہیں ہے؟ تمام ٹی وی چینلز کے مسلمان مالکان کو چاہئے کہ وہ ہر روز ٹی۔ وی پروگراموں میں وقفوں کے دوران رشوت ستانی کے خلاف احادیث نبوی ﷺ اور قولِ رسول ﷺ کو باقاعدگی سے ہر روز نشر کرنے کا اہتمام کریں اور اس جذبے سے یہ کام کریں جیسے کسی ڈوبتے ہوئے شخص کو پانی سے باہر نکالا جاتا ہے۔ اس طرح سے نہ جانے کتنے لوگ ہر روز راہِ راست پر آسکتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ارشاد فرمایا:

> ''اگر تمہاری تعلیمات سے ایک آدمی بھی راہِ راست پر آ گیا تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔''

43.35 قرآنِ پاک کے ترجمہ شدہ نسخے بڑے ہوٹلوں کے لئے:

وزارتِ مذہبی اُمور (Ministry of Religious Affairs) کو چاہئے کہ وہ ملک کے تمام بڑے بڑے ہوٹلوں بشمول فائیو سٹار (5-Star) ہوٹلوں کو ہدایت جاری کرے کہ وہ اپنے ہوٹل کے کمروں میں ملکی اور غیر ملکی مسافروں کے پڑھنے کے لئے قرآنِ پاک کا انگریزی اور اُردو زبان میں ترجمہ شدہ نسخے رکھنے کا اہتمام کریں۔ اس سے مسافروں کو خاص طور پر غیر ملکی مہمانوں کو اسلام کے بارے میں صحیح معلومات حاصل ہوں گی۔ انہیں پتہ چلے گا کہ اسلام کتنا پُر امن مذہب ہے اور اس میں دہشت گردی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

باب: 44

غربت سے آگھی

44:00 غربت سے آگہی:

غربت سے آگہی غربت مٹانے کے لئے بہت ضروری ہے۔ غربت کا احساس وہی کرسکتا ہے جس نے غریب خاندان میں آنکھ کھولی ہو اور وہ خود غربت کے دور سے گزرا ہو یا غربت کو نزدیک سے دیکھا ہو۔ غربت معاشرے کا وہ رستا ہوا ناسور ہے جو معاشرتی برائیوں کو جنم دیتا ہے۔ اور معاشرے کو تباہی اور بربادی کے اندھیروں میں دھکیل دیتا ہے۔ پیٹ کی آگ وہ آگ ہے جو بھوکے انسان کو ناجائز اور مکروہ سے مکروہ کام کرنے پر مجبور کردیتی ہے۔ جس کی اجازت نہ تو مذہب دیتا ہے اور نہ کوئی مہذب معاشرہ دے سکتا ہے۔ ایک صوفی بزرگ کا فرمان ہے:

''آج کے انسان کو موت سے زیادہ غریبی کا ڈر ہے۔''

اسلامی معاشرے میں غربت کا تصور نہیں ہے۔ اسلام ہمیں مساوات کا درس دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق چالیس (40) آدمیوں میں سے اگر ایک آدمی غریب ہے تو باقی انتالیس (39) آدمیوں کا فرض ہے کہ وہ اس غریب آدمی کی مالی امداد کریں حتیٰ کہ وہ شخص غریب نہ رہے اور وہ بھی صاحب حیثیت ہو جائے۔ جب تک انسان اپنی روح کو بیدار نہیں کرتا وہ کوئی فلاحی کام نہیں کرسکتا۔

44.01 غریب انسان کا کوئی مذہب نہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''غربت انسان کو کفر کی طرف دھکیل دیتی ہے۔''

44.02 کسی تاخیر کے بغیر غریبوں کی مدد کرو:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''کسی تاخیر کے بغیر غریبوں کی مدد کرو کیونکہ یہ (عمل) تمہیں اَن دیکھی آفتوں اور مصائب سے محفوظ رکھے گا۔'' (ترمذی)

44.03 سماجی بھلائی (Social Welfare) کے کاموں کی اہمیت:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''یومِ قیامت سماجی بھلائی کے کام ایک مسلمان کے لئے سایہ بن جائیں گے۔'' (ترمذی)

44.04 امراء کے لئے آغازِ عبرت کا وقت:

ایک صوفی بزرگ کا قول ہے کہ:

''جب محروم اور غریب کو اس مقام تک پہنچا دیا جائے کہ وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونے لگے تو وہ امراء کے لئے آغازِ عبرت کا وقت ہوتا ہے۔''

44.05 طلباء کے لئے غربت سے آگہی کیوں ضروری ہے؟

طلباء کے لئے غربت سے آگہی بہت ضروری ہے۔ کیونکہ یہی وہ عمر ہوتی ہے جس میں انسانی ہمدردی خلوص ومحبت رواداری بلاتعصب اپنے عروج پر ہوتی ہے۔

ہمارے ملک میں معاشرتی ناانصافیاں اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ ایک طرف تو لوگ غربت سے تنگ آکر خودکشیاں (Suicide) کر رہے ہیں تو دوسری طرف کچھ لوگوں کو اشیاء خورد ونوش کی اس قدر فراوانی ہے جس کی وجہ سے انہیں بدہضمی کی شکایت رہتی ہے۔ بچے غربت کی وجہ سے تعلیم سے محروم ہیں جو غریب بچے کسی طرح سے تعلیم حاصل کر لیتے ہیں وہ اعلیٰ تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں۔ غریبوں کو علاج معالجے اور پینے کا صاف پانی بھی میسر نہیں ہے۔ طلباء کو ان سب حقائق سے نہ صرف آگہی حاصل کرنا ہوگی بلکہ سکول اور کالج کی سطح (level) سے ہی غریبوں کی فلاح و بہبود کے منصوبوں اور اسکیموں کا آغاز کرنا ہوگا۔ یہ کوئی اتنا مشکل کام نہیں ہے۔ بس طلباء اور اساتذہ کی تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے۔ ویسے تو یہ کام حکومت پاکستان اور بڑے بڑے سرمایہ داروں اور مخیّر حضرات (Phalanthropist) کا ہے مگر جب تک طلباء میں غربت سے آگہی نہ ہوگی، غربت مٹانے کا مشن کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہی طلباء کل ملک کی باگ ڈور جب اس ذہنی تبدیلی (Changed Mindset) کے ساتھ سنبھالیں گے تو یقیناً ایک حیرت انگیز تبدیلی محسوس ہوگی۔ یہی طلباء کل ملک کے سیاہ وسفید کے مالک ہوں گے اور اعلیٰ سرکاری حکومتی عہدوں پر فائز ہوں گے۔ یہی طلباء ملک کے Planner (منصوبہ ساز) اور فلاحی منصوبوں کے معمار (Architect) ہوں گے۔ یہی طلباء ملک کے غریب نادار اور پسے ہوئے طبقے کے لوگوں کا مقدر جگانے اور سنوارنے کا فریضہ انجام دیں گے۔

44.06 ابتدائی کلاسز سے ''غربت سے آگہی'' کی تعلیم دی جائے:

طلباء اور اساتذہ کو چاہئے کہ وہ ابتدائی کلاسز سے ہی غربت سے آگہی کا آغاز کریں اور غربت دور کرنے کے طریقوں پر بھی غور کریں۔ اور یہ بھی سوچیں کہ وہ اس سلسلے میں اپنا مثبت کردار کیسے ادا کر سکتے ہیں۔ ایسے غریب طالب علم بھی ہیں جو ناشتہ بھی afford نہیں کر سکتے اور صبح ناشتہ کئے بغیر کلاسوں (Classes) میں جاتے ہیں۔

44.07 امیر طلباء غریب طلباء کا خیال رکھیں:

امیر خاندانوں سے تعلق رکھنے والے طلباء اور طالبات اپنی کلاس کے غریب اور نادار طلباء کا خیال کریں۔ اگر وہ صبح ناشتہ نہیں کر کے آتے تو اپنے والدین سے کہہ کر ان کے لئے سکول یا کالج کی کینٹین میں ناشتہ اور کھانے کا انتظام کروا دیں۔ اگر انہیں کتابوں، فیسوں کے لئے پیسوں، ماہانہ وظیفے، گھڑی، موبائل فون وغیرہ کی ضرورت ہے تو انہیں خرید کر تحفے میں دے دیں۔ اسی طرح سے اگر کسی غریب طالب علم کا سائیکل پرانا یا ٹوٹا ہوا ہے یا وہ کافی دور سے پیدل چل کر اسکول یا کالج آتا ہے تو اُسے نیا سائیکل یا موٹر سائیکل خرید کر تحفے میں دے دیں۔ کسی کی مشکل آسان کر دی جائے یا کسی کی ضرورت پوری کر دی جائے تو یہ بہت بڑی نیکی کا کام ہے۔ اس طرح سے غریب طلباء کے والدین پر مالی دباؤ بھی کم ہوگا اور وہ انہیں تعلیم سے ہٹا کر ملازمت کے لئے مجبور بھی نہیں کریں گے۔

44.08 کالجوں اور یونیورسٹیز میں غربت مٹاؤ فاؤنڈیشن (Poverty Alleviation Foundation) کا قیام وقت کی اہم ترین ضرورت ہے:

انجینئرنگ کالج اور یونیورسٹی، میڈیکل کالجز اور یونیورسٹیز کے طلباء اور طالبات غربت مٹاؤ فاؤنڈیشن (Poverty Alleviation Foundation) کی بنیاد رکھ سکتے ہیں۔ جس میں تمام طلباء اپنے نام رجسٹر کروائیں اور ہر ماہ اپنے جیب خرچ (Pocket Money) میں سے کچھ رقم اس میں جمع کروایا کریں۔ پھر جب تعلیم مکمل ہو جائے تو کچھ رقم ہر ماہ اس غربت فنڈ میں جمع کروائیں۔ اس طرح سے کروڑوں اربوں روپے ہر سال جمع ہو سکتے ہیں جو کہ غربت دور کرنے کے منصوبوں پر خرچ کیے جا سکتے ہیں۔

44.09 غربت مٹاؤ قوم کو بچاؤ:

ایک صوفی بزرگ کا فرمان ہے:

''جب امیر اور غریب کے درمیان فاصلہ بالکل کم کرلو گے تو سمجھو قوم بچ گئی۔''

44.10 سماجی تنظیموں اور سول سوسائٹی کی ذمہ داریاں:

سماجی تنظیمیں فلاحی ادارے اور سول سوسائٹی کو چاہئے کہ وہ غربت پر دستاویزی فلمیں (Documentary Films) تیار کروائیں اور پاکستان کے تمام سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیز میں طلباء کو دکھائیں۔ سول سوسائٹی کو چاہئے کہ وہ اسکول کالجز اور یونیورسٹیز کے ریٹائرڈ قابل اساتذہ اور پروفیسرز کی خدمات حاصل کریں اور ان سے غربت پر لیکچرز دلوانے کا انتظام کریں اور ملک کے تمام اسکولوں اور کالجوں اور یونیورسٹیز میں ہر ماہ ایک لیکچر تمام طلباء اور طالبات کو دیا جائے۔

44.11 غریب لوگ جنت میں مالدار لوگوں سے پانچ سو (500) سال پہلے داخل ہوں گے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''فقیر لوگ جنت میں مالدار لوگوں سے پانچ سو (500) سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔''

(ترمذی، حدیث حسن)

44.12 امیری اور غریبی...... مشیت ایزدی ہے:

امیر آدمی اپنی مرضی سے امیر گھرانے میں پیدا نہیں ہوا اور نہ غریب آدمی اپنی مرضی سے غریب گھرانے میں پیدا ہوا۔ یہ تو انسان کو اس دنیا میں آنے کے بعد اور آنکھ کھولنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ وہ امیر غریب یا متوسط گھرانے میں پیدا ہوا ہے۔ اور یہ مشیت ایزدی ہے۔ اب امیر لوگوں کا فرض ہے کہ وہ غربت دور کرنے کے منصوبوں پر تیزی اور پوری دیانت داری سے عمل کریں اور ایسا کرنا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہوگا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے انہیں امیر بنایا یا امیر گھرانے میں پیدا فرمایا۔ اس دنیا کو ایک عارضی رہائش گاہ (Transit Camp) سمجھیں کیونکہ ہر امیر اور غریب کو اس دنیا سے خالی ہاتھ واپس جانا ہے۔ ذوالقرنین بادشاہ دنیا سے خالی ہاتھ جانے سے اتنا متاثر ہوا کہ اس نے وصیت کی کہ میرے مرنے

کے بعد میرے ہاتھ کفن سے باہر نکال کر ہتھیلیاں اوپر کی طرف کر دی جائیں تاکہ لوگ دیکھ سکیں کہ میں دنیا سے خالی ہاتھ جا رہا ہوں اور وہ عبرت پڑیں کہ بادشاہ بھی دنیا سے مال و دولت ساتھ نہیں لے جا سکتا۔ ساتھ صرف نیک اعمال جاتے ہیں اور نیک اعمال یہی ہیں کہ غریب کو بھی اس قابل کیا جائے کہ وہ دو وقت کی روزی عزت سے کما سکے اور اپنے بچوں کو اچھی تعلیم بآسانی دلوا سکے۔ امیروں کو چاہئے کہ وہ غریبوں کے کام آنے میں سبقت لے جانے کی کوشش کریں۔

44.13 کمزور (غریب) لوگوں کی فضیلت:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ:

''تم مجھے کمزور لوگوں میں تلاش کرو اس لئے کہ کمزور لوگوں کی بدولت تمہیں فتحیابی حاصل ہوتی اور رزق مہیا ہوتا ہے۔'' (ابوداؤد نے عمدہ سند کے ساتھ اس کو ذکر کیا ہے)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

''حاجت مند غرباء کا تمہارے پاس آنا خدائے پاک کا انعام ہے۔''

44.14 ضرورت مند مسلمان کی ضرورت پورا کرنے کا اجر:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس کی مدد کرنا چھوڑے۔ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں ہوتا ہے، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کی ضرورتیں پوری فرماتا ہے۔ جو شخص کسی مسلمان سے کوئی مصیبت دور کرتا ہے، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس سے اس کے سبب قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت کو دور فرماتا ہے، جو شخص کسی مسلمان پر پردہ ڈالتا ہے، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ قیامت کے دن اس پر پردہ ڈالے گا۔'' (بخاری و مسلم)

44.15 سائل کو خالی ہاتھ مت لوٹاؤ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک باعتبار مرتبہ کے بدترین شخص کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''جی ہاں! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) (ضرور بتائیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''وہ شخص جس سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نام پر سوال کیا جائے اور وہ پورا نہ کرے۔'' (احمد)

حضرت اُمِ بجید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی سائل میرے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے (مجھ سے کچھ مانگتا ہے) تو مجھے بڑی شرم محسوس ہوتی ہے کیونکہ اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتی جو اس کے ہاتھ میں دے دوں......! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''اس کے ہاتھ میں کچھ نہ کچھ دے دو خواہ جلا ہوا کُھر ہی کیوں نہ ہو۔'' (ترمذی، حسن، احمد، ابوداؤد)

44.16 مانگنے والوں کو نہ جھڑکو:

سورۃ الضحیٰ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"یتیم پر ظلم نہ کرو، اور مانگنے والوں کو نہ جھڑکو۔" (سورۃ الضحیٰ:9،10)

44.17 جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کو اچانک اور غیر متوقع طور پر خوش کردے گا تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اُسے بخش دے گا:

ایک شخص سات سو(700) درہم کا مقروض تھا۔ کچھ لوگوں نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ اس کا قرض ادا کردیں۔ انہوں نے منشی کو لکھا کہ فلاں شخص کو سات ہزار درہم (7,000/-) دیئے جائیں یہ تحریر لے کر مقروض ان کے منشی کے پاس پہنچا اس نے خط پڑھ کر حامل رقعہ سے پوچھا کہ تم کو کتنی رقم چاہئے اس نے کہا کہ سات سو کا مقروض ہوں۔ اور اسی رقم کے لئے لوگوں نے ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے میری سفارش کی ہے۔ منشی کو خیال ہوا کہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے غلطی ہوگئی ہے۔ اور وہ سات سو کی بجائے سات ہزار لکھ گئے ہیں۔ منشی نے حامل رقعہ سے کہا کہ خط میں کچھ غلطی معلوم ہوتی ہے، تم بیٹھو، میں اُن سے دوبارہ دریافت کر کے تم کو رقم دیتا ہوں۔ جب عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تو انہوں نے جواب میں لکھا کہ جس وقت تم کو یہ خط ملے اسی وقت اس شخص کو تم چودہ ہزار(14,00) درہم دے دو۔ منشی نے از راہِ ہمدردی ان کو دوبارہ لکھا کہ اگر اسی طرح آپ اپنی دولت لٹاتے رہے تو جلد ہی سارا سرمایہ ختم ہوجائے گا۔ منشی کی یہ ہمدردی اور خیر خواہی آپ کو پسند نہ آئی اور آپ نے سخت الفاظ میں لکھا کہ اگر تم میرے ماتحت ہو تو جیسا حکم دیتا ہوں ویسا عمل کرو۔ میرے سامنے مادی دولت وثروت سے زیادہ قیمتی سرمایہ آخرت کا ثواب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد گرامی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کو اچانک اور غیر متوقع طور پر خوش کردے گا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اسے بخش دے گا۔"

اس نے مجھ سے سات سو درہم کا مطالبہ کیا تھا میں نے سوچا کہ اس کو سات ہزار ملیں، تو یہ غیر متوقع رقم پا کر بہت زیادہ خوش ہوگا اور فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق میں ثواب کا مستحق ہوں گا۔ دوبارہ رقعہ میں چودہ ہزار(1400/-) انہوں نے اس لئے کرایا کہ غالباً لینے والے کو سات ہزار کا علم ہو چکا تھا، اس لئے اب زائد رقم ہی اس کے لئے غیر متوقع ہو سکتی تھی۔ (سیرِ صحابہ رضی اللہ عنہم جلد 8 صفحہ 322)

44.18 خدمتِ خلق کی اہمیت:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

(i) "مذہب سے اگر انسانیت اور خدمت نکال دی جائے تو صرف عبادت باقی رہ جاتی ہے۔ جس کے لئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے پاس فرشتوں کی کوئی کمی نہیں۔" (حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم)

(ii) "غریب وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو۔" (حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم)

44.19 مخلوق کے لئے بھلائی کرتے رہنے کی فضیلت:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے کاموں میں لگ جاتا ہے، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کے کاموں میں لگ جاتا ہے۔''

ایک بہت بڑے صوفی بزرگ کا قول ہے:

''اپنی ذات کے لئے صبر اور مخلوق کی بھلائی کے لئے سعی کرتے رہنے کا حکم ہے۔'' (تفسیر فاضلی)

44.20 دنیا کیا چیز ہے؟

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''دنیا کا لفظ ''دنائیت'' سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں: ''خواری، ذلت، کمینگی، اس سے اندازہ لگاؤ کہ دنیا کیا چیز ہے؟''

44.21 جنت اور دوزخ کیا ہیں؟

حضرت ذوالکفل علیہ السلام (Hazrat Zul-Kifl) اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے پیغمبر گزرے ہیں، جن کا ذکر قرآنِ پاک میں دومرتبہ آیا ہے۔ (سورۃ انبیاء:85، اور سورۃ ص:48) مندرجہ ذیل واقعہ دوسوسال قبل مسیح کا ہے اور یہ تورات (Old Testament) میں ہے۔

حضرت ذوالکفل علیہ السلام سے کسی شخص نے پوچھا کہ جنت اور دوزخ کیا ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''آؤ میرے ساتھ'' اور آپ علیہ السلام اس شخص کو لے کر ایک جگہ گئے جہاں ایک بڑے برتن میں کھانا رکھا ہوا تھا اور اطراف میں بھوک سے نڈھال لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں بڑے بڑے چمچ (پندرہ پندرہ فٹ لمبے) دیئے گئے اور کہا گیا کہ کھانا کھاؤ۔ وہ کھانا چمچ سے برتن سے نکال تو لیتے مگر چمچہ بڑا ہونے کی وجہ سے اپنے منہ میں ڈالنے سے قاصر تھے۔ کھانا کھانے کی بہت کوشش کرتے مگر کھانا منہ تک نہیں پہنچتا تھا اور زمین پر گر جاتا تھا۔ کچھ لوگوں نے اسی کوشش میں غصہ میں آکر چمچے توڑ ڈالے۔ حضرت ذوالکفل علیہ السلام نے فرمایا ''یہ ہے دوزخ'' پھر آپ علیہ السلام اس شخص کو لے کر ایک دوسری جگہ گئے۔ یہ جگہ بھی بالکل پہلی والی جگہ کی طرح تھی۔ اسی طرح بڑے برتن میں کھانا رکھا ہوا تھا اور اطراف میں بھوک سے نڈھال لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں بھی پہلے والوں کی طرح بڑے بڑے چمچ دیئے گئے اور کھانے کو کہا گیا۔ اُن میں سے ایک شخص نے چمچ اُٹھایا، برتن میں سے کھانا نکالا اور دور بیٹھے ہوئے شخص کے منہ میں ڈال دیا، اس طرح سب نے کھانا کھالیا۔ حضرت ذوالکفل علیہ السلام نے فرمایا: ''یہ ہے جنت''۔

دنیا میں انسان کا ایک دوسرے کے کام آنا مدد کرنا اور ان کی مشکلات کو دور کرنا ہی جنت حاصل کرنے کے مترادف ہے۔

میر دردؔ فرماتے ہیں

؎ دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرو بیاں

باب: 45

دفتر (Office) کے آداب

45:00 دفتر (Office) کے آداب:

سرکاری دفتروں میں افسر اور ماتحت کا رشتہ بھی بڑا نازک ہوتا ہے۔ معمولی سی غلط فہمی افسر اور ماتحت کے خوشگوار تعلقات کو بگاڑ سکتی ہے۔ بعض افسر سنی سنائی باتوں پر فوراً یقین کر لیتے ہیں جو کہ بعد میں اکثر غلط ثابت ہوتی ہیں۔ ایک اچھا مثبت سوچ رکھنے والا، ایماندار، اہل اور متوازن شخصیت کا مالک سرکاری افسر سرکاری اوقات میں اپنے ماتحتوں سے بڑی سنجیدگی سے پیش آتا ہے، وہ اپنے مثبت رویے سے یہ امر اپنے ماتحتوں پر واضح کر دیتا ہے کہ وہ سرکاری کام میں کسی قسم کی رکاوٹ، تاخیر، غیر ذمہ دارانہ رویہ یعنی دفتر لیٹ آنا، تساہلی، ہڑتالوں، سرکاری املاک یا خزانے کو نقصان پہنچانا ہرگز برداشت نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی وہ کسی افسر سے کسی دوسرے افسر کے خلاف شکایت اس کی غیر موجودگی میں سنے گا۔ بصورت دیگر وہ فوراً اُس افسر کو بلا لے گا جس کے خلاف شکایت یا کوئی واقعہ منسوب کیا جا رہا ہو۔ اور دونوں کو آمنے سامنے کروا کر اصل حقائق تک پہنچ جائے گا۔ ایک اچھا افسر بارعب ہونے کے باوجود اپنے ماتحت افسر اور عملے کے ذاتی مسائل میں دلچسپی لے گا۔ وہ ان کے گھریلو مسائل، مالی پریشانی، بیماری اور بچوں کی تعلیم سے متعلق مسائل سے ضرور آگاہی حاصل کرے گا، اور حتی الوسع انہیں حل کرنے میں مدد دے گا۔ بعض اعلیٰ افسر اخلاقیات کے سارے اصولوں کو پس پشت ڈال کر افسری کرتے ہیں، بعض نچلے درجے کے ملازم تو ظالم افسروں کے ناروا اور انسانیت سوز رویہ کی وجہ سے ذہنی مریض بن جاتے ہیں، اور کوئی اُن کا پُرسانِ حال نہیں ہوتا۔ حکومت کو چاہئے کہ ایسے افسروں پر نظر رکھے اور انہیں اپنے اختیارات سے تجاوز نہ کرنے کے بارے میں قانون بنائے۔ ایک اچھا اور ایماندار افسر اپنے ماتحتوں سے تحفے تحائف یا موسمی پھلوں کی پیٹیاں قبول نہیں کرے گا بلکہ انہیں سختی سے منع کرے گا۔ ایک محنتی اور ایماندار افسر اپنے ماتحتوں کو "خدمت کرنے" کی تلقین نہیں کرے گا بلکہ انہیں کام کرنے کی تلقین کرے گا۔

45.01 دفتری نظم وضبط:

دفتری نظم وضبط کا پہلا تقاضا یہ ہے کہ اعلیٰ افسر خود وقت پر دفتر تشریف لائیں اور دفتری اوقات کا احترام کریں۔ افسر اور ماتحتوں کے اچھے تعلقات دفتری نظم وضبط کو مؤثر بنانے میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ افسران کو چاہئے کہ وہ اپنے ماتحتوں سے عزت اور نرمی سے پیش آئیں اور سنجیدگی سے دفتری نظم وضبط قائم رکھیں۔ اچھے محنتی اور ایماندار افسروں کی حوصلہ افزائی کریں اور انہیں انعامات وغیرہ سے بھی وقتاً فوقتاً نوازتے رہیں۔

45.02 سرکاری دفتروں میں استقبالیہ (Reception) کو مؤثر بنایا جائے:

دفتروں کے نظم وضبط اور کارکردگی کو بہتر بنانے میں استقبالیہ کا اہم رول ہے۔ استقبالیہ کی کارکردگی اور طریق کار کو مؤثر بنانے کے لئے ملاقاتیوں کے لئے ایک بہترین کمرہ مختص کیا جائے۔ ملاقاتی کاؤنٹر پر اپنی رجسٹریشن کروانے کے بعد کمرے میں انتظار کریں۔ ایک پروٹوکول (Protocol) افسر ڈیوٹی پر ہو جو کہ محکمے کے ریٹائرڈ افسروں کے (محکمے سے متعلق) کام کروا کر دے، اس طرح سے افسروں کا وقت بھی بچایا جاسکے گا۔

45.03 دفتری اوقاتِ کار کی سختی سے پابندی کی جائے:

دفتری نظم وضبط قائم کرنے میں اوّلین کردار جو ہر چھوٹے بڑے سرکاری اور غیر سرکاری ملازم کو ادا کرنا ہے، وہ یہ ہے کہ وہ دفتری اوقاتِ کار

کی سختی سے پابندی کرے۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہو سکا ہے جب کہ دفتر یا ادارے کا سرپرست اعلیٰ (Boss) وقت کی پابندی کرے اور مقررہ وقت پر دفتر آئے۔ دفتری اوقاتِ کار کی پابندی نہ کرنا کام میں تساہلی یا کام چوری کرنا یا سرکاری وقت ضائع کرنا وطنِ عزیز سے غداری کے مترادف ہے۔ زندہ قومیں وطن سے محبت کرتی ہیں۔ اور کوئی ایسا عمل نہیں کرتیں جس سے ملک کو نقصان پہنچے۔ پاکستان اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب کہ اس ملک کے لوگ وقت کی پابندی کرنا نہ سیکھ لیں۔ یہ محکموں میں نظم وضبط (Discipline) نافذ کرنے کی جانب پہلا قدم ہے۔

45.04 دفتر کے اوقاتِ کار (Office Time) میں دوستوں اور قرابت داروں کے ساتھ چائے پر گپ شپ لگانا:

دفتری آداب ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ افسران اور ماتحت عملہ اپنے دفتروں میں دفتری اوقاتِ کار میں اپنے دوست احباب سے گھنٹوں چائے پر گپ شپ کریں اور اس دوران اگر کوئی ملاقاتی ملنا چاہے تو کہہ دیا جائے کہ صاحب میٹنگ میں مصروف ہیں اور ملاقاتی کو گھنٹوں انتظار کروایا جائے۔ ایک باشعور افسر ایسا کبھی نہیں کرے گا۔ اسے اپنے اور دوسرے کے وقت کی یکساں قدر کرنا ہوگی۔ ہمارا ملک اب اس قسم کی عیاشیوں کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ دنیا بڑی تیزی سے ترقی کر رہی ہے، ہمیں اپنے آپ کو بدلنا ہوگا اور دنیا کی ترقی یافتہ قوموں کے ہم پلہ لانے کے لئے زبردست محنت اور قوتِ ارادی کے ساتھ آگے بڑھنا ہوگا۔

45.05 چھٹی (Leave) گزارنے کے فوراً بعد دفتر میں حاضر (Report) نہ ہونا:

یہ مشاہدے کی بات ہے کہ سرکاری ملازم چھٹی لے کر گھر جاتے ہیں مگر ان کے لئے چھٹی گزارنے کے بعد واپس دفتر آنا خاصا دشوار گزار مرحلہ ہوتا ہے۔ وہ گھر بیٹھے بیٹھے مزید چھٹی کی درخواست بھجوا دیتے ہیں۔ یہ بات دفتر کے آداب کے خلاف ہے۔ ایسا نہیں کرنا چاہئے یہ وعدہ خلافی ہے۔ وعدہ خلافی نہیں ہونی چاہئے کیونکہ اس طرح بندہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی نظر میں...... وعدہ خلافی اور عہد شکنی کا مرتکب ہوتا ہے جو کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بنتی ہے۔

سورۃ الصّف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں ہو۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ہاں یہ بات بڑی ناراضگی والی ہے کہ وہ باتیں کہو جو تم کرو نہیں۔'' (سورۃ الصّف:2،3)

اور سورۃ اسراء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور وعدے پورے کرو کیونکہ وعدے کی باز پرس ہونے والی ہے۔'' (سورۃ الاسراء:34)

45.06 سرکاری افسروں اور اہلکاروں کے لئے تحفہ یا ہدیہ لینا حرام ہے:

سرکاری ملازمین (افسروں اور ماتحتوں) کا سرکاری امور کی انجام دہی کے سلسلے میں تحفے تحائف قبول کرنا کسی طور پر جائز نہیں ہے۔ ہمارا مذہب اس کی بالکل اجازت نہیں دیتا اور اس کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''کوئی شخص مملکت کی کسی خدمت پر ہو چاہے چھوٹی ہو یا بڑی...... وہ عوام یا اہل معاملہ سے کوئی تحفہ قبول نہیں

کر سکتا، قطعی نہیں...... یہ حرام اور ناجائز ہے۔" (صحیح مسلم)

قبیلہ بنو سلیم کے پاس اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے رسول ﷺ نے ایک شخص کو بھیجا، ان کا تعلق قبیلہ اَسد سے تھا۔ ان کا نام تھا ابن شیبہ...... ان کو حکم ہوا کہ زکوٰۃ اور صدقات کی وصولیاں کر کے لاؤ، ابن شیبہ قبیلہ بنو سلیم کے پاس گئے اور جو فرائض ان کے سپرد کیے گئے تھے، انہیں پورا کیا۔ قبیلے والوں کے مال و اسباب کو دیکھ کر انہوں نے زکوٰۃ وصدقات کی رقوم کا تعین کیا۔ اور ان کی وصولیاں کر کے آ گئے۔ جب مدینۃ النبی ﷺ پہنچے تو خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور ایک ایک چیز کا حساب حضور اکرم ﷺ کے سامنے رکھا۔ یہ مال، جنس، یہ زکوٰۃ، یہ صدقہ، لیکن کچھ چیزیں وہ الگ الگ بھی رکھتے گئے۔ ان میں درہم اور دینار بھی تھے اور مال و اسباب بھی۔ پوچھا گیا انہیں تم کیوں الگ رکھتے ہو؟ تو ابن شیبہ نے جواب دیا یا رسول اللہ (ﷺ)! یہ وہ رقمیں ہیں اور وہ مال ہے جو قبیلہ بنو سلیم کے لوگوں نے اپنی خوشی سے مجھے دیا ہے۔ انہوں نے کہا یہ میرے لئے ہدیہ اور تحفہ ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے پوچھا کہ "اگر تم گھر میں بیٹھے رہتے تو یہ تحفے تمہیں ملتے؟" انہوں نے جواب دیا "نہیں"۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یہ سب بیت المال میں داخل کرو۔ جو شخص کسی خدمت کا معاوضہ پاتا ہے نوکر ہونے کی حیثیت سے وہ کوئی تحفہ وصول نہیں کر سکتا۔ جو تحفہ وہ لے گا قیامت میں وہ اس کی گردن پر سوار ہوگا۔ یہ تحفہ نہیں رشوت ہے، دوزخ کے انگارے ہیں۔" (مسلم)

رسول اللہ ﷺ پیغمبر آخر الزمان نے مندرجہ بالا واقعہ کو اپنے خطبہ (چالیسواں خطبہ) میں یوں بیان فرمایا:

"لوگو! جب میں کسی کو محصّلِ زکوٰۃ بنا کر بھیجتا ہوں تو واپسی پر آ کر یہ کہتا ہے کہ یہ تو رہا سرکاری ٹیکس اور یہ حضور (ﷺ)! وہ سوغاتیں ہیں جو مجھے ان لوگوں نے دی ہیں۔ تو واقعی وہ ہدیے اور تحفے اس کو دیتے ہیں تو ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ وہ اپنے والدین کے گھر میں رہے اور لوگ اس کو تحفے ارسال کریں۔
خدا کی قسم! جو شخص بھی ناجائز طور پر کچھ حاصل کرے گا تو اس کا بوجھ وہ اُٹھائے ہوئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے ملاقات کرے گا۔ اور میں اس کو پہچان لوں گا جب اس کی گردن پر شور کرتی ہوئی گائے، بلبلاتا ہوا اونٹ اور چیختی ہوئی بکری دیکھوں گا۔

بارِ الٰہا! کیا میں نے تبلیغ کر دی۔"

45.07 جہنم کا خوف حرام کھانے سے روک دیتا ہے:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

"جسے جہنم کا خوف ہو وہ حرام سے رُک جاتا ہے۔"

45.08 دفتری کام کی بہتری کے لئے تنبیہ اور سرزنش وغیرہ ضروری ہے مگر وہ اخلاقیات کے دائرے میں ہونی چاہئے:

افسروں کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ ماتحتوں بشمول چپڑاسی اور نائب قاصد اور دیگر لوئر سٹاف کی بھی عزتِ نفس ہوتی ہے۔ اور اسے سرِ عام پامال نہیں کرنا چاہئے۔ اگر ماتحت عملہ/ سٹاف سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے یا اگر کوئی اپنے فرائضِ منصبی سے کوتاہی برتتا ہے تو افسر کو تدبر اور مصلحت سے کام لینا چاہئے۔ اور متعلقہ ماتحت یا افسر کو تخلیئے میں بلا کر اخلاقی دائرے میں رہتے ہوئے باز پرس کی جائے اور اس کی ناقص یا معیار سے گری ہوئی

کارکردگی یا غیر اخلاقی حرکت سے آگاہ کیا جائے اور بتایا جائے کہ اس کی کارکردگی تسلی بخش نہیں ہے یا اس کا رویہ اپنے افسر اور دیگر کام کرنے والوں کے ساتھ درست نہیں ہے۔ اور اس کے نتائج اس کے حق میں اچھے نہیں نکل سکتے۔ اس کے بعد بھی اگر متعلقہ افسر یا ماتحت اپنا رویہ درست نہیں کرتا تو تحریری خفیہ (Confidential) تنبیہ اور سرزنش لازمی ہو جاتی ہے۔ نوے فیصد ماتحت افسر اور عملہ تو اتنے عمل (Action) سے ہی سدھر جاتے ہیں۔ افسر ماتحتوں سے بحث نہ کریں۔ اور نہ ہی اُن سے بے تکلف ہوں اور نہ ہی اُس سے کوئی تحفہ، پھل فروٹ کی پیٹیاں (Crates) قبول کریں۔

اسی طرح ماتحت افسر اور عملے کو بھی اپنے کام اور اپنے رویے سے ایک اچھا ماتحت (Subordinate) ثابت کرنا چاہئے۔ یعنی وقت کی پابندی کرے، ایمانداری اور دیانتداری سے اپنا کام سرانجام دے اُسے کسی قسم کے غیر اخلاقی اور غیر قانونی کام میں ملوث نہیں ہونا چاہئے۔ اصولوں پر چلنے والا اپنا کام انہماک اور لگن سے بروقت پورا کرے گا۔ وہ کبھی اپنے افسر کی بے جا تعریف اور خوشامد نہیں کرے گا۔ بلاوجہ چاپلوسی کی خاطر افسر کے آگے پیچھے دست بدست رہنا، خدمت میں پھل فروٹوں اور سبزیوں کی پیٹیاں پیش کرنا اور افسر کے چھوٹے چھوٹے ذاتی نوعیت کے گھریلو کام کاج کی خاطر گھریلو ملازمین کی طرح دوڑے دوڑے پھرنا چھوٹے پن اور نااہلی کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ اس طرح سے ایک نااہل افسر یا ماتحت (Subordinate) ترقی پاتا ہے اور ایک اہل اور Competent افسر یا ماتحت کا حق مارتا ہے۔ یہ وطنِ عزیز کے ساتھ غداری کے مترادف ہے۔ انہی سب باتوں کی وجہ سے آج کل سرکاری دفتروں میں نظم وضبط غدر بود ہو چکا ہے۔ وقت پر دفتر نہ آنا عام ہے، اور اس کے ذمہ دار نااہل اعلیٰ افسران ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ وہ اپنے ملک کا کس قدر نقصان کر رہے ہیں۔

45.09 سرکاری دفاتر میں سرکاری امور پر مشاورت کا فقدان (Lack of Consultations):

ہمارے سرکاری دفاتر میں ابھی تک غلامانہ ذہنیت کی طرزِ حکمرانی کا فرسودہ دفتری نظام رائج ہے جس میں میرٹ کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ ہمارے موجودہ دفتری نظام میں افسرِ اعلیٰ (Boss) کا ہر حکم اور ہر فیصلہ مقدم سمجھا جاتا ہے چاہے وہ کتنا ہی غیر مناسب اور اصلاح طلب کیوں نہ ہو۔ کسی ماتحت افسر یا عملے میں کسی کی جرأت نہیں کہ وہ اس کی خامیاں اُجاگر کر سکے یا کوئی بہتر مشورہ دے سکے۔ کسی قسم کی مشاورت کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ اس فرسودہ نظام کا فائدہ صرف راشی اعلیٰ افسران کو پہنچ رہا ہے۔ جب کہ محکمے نقصان برداشت کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ملک کی ریلوے، بجلی اور دیگر محکمے وہ ترقی نہ کر سکے جو انہیں کرنی چاہئے تھی۔ اقرباء پروری نے میرٹ اور باہمی مشاورت کے اصولوں کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔

ترقی یافتہ ممالک کے سرکاری اور غیر سرکاری محکموں کے افسر اور بڑی بڑی انڈسٹریز اور کمپنیوں کے مالکان کی پالیسی ہے کہ وہ کسی بھی چھوٹے بڑے مسئلے پر غور اور فیصلہ کے لئے مجلسِ مشاورت منعقد کرتے ہیں جس میں بڑے چھوٹے تمام افسران حصہ لیتے ہیں۔ بعض اُمور میں تو اُن کلرک حضرات کو بھی مشاورت میں شامل کیا جاتا ہے جن کا اُس مخصوص کام یا پراجیکٹ سے تعلق ہوتا ہے تاکہ اُن کی رائے بھی معلوم ہو سکے۔ اب جو بھی فیصلہ کیا جاتا ہے اس میں اکثریت کی مرضی شامل ہوتی ہے، لہٰذا اس میں کامیابی یقینی ہوتی ہے۔ ہمیں اپنی دفتری نظام میں بھی اسی قسم کی مشاورت کو رائج کرنا چاہئے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"استخارہ کرنے والا کبھی نامراد نہیں ہوتا اور مشورہ کرنے والا کبھی نادم نہیں ہوتا اور کفایت سے کام لینے والا

کبھی کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔" (طبرانی)

45.10 اچھے افسر کی خصوصیات:

ایک بہت بڑے صوفی بزرگ کا قول ہے کہ

"اچھا افسر بننے کے لئے پہلے ہمیں ایک اچھا ڈرائیور بننا پڑتا ہے، اچھا ڈرائیور وہ ہے جو ہارن کم بجائے اور بریک کا استعمال بار بار نہ کرے، ہارن بجانے کا مطلب ہے لوگوں کو ڈرانا، اور بار بار بریک لگانے کا مطلب ہے سفر میں رخنہ ڈالنا۔ اسی طرح سے ایک اچھا افسر اپنے ماتحت افسروں اور عملہ کو ڈراتا نہیں ہے اور نہ ہی کام میں رُکاوٹ ڈالتا ہے۔"

45.11 ایماندار افسروں اور ماتحتوں کی محکمہ کو قدر کرنی چاہئے:

ایماندار افسر اور ماتحت (Subordinate) کسی بھی محکمہ کے لئے گرانقدر سرمایہ (Valuable Assets) ہوتے ہیں۔ وہ اپنی ایمانداری کی وجہ سے اپنے محکمے کو لاکھوں اور کروڑوں روپے کا فائدہ پہنچا رہے ہوتے ہیں، لہٰذا سرکاری محکموں کو چاہئے کہ وہ ایسے ملازموں کا خیال رکھے۔ ان کی معمولی غلطیوں اور کوتاہیوں کو نظر انداز کر دینا چاہئے۔

45.12 کبھی کسی کام کے بارے میں یہ نہ کہیں کہ یہ نہیں ہوسکتا:

یہ مشاہدے کی بات ہے کہ جب کوئی افسر اپنے ماتحت سے کوئی ایسا سرکاری کام کرنے کو کہتا ہے جو قدرے مشکل تو ہوتا ہے مگر ناممکن نہیں تو ماتحت افسر کا پہلا جملہ یہ ہوتا ہے "سر یہ نہیں ہوسکتا۔" چاہے وہ کام بعد میں ہو جائے۔ ایسے جملے ہماری منفی ذہنیت کی غمازی کرتے ہیں۔ کہنا یہ چاہئے کہ "سر یہ کام ہو جائے گا" اور اگر باوجود بہت کوشش کرنے کے وہ کام نہ ہو سکے تو پھر یہ کہا جا سکتا ہے کہ میں نے اپنی پوری کوشش کر لی یہ کام نہیں ہو سکا۔

45.13 سرکاری ٹریننگ سنٹرز اور اکیڈیمیز (Academies) میں تلاوتِ قرآنِ پاک:

پاکستان کے اکثر ٹریننگ سنٹرز اور اکیڈیمیز (Academies) میں صبح کلاسز شروع ہونے سے پہلے دس منٹ تلاوتِ قرآنِ پاک اور ترجمہ کے لئے مخصوص ہوتے ہیں۔ یہ ایک بہت اچھا عمل ہے جو کہ افسروں اور ماتحت عملے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ اور اسے سرکاری اور قانونی تحفظ دینا چاہئے تاکہ کوئی غیر سنجیدہ محکمے کا سربراہ اپنی صوابدید سے اُسے تبدیل یا ختم نہ کر سکے۔ پاکستان کے ایک اہم ٹریننگ سنٹر کے سربراہ جو کہ اسلامی ذہن کے مالک تھے، بہت دلچسپی لے کر بڑی محنت سے کچھ آیتوں کا انتخاب کیا اور ترجمہ کے ساتھ تمام اساتذہ کو مہیا کیں کہ ہر کلاس شروع کرنے سے دس منٹ پہلے تلاوت اور ترجمہ کے لئے مخصوص کریں۔ یہ ایک اچھا فیصلہ تھا، کچھ عرصہ بعد دوسرے سربراہ (وہ بھی مسلمان تھے) آ گئے انہوں نے کہا یہ "کیا ہو رہا ہے؟ پہلے تلاوت ہوگی پھر ترجمہ ہوگا، پھر تفسیر ہوگی۔ اس کی تو کوئی حد ہی نہیں ہے۔ آپ بس بسم اللہ پڑھ کر کلاس شروع کریں کوئی ضرورت نہیں ہے وقت ضائع کرنے کی۔ تمام لوگ خاموش کسی میں جرأت نہیں کہ کچھ بولے کیونکہ ہمارے سرکاری دفتروں کا ماحول ہی کچھ ایسا ہے جس میں اعلیٰ افسر کے سامنے کوئی بول نہیں سکتا۔ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے یہاں پر تعلیمی اداروں اور سرکاری ٹریننگ سنٹرز میں اسلامی تعلیمات کی تضحیک کا حکومت کو فوری نوٹس لینا چاہئے بلکہ ان اقدامات کو سرکاری اور قانونی تحفظ فراہم کیا جائے تاکہ کوئی افسر اپنی مرضی سے قومی، مذہبی اور اسلامی روایات یا

تعلیمات کو تبدیل یا ختم نہ کرسکے۔

45.14 سرکاری دفتروں میں خاتون آفیسرز (Female Officers) اور اسٹاف کے لئے علیحدہ کمرے اور کیبن مختص کئے جائیں:

بعض اعلیٰ سرکاری اور غیر سرکاری افسران کے ماتحت ناظم خواتین یا اہلکار (Female Officers or Officials) بھی کام کرتی ہیں۔ کالجوں اور یونیورسٹیز میں طالبات بھی پڑھتی ہیں، افسران (Boss) لیڈی آفیسرز کو اپنے دفتر میں بلا لیتے ہیں اور گھنٹوں میٹنگ (Meeting) میں مصروف رہتے ہیں، ان کا یہ عمل اسلامی روح (Islamic Spirit) کے منافی ہے۔ افسران اور پروفیسرز حضرات کو چاہئے کہ وہ کبھی بھی کسی لیڈی آفیسر یا طالبہ کو اکیلے اپنے دفتر یا کمرے میں نہ بلائیں۔ اگر لیڈی آفیسر سے ملاقات اشد ضروری ہو تو اپنے کسی افسر یا اپنے پرسنل سیکریٹری کی موجودگی میں ملاقات کریں۔ اور ضروری ہدایات دے کر جلد فارغ کر دیں۔

اکثر سرکاری دفتروں میں دیکھا گیا ہے کہ ایک ہال یا کمرے میں آٹھ دس کلرک حضرات بیٹھے کام کر رہے ہیں، اور ان میں ایک لیڈی کلرک بھی کام کر رہی ہے۔ یہ صورتحال انتہائی نامناسب، غیر اخلاقی اور غیر اسلامی ہے۔ محکمے کے سربراہ کا یہ فرض ہے کہ Female Employees کے لئے اسی کمرے یا ہال میں لیڈیز ورکرز کے لئے علیحدہ کیبن (Separate Cabins) بنوا دیئے جائیں۔ کسی افسر کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ لیڈی آفیسر کے دفتر میں (جب وہ اکیلی ہو) جائے۔ یہ غیر اسلامی عمل ہے۔ اگر جانا ضروری ہو تو کسی کو ساتھ لے کر جائے۔

45.15 عورت کے ساتھ خلوت میں نہ بیٹھنے کا حکم:

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

"عورتوں کے پاس اگر وہ گھر میں اکیلی ہوں تو مت جاؤ۔"

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یارسول اللہ (ﷺ) دیور کے بارے میں کیا حکم ہے؟"

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"دیور تو موت کے برابر ہے۔" (حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ)

45.16 کسی ملازم کا اپنے مالک سے کسی چیز کا چھپانا خیانت ہے:

حضرت عدی بن عمیرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ تم میں سے جس انسان کو ہم کسی ملازمت پر متمکن کریں وہ ہم سے سوئی کے برابر یا اس سے زیادہ کسی چیز کو چھپائے گا تو یہ خیانت ہے۔ جس کو قیامت کے دن لانا پڑے گا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی طرف سے انصار قبیلہ سے سیاہ فام ایک آدمی کھڑا ہو گیا۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ)! مجھ سے استعفیٰ لے لیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا ہوا؟ اس نے عرض کیا میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ ایسے ایسے فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں اب بھی کہتا ہوں کہ ہم جس شخص کو کسی کام کی ذمہ داری سونپیں گے تو اس کو قلیل اور کثیر سب کچھ

حاضر کرنا پڑے گا۔ پھر جو مال اسے دیا جائے وہ پکڑ لے اور جس سے روکا جائے اس سے باز رہے۔''
(رواہ مسلم)

45.17 افسرانِ بالا (Bosses) سے ملاقات کے آداب:

بہت سے ماتحت افسر اپنے افسران بالا سے ملتے وقت یا بات کرتے وقت اخلاقی اصولوں کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ ان کو ملاقات کے آداب (Manners) نہیں آتے اور وہ اکثر ان اخلاقی اصولوں کی پامالی پر افسرانِ بالا (Bosses) کے غیض وغضب کا نشانہ بنتے ہیں۔ اس سلسلے میں ماتحت افسر مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھیں:

(i) افسر بالا (Boss) کے دفتر میں جتنی مرتبہ بھی جائیں پہلے سلام کریں، پولیس والے یا سیکورٹی والے اپنے افسران کو سیلوٹ کریں۔

(ii) افسر بالا (Boss) کے پاس پان کھاتے ہوئے یا سگریٹ پیتے ہوئے ہرگز نہ جائیں۔ اگر Boss فوراً بلالے اور آپ پان کھا رہے ہوں یا سگریٹ پی رہے ہوں تو پان کو تھوک کر کلی کرلیں اور سگریٹ بجھا کر Boss کے پاس جائیں۔

(iii) افسرِ بالا (Boss) سے دفتر کے اندر یا دفتر سے باہر ملاقات ہو اور اگر آپ نے کالا چشمہ (Sun glasses) لگائے ہوں تو اسے اتار کر Boss سے بات کریں۔

(iv) افسر بالا (Boss) کے پاس جائیں یا کسی انٹرویو کے لئے جائیں اور اگر آپ نے ٹوپی، ہیٹ (Hat) وغیرہ لگایا ہو تو بیٹھنے سے پہلے اُسے اُتار لیں۔

(v) افسر بالا (Boss) کے سامنے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر نہ بیٹھیں۔

(vi) بعض افسر بیٹھتے وقت دونوں ہاتھوں سے اپنی قمیص، بشرٹ یا وردی کا پچھلا پلو اُٹھا کر بیٹھتے ہیں، اُن کا یہ عمل قابلِ مذمت ہے اور افسران بالا سے چبھتے ہوئے جملے سننے کو ملتے ہیں۔

45.18 صحیح اور نیک کام کے لئے ضرور سفارش کریں:

(i) سفارش کے بارے میں ارشادِ خداوندی

ارشادِ خداوندی ہے:

''جو شخص نیک بات کی سفارش کرے تو اس کو اس (ثواب) میں حصہ ملے گا۔'' (سورۃ النساء:85)

(ii) رسول اللہ ﷺ کا سفارش کے بارے میں فرمان:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب کوئی ضرورت مند انسان آتا تو آپ ﷺ حاضرین مجلس کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے سفارش کرو، تم کو ثواب ملے گا۔ اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے پیغمبر کی زبان پر جو چاہتا ہے فیصلہ کرا دیتا ہے۔'' (بخاری ومسلم)

45.19 خوشامد اور بے جا تعریف ایک ناپسندیدہ عمل ہے:

(i) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دوسرے کی خوشامد اور بے جا تعریف سے بچو۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

''ایک دوسرے کی خوشامد اور بے جا تعریف (مدح) سے بچو کیونکہ یہ تو ذبح کرنے کے مترادف ہے۔'' (ابن ماجہ)

(ii) خوشامد تو گردن کاٹ دینے کے مترادف ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ بن ابوبکرۃ اپنے والد یعنی ابوبکرۃ (اصل نام نفیع) رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں دوسرے ساتھی کی تعریف کی تو آپ ﷺ نے اس سے تین مرتبہ فرمایا کہ تم نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی۔ پھر فرمایا کہ:

''جب تم میں سے کوئی اپنے ساتھی کی تعریف کرے جس کے بغیر چارہ نہ ہو تو کہے کہ میرے خیال میں وہ ایسا ہے یا یوں کہا جائے اور میں اُسے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے مقابلے پر پاک قرار نہیں دیتا۔'' (ابوداؤد)

(iii) خوشامد کرنے والے کے منہ پر مٹی ڈالو۔

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ہمام رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف کرنے لگا۔ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے ایک مٹھی مٹی لے کر اس کے منہ میں ڈال دی اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

''جب تم خوشامد کرنے والوں کو پاؤ تو ان کے منہ پر مٹی ڈال دینا۔'' (ابوداؤد)

45.20 اعلیٰ سرکاری افسران کا اکثر نمازِ جمعہ ادا نہ کرنا:

یہ مشاہدے کی بات ہے کہ اعلیٰ سرکاری افسران جمعہ والے دن بھی کام (رپورٹیں وغیرہ تیار کرنے میں) اس قدر مشغول رہتے ہیں کہ انہیں نمازِ جمعہ کی ادائیگی کا خیال بھی نہیں آتا اور کئی جمعے بغیر نمازِ جمعہ ادا کیے گزر جاتے ہیں اور انہیں احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ کیا وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو ناراض کر کے اپنے اعلیٰ افسران کو خوش کر سکیں گے؟ اور وہ اپنے ماتحت عملے کو بھی عین نمازِ جمعہ کے وقت کام میں مصروف رکھتے ہیں۔ پاکستان ایک اسلامی جمہوری ملک ہے اور یہاں پر ایسا ہونا نہ صرف قابلِ مذمت ہے بلکہ ایسے اعلیٰ افسران سخت سزا کے مستحق ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ ایسے افسران کے خلاف سخت کارروائی کرے جو نہ خود نمازِ جمعہ ادا کرتے ہیں اور نہ اپنے عملے کو نمازِ جمعہ ادا کرنے دیتے ہیں۔

سورۃ الجمعۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو! جب اذان ہو جائے نماز کی جمعہ کے دن تو دوڑ و اللہ کی یاد کو اور چھوڑ دو خرید و فروخت یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو کچھ سمجھ ہے۔ آپ ﷺ فرما دیجئے کہ جو چیز خدا کے پاس ہے وہ ایسے مشغلہ اور تجارت سے بدرجہا بہتر ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سب سے اچھا روزی پہنچانے والا ہے۔''

(سورۃ الجمعۃ: 8 تا 11)

45.21 سرکاری محکموں کی کارکردگی بڑھانے کے لئے دفتروں سے T.V/LCD وغیرہ ہٹادیئے جائیں:

آج کل سرکاری اور نیم سرکاری دفاتر میں سرکاری اوقات کار میں .T.V./LC.D دیکھنے کا رواج عام ہوتا جارہا ہے۔ اعلیٰ سرکاری اور دیگر افسران کو TV خریدنے کے لئے سرکاری خزانہ سے رقوم مہیا کی جاتی ہیں۔ سرکاری افسران سارا سارا دن سرکاری اوقاتِ کار میں کرکٹ میچ اور اپنی پسند کے پروگرام دیکھتے رہتے ہیں۔ وہ کیا خاک کام کریں گے۔ کرکٹ میچ تو سارا سال ہوتے رہتے ہیں، جب کوئی خاص میچ ہو تو بہت زیادہ شوقین حضرات دفتر سے چھٹی لیں اور گھر میں بیٹھ کر کرکٹ میچ دیکھیں، سرکاری افسر حکومت کے ملازم ہوتے ہیں جس کی انہیں تنخواہ ملتی ہے۔ کوئی ذی شعور مالک یہ گوارا نہیں کرے گا کہ اس کا ملازم کام چھوڑ کر TV سے لطف اندوز ہوتا رہے۔ جب افسر کا دھیان بٹ جائے گا تو وہ کیا کام کرے گا، کام اس کے لئے بوجھ بن جائے گا اور وہ جیسے تیسے کام نمٹائے گا۔ یا پھر اپنا کام بھی ماتحتوں کے سپرد کرے گا کہ مجھ سے بس دستخط کروالینا۔

اگر حکومت میں اچھے قابل، محنتی، ایماندار، باشعور اور محبِ وطن لوگ ہوں گے تو وہ ایسی عیاشیوں (سرکاری وقت میں ٹی۔وی دیکھنا) کو کبھی برداشت نہیں کریں گے۔ وہ سرکاری افسروں سے سختی سے کام لیں گے اور کارکردگی کی بنیاد پر ان کی ترقی ہوگی۔ لہٰذا افسر بھی اپنی کارکردگی کو بہت بنانے کی کوشش کریں گے اور TV دیکھنے میں وقت ضائع نہیں کریں گے۔

حکومت پاکستان سے درخواست ہے کہ وہ تمام سرکاری اور نیم سرکاری دفاتر سے فوری طور پر .T.V./LCD وغیرہ ہٹادے (سوائے منسٹروں کے دفاتر سے)۔

45.22 اقرباء پروری:

ایک حدیث میں رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"جس شخص کو عام مسلمانوں کی کوئی ذمہ داری سپرد کی گئی ہو پھر اس نے کوئی عہدہ کسی شخص کو محض دوستی و تعلق کی مد میں بغیر اہلیت معلوم کئے ہوئے دے دیا اس پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی لعنت ہے۔ نہ اس کا فرض قبول ہے نہ نفل، یہاں تک کہ وہ جہنم میں داخل ہو جائے گا۔" (جمع الفوائد صفحہ 375)

45.23 دفتر میں اعلیٰ افسر (Boss) سے بات اختصار سے کیجئے:

دفتروں میں اعلیٰ افسران (Bosses) بہت مصروف ہوتے ہیں لہٰذا ان سے بات مختصر کرنی چاہئے تا کہ غیر ضروری تفصیلات میں وقت ضائع نہ ہو۔ ہمارا مذہب بھی ہمیں بات اختصار سے کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"مجھے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہے کہ بات کرنے میں اختصار سے کام لو کیونکہ بات میں اختصار بہتر ہوتا ہے۔" (سنن، ابوداؤد)

45.24 نااہل کو کوئی عہدہ سپرد کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک وقت نبی کریم ﷺ کسی مجلس میں تشریف فرما تھے اور لوگوں سے باتیں فرما رہے تھے کہ اسی

دوران ایک دیہاتی آیا اور اس نے پوچھا قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ برابر گفتگو فرماتے رہے تو لوگوں میں سے کسی نے کہا اس دیہاتی نے جو کہا ہے وہ آپ ﷺ نے سن تو لیا لیکن اسے آپ ﷺ نے پسند نہیں فرمایا اور بعض نے کہا کہ آپ ﷺ نے اس کی بات سنی ہی نہیں ہے یہاں تک کہ جب آپ ﷺ نے اپنی بات مکمل فرمالی تو فرمایا قیامت کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اس دیہاتی نے کہا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ ﷺ نے فرمایا:

''جب امانت ضائع کردی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔''

اس نے پوچھا کہ امانت کا ضائع کرنا کیسے ہوگا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب معاملہ نا اہل کے سپرد کردیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔'' (بخاری)

سورۃ النساء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''بلاشبہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم اپنی امانتیں انہی کے سپرد کرو جو اس کے اہل ہیں۔''

(سورۃ النساء:58)

45.25 حکومتی عہدہ دار یا کسی سرکاری افسر کا سرکاری کاموں میں خیانت کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کی ذمہ داری قبول کی پھر اس نے ان کے ساتھ خیر خواہی نہ کی اور ان کے کام انجام دینے میں اپنے آپ کو اس طرح نہیں تھکایا جس طرح وہ اپنے ذاتی ضرورت کے لئے خود کو تھکاتا ہے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس شخص کو منہ کے بل جہنم میں گرادے گا۔'' (طبرانی)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص مسلمانوں کے اجتماعی اُمور کا ذمہ دار ہو اور وہ ان کے ساتھ خیانت کرے تو خدا اس پر جنت حرام کردے گا۔'' (بخاری و مسلم)

45.26 اہداف (Targets) ضرور پورا کریں:

آپ جس گریڈ (Grade) یا گروپ کے افسر یا ماتحت ہوں آپ پوری کوشش کریں کہ آپ کو دیئے گئے کام (Assignments) کو مقررہ وقت کے اندر اندر مکمل کریں اور کسی صورت میں بھی اس کام کو مکمل کرنے کے لئے مزید مہلت نہ مانگیں۔ اس سے نہ صرف آپ کی کام کو تیزی سے مکمل کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوگا بلکہ آپ کے افسران کا آپ پر اعتماد بھی قائم ہوگا جو کہ آپ کے مستقبل کے لئے خوش آئند ہوگا۔

45.27 سرکاری یا غیر سرکاری افسروں، عہدیداروں اور تعلیمی اداروں کے اساتذہ کو ملاقاتیوں سے اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہیئے:

یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ آپ کسی سرکاری یا غیر سرکاری عہدیدار، تعلیمی اداروں کے سربراہ پرنسپل وغیرہ سے وقت لے کر وقت مقررہ پر ان کے دفتر (Office) پہنچ جاتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ صاحب تو ابھی تشریف نہیں لائے۔ بس آتے ہی ہوں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔ ایک آدھ

گھنٹے کے بعد آپ کو شرفِ ملاقات حاصل ہوتا ہے۔ آپ دفتر میں داخل ہو کر سلام کرتے ہیں تو وہ صاحب فائلوں میں یا سائیڈ ٹیبل میں کسی چیز کو تلاش کرنے میں مصروف ہوتے ہیں۔ آپ کے سلام کا جواب بھی آپ کی طرف دیکھے بغیر دیں گے اور کچھ دیر بعد بیٹھنے کو کہیں گے جب کہ آپ کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد بیٹھ چکے ہوں گے۔ آنے والے ملاقاتی کو کیسا محسوس ہوگا؟ کیا وہ اپنی سبکی اور بے عزتی محسوس نہیں کرے گا (اس تحقیر آمیز رویہ سے)؟ سب لوگ اپنے ذاتی کام کے لئے نہیں جاتے۔ دورانِ گفتگو بار بار فون کی گھنٹی کا بجنا یا موبائل فون آپ کی گفتگو میں حائل ہو کر بات چیت کا تسلسل توڑتا رہے گا۔

مندرجہ بالا طرزِ عمل ایک پس ماندہ غیر ترقی یافتہ ملک کے افسروں اور عہدیداروں کا ہے، ہمارے ملک میں ایسا طرزِ عمل روا رکھنا کوئی معیوب بات نہیں یہ معمول کی بات ہے۔ لیکن ایسا طرزِ عمل اخلاقیات کے تقاضوں کو ہرگز ہرگز پورا نہیں کرتا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم ذہنی طور پر متحرک (Vibrant) نہیں ہیں۔ ہم اپنے آپ میں ہی ہر وقت مگن رہتے ہیں (We are all by ourselves) ہمیں دوسروں کے خیالات، احساسات، عزتِ نفس اور تکالیف کا احساس نہیں۔ ہماری فکری اور نظریاتی عمارت متزل ہے۔ ہم سنتے سب کی ہیں مگر مانتے کسی کی نہیں۔

اگر آپ نے کسی ملاقاتی (Visitor) کو ملنے کا وقت اپنی آسانی مصروفیات اور سہولت کو مدنظر رکھ کر ہی دیا ہے تو اچھے اخلاق کا تقاضا ہے کہ آپ ملاقاتی کے آنے سے پہلے اپنے دفتر میں موجود ہوں۔ ملاقاتی چاہے معمولی چپڑاسی ہو یا اعلیٰ سرکاری افسر اخلاقی تقاضے سب کے لئے یکساں ہونے چاہئیں۔ اگر ملاقاتی کم و بیش آپ کے رتبے (Status) یا بڑے رُتبے کا مالک ہے تو آپ کھڑے ہو کر مسکراتے ہوئے اس کا استقبال کریں اور مصافحہ (Shake Hand) کریں۔ آپ کچھ دیر کے لئے اپنی ساری دفتری مصروفیات معطل کر کے ملاقاتی کی بات پوری توجہ انہماک اور اخلاص سے سنیں۔ آپریٹر سے فون کو بند کروا دیں اور نرم لہجے میں خوش اخلاقی سے بات کریں۔ ملاقاتی کی خاطر و مدارات اس کی حیثیت اور اپنی صوابدید کے مطابق کریں اور اسے اچھے کلمات کے ساتھ رُخصت کریں۔ ہمیں اسلام اس قسم کے اچھے اخلاق کا درس دیتا ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"کسی نیک کام کو معمولی نہ سمجھنا اگرچہ تمہارا اپنے بھائی کو خندہ پیشانی سے ملنا ہی ہو۔" (مسلم)

45.28 لوگوں سے ملاقات کرنے میں رسول اللہ ﷺ کا طریق کار:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب ملاقات کے وقت کسی طرف متوجہ ہوتے تو پورے وجود سے متوجہ ہوتے۔ اور جب کوئی آپ ﷺ سے بات کرتا تو آپ ﷺ پوری طرح متوجہ ہو کر اس کی بات سنتے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا تو آپ ﷺ نے اپنے جسم کو حرکت دی اور ذرا سمٹے، اس شخص نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! جگہ تو کشادہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مسلمان کا یہ حق ہے کہ جب اس کا بھائی اسے دیکھے تو وہ اس کے لئے ذرا اپنے جسم کو حرکت دے۔" (بیہقی)

45.29 سرکاری افسروں اور ماتحت عملے کو سرکاری مراعات اور سہولیات کا ناجائز استعمال فوری طور پر ترک کر دینا چاہیئے:

ہمارے ملک میں سرکاری مراعات اور سہولیات مثلاً ٹرانسپورٹ، رہائش، پٹرول، اسٹیشنری، ٹیلیفون، سرکاری فنڈز اور صوابدیدی اختیارات

کا جس بے دردی سے اور بے دریغ استعمال ہوتا ہے کہ الامان الحفیظ ...... سربراہانِ مملکت، وزیروں اور مشیروں، کو لاکھوں روپے مالیت کے تحفے تحائف غیر ملکی دوروں کے مواقع پر ملنا اور ان کی مالیت کا تعین (Assessment) بہت کم کروا کر اسے جائز سمجھ کر گھر لے جانا بددیانتی اور بداخلاقی اور پیسے کی ہوس کی انتہاء ہے جس کی پکڑ (گرفت) اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے یہاں بہت سخت ہے۔

دنیا کے کسی بھی ملک میں سرکاری وسائل اور مراعات کا اس بے دردی سے استعمال نہیں ہوتا جیسا کہ ہمارے ملک میں ہوتا ہے۔ اور ایسا صرف مردہ ضمیر لوگ ہی کر سکتے ہیں۔ افریقہ کے ایک غیر ترقی یافتہ غیر مسلم ملک میں کام کرنے کا موقع ملا، وہاں پر افسر اور ماتحت عملہ سرکاری وقت اور سرکاری اشیاء کو ایک مقدس امانت سمجھتے ہیں۔ دفتر میں ایک معمولی کلرک، سرکاری بال پوائنٹ پین استعمال کرنے کے بعد اسے وہیں میز پر رکھ کر گھر جائے گا تاکہ دوسرے دن اسی بال پوائنٹ کو استعمال کر سکے۔ سرکاری گاڑی کو اپنے ذاتی استعمال میں لانا یا بیوی بچوں کو سکول یا کالج لانا لے جانا ان کے نزدیک ایک بہت بڑا اخلاقی و قانونی جرم سمجھا جاتا تھا۔ جسے وہ نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اور اس کی سزا بھی مقرر تھی۔

سرکاری افسر اور ماتحت عملہ سرکاری چیزوں کا ناجائز طور پر حاصل کرنا اور استعمال فوری طور پر بند کر دیں۔ کیونکہ ہمارا مذہب اس کی قطعی اجازت نہیں دیتا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> ''خدا کی قسم! جو شخص بھی ناجائز طور پر کچھ حاصل کرے گا تو وہ اس کا بوجھ اُٹھائے ہوئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس سے اس حال میں ملاقات کرے گا اور میں اس کو پہچان لوں گا جب اس کی گردن پر شور کرتی ہوئی گائے، بلبلاتا ہوا اونٹ اور چیختی ہوئی بکری دیکھوں گا۔'' (چالیسواں خطبہ)

45.30 سرکاری افسروں کی ریٹائرمنٹ اور اس کے بعد کی زندگی:

بعض اعلیٰ سرکاری افسران ریٹائرمنٹ کے بعد بھی کافی عرصہ تک یہ یقین نہیں کر پاتے کہ وہ ریٹائر ہو چکے ہیں۔ بہت سے سرکاری افسران اپنی گذشتہ حیثیت کا ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے ریٹائرمنٹ کے بعد بھی مہینوں بلکہ سالوں تک سرکاری گاڑیاں سرکاری ملازم اور دیگر مراعات سے فائدہ اُٹھاتے رہتے ہیں۔ اور مقررہ مدت گزرنے کے باوجود بھی سرکاری رہائش گاہیں خالی نہیں کرتے۔ محکمہ کو ان سے زبردستی سرکاری رہائش گاہیں خالی کروانا پڑتی ہیں۔ سرکاری افسروں کو چاہئے کہ وہ انہیں دی گئی مقررہ مدت کے اندر اندر سرکاری رہائش گاہ کو خالی کر دیں اور ریٹائرمنٹ کے بعد کسی بھی سرکاری مراعات سے ناجائز فائدہ ہرگز نہ اُٹھائیں اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی پکڑ سے ڈریں جو کہ بہت سخت اور اذیت دینے والی ہے۔

سرکاری ملازمین کو اپنی ریٹائرمنٹ کی تاریخ تو یاد ہوتی ہے مگر یہ خیال تک نہیں آتا کہ وہ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی ایک نئی زندگی شروع ہونے والی ہے۔ اور وہ اس نئی تبدیلی سے کیسے نبرد آزما ہوں گے۔ انہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا یہ قول یاد رکھنا چاہئے:

> ''اپنی زندگی کو بے ضرر بنانا عبادت کی ابتداء ہے اور اپنی زندگی کو منفعت بخش بنانا عبادت کی انتہاء ہے۔''

ریٹائرمنٹ کے بعد سرکاری افسر کی زندگی بے ضرر ہو جاتی ہے۔ (یعنی وہ اپنے آپ کو بے بس محسوس کرتا ہے) یعنی یہ عبادت کی ابتداء ہے، اب اس کو فائدہ مند بنانے کے لئے انہیں چاہئے کہ وہ نیکی، فلاحی اور رفاہِ عامہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اپنی آخرت کو سنواریں۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> ''سمجھدار آدمی وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے اور موت کے بعد کی زندگی کے لئے عمل کرتا ہے اور عاجز

(کمزور بے بس) وہ ہے جو خواہشات کی اتباع کرتا ہے اور آرزوؤں کو بڑھاتا رہتا ہے۔ (ترمذی)

بعض اعلیٰ سرکاری افسران دورانِ ملازمت اپنے ماتحتوں اور رشتہ داروں اور قرابت داروں سے اچھا سلوک نہیں کرتے اور بعض تو بے حد برا سلوک روا رکھتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ریٹائرمنٹ کے بعد صرف قریبی دوست رشتہ دار اور قرابت دار ہی ان کی خوشی اور غمی میں شرکت کے لئے رہ جاتے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ اپنے ماتحتوں اور رشتہ داروں سے دورانِ ملازمت اچھا سلوک کریں اور خاص طور پر جب وہ اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائز ہوں، کیونکہ:

"Be nice to people on your way up because you will meet them on your way down."

45.31 اسلامی دورِ حکومت میں سب سے پہلے دفاتر کا قیام عمل میں لانے والے خلیفہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (فاروق اعظم رضی اللہ عنہ) نے اپنے دورِ خلافت میں مندرجہ ذیل کام کئے:

(i) باقاعدہ دفاتر قائم کئے۔

(ii) بیت المال قائم کیا۔

(iii) سنہ ہجری جاری کیا۔

(iv) سارے ملک کی پیمائش کروائی۔

مسلمانوں میں سب سے پہلے آپ ہی کو امیر المؤمنین کے نام سے پکارا گیا۔

45.32 سرکاری املاک اور چیزوں کو امانت سمجھیں:

سرکاری افسروں کو دفتروں، ریسٹ ہاؤسز (Dak Bunglows) اور رہائش گاہوں میں فراہم کی گئی اشیاء مثلاً کمپیوٹر، یو۔ایس۔بی (USB)، لیپ ٹاپ، گاڑی، پٹرول، اسٹیشنری کا سامان، ٹیلی فون، ایئرکنڈیشنر وغیرہ اُن کو سرکاری امور کی انجام دہی کے لئے فراہم کی جاتی ہیں۔ ان چیزوں کو گھر لے جانا یا اپنے ذاتی تصرف میں لانا نہ صرف اخلاقیات کی دھجیاں اُڑانے کے مترادف ہے بلکہ یہ ''امانت میں خیانت'' اور چوری ہے۔ اسی طرح سے سرکاری گھروں میں لگے ہوئے پنکھے، گیزر، بلب وغیرہ سرکاری افسروں کو استعمال کے لئے مہیا کئے جاتے ہیں، گھر لے جانے کے لئے نہیں۔ یہ مشاہدے کی بات ہے کہ بعض بے حد لالچی سرکاری افسر سرکاری رہائش گاہ خالی کرتے وقت سرکاری سامان حتیٰ کہ واش روم کی فٹنگز اور پردوں کے لئے لگائے گئے لکڑی کے بریکٹ تک اکھاڑ کر لے جاتے ہیں اور وہ ایسا صرف اپنے ملک میں ہی نہیں کرتے بلکہ غیر ممالک میں بھی کرتے ہیں اور پاکستان کی تذلیل کا باعث بنتے ہیں۔ ایسا صرف رشوت خور، لالچی اور مردہ ضمیر لوگ ہی کرتے ہیں جنہیں نہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ڈر ہے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف۔ معاشرے کو چاہئے کہ وہ ایسے ضمیر فروش لوگوں کو مسترد کر دے اور حکومت اور محکمہ ایسے افسروں کے خلاف سخت ترین کارروائی کرے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی پکڑ سے نہیں ڈرتے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی پکڑ نہایت سخت تکلیف دہ اور دل دہلانے والی ہے جس کا اندازہ سرکاری افسروں کو اس وقت بخوبی ہو جاتا ہے جب وہ اپنے ماتحت لوگوں کو طرح طرح سے تنگ کرنے، ان کی دل آزاریاں کرنے، رشوت لینے، حق مارنے اور انصاف نہ دینے کے بعد جب وہ ریٹائر ہوتے ہیں تو فوراً بعد گھمبیر مسائل، مصیبتوں، پریشانیوں اور مہلک

بیماریوں میں مبتلا ہو کر اپنا قرض چکار ہے ہوتے ہیں۔ اور بعض تو اپنی موت کی دعا کرتے ہیں کہ اُن کا وجود کسی طرح جلدی سے ختم ہو جائے مگر موت بھی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی مرضی سے ہی آتی ہے۔ پاکستان کی نئی نسل اور آنے والی نسلوں کے لئے نصیحت ہے کہ وہ اسلام کی زریں تعلیمات پر من وعن عمل کریں اور اپنی حلال کی کمائی کے علاوہ کسی دوسرے کے پیسے یا چیز کو ہاتھ بھی نہ لگائیں، کسی کا حق نہ ماریں، مستحق کو اس کا حق دیں اور دلائیں، انصاف کرتے وقت ان کے قدم نہ ڈگمگائیں اور اصولوں پر کوئی سودے بازی نہ کریں، اس طرح وہ دنیا کی بہت سی پریشانیوں اور مصیبتوں سے بچ جائیں گے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اُن کا حامی وناصر ہوگا۔

45.33 ملازمین سے مقرر کردہ اوقاتِ کار سے زیادہ کام لینا جائز نہیں:

عوام کی فلاح و بہبود اور ملک کی ترقی کے لئے کیا اصولوں پر چلنا ضروری ہے؟ اور کیا مذہبی تعلیمات پر عمل کرنا ضروری ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن سے ہمارے اعلیٰ افسران اور حکام بالا کی اکثریت کو سروکار نہیں ہے۔ ہم اپنے ملازمین سے کام لیتے وقت کیا اپنے مذہب کی تعلیمات کی خلاف ورزی تو نہیں کر رہے ہیں؟ انہیں یہ معلوم نہیں انہیں صرف یہ معلوم ہے اپنے اعلیٰ افسر کو خوش کرنا ہے، پیسہ کیسے بنانا ہے؟ اور بے تحاشا دولت کیسے وہ جائز اور ناجائز طریقے سے دولت کمانے کو اپنی خوش قسمتی سمجھتے ہیں اور یہی ان کی بدقسمتی ہے۔ ایسے لوگ افسرانِ بالا کو خوش کرنے کے بے جذبے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے۔ اسی شوق کے زیرِ اثر مصروفیت کا بہانہ بنا کر وہ نماز جمعہ کی ادائیگی کو بھی ضروری نہیں سمجھتے۔ یہ مسلمان ہیں؟ اس طرح یہ لوگ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے واضح احکامات اور ارشاداتِ گرامی رسول ﷺ کی صریح خلاف ورزی کے مرتکب ہو کر اپنے لئے عذاب خداوندی کو دعوت دے رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کی ترجمانی اس شعر سے ہوتی ہے:

اے ساکنانِ شہر تازہ ہوا کے شوق میں
اتنے بھی در نہ بناؤ کہ دیوار گر پڑے

ہمارے ملک میں چاہے سرکاری محکموں کے افسران ہوں یا پرائیویٹ اداروں یا بینک کے افسران سب سے ڈیوٹی کے اوقاتِ کار سے زیادہ کام لیا جاتا ہے اور وہ کام کرنے پر مجبور ہیں (کیونکہ ان کے اعلیٰ افسر جب تک دفتر میں بیٹھے ہیں وہ بھی بیٹھیں گے اور کام کریں گے۔) جب کہ اُنہیں اس اضافی کام کی اضافی رقم (Overtime) بھی ادا نہیں کی جاتی۔ بینک آفیسر تو رات دس دس بجے تک کام کرتے رہتے ہیں۔ اعلیٰ سرکاری اور حکومتی حکام، بینک مالکان اور بینکوں کے دیگر سرکردہ حکام ایک لمحے کے لئے بھی یہ نہیں سوچتے کہ ایک ملازم صبح 8 بجے سے لے کر رات دس بجے تک کام کرے گا وہ رات ایک بجے سوئے گا پھر صبح 8 بجے دفتر تو جائے گا مگر اُسے مکمل آرام نہ مل سکے گا جسمانی تھکاوٹ جلد دور ہو جاتی ہے بنسبت ذہنی تھکاوٹ کے، جو لوگ دماغی کام کرتے ہیں انہیں مزدور کی نسبت زیادہ ذہنی آرام یعنی نیند کی ضرورت ہوتی ہے۔ بصورت دیگر اُن کی صحت دن بدن خراب ہوتی جائے گی۔ اور ان کی کام کرنے کی صلاحیت آہستہ آہستہ کم ہوتی جائے گی۔ دنیا کے ترقی یافتہ اور ترقی پذیر اور دیگر اسلامی ممالک میں بھی ایسا نہیں ہوتا جیسا کہ پاکستان میں ہوتا ہے، جب آپ اصولوں پر چلنا ترک کر کے پیسے پر چلنا شروع کر دیں گے تو ایسا ہی ہوگا۔

سرکاری محکموں یا بینکوں (Banks) کے اچھے نیک اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے ڈرنے والے سربراہ یا مالکان کا یہ اخلاقی فرض ہے کہ وہ اپنے ماتحت افسران کی صحت، کھانے اور دیگر ضروریات کا پورا پورا خیال رکھیں۔ اچھی تنخواہ دینے کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ آپ اپنے ملازم کا خون نچوڑ لیں

یا انہیں اپنا زرخرید غلام بنالیں۔ ایسا تو فرعون، نمرود اور قرونِ اولیٰ کے دور میں ہوا کرتا تھا، آج انسانیت کی قدر کرنا سیکھیں اور سکھائیں۔

اسلام کا معاشی اور معاشرتی نظام عدل وانصاف پر قائم ہے۔ اور وہ اس قسم کی ناانصافی، زیادتی اور بے اصولی کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ کسی سے کام لے کر اُجرت نہ دینا (خواہ وہ افسر ہو یا ماتحت یا مزدور) ناانصافی اور حق تلفی کی بدترین مثال ہے جس سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ کسی سرکاری محکمے، منسٹری، نجی ادارے یا نجی یا سرکاری بینکوں کو ہرگز ہرگز یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے ملازمین سے مقرر کردہ اوقاتِ کار سے زیادہ کام لے۔ اگر ایسا ہوتا ہے یا ہو رہا ہے تو حکومت وقت اور سپریم کورٹ کو چاہئے کہ وہ اس بات کا سختی سے نوٹس لے اور محکموں اور بینکوں کے مالکان سے جواب طلبی کرے۔ اگر اضافی کام لینا بہت ضروری ہو جیسا کہ بعض حالات میں ہوتا بھی ہے تو سرکاری افسر یا بینک افسر کو معقول رقم Overtime کی صورت میں ادا کی جائے۔ کسی ملازم (افسر، ماتحت یا مزدور) سے کام لے کر اُجرت نہ دینا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے اور کوئی مسلمان اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ناراضگی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ تین آدمی ایسے ہیں جن سے قیامت والے دن میرا جھگڑا ہوگا:

① ایک وہ شخص جس نے میرا نام لے کر کوئی معاہدہ کیا اور پھر اُسے توڑا۔

② دوسرا وہ شخص جس نے کسی شریف اور آزاد شخص کو اغوا کر کے بیچ ڈالا اور اس کی قیمت کھائی۔

③ تیسرا وہ شخص جس نے کسی مزدور کو مزدوری پر لگایا اور اس سے پورا کام لیا مگر اس کے بعد اسے مزدوری نہ دی۔“

لہٰذا جو سرکاری محکمے، نجی ادارے بشمول بینک جنہوں نے اپنے ملازمین کے لئے اوقاتِ کار مقرر کئے ہیں اب اگر کسی ماتحت ملازم یا افسر سے ان اوقاتِ کار سے زیادہ کام لیا جاتا ہے تو ادارہ پر لازم ہے کہ وہ معقول اضافی رقم (Over time) ادا کرے۔ بصورت دیگر وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی پکڑ (گرفت) میں آئے گا۔ اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی پکڑ نہایت سخت اور تکلیف دینے والی ہے جیسا کہ اوپر بیان کی گئی حدیث سے واضح ہے۔

باب: 46

بچے کی اخلاقی تعلیم و تربیت

46:00 بچے کی اخلاقی تعلیم وتربیت:

اساتذہ اور والدین کو بچے کی اخلاقی تربیت کرتے وقت یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے کہ بچہ اس دنیا میں جو کچھ سیکھتا ہے اس میں والدین اور اساتذہ کے طرزِ عمل کا خاصا عمل دخل ہے۔ لہٰذا بچوں کے سامنے اچھے طرزِ عمل کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ بچوں کے سامنے والدین کو ہرگز آپس میں لڑنا جھگڑنا یا بحث وتکرار نہیں کرنی چاہیئے۔ اس سے بچوں کے ذہن پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ بچوں کے سامنے اپنے بھائی بہنوں، قریبی رشتہ داروں یا دوستوں کی برائی یا اُن کی کسی بات کا تمسخر ہرگز نہیں اُڑانا چاہیئے۔ جب بھی اپنے بہن بھائی قریبی رشتہ داروں قرابتداروں یا دوستوں کا ذکر کریں تو اچھے الفاظ میں کریں۔ ہمیشہ تعریفی کلمات ہی منہ سے نکالیں۔ بچوں کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر ڈانٹ ڈپٹ نہ کریں۔ بچوں کو اپنے دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ سے ملنے سے ہرگز نہ روکیں۔ بعض مائیں دادا، دادی، نانا نانی کے بے حد پیار سے خائف ہو جاتی ہیں اور وہ گھبراہٹ کے عالم میں بچوں کو ان سے ملنے سے روک دیتی ہیں۔ یہ امر انتہائی تکلیف دہ ہے۔ ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ بچے بزرگوں سے پیار ومحبت سیکھتے ہیں اور اس کے علاوہ بھی بہت سی اچھی باتیں سیکھتے ہیں۔ اگر آپ اپنے بچوں کے معصوم جذبات، احساسات، اُن کی پسند اور ناپسند کا خیال رکھیں گے اور اچھے کاموں پر اُن کی حوصلہ افزائی کریں گے ان کے ساتھ پیار سے پیش آئیں گے تو وہ بھی پوری معصومیت سے آپ کی قدر کریں گے۔

46.01 بچے کا روشن مستقبل بنانے میں والدین اور اساتذہ کرام کا اہم کردار:

بچے کے اچھے مستقبل کا دارومدار والدین اور اساتذۂ کرام کی اچھی تعلیم وتربیت پر ہے۔ والدین بچوں کو سکھائیں کہ بزرگوں کا احترام، اعلیٰ اخلاقی اقدار کا جزوِ لاینفک ہے۔ والدین خود بھی بزرگوں کی عزت کریں اور ان کو وقت دیں۔ اور بچوں کو بھی بزرگوں کی تعظیم کرنا سکھائیں۔ بچے فطری طور پر محبت کا جواب محبت اور پیار کا جواب پیار سے دیتے ہیں۔ لہٰذا والدین اور اساتذہ کو چاہیئے کہ وہ بچوں سے سخت سلوک ہرگز روا نہ رکھیں۔ بچوں کو گھر میں رسول اکرم ﷺ کی بچوں سے محبت کے قصے سنائیں۔ اس سے بچوں کے دل میں ہمارے پیارے رسول اکرم ﷺ کی محبت پیدا ہوگی۔ بچوں کو وطن سے محبت اور حب الوطنی کا درس بھی دیں۔

46.02 رسول اللہ ﷺ کو بچوں سے خاص محبت تھی:

آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی قدر میں بچوں کو خاص گرمیٔ محبت اور مقناطیسی کشش محسوس ہوتی تھی کیونکہ بہت سے بچے ہر وقت حضور ﷺ کے اردگرد موجود ہوتے تھے۔ وہ گھر بہت خوش نصیب ہے جس گھر میں چھوٹا بچہ اور بزرگ موجود ہوں۔ بچوں کو یہ تربیت دیں کہ اپنے قریبی رشتہ داروں میں اگر بڑی عمر کے بزرگ ہوں وہاں سلام کے لئے ضرور جایا کریں اور دعائیں لیں۔ اس میں اُن کی بھلائی پوشیدہ ہے۔

بچے کی پیدائش خوشیوں کی آمد ہے۔ اگر تمام والدین یہ بات سمجھ جائیں کہ بچے خوشی اور مسرت کے وہ انمول خزانے ہیں جو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے انہیں تحفے میں عطا فرمائے ہیں۔ تو تمام دنیا کے مہذب لوگ بچوں سے والہانہ محبت کرنے لگیں گے۔ بہت کم والدین کو اس مقدس امانت کا احساس ہے۔ کتنے ہی ماں باپ ایسے ہیں جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر بچوں کو ایسی بے رحمی سے مارتے پیٹتے ہیں جیسے کسی عادی مجرم کو مارا جا رہا ہو۔ ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیئے۔ بچوں کی صحیح تعلیم وتربیت کی ذمہ داری والدین پر عائد ہوتی ہے۔ اخلاقی تربیت کے بغیر بچے ملک کے

مفید شہری نہیں بن سکتے۔

بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے بچوں کو کھیل کود کے مواقع فراہم کریں۔ بچوں کی حوصلہ افزائی کریں، بچے میں خود اعتمادی پیدا کریں اور بچوں کو مارنے پیٹنے سے گریز کریں۔

46.03 بچوں کو کھیل کود اور دیگر تفریحات کے مواقع فراہم کریں:

بچوں کے لئے کھیل کود، کھلونے، پارک، ڈزنی لینڈ اور چڑیا گھر (Zoo) بہت ضروری ہیں۔ جن بچوں کو کھیل کود اور دیگر تفریحات کے مواقع ملتے ہیں وہ زندگی کے ہر شعبے میں بہترین کارکردگی دکھاتے ہیں اور کامیابی سے ہمکنار ہوتے ہیں۔ لہٰذا بچوں کو کھیل کود اور دیگر تفریحات کے مواقع فراہم کریں تاکہ ہنس مکھ اور قائدانہ صلاحیت والے بچے دوسرے بچوں کو بھی تیز و طرار بنا دیں۔ ہنس مکھ، ملنسار اور تیز طرار (Active) بچے عملی زندگی میں زیادہ کامیاب رہتے ہیں۔

46.04 بچے کی حوصلہ افزائی کریں:

بچے کی حوصلہ شکنی نہیں بلکہ حوصلہ افزائی کریں۔ بچے کو بات بات پر ٹوکا نہ جائے اور نہ ہی ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ کی جائے کیونکہ ان چیزوں سے بچے کے ذہن پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ان کا دل ٹوٹ جاتا ہے اور وہ اپنی خود اعتمادی کھو بیٹھتے ہیں۔ بچے کو گھر میں آزاد ماحول مہیا کریں۔ بچوں کے لئے کام چور، سست، بے وقوف، نکمے، نکھٹو، ''تم کبھی پاس نہیں ہو سکتے''، ''تم دنیا میں کچھ نہیں کر سکو گے'' جیسے الفاظ اور منفی سوچ (Negative Thinking) والے جملے والدین یا اساتذہ کبھی بھی منہ سے نہ نکالیں۔ اس سے بچے کی فطری استعداد بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ بچہ اگر پڑھائی میں یا کسی مضمون (Subject) میں کمزور بھی ہے تو اسے کمزوری کا احساس نہ دلائیں بلکہ اس کی چھوٹی چھوٹی کامیابیوں کو اُجاگر (Highlight) کریں اور بچے کو encourage کرتے رہیں۔

46.05 مار پیٹ بچوں کے لئے تباہ کن ہے:

مہذب معاشرے کے تعلیم یافتہ والدین اپنے بچوں کو کبھی مارتے پیٹتے نہیں ہیں۔ ان کا اخلاقی معیار اور بچوں کی ٹریننگ ایسی ہوتی ہے کہ اُن کے بچے آنکھ کا اشارہ سمجھ جاتے ہیں، مارنا پیٹنا، جاہل معاشرے کے جاہل ماں باپ کا وطیرہ ہے۔ ہمارا معاشرہ جوں جوں اخلاقی اعتبار سے ترقی کرے گا ویسے ویسے حالات میں بہتری آئے گی اور والدین بچوں کو مارنے پیٹنے سے اجتناب کریں گے۔ ہاں البتہ بہت زیادہ شرارتی بچوں کو معمولی سرزنش ضرور کرنی چاہئے۔

46.06 بچے میں خود اعتمادی پیدا کریں:

بچے کی اسکول میں کامیابیوں (Achievements) پر اُسے حوصلہ افزائی (Encourage) کریں۔ بچہ گھر میں اگر کوئی چھوٹا موٹا کارنامہ سرانجام دیتا ہے تو اسے شاباش دیں، بچے کو اپنے دل کی بات صاف صاف اور بلا خوف کہنے دی جائے اور اس کی طبیعت کے برعکس سختی اور زور زبردستی سے کام نہ لیا جائے۔ بچے سے بات کرتے وقت آپ اُسی کی سطح (Level) پر آجائیں۔ اس طرح بچہ اور آپ ایک ہی سطح (level) پر ہوں گے۔ اور بچہ آپ کو اپنا ہمدرد سمجھ کر سب کچھ بتائے گا۔ بچے کو ہرگز جھوٹ نہ بولنے دیں۔ اس طرح سے بچے میں خود اعتمادی پیدا ہوگی۔

46.07 بچے کا نام رکھنا اور عقیقہ کرنا:

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی قدر ہے:

''قیامت کے دن تمہیں تمہارے ناموں کے ساتھ پکارا جائے گا۔ اس لئے بہتر نام رکھا کرو۔ ساتویں روز بچے کا نام تجویز کیا جائے اور اس کے بال اُتروا کر اس کی طرف سے عقیقہ کیا جائے۔''

اُمِ کرز رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک، اس میں حرج نہیں کہ نر یا مادہ۔''

(سنن ابی داوٗد)

46.08 بچے کے کان میں اذان دینے کی افادیت:

اذان و اقامت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

''جس کسی کے یہاں بچہ پیدا ہو تو وہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہے تو بچہ ''اُمِ الصبیان'' (سوکھے پن) کی بیماری سے محفوظ رہے گا۔'' (ابویعلی، رواہ ابنِ سنی)

46.09 بچوں کو سوتے وقت کہانیاں سنائیں:

پرانے زمانے میں نانیاں دادیاں بچوں کو کہانیاں سناتی تھیں۔ آج بھی نوجوان (Young) ماؤں (Mothers) کو چاہئے کہ اگر اُن کے پاس پانچ منٹ بھی ہیں تو رات کو بچوں کو کہانی سنائیں اور پھر آہستہ آہستہ ان کو اسلام کے بارے میں کہانیوں کے ذریعے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے حبیب حضرت محمد ﷺ کی محبت ان کے دلوں میں ڈالیں کیونکہ حقیقی محبت ہوتی ہی نبی کریم ﷺ سے ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جب تک کوئی شخص مجھے اپنے ماں باپ، بیٹے اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا اور محبوب نہ بنالے اس وقت تک وہ مومن نہیں ہوسکتا۔'' (بخاری)

46.10 بچوں کو دودھ پلاتے وقت درود شریف پڑھنے کی فضیلت:

ماؤں کا بچوں کو دودھ پلاتے وقت درود شریف پڑھنے سے اولاد نیک اور صالح ہوتی ہے۔

46.11 مغرب کے بعد بچوں کو گھر سے باہر نہ نکلنے دیں:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب شام کا وقت ہو جائے تو بچوں کو گھروں سے باہر نہ نکلنے دو کیونکہ شیاطین اس وقت ہر طرف پھیل جاتے ہیں۔''

46.12 بچوں میں مساوات قائم رکھنا:

ماں باپ پر اولاد کا یہ بھی حق ہے کہ اُن کی پرورش دیکھ بھال، تعلیم وتربیت کریں اور ان کو انعام تحفے تحائف اور پیار ومحبت دیں۔ اور کسی ایک بچے کو خصوصی توجہ دینے کے سلسلے میں مساوات کا خاص خیال رکھیں۔ عدم مساوات بہن بھائیوں میں حسد ورقابت کے جذبات بھڑکانے کا باعث بنتے ہیں۔ اور بڑے ہوتے ہوتے یہ چیز بچوں میں اچھی خاصی رنجش اور ماں باپ سے نافرمانی کا باعث بنتی ہے۔ لہٰذا ماں باپ کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں سے برابری کا سلوک (محبت) کریں۔

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد بشیر رضی اللہ عنہ مجھے اپنے ساتھ لئے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: ''اے اللہ کے رسول (ﷺ)! میرے پاس ایک غلام تھا جو میں نے اس لڑکے کو بخش دیا۔'' آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا اپنے سب لڑکوں کو دیا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''نہیں'' تب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس غلام کو واپس لے لے۔'' آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''کیا تو نے اپنے سب لڑکوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کیا ''نہیں'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں مساوات و برابری کا معاملہ کرو۔'' میرے باپ گھر آئے اور انہوں نے غلام واپس لے لیا۔

46.13 اولاد کے حق میں دعا کرنا:

اولاد کی جان کی حفاظت، اُن کی پرورش اور اُن کی تمام ضروریات کا خیال رکھنا والدین کی ذمہ داری ہے۔ اور اس کے علاوہ ماں باپ پر اُن کا یہ بھی حق ہے کہ وہ اُن کے لئے اپنے رب سے خیر وبرکت اور کامیابی وکامرانی کے لئے دعا کریں۔ کیونکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ماں باپ کی دعا اولاد کے لئے رَدّ نہیں فرماتے۔ لہٰذا اولاد کو بھی چاہئے کہ وہ کوئی ایسی حرکت نہ کریں جو ان کے والدین کی ناراضگی کا باعث بنے اور دعاؤں میں خلل پڑے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے اُن بندوں کی تعریف فرمائی ہے جو اپنی دعاؤں میں اپنی اولاد کو بھی شامل رکھتے ہیں۔ قرآن مجید نے اُن کی دعا کا ذکر اس طرح کیا ہے:

> ''خدا کے محبوب بندے وہ ہیں جو دعائیں مانگا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اپنی بیویوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے اور ہم کو پرہیزگاروں کا امام بنا۔'' (سورۃ الفرقان:74)

46.14 بچوں سے پیار ومحبت کا رویہ:

ماں باپ پر اولاد کا یہ بھی حق ہے کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ پیار ومحبت وشفقت کا برتاؤ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> ''جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا ادب نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔'' (ترمذی)

ایک دفعہ ایک دیہاتی اقرع بن حابس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ اس وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پیار کر رہے تھے، اُس دیہاتی کو یہ بات ادب اور وقار کے منافی معلوم ہوئی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ (ﷺ) بچوں کو پیار کرتے ہیں، میرے دس بچے ہیں، مگر میں نے اُن میں سے کسی کو کبھی پیار نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھا اور فرمایا:

> ''اگر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے تیرے دل سے رحم وشفقت کو نکال لیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔'' (بخاری)

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔'' (ابوداؤد)

عہدِ فاروقی میں حضرت عامر رضی اللہ عنہ کسی اہم عہدے پر فائز تھے۔ وہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لئے اُن کے گھر پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے ہیں اور بچے سینے پر چڑھے ہوئے کھیل رہے ہیں۔ حضرت عامر رضی اللہ عنہ کو یہ بات گراں گزری۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کی پیشانی کے اُتار چڑھاؤ سے ان کی ناگواری کو بھانپ لیا، اُن سے پوچھا: ''تمہارا اپنے بچوں کے ساتھ کیسا برتاؤ رہتا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''امیر المؤمنین! جب میں گھر داخل ہوتا ہوں تو گھر والوں پر سکتہ طاری ہو جاتا ہے۔ سب اپنی جگہ دم سادھ کر بیٹھ جاتے ہیں۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کی بات سن کر بڑے درد و سوز سے کہا: ''عامر! آپ اُمت محمدیہ کے فرزند ہوتے ہوئے یہ نہیں جانتے کہ مسلمان کو اپنے گھر والوں کے ساتھ کس طرح نرمی اور محبت کا سلوک کرنا چاہئے۔''

46.15 دنیا میں سب سے خوبصورت پودا:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول مبارک ہے:

''دنیا میں سب سے خوبصورت پودا محبت کا ہوتا ہے جو زمین میں نہیں دلوں میں اُگتا ہے۔''

46.16 بچوں کا وجود باعثِ برکت:

ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس گھر میں بچے نہ ہوں اُس میں برکت کہاں......!''

46.17 بچوں کی اخلاقی تربیت کے سلسلے میں سکول اور اساتذہ کی اہم ذمہ داریاں:

بچوں کی اخلاقی تعلیم و تربیت اور تعمیر شخصیت میں اساتذہ پر بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

پاکستان کے ہر چھوٹے بڑے، انگریزی اور اردو میڈیم اسکولوں صبح کے وقت کلاسز (Classes) شروع ہونے سے پہلے مجلس (Assembly) منعقد ہوتی ہے جس میں پہلے قرآنِ پاک کی تلاوت ہوتی ہے۔ اس کے بعد قومی ترانہ ہوتا ہے، پھر اسکول کا بینڈ بجتا ہے۔ اور طلباء قطاروں میں اپنی اپنی کلاسز میں چلے جاتے ہیں۔ کلاسز میں جانے سے بیشتر بہت سے سکولوں میں بچوں کی مندرجہ ذیل چیزوں کا باقاعدگی سے معائنہ (Check) کیا جاتا ہے۔ یہ معائنہ پاکستان کے تمام سرکاری اور غیر سرکاری نجی اور پرائیویٹ اردو اور انگلش میڈیم اسکولوں میں لازمی قرار دیا جائے۔ اور اس پر سختی سے عمل درآمد کروایا جائے۔

46.18 اسکولوں میں بچوں کی روزانہ معائنہ (Checking) کرنے والی اشیاء (Items):

اسکولوں میں بچوں کی مندرجہ ذیل اشیاء (Items) روزانہ باقاعدگی سے معائنہ (Check) کی جائیں:

(i) ناخن (Nails) تراشے ہوں۔

(ii) سر کے بال بڑھے ہوئے نہ ہوں، مناسب تراشے ہوئے ہوں، تیل وغیرہ لگایا ہو بال صحیح سنوارے ہوئے ہوں یعنی کنگھی کی ہوئی ہو۔

(iii) چہرے کی ظاہری حالت دیکھیں۔ منہ دھلا ہو، آنکھیں کان اور ناک وغیرہ صاف ہوں۔

(iv) دانت صاف ہوں، صبح برش کیا تھا (پوچھیں) رات کو سونے سے پہلے برش کیا تھا (پوچھیں اور تاکید کریں)

(v) جیب میں صاف رومال (Handkerchief) موجود ہو (چیک کریں)

(vi) موزے (Socks) پہنے ہوں اور دھلے ہوئے صاف ہوں (چیک کریں)

(vii) سکول یونیفارم میلا نہ ہو۔ صاف ستھرا اور استری کیا ہوا ہو۔

(viii) جوتے (shoes) پالش کیئے ہوئے اور چمکتے ہوں۔

(ix) ٹائی (اگر اسکول یونیفارم میں شامل ہے) کی گرہ (Knot) صحیح بندھی ہوئی ہے (چیک کریں) قمیض کے بٹن بند ہوں، کوئی بٹن (Button) ٹوٹا ہوا یا غائب نہ ہو (چیک کریں)۔

(x) گھر سے چلتے وقت صبح ماں باپ یا دوسرے گھر والوں کو خدا حافظ کہا تھا؟ (پوچھیں اور تاکید کریں۔)

(xi) گھر میں داخل ہوتے وقت اپنی امی ابا اور گھر والوں کو سلام کرتے ہو (پوچھیں وقتاً فوقتاً اور تاکید بھی کریں)۔

(xii) کھانا کھانے سے پہلے اور کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے ہو۔ (وقتاً فوقتاً پوچھیں اور تاکید کریں)

(xiii) کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھتے ہو (پوچھیں اور تاکید کریں)۔

(xiv) تمام بچوں کا سالانہ طبی معائنہ (Medical Checkup) کروایا جائے اور رپورٹ والدین کو بھجوائی جائے۔ اور اس میڈیکل رپورٹ کی روشنی میں بچے کا خیال رکھا جائے۔ بچے کا طبی معائنہ (Medical checkup) کرواتے وقت مندرجہ ذیل ٹیسٹ ضرور کروائیں:

(a) بچے کا الرجی ٹیسٹ (Alergy Test) ضرور کروائیں تاکہ ڈاکٹر وہ دوائی بچے کو نہ دیں جس سے بچے کو نقصان کا اندیشہ ہو۔

(b) بچے کا خون گروپ (Blood Group) ضرور معلوم کروائیں۔

(c) یہ بھی معلوم کریں کہ بچہ رنگوں کی پہچان کر سکتا ہے یعنی colour blind تو نہیں ہے۔ یہ سب باتیں والدین نوٹس میں بھی لائیں۔

کلاس ٹیچرز کو چاہیئے کہ جس بچے میں مندرجہ بالا items میں سے جو کمی دیکھیں وہ نوٹ کریں اور روزانہ کی بنیاد پر (Daily basis) بچے کی ڈائری میں درج کر کے والدین کو مطلع کرتے رہیں اگر اس کے باوجود بچے میں بہتری نظر نہیں آتی تو معاملہ اسکول کے پرنسپل کے نوٹس میں لائیں۔

مندرجہ بالا نظم وضبط اور ذاتی صفائی (Personal Hygene) سے متعلق چیکنگ کو کلاس I سے کلاس X (میٹرک) تک تمام بچوں کے لئے پاکستان کے ہر چھوٹے بڑے امیر غریب انگریزی اردو میڈیم اسکولوں کے بچوں کے لئے لازمی قرار دے کر ان پر سختی سے عمل کرایا جائے۔

وزارتِ تعلیم (Ministry of Education) کی طرف سے مندرجہ بالا ایجنڈا بشمول پیرا نمبر 46.18 سے 46.20 ایک اہم دستاویز

کی صورت میں تمام اسکولوں کے پرنسپل صاحبان کو بھیجا جائے اور اس پر عمل درآمد کرانے کی سخت تاکید کی جائے۔

46.19 وہ کام جن سے بچوں کو منع کیا جائے:

وہ کام جن سے بچوں کو منع کیا جائے اور منع کرنے کی وجوہات بچوں کو اچھی طرح سے ذہن نشین کروائی جائیں۔

مندرجہ ذیل کاموں سے بچوں کو اسکول اور گھر میں پیار سے سمجھا کر اور اگر نہ مانیں تو سختی سے منع کیا جائے:

(i) جھوٹ نہیں بولنا۔

(ii) پھول نہیں توڑنا۔

(iii) سڑک پر چلتے ہوئے راستے میں تھوکنا نہیں ہے اور نہ ہی بس میں سفر کرتے ہوئے بس کے اندر یا کھڑکی سے باہر نہیں تھوکنا۔

(iv) سڑک کے کنارے لگے ہوئے نلکوں سے پانی نہیں پینا۔

(v) اسکول کے باہر خوانچہ فروشوں سے کچھ نہیں خریدنا۔

(vi) پھل کیلا، کینو یا مونگ پھلی چلغوزے کھا کر چھلکے سڑک پر نہیں پھینکنا۔

(vii) کسی کھڑی ہوئی موٹر کار یا موٹر سائیکل یا بائیسکل کو ہاتھ نہیں لگانا۔

(viii) سڑک پر کرکٹ ہاکی یا کوئی بھی کھیل نہیں کھیلنا۔

(ix) کسی بچے یا بڑے کو گالی نہیں دینا اور آپس میں لڑنا جھگڑنا نہیں ہے۔

(x) اپنے کسی ساتھی کو برے نام سے نہیں پکارنا۔

(xi) کسی گھر کی کھڑکی کا شیشہ نہیں توڑنا۔

(xii) کسی پالتو جانور بلی، کتا، بکری، گائے بھینس وغیرہ کو نہیں چھیڑنا۔

(xiii) کسی جانور کو پتھر نہیں مارنا۔

(xiv) محلے کی دیواروں پر چاک یا کوئلے سے کچھ نہیں لکھنا۔ گھر کی دیواروں پر پنسل سے نہیں لکھنا۔

(xv) بلاوجہ پڑوسی یا محلّہ دار کا دروازہ یا گھنٹی نہیں بجانا۔

(xvi) راستے میں اگر کوئی شخص یا عورت مٹھائی یا ٹافیاں دے تو ہرگز نہ لیں۔ اور اگر لے لیں تو ہرگز نہ کھائیں بلکہ گھر جا کر والدین کو دیں۔

(xvii) راستے میں پڑا ہوا پیسہ یا کرنسی نوٹ ملے تو اُسے اپنے استعمال میں ہرگز نہ لائیں بلکہ خیرات کر دیں۔

(xviii) ٹرین یا کار میں سفر کرتے ہوئے ٹافی، چاکلیٹ یا جوس پی کر خالی پیکٹ کو باہر نہیں پھینکنا اور نہ ہی کھڑکی سے سر یا ہاتھ باہر نکالیں۔ کیونکہ یہ مہلک حادثے کا باعث بن سکتا ہے۔

(xix) صبح اُٹھ کر سب سے پہلے پانی سے ہاتھ دھوئیں۔ ہاتھ دھوئے بغیر کسی کھانے پینے کی چیز کو ہاتھ نہ لگائیں۔

(xx) کرنسی نوٹ یا سکوں کو منہ میں نہ رکھیں۔

(xxi) گھر کی دیواروں پر پنسل سے نہ لکھیں نہ لکیریں لگائیں، کاغذ پر لکھیں۔

(xxii) ناپاکی کی حالت میں کچھ نہ کھائیں پیئیں نہ کسی کتاب کو ہاتھ لگائیں۔

46.20 وہ کام جن کو کرنے کی بچوں کو ترغیب دی جائے:

(i) ہمیشہ سچ بولو اور وعدہ خلافی نہ کرو۔

(ii) وقت کی پابندی کریں اور وقت پر نماز ادا کریں۔ (بڑے بچوں کے لئے)

(iii) راستے میں اگر کوئی پتھر وغیرہ پڑا ہو تو ہٹا دیں۔

(iv) تحفہ یا کوئی چیز وصول کرنے کے بعد ''شکریہ'' ضرور ادا کریں۔

(v) اگر آپ سے کوئی غلطی ہو جائے تو معافی (Sorry) ضرور مانگیں۔

(vi) دوسروں کی غلطی کو معاف کر دیں۔

(vii) بڑوں کو سلام کریں اور گھر میں داخل ہوتے وقت گھر والوں کو سلام کریں اور رخصت ہوتے وقت اللہ حافظ کہیں۔

(viii) کھانے کی چیز مل بانٹ کر کھائیں اور کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھیں۔

(ix) گھریلو ملازمین سے اچھی زبان میں تمیز سے بات کریں۔

(x) کوڑا، چھلکے وغیرہ ہمیشہ کوڑے دان (Dust Bin) میں ڈالیں۔

(xi) والدین اور اپنے بڑوں کا کہنا مانیں اور عزت و احترام کریں۔ استاد کا احترام کریں۔

(xii) کام محنت لگن اور دیانت داری سے کریں۔

(xiii) کپڑے صاف ستھرے پہنیں اور کپڑوں کو گندا مت کریں۔

(xiv) کتاب کی عزت (Respect) کرنا سیکھیں۔

46.21 بچوں کی بدتمیزی کا سبب اور اس کا علاج:

بچوں کی بدتمیزی اور نافرمانی کا سبب عموماً والدین کے گناہ ہوتے ہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ درست کریں اور تین بار سورۃ فاتحہ پانی پر دم کر کے بچے کو پلایا کریں۔ (آپ کے مسائل جلد 7 صفحہ 208)

باب: 47

تعلیمی اداروں میں اخلاقیات کی تعلیم کو لازمی مضمون کی حیثیت سے نافذ کیاجائے

47:00 تعلیمی اداروں میں اخلاقیات کی تعلیم کولازمی مضمون کی حیثیت سے نافذ کیا جائے:

علم والوں کا کام راستہ بتانا نہیں بلکہ راستہ دکھانا ہے۔ ہمارے تعلیمی اداروں کی ایک اور اہم ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ طلباء کا اخلاقی معیار بہتر بنانے کی بھر پور کوشش کریں۔ وہ طلباء میں علم حاصل کرنے کا ذوق وشوق اور عمل کرنے کا جذبہ پیدا کریں۔ نصابی کتب کے علاوہ اخبارات، رسائل اور معیاری کتب زیادہ سے زیادہ پڑھنے کی ترغیب دیں۔ علم کا مقصد جذبہ عمل پیدا کرنا بھی ہے۔ انسان کے بہترین اعمال اس کے نافع (مفید) علم کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(i) ''گود سے گور (قبر) تک علم حاصل کرتے رہو۔

"You must continue to seek knowledge from the cradle to the grave."

(ii) ''کوئی شخص اس وقت تک عالم نہیں ہوسکتا جب تک علم پر عمل نہ کرے۔''

ہمارا مذہب ہمیں علم حاصل کرنے اور اُس پر عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

سورۃ طٰہٰ میں خود رب العالمین نے حضور اکرم ﷺ کو علم کی ترغیب اس طرح دی:

''قل رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا''

ترجمہ:...... ''کہہ دیجئے اے رب میرے علم میں اضافہ فرما'' (سورۃ طٰہٰ:114)

ہمارے ملک میں اخلاقیات کا کوئی معیار نہیں ہے۔ آپ کو ایک سے بڑھ کر ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ ملیں گے مگر وہ اخلاقیات سے عاری ہوں گے اور نہ ہی انہیں یہ احساس ہوگا کہ ان میں کیا کمی ہے؟ اس بات کا احساس بیرون ملک یعنی ترقی یافتہ ممالک سے آنے والے پاکستانیوں یا غیر ملکیوں کو اس وقت ہوتا ہے جب اُن کا واسطہ کسی سرکاری دفتر، ہسپتال یا تجارتی لین دین کے سلسلے میں لوگوں سے پڑتا ہے۔ یہ صورتحال اس وقت تک بہتر نہیں ہوسکتی جب تک ہم اخلاقیات کو ایک مکمل مضمون کی صورت میں پہلی کلاس سے لے کر گریجویشن کی سطح (Graduation level) کے نصاب (Syllabus) میں شامل نہ کرلیں۔

پاکستان کے تمام تعلیمی اداروں، سرکاری، غیر سرکاری، انگلش میڈیم یا اردو میڈیم میں مندرجہ ذیل اخلاقی اصلاحات فوری طور پر نافذ کی جائیں۔

47.01 تعلیمی اداروں میں اخلاقیات کی تعلیم کا اجراء:

تعلیمی ادراوں کے لئے اخلاقیات کی تعلیم کا مکمل نصاب بنایا جائے اور اسے ابتدائی کلاسز سے لے کر گریجوایشن کی کلاسز تک پڑھایا جائے۔ اخلاقیات کو لازمی مضمون کی حیثیت سے پڑھایا جائے اور اخلاقیات کی تعلیم کا باقی مضمونوں کی طرح تحریری (Written) امتحان لیا جائے۔ اس کے علاوہ اس مضمون کا عملی (Practical) اور زبانی امتحان (Viva Voce) بھی لیا جائے۔ اس مضمون میں پاس ہونے کے لئے اعلیٰ معیار مقرر کیا جائے، یعنی پاس ہونے کے لئے اسی فیصد (80%) نمبر مقرر کئے جائیں۔

47.02 ذاتی کفالت کے منصوبوں (Self Finance Schemes) کو فوری طور پر ختم کیا جائے:

ہمارے تعلیمی اداروں میں ذاتی کفالت کی اسکیموں (Self Finance Schemes) کا رواج عام ہے۔ یہ اسکیم ان طلباء کے لئے ہے جن کو میرٹ پر داخلہ نہیں ملتا اُن کے لئے تعلیمی اداروں نے یہ سہولت مہیا کی ہے کہ وہ ایک خطیر رقم جسے وہ امداد (Donation) کہتے ہیں کے عوض اسکول، کالج یا یونیورسٹی میں داخلہ لے سکتے ہیں۔ تعلیمی اداروں کا یہ اقدام میرٹ کی دھجیاں اُڑانے کے مترادف ہے۔ اور یہیں سے کرپشن کا آغاز ہوتا ہے۔ تعلیمی ادارے شاید نہیں جانتے کہ وہ اپنے اس اقدام سے ملک میں رشوت ستانی کی داغ بیل ڈال رہے ہیں۔ ایک نالائق اور نااہل مگر امیر کبیر طالب علم جس کو میرٹ پر تو داخلہ نہ مل سکا مگر وہ پیسے کے بل بوتے پر داخلہ حاصل کرنے میں تو کامیاب ہوجاتا ہے مگر داخلہ لے کر وہ اپنی محنت سے امتحان پاس کرنے سے تو رہا۔ وہ امتحان پاس کرنے کے لئے بھی اپنی دولت کا بے دریغ استعمال کرے گا۔ وہ یونیورسٹی کے کرپٹ ملازمین کی خدمات حاصل کرے گا اور ہر سال ہر سطح پر رشوت ستانی کا بازار گرم کردے گا۔ اسی طرح وہ اعلیٰ ترین سول امتحان (CSS) بھی پاس کر کے حکومت کے اعلیٰ عہدے پر بھی فائز ہوجائے گا۔ اور پھر وہ محکمہ کا جو بیڑا غرق کرے گا کہ ''الامان الحفیظ'' اس طرح قوم اپنے پیروں پر کلہاڑی مار رہی ہے۔ تعلیمی اداروں کو چاہئے کہ وہ میرٹ کے علاوہ داخلہ کے لئے کوئی دوسرا معیار مقرر نہ کریں۔

47.03 عالم فاضل کی اعزازی سند (Honourary Degree of Doctorate) سے نوازنا فوری طور پر بند کیا جائے:

دنیا کے پیشتر ممالک جن میں پاکستان بھی شامل ہے بڑے لوگوں کو ان کی گراں قدر خدمات کے صلے میں عالم فاضل کی اعزازی سند (Honourary Degree of Doctorate) دینے کا رواج ہے۔ یہ انتہائی نامناسب بات ہے۔ Ph.D کی ڈگری اتنی سستی نہیں ہونی چاہئے کہ اُسے تحفے کے طور پر کسی ایسے شخص کو دی جائے جس نے اُس کے حصول کے لئے کوئی محنت نہ کی ہو۔ کوئی تحقیق نہ کی ہو یا کوئی تحقیقی مقالہ نہ لکھا ہو یا کتاب نہ لکھی ہو یا جس کا علم وادب سے دور کا بھی تعلق نہ ہو۔ ایک طالب اپنی زندگی کا اچھا خاصا وقت لگا کر شب وروز کی محنت سے Ph.D کی ڈگری حاصل کرتا ہے۔ دوسری طرف اعزازی سند حکومت کی بڑی شخصیت کو دینے کا مطلب انہیں خوش کر کے اپنے تعلیمی ادارے کے لئے مالی امداد کا حصول ہوتا ہے۔ یہ امداد تو تعلیمی ادارے کو ویسے بھی مل سکتی ہے اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ اعزازی ڈگری دی جائے۔ حکومت پاکستان کو چاہئے کہ تعلیم کا سب سے بڑا میڈل ''قائدِ اعظم میڈل'' کا اجراء کرے جو کہ اعزازی سند کا متبادل ہو۔ اعزازی ڈگری صرف ایک صورت میں دی جاسکتی ہے کہ تعلیمی بورڈ اس شخص کے علمی کام کا جائزہ لے کر فیصلہ کرے کہ اگر وہ شخص امتحان دیتا تو اُسے Ph.D کی ڈگری مل سکتی تھی، یعنی اس شخص کا کام Ph.D کی ڈگری کا مستحق ہوسکتا ہے۔

47.04 امتحانات میں پاس ہونے کے لئے ناجائز ذرائع (Unfair Means) کے بے دریغ استعمال کو نہ صرف روکا جائے بلکہ ناممکن بنانے کے لئے عملی اقدامات کئے جائیں:

امتحانات میں نقل کرنے کی وباء تیزی سے پھیل رہی ہے۔ ہمارا تعلیمی معیار تیزی سے زوال پذیر ہے۔ امتحانی مراکز میں کتابیں اور نوٹس (Notes) لے جانا، پیپر آؤٹ ہونا اور اس کا فروخت ہونا، نالائق طالب علم کی جگہ کسی اور شخص کا امتحان دینا، اور جعلی ڈگریوں جیسے واقعات کا سدِ باب

اوران کو ناممکن بنانے کے لئے سخت ترین اقدامات کی ضرورت ہے۔ امتحانات میں نقل، وقت سے پہلے پرچہ آؤٹ ہونے، جعلی ڈگریوں سے متعلق سخت ترین سزاؤں کے بل قومی اسمبلی اور سینٹ سے منظور کروائے جائیں کیونکہ یہ قوم کے ساتھ دھوکہ دہی، فراڈ اور بغاوت کے مترادف ہے۔

ترقی یافتہ قوموں کے طلباء اور طالبات امتحانات پاس کرنے کے لئے دن رات محنت کرتے ہیں۔ وہ امتحانات پاس کرنے کے لئے ناجائز ذرائع کے استعمال کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ مگر ہماری اخلاقی پستی اور بے حسی کا یہ حال ہے کہ جو طالب علم پڑھائی میں کمزور ہوتا ہے وہ محنت کرنے کے بجائے امتحان پاس کرنے کے لئے ناجائز ذرائع (Unfair Means) کا بے دریغ استعمال کرنے سے گریز نہیں کرتا۔ ہمارے تعلیمی اداروں کو چاہئے کہ وہ طلباء میں اخلاقی تعلیم کا معیار بلند اور اخلاقی قدروں کو اُجاگر کریں تاکہ طلباء نقل کرنے کو ایک بدترین معاشرتی برائی اور اخلاق سے گری ہوئی حرکت تصور کریں۔ ہماری ترقی اور کامیابی کا راز بھی اسی میں پوشیدہ ہے کہ ہم تعلیم کا اعلیٰ معیار قائم کریں۔ اب یہ معیار نقل کرکے پاس ہونے یا جعلی ڈگری کے حصول سے تو بلند نہیں ہوگا۔ بلکہ حقیقی معنوں میں محنت کرنے سے ہی بلند ہوگا۔ محکمہ تعلیم اور بیرونِ ملک مقیم پاکستانی حضرات جو کہ تعلیم کے شعبہ سے وابستہ ہیں انہیں چاہئے کہ وہ وقتاً فوقتاً بیرون ممالک میں امتحانات منعقد کرنے کی وڈیوز اور نقل نہ کرنے سے متعلق پاکستانی اور دیگر مسلم طلباء اور طالبات کے خیالات اور انٹرویوز کی دستاویزی فلم (Documentary) بنا کر پاکستان کے تمام تعلیمی اداروں میں طلباء کی آگاہی کے لئے بھیجیں۔

47.05 تعلیم سے کوتاہی برتنے والوں کو قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ کا سخت ترین انتباہ:

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"تعلیم ہمارے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ اگر ہم تعلیم کے بارے میں لاپرواہی کا مظاہرہ کریں تو نہ صرف یہ کہ ہم زندگی کی دوڑ میں دوسروں سے پیچھے رہ جائیں گے بلکہ ہمارا نام ونشان بھی نہ رہے گا۔"

47.06 تعلیمی اداروں میں معیاری اشیائے خوردونوش کی فراہمی:

ہمارے تعلیمی اداروں کے احاطے کے اندر اور باہر چھوٹے چھوٹے ہوٹل اور خوانچہ فروش غیر معیاری اور مضرِ صحت اشیائے خوردونوش فروخت کرتے نظر آتے ہیں۔ طلباء چھٹی کے وقت ان چیزوں پر پل پڑتے ہیں۔ اُن خوانچہ فروشوں کے یہاں صفائی ستھرائی کا کوئی معیار مقرر نہیں ہوتا۔ نتیجہ بچوں کی آئے دن کی بیماریوں کی صورت میں نکلتا ہے۔ طلباء کی اچھی صحت برقرار رکھنا بھی تعلیم ہی کا ایک حصہ ہے۔ محکمہ تعلیم کو چاہئے کہ وہ اس اہم کام کی طرف توجہ دیں۔ اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیز کی کینٹین اور کیفے ٹیریاز میں صاف ستھرا بارعایت کوالٹی فوڈ مہیا کرنے کے لئے عملی اقدامات کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں ایماندار، بے لوث ریٹائرڈ ٹیچرز، پروفیسرز اور سرکاری اہلکاروں کی خدمات سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ فوڈ انڈسٹری سے وابستہ لوگوں سے رابطہ کرکے تعلیمی اداروں کی کینٹین کو جدید خطوط پر استوار کیا جاسکتا ہے۔ ہر سکول، کالج اور یونیورسٹی کے سامنے خوانچہ فروشوں اور ریڑھی والوں کو ہٹادیا جائے اور اشیائے خوردونوش کی باقاعدہ چیکنگ اور جرمانے کا نظام وضع کیا جائے۔ اس سے نہ صرف طلباء کی صحت بہتر ہوگی بلکہ تعلیمی معیار بھی بلند ہوگا۔

47.07 تعلیمی اداروں میں متانت، سنجیدگی اور بُردباری (Decency) کو فروغ دیں:

طلباء کو زبان کے استعمال میں احتیاط برتنے کی تلقین کرنا بے حد ضروری ہے۔ آج ہمارے معاشرے میں ہر جگہ اور ہر سطح پر جو انتشار، گڑبڑ اور

ابتری نظر آتی ہے وہ زبان کے بے جا، غلط اور بے دریغ استعمال کا نتیجہ ہے۔ اگر ہماری سوچ مثبت ہوگی تو ہم منفی سے منفی بات میں بھی مثبت پہلو نکال سکتے ہیں۔ ہم بغیر لڑے جھگڑے اپنی بات منوا سکتے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں اپنی زبان کو قابو میں رکھنا ہوگا اور یہ تب ہی ممکن ہے جب ہم اپنے مذہب کی تعلیمات پر عمل کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر (حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے) فرمایا:

"اس کو روکو۔" حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (ﷺ)! کیا ہماری گفتگو کا بھی ہم سے مواخذہ ہوگا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تمہاری ماں تم پر روئے (عربی محاورہ) لوگ جہنم کی آگ میں اپنے چہرے کے بل (یا فرمایا اپنے نتھنوں کے بل) اسی زبان کی بدولت گرائے جائیں گے۔ (اسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے)۔

تقسیم اسناد کی تقریب کے سلسلے میں تعلیمی اداروں میں مہمان خصوصی کو مدعو کیا جاتا ہے۔ جب وہ ڈگری دے رہے ہوتے ہیں تو مہمان خصوصی اور ڈگری وصول کنندہ دونوں اپنے چہرے معہ ڈگری کے کیمرے کی طرف کر لیتے ہیں۔ یہ اقدام نہ تو قابلِ تعریف ہے اور نہ قابلِ مذمت بلکہ غیر مناسب اور شائستگی (Decency) کے خلاف ہے۔ مہمان خصوصی اور نہ ہی ڈگری وصول کرنے والا طالب علم فوٹو کھنچوانے کے لئے نہیں آئے۔ لہٰذا دونوں کو ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے یعنی ڈگری وصول کنندہ کو مہمان خصوصی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دوران فوٹو (Side pose) کھینچ جانا چاہئے۔ اس کے بعد جو گروپ فوٹو مہمانِ خصوصی کے ساتھ ہوتا ہے اس میں سب لوگ کیمرے کی طرف دیکھتے ہوئے ہی تصویر کھنچواتے ہیں۔ یہ کام اسکول، کالج یا یونیورسٹی کے منتظمین کا ہے کہ وہ کیمرہ مین کو خصوصی ہدایات جاری کریں۔

47.08 مہمانِ خصوصی (Chief Guest) کا تعلیمی اداروں کی تقریب تقسیم اسناد کی صدارت سے آخری لمحات میں شرکت سے معذرت کر لینا:

اسکول، کالج یا یونیورسٹی کی تقریب تقسیم اسناد میں صدارت کے لئے کسی وزیر مشیر یا بڑے سرکاری عہدے دار کو مدعو کیا جاتا ہے۔ تاریخ وقت وغیرہ کا تعین مہمانِ خصوصی سے مشورہ کر کے کیا جاتا ہے اور کارڈ وغیرہ چھپ جاتے ہیں۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ تقریب میں مہمانِ خصوصی کا انتظار کر رہے ہوتے ہیں کہ خبر آتی ہے کہ مہمانِ خصوصی اچانک مصروفیت کی وجہ سے نہیں آسکتے۔ یہ بات تعلیمی اداروں کی انتظامیہ کے لئے کافی پریشانی (Embarrasement) کا باعث بنتی ہے۔ اور اس کا طلباء پر بھی اچھا اثر نہیں پڑتا۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ تعلیم کو خصوصی اہمیت دے اور کسی قیمت پر کسی بھی مہمان خصوصی کو اپنا پروگرام آخری وقت پر Cancel نہ کرنے کی ہدایات جاری کریں۔ اخلاقیات کا تقاضا ہے کہ ایک دفعہ صدارت قبول کرنے کے بعد تقریب میں شرکت کو یقینی بنایا جائے اس سے طلباء اور اساتذہ کی نہ صرف حوصلہ افزائی ہوگی بلکہ دیگر حاضرین میں علم کی قدر و منزلت اور مثبت سوچ پیدا ہوگی۔

47.09 علم سے بے بہرہ افراد چوپایوں کی سطح پر ہیں:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''علم سے بے بہرہ افراد ''الناس'' لوگوں میں شامل نہیں کیونکہ انسانوں کو چوپایوں سے ممتاز کرنے والی خاصیت علم ہے۔''

47.10 اشرف ترین شرافت:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

''اشرف ترین شرافت علم حاصل کرنا ہے۔''

47.11 استاد کی عزت واحترام:

اساتذہ کرام کی تعظیم وتکریم طلباء کا اوّلین فرض ہے۔اس کے بغیر وہ علم کی دولت سے مالا مال نہیں ہوسکتے۔طلباء کو اپنے تمام اساتذہ کرام کا فرمانبردار اور مؤدب ہونا چاہیے۔

ایک مرتبہ گورنر پنجاب ایڈورڈ میکلیگن نے علامہ اقبال سے دریافت کیا ''آپ کے خیال میں کوئی ایسا موزوں شخص جسے شمس العلماء کے خطاب سے نوازا جاسکے۔اس ضمن میں علامہ اقبال نے مولوی میر حسن پروفیسر مرے کالج سیالکوٹ کا نام تجویز کیا۔گورنر نے کہا ''میں نے ان کا نام [illegible] سے سنا ہے کیا انہوں نے کوئی کتاب بھی تصنیف کی ہے؟ جواب میں علامہ اقبال نے کہا ''کوئی کتاب تو انہوں نے نہیں لکھی البتہ ان کی ایک زندہ تصنیف ضرور موجود ہے۔گورنر نے قدرے حیران ہوکر پوچھا ''وہ کون سی؟'' علامہ اقبال نے جواب دیا ''میں ان کی زندہ تصنیف ہوں، وہ میرے استادِ مکرم ہیں''۔گورنر اس جواب سے بہت لطف اندوز ہوئے اور ایک سادہ سی تقریب میں مولوی صاحب کے لئے ''شمس العلماء'' کا خطاب تجویز کیا۔

47.12 استاد کی ذمہ داریاں:

جو شخص استاد بنتا ہے حقیقت میں وہ ایک بہت بڑی ذمہ داری قبول کرتا ہے۔کیونکہ معلّمی کے فرائض پر پورا اُترنا انتہائی مشکل کام ہے۔ایک کامیاب استاد کو چاہیئے کہ اس میں سختی اور نرمی دونوں ہوں۔اس کی مثال ایک سرجن کی سی ہے۔جس کے ایک ہاتھ میں نشتر ہو جس سے زخم کو چیر کر فاسد مواد کو باہر نکال دے اور دوسرے ہاتھ میں مرہم ہو، جس سے زخم میں ٹھنڈک پڑ جائے۔استاد کے اہم فرائض میں سے ایک فرض یہ ہے کہ وہ شاگردوں کو اپنا دوست سمجھے ان سے شفقت اور مہربانی سے پیش آئے۔استاد کو اپنی خودداری اور عزتِ نفس کا پاس کرنا چاہیۓ۔کسی امیر آدمی یا بڑے سرکاری عہدہ دار کا حاشیہ بردار نہیں بننا چاہیۓ۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک بہت مبغوض قراء (علماء/استاد) وہ ہیں جو امراء کی ملاقات کو جاتے ہیں۔''

(ابن ماجہ)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

''مالداروں کے ساتھ عالموں اور زاہدوں کی دوستی ریاکاری کی دلیل ہے۔''

استاد کو اتنی احتیاط برتنی چاہیئے کہ وہ اپنے شاگردوں سے ذاتی کام بھی نہ لے۔ایک اچھے استاد کا فرض یہ بھی ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کی

حرکات وسکنات کا جائزہ لیتا رہے۔ اگر ان میں کوئی غیر اخلاقی طرزِ عمل دیکھے تو انتہائی احتیاط اور مناسب طریقے سے انہیں سمجھائے اور منع کرے اور راہِ راست پر لائے۔

47.13 استاد کی بات توجہ سے سننا طلبہ پر لازم ہے:

سلسلۂ تعلیم کی کامیابی کی ایک اہم اور بنیادی ضرورت طلبہ کا استاد کی گفتگو کو خاموشی اور پوری توجہ سے سننا ہے۔ طلبہ کے سکوت اور خاموشی کے بغیر استاد اپنی بات طلبہ کو نہیں سمجھا سکتا۔

47.14 علم حاصل کرنے کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جو شخص کسی ایسے راستے پر چلا جس میں وہ علم حاصل کر رہا ہے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں۔'' (رواہ مسلم)

47.15 اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے بڑا سخی کون ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور رسول (ﷺ) کے بعد سب سے بڑا سخی وہ ہے جس نے علم کو سیکھا اور اس کو پھیلایا۔''
(مشکوٰۃ: کتاب العلم)

47.16 عالمی خواندگی کا دن (International Literacy Day):

ہر سال 8 ستمبر کو دنیا بھر میں عالمی خواندگی کا دن منایا جاتا ہے۔ پہلا عالمی خواندگی کا دن 8 ستمبر 1966 میں منایا گیا۔

47.17 اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اہم ترین کتب خانے (لائبریریاں ...... Libraries):

پاکستان میں طلباء میں کتابیں پڑھنے کا رُجحان بڑھ رہا ہے اور کتابوں کی فروخت میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ اب تو کتابوں کے شوقین لوگ اپنے دوستوں میں بھائیوں اور قرابتداروں کو تحفے میں اچھی کتابوں کے سیٹ مثلاً قصص القرآن، قصص الانبیاء، تاریخی کتب، شکاریات، گارڈننگ، سائنسی معلومات اور کمپیوٹرز کی کتب تحفے میں دیتے ہیں۔

پاکستان مین سب سے بڑی لائبریری پنجاب یونیورسٹی لاہور میں ہے۔ اس لائبریری کا قیام 1836 میں عمل میں آیا۔ اس میں تقریباً پانچ لاکھ (500,000) سے زائد کتابیں اور مسودے موجود ہیں۔ اس کے بعد دوسرے نمبر پر کراچی میں کراچی یونیورسٹی کی محمود حسین لائبریری ہے۔ جس میں چار لاکھ (400,000) سے زائد کتابیں اور مسودے موجود ہیں۔ یہ لائبریری 1882ء میں تعمیر کی گئی۔ پاکستان کی تیسری بڑی لائبریری اسلام آباد میں ہے۔ یہ نیشنل لائبریری اسلام آباد ہے۔ اس میں ڈیڑھ لاکھ (150,000) کتابیں موجود ہیں۔

47.18 دنیا کے عظیم کتب خانے (Libraries):

کتب خانہ وہ عمارت ہے جس میں قارئین کے لئے کتابی مواد منظم طور پر مہیا کیا جاتا ہے۔اس کی حفاظت کی جاتی ہے۔بنی نوح انسان نے پہلے پہل مصر اور عراق میں تہذیب وتمدن سے آگاہی حاصل کی۔چنانچہ ان ہی علاقوں میں علم وآگہی کو فروغ ملا۔اور علم وفنون میں کمال حاصل کیا گیا۔ آج دنیا میں لاکھوں کتب خانے، عظیم الشان عمارتوں میں موجود ہیں۔مصر میں دنیا کی سب سے بڑی لائبریری (Library of Alexandria) کا قیام عمل میں آیا۔پرانے وقتوں کی یہ سب سے بڑی لائبریری تھی۔دنیا کی سب سے پہلی لائبریری کا نام شاہی لائبریری آشور بنی پال (The Royal Library of Ashurbanipal) ہے۔یہ لائبریری آشور جو کہ شمالی عراق کا حصہ ہے میں واقع ہے۔اس کے علاوہ مصر میں نیشنل لائبریری آف مصر (قاہرہ) کا قیام 1870ء میں عمل میں آیا۔اس لائبریری میں کتابوں کی تعداد پندرہ لاکھ سے زیادہ ہے۔عراق کی یونیورسٹی آف بغداد سنٹرل لائبریری (بغداد) میں کتابوں کی تعداد پانچ لاکھ ساٹھ ہزار کے قریب ہے۔انڈیا (بھارت) میں دی سنٹرل لائبریری کولکتہ یونیورسٹی کولکتہ کی یہ لائبریری بھارت میں قائم شدہ لائبریریوں میں سب سے پرانی لائبریری ہے۔اس کا قیام 12 دسمبر 1856ء کو عمل میں آیا۔کتابوں کی تعداد ساڑھے پانچ لاکھ سے متجاوز ہے۔مولانا آزاد لائبریری (اترپردیش) اس کی تاریخ کچھ اس طرح سے ہے کہ علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کا قیام 1920ء کو علیگڑھ مسلم یونیورسٹی ایکٹ کے نتیجے میں عمل میں آیا تھا۔لیکن اس کی اصل ابتداء 1877ء کو سرسید احمد خان اور ان کے رُفقائے کار کی کوششوں سے محمڈن اینگلو اورینٹل کالج سے ہوئی۔یونیورسٹی لائبریری کا قیام بھی یونیورسٹی کے ساتھ ہی عمل میں آیا۔پہلے یہ لیٹن لائبریری کے نام سے مشہور تھی۔1960ء میں اس کا نام تبدیل کر کے مولانا آزاد رکھ دیا گیا۔اس لائبریری میں زیادہ تر اسلامی علوم کی کتابیں ہیں۔ساتھ ساتھ جدید علوم کا بھی اچھا خاصا ذخیرہ موجود ہے۔اس وقت لائبریری میں تقریباً نو لاکھ کتابیں موجود ہیں۔پرتگال کی مفرا نیشنل پیلس لائبریری 1717ء سے 1730ء کے درمیان تعمیر ہوئی۔اس میں ستر ہزار کتابیں موجود ہیں۔کسی مبصر نے اس لائبریری کے بارے میں کہا ہے کہ ''مفرا (Mafra) کی یہ لائبریری پرتگال کے ناقابلِ فراموش یادگاروں میں سے ایک ہے۔

47.19 کتابوں کا عالمی دن (World Book and Copy Right Day):

ہر سال 23/اپریل کو کتابوں کا عالمی دن منایا جاتا ہے، مقصد یہ ہے کہ طلباء میں کتابیں پڑھنے، لکھنے اور علم حاصل کرنے کا ذوق وشوق بڑھے اور دنیا سے جہالت کا خاتمہ ہو اور کتابوں کے مسودے کی چوری کو روکا جاسکے۔

47.20 عالمی یومِ اساتذہ: (World Teachers Day):

دنیا بھر میں 5/اکتوبر کو عالمی یومِ اساتذہ منایا جاتا ہے۔

47.21 کتاب ''اقوالِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا انسائیکلوپیڈیا'' کو نصاب کا حصہ بنایا جائے:

کتاب ''اقوالِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا انسائیکلوپیڈیا'' علم وحکمت کا خزانہ ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ــــ جو حصولِ علم کا ارادہ رکھتا ہو، اُسے چاہئے کہ وہ اس دروازے سے آئے۔'' (راوی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت جابر رضی اللہ عنہم)

طلباء کو چاہئے کہ وہ اقوال حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا مطالعہ کریں اور اس سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہوں۔ محکمہ تعلیم کو چاہئے کہ وہ کتاب ''اقوالِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا انسائیکلوپیڈیا'' کو تعلیمی سلیبس کا حصہ بنائیں۔ ان کے چیدہ چیدہ اقوال جو کہ افراد اور سوسائٹی کے لئے بے حد اہم ہیں انہیں تعلیمی درس گاہوں میں جلی حروف کے ساتھ آویزاں کریں۔ یہ طلباء کو زبانی یاد ہونے چاہئیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:

(i) ''اپنی سوچوں کو پانی کے قطروں سے زیادہ شفاف رکھو کیونکہ جس طرح قطروں سے دریا بنتا ہے اسی طرح سوچوں سے ''ایمان'' بنتا ہے۔''

(ii) ''تمہارا علم تمہاری جہالت کے ساتھ قائم نہیں رہ سکتا۔''

(iii) ''کوشش کرو کہ تم دنیا میں رہو! دنیا تم میں نہ رہے۔ کیونکہ کشتی جب تک پانی میں رہتی ہے خوب تیرتی ہے۔ لیکن جب پانی کشتی میں آجائے تو وہ ڈوب جاتی ہے۔''

(iv) ''شریفوں کے ساتھ نیکی کرنا اچھا ذخیرہ اور نہایت اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے۔''

(v) ''بیدار مغزی سے بصیرت حاصل ہوتی ہے۔''

(vi) ''صاحبِ رائے بہت لوگ ہیں مگر صاحبِ بصیرت کم ہیں۔''

(vii) ''کسی سوال کا جواب معلوم نہ ہو تو لاعلمی کا اظہار کر دینا نصف علم ہے۔''

(viii) ''حکمت کی بات مومن کی گمشدہ میراث ہے۔ اگر چہ منافق کے منہ سے نکلے تب بھی اسے لے لینا چاہئے۔''

(ix) ''بارش کا قطرہ سیپی اور سانپ دونوں کے منہ میں گرتا ہے، سیپی اسے موتی بنا دیتی ہے اور سانپ اسے زہر۔ جس کا جیسا ظرف ویسی اس کی تخلیق ہوتی ہے۔''

(x) ''عقل تجربوں کو یاد رکھنے کا نام ہے۔'' (اقوالِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا انسائیکلوپیڈیا)

47.22 حصولِ علم کا مقصد لوگوں کی بھلائی ہونا چاہئے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس نے علم کو اس لئے طلب کیا کہ علماء سے مقابلہ کرے گا یا جاہلوں سے جھگڑا کرے گا یا اس لئے کہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے گا، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔'' (ترمذی، ابن ماجہ)

47.23 علم کو پھیلانے میں تنگ دلی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس سے علم کی کوئی بات پوچھی گئی اور اس نے نہیں بتائی، اس کے منہ میں قیامت کے دن آگ کی لگام دی جائے گی۔'' (احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

47.24 علماء میں خودداری ہونی چاہئے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''خدا کے نزدیک بہت مبغوض قراء (علماء) وہ ہیں جو امراء کی ملاقات کو جاتے ہیں۔'' (ابن ماجہ)

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''امیروں کی صحبت کے نقصانات احاطۂ تحریر سے باہر ہیں، بچو بچو۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ علم کو اس طرح نہیں قبض کرے گا کہ لوگوں کے سینوں سے جدا کر لے، بلکہ علم کا قبض کرنا علماء کے قبض کرنے سے ہوگا، جب عالم باقی نہ رہیں گے، جاہلوں کو لوگ سردار بنالیں گے، وہ بغیر علم فتویٰ دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔'' (بخاری، مسلم)

47.25 نااہل سے علم کی بات کہنا علم کو ضائع کرنا ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''علم کی آفت نسیان ہے، اور نااہل سے علم کی بات کہنا علم کو ضائع کرنا ہے۔'' (سنن الداری)

47.26 علم کو صرف سند (Degree) کے حصول تک محدود نہ رکھیں:

ہم سند (Degree) حاصل کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ بس اب تعلیم مکمل ہو چکی ہے اور مزید علم کی ضرورت نہیں ہے جب کہ دنیا کے علم میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اور جدید ٹیکنالوجی اس تیز رفتاری سے ترقی کر رہی ہے اور تمام دنیا میں تیزی سے پھیل رہی ہے کہ اگر ہم وقت کے ساتھ نہ چلے اور اپنے آپ کو جدید علوم وفنون سے روشناس نہ کرایا تو آنے والے وقتوں میں ہم جاہل تصور کیے جائیں گے۔

"A man who graduated yesterday stopped learning today will be an illiterate person tomorrow."

47.27 اچھی بات لکھ لو:

حضرت یحییٰ برمکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''جو اچھی بات سنو، لکھ لو، اور جو لکھوا سے حفظ کر لو، جو حفظ ہے اس کو بیان کرو۔''

47.28 علم مال و دولت سے بہتر ہے:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

''علم مال سے بہتر ہے، کیونکہ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور تم مال کی حفاظت کرتے ہو۔'' (اقوالِ زریں)

47.29 دین اور دنیا کے کام علم اور عمل کے باہم ملنے سے بنتے ہیں:

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

''علم نر ہے، اور عمل مادہ...... دین و دنیا کے کام ان کے ملنے سے بنتے ہیں۔''

47.30 آزادیٔ صحافت کا عالمی دن (World Press Freedom Day):

صحافی پڑھے لکھے لوگوں کا وہ طبقہ ہے جو ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچ لکھتا ہے جس کی وجہ سے وہ اکثر کچھ لوگوں کے غیض و غضب کا نشانہ بھی بنتے ہیں۔ صحافیوں کو تحفظ دینے کے لئے ہر سال دنیا میں آزادیٔ صحافت کا عالمی دن 3 مئی کو منایا جاتا ہے۔

47.31 اساتذہ کی اعلیٰ تربیت (Quality Training of Teachers):

اساتذہ کو اعلیٰ ٹریننگ دینے والوں کی ٹریننگ کا بھی اعلیٰ معیار مقرر کیا جائے۔ اور انہیں بھی اعلیٰ درجہ کی ٹریننگ دینے کا سسٹم وضع کیا جائے۔ اور ٹریز کو امتحان اور viva پاس کرنے کے بعد سند یا سرٹیفکیٹ دیئے جائیں۔ اخلاقیات کی تعلیم کے بغیر کوئی بھی ٹیچرز ٹریننگ پروگرام کامیاب نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ہر ٹیچر ٹریننگ پروگرام مندرجہ ذیل دو حصوں پر مشتمل ہونا چاہیے۔

(a) تدریسی ٹریننگ (Academic Training)

(b) اخلاقیات کی ٹریننگ (Moral Training)

(a) تدریسی ٹریننگ میں مندرجہ ذیل مضامین شامل کیے جائیں:

(i) پابندیٔ وقت

(ii) شرارتی اور ضدی بچوں کو کیسے کنٹرول کیا جائے۔

(iii) طلبہ میں خود اعتمادی، یقین اور قوتِ ارادی کیسے پیدا کی جائے۔

(iv) اہم کاموں کا تعین کرنا (Fix Priorities)

(v) مفروضوں پر انحصار ہرگز مت کریں۔ (Never take it for granted)

(vi) طلبہ اپنی پڑھائی کے راستے میں حائل مشکلات پر قابو کیسے پا سکتے ہیں؟

(vii) غیر معمولی ذہین بچوں کا انتخاب کیسے کیا جائے؟

(viii) طلبہ میں تعلیمی ذوق کیسے پیدا کیا جائے...... وغیرہ وغیرہ

(b) اخلاقیات کی ٹریننگ

ٹیچرز ٹرینرز حضرات (Teachers Trainers) کو چاہئے کہ وہ زیر تربیت (Under Training Teachers) کے سامنے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کریں۔ اوران کی کسی ناپسندیدہ بات سوال، عمل یا گفتگو پر غصہ کرنا، ایک دم طیش میں آجانا یا ڈانٹ ڈپٹ یا اخلاق سے گری ہوئی ناشائستہ زبان یا جملوں کا استعمال کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے۔ ہمیشہ نرمی سے گفتگو کریں، شریں زبان استعمال کریں۔ بُردباری اور تحمل سے کام لیتے ہوئے ماحول کو کسی صورت میں بھی مکدر (Tense) نہ ہونے دیں اور خوشگوار ماحول میں ٹریننگ دیں۔ کیونکہ اسی عمل میں ٹریننگ کی کامیابی پوشیدہ ہے۔ اخلاقیات کی ٹریننگ میں مندرجہ ذیل مضامین شامل کئے جائیں:

(i) سلام کی اہمیت (ii) عدم برداشت (iii) حب الوطنی

(iv) غصہ ڈانٹ ڈپٹ (v) کتاب کا احترام (vi) آپ کی شخصیت آپ کے نام میں پوشیدہ ہے، اسے تلاش کریں۔ (vii) ٹریفک قوانین کی پابندی......وغیرہ وغیرہ

ہمارے ملک میں اساتذہ کی اعلیٰ ٹریننگ کی اشد ضرورت ہے تاکہ وہ بچوں کی بھی اعلیٰ تعلیم و تربیت کرسکیں۔ اسلامی تشخص کا ٹریننگ پروگراموں میں اظہار ہونا چاہئے۔ اساتذہ کے لئے پہلا سبق بچوں سے محبت سے پیش آنا ہے۔ اساتذہ کو ٹریننگ دیتے وقت یہ ضرور بتانا چاہئے کہ رسول اللہ ﷺ نے بچوں کی تربیت کیسے فرمائی۔ ہمیں مغربی ممالک کی سوچ (Western Thoughts) پر مبنی ٹریننگ پروگراموں پر انحصار کرنے کی بجائے ہمیں خود اپنے ٹریننگ پروگرام تشکیل دینا ہوں گے۔ اساتذہ کی دانائی بچوں کی نادانی پر غالب آنی چاہئے نہ کہ بچوں کی نادانی اُن پر غالب آجائے۔ دراصل بچوں کی کامیابی میں اساتذہ کی کامیابی پوشیدہ ہے۔ اساتذہ ان باتوں کو لے کر آگے چلیں۔

47.32 علم حاصل کرو چاہے کتنی دور ہی کیوں نہ جانا پڑے:

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''علم حاصل کرو اگر چہ چین میں ہو۔'' (اگر چہ بہت دور ہو) [بیہقی، ابن عدی]

47.33 عالم کی موت بہت بڑا نقصان ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ایک عالم کی موت کے مقابلے میں ایک قبیلے کا مرجانا زیادہ آسان ہے۔'' (بخاری و مسلم)

باب: 48

اسلام کا نظامِ حدود

48:00 اسلام کا نظامِ حدود:

اسلام کا نظامِ حدود کیا ہے؟ ایسے گناہ جن کا ارتکاب کرنے والے کے لئے شریعت نے سزا مقرر کردی ہے۔ ان گناہوں پر ملنے والی شریعت کی طرف سے مقرر کردہ سزا کو ''حد'' یا ''حدود'' (حد کی جمع) کہا جاتا ہے۔ شر و فساد پھیلانے والے افراد معاشرے میں بد سکونی اور بدامنی برپا کردیتے ہیں۔ معاشرے کو پُرامن اور محفوظ بنانے کے لئے ایسے لوگوں کا سدِ باب ضروری ہے۔ وہ جرائم جو معاشرے پر اپنے گھناؤنے اور بداثرات اس طرح سے چھوڑیں کہ ان کی وجہ سے انسانی نسل بری طرح سے متاثر ہو، ان کی روک تھام کے لئے ان جرائم کے مرتکب افراد کو ٹھوس طریقے سے سزا دینے اور متنبہ کرنے کا نظام بھی اسلام نے وضع کیا ہے۔ لفظ ''حدود'' قرآن مجید میں بھی مستعمل ہے، وہاں بھی یہ فرق اور رُکاوٹ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

48.01 اللہ سبحانہ' وتعالیٰ نے حدود اللہ کو تجاوز کرنے سے منع فرمایا ہے:

سورۃ البقرۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے قریب بھی مت جاؤ۔'' (سورۃ البقرۃ:187)

48.02 اللہ سبحانہ' وتعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرنے والوں کے لئے ذلّت آمیز عذاب ہے:

سورۃ النساء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرتے ہوئے اللہ کی حدود (روک) سے تجاوز کرے گا اس کو وہ (اللہ) ہمیشہ کے لئے دوزخ میں داخل کردے گا اور اس کے لئے ذلت آمیز عذاب ہے۔'' (سورۃ النساء:14)

48.03 مجرموں کو سزا دینا انصاف کا تقاضا ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مجرموں کو سزا دے کر انصاف کرنے کا عمل (خیر و برکت کے لحاظ سے) بارش کے تیس دن تک برسنے سے بہتر ہے۔'' (سنن النسائی، کتاب قطع السارق، باب الترغیب فی اقامۃ الحد حدیث:4904)

48.04 حدود اور تعزیرات میں فرق:

وہ جرائم جن کے ارتکاب کے مرتکب افراد کے لئے شریعت نے جو سزائیں مقرر کی ہیں وہ حدود کہلاتی ہیں۔ اور وہ جرائم جن کے مرتکب افراد کے لئے قاضی یا جج کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ جرائم کی شدت کی نوعیت کے مطابق سزائیں دیں، یہ تعزیرات کہلاتی ہیں۔

48.05 وہ جرائم جن کے ارتکاب پر حد لاگو ہوتی ہے:

-1 زِنا و دیگر جنسی جرائم

-2 تہمت لگانا

-3 چوری/ڈکیتی

-4 شراب نوشی

48.06 زِنا و دیگر جنسی جرائم:

زِنا ایک ایسا گھناؤنا جرم ہے۔ جس کی وجہ سے نسلِ انسانی بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ اس بدترین جرم کی روک تھام کے لئے اسلام نے بہترین لائحہ عمل پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔

48.07 اسلام میں زانی کے لئے سزا:

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''زانی مرد اور زانیہ عورت کو سو سو کوڑے مارو۔ اور ان پر ترس کھانے کا جذبہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے دین کے معاملے میں تم کو دامن گیر نہ ہو، اگر تم اللہ اور روزِ آخر پر ایمان رکھتے ہو۔'' (سورۃ النور:2)

حدیث مبارکہ میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (غیر شادی شدہ) زانی کی سزا میں کوڑوں کے ساتھ جلاوطنی کا اضافہ کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مجھ سے یہ فیصلہ قبول کر لو۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے عورتوں کے (جرمِ زِنا کے) بارے میں ایک اور فیصلہ دیا ہے۔ اگر غیر شادی شدہ مرد غیر شادی شدہ عورت کے ساتھ یہ عمل کرے تو انہیں سو سو کوڑے اور ایک سال کے لئے جلاوطنی کی سزا دی جائے گی۔ اگر شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت کا معاملہ ہو تو کوڑے اور رجم (سنگساری) ان کی سزا ہے۔'' (صحیح مسلم کتاب الحدود باب حد الزنیٰ حدیث 149)

سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میری اُمت سے خطاء بھول اور سرزد کرائے جانے والے امور معاف ہیں۔''

(المحلی لابن حزم، جلد 8 صفحہ 334)

چنانچہ زمانہ رسول اللہ ﷺ میں ایک عورت سے زِنا بالجبر کیا گیا تو آپ ﷺ اس کی حد ساقط فرما دی تھی۔ (ترمذی)

48.08 حد لگانے کے بعد مجرم کی نمازِ جنازہ:

جب مجرم کو سنگسار کیا جائے تو اس کی نمازِ جنازہ بھی ادا کی جائے گی۔ اور اسے مسلمانوں ہی کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ کیونکہ اس کے جرم کی سزا اس کو مل گئی اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اُسے اس جرم سے پاک کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ بھی ایسے مجرم کی نمازِ جنازہ پڑھایا کرتے تھے۔

48.09 تہمت لگانا:

جس طرح انسان کی جان محترم ہے اسی طرح اس کی عزت بھی محترم ہے۔ کسی کی عزت پر تہمت لگانے والے کے لئے اسلام نے سزا مقرر

کی ہے۔

سورۃ الاحزاب میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسے کام کی نسبت سے جو انہوں نے نہ کیا ہو، ایذاء دیں تو انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے سر پر رکھا۔'' (سورۃ الاحزاب:58)

48.10 مذہبِ اسلام میں تہمت لگانے کی سزا:

مذہب اسلام میں تہمت لگانے کی سزا اسی (80) کوڑے مارنا ہے۔ سورۃ النور میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''جو لوگ پاک دامن عورتوں پر (زِنا/بے حیائی) تہمت لگائیں اور اس پر چار گواہ بھی پیش نہ کر سکیں تو ان کو اسی (80) کوڑے مارو اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔ دراصل یہی بدکار ہیں۔ ہاں! جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔'' (سورۃ النور:4)

زرقانی رحمۃ اللہ علیہ (شرح موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ) میں ایک واقعہ کا ذکر ہے کہ مدینہ منورہ کے گرد و نواح میں ایک ڈیرے پر ایک عورت فوت ہو جاتی ہے۔ دوسری اسے غسل دے رہی تھی کہ اس دوران اس نے پاس بیٹھی ہوئی دو چار عورتوں کے سامنے یہ کہا کہ اس عورت کو تو فلاں آدمی کے ساتھ خراب تعلقات تھے۔ یہ کہنا تھا کہ قدرت کی طرف سے گرفت آئی اور اس عورت کا ہاتھ میت کی ران پر چمٹ گیا۔ جتنا کھینچتی ہے وہ جدا نہیں ہوتا۔ اب مشکل بنی تو اس کے ورثاء علماء کے پاس گئے۔ ایک مولوی نے کہا کہ اس کا ہاتھ چھری سے کاٹ دو۔ غسل دینے والی عورت کے ورثاء نے کہا کہ ہم اپنی عورت کو معذور نہیں کرنا چاہتے۔ ایک دوسرے مولوی کے پاس گئے تو اس نے کہا میت کا گوشت کاٹ دیا جائے۔ مگر اس کے ورثاء نے کہا ہم اپنا مردہ خراب نہیں کرنا چاہتے۔ تین دن گزر گئے میت خراب ہونے لگی۔ لوگ مدینہ میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے جو اس وقت قاضی القضاۃ کی حیثیت میں تھے، اور سارا واقعہ بیان کیا۔ اُنہوں نے فرمایا، مجھے وہاں لے چلو۔ وہاں پہنچے اور چادر کی آڑ میں پردے کے اندر کھڑے ہو کر غسل دینے والی عورت سے پوچھا: ''بی بی! جب تیرا ہاتھ چمٹا تو تو نے زبان سے کوئی بات تو نہیں کہی تھی؟ وہ کہنے لگی میں نے اتنا کہا تھا کہ یہ جو عورت مری ہے اس کے فلاں مرد کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے۔'' امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا بی بی! جو تو نے تہمت لگائی ہے کیا اس کے چار چشم دید گواہ تیرے پاس ہیں؟ کہنے لگی: ''نہیں'' پھر فرمایا: کیا اس عورت نے خود تیرے سامنے اپنے بارے میں اقرارِ جرم کیا تھا۔ کہنے لگی: ''نہیں'' فرمایا: ''پھر تو نے کیوں تہمت لگائی۔'' اس نے کہا میں نے اس لئے کہہ دیا تھا کہ وہ گھڑا اُٹھا کر اس کے دروازے سے گزر رہی تھی۔ یہ سن کر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے وہیں کھڑے ہو کر پورے قرآن میں نظر دوڑائی: قرآنِ پاک میں آتا ہے:

''جو عورتوں پر ناجائز تہمت لگا دیتے ہیں پھر ان کے پاس چار گواہ نہیں ہوتے تو ان کی سزا ہے کہ ان کو اسی (80) کوڑے مارے جائیں۔'' (سورۃ النور:4)

پھر فرمایا: تو نے ایک مردہ عورت پر تہمت لگائی۔ تیرے پاس کوئی گواہ نہیں تھا۔ میں وقت کا قاضی القضاۃ حکم کرتا ہوں جلادو! اسے مارنا شروع کر دو۔ جلادوں نے کوڑے مارنا شروع کر دیئے۔ ستر کوڑے مارے مگر ہاتھ یونہی چمٹا رہا، پچھتر کوڑے مارے گئے مگر ہاتھ پھر بھی یوں ہی چمٹا رہا۔ اناسی (79) کوڑے مارے تو ہاتھ پھر بھی نہ چھوٹا۔ جب اسی واں (80) کوڑا لگا تو ہاتھ خود بخود چھوٹ کر جدا ہو گیا۔ (موت کی تیاری صفحہ 52،

48.11 چوری/ڈکیتی:

چور جب چوری کا ارادہ کرتا ہے تو دراصل اپنی کمائی میں دوسرے کی کمائی سے ناجائز طور پر اضافہ کرنا چاہتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں چوری اور ڈکیتی کو ایک بدترین اور سنگین جرم قرار دیا گیا ہے۔ اور اس کے لئے شریعت میں سخت اور عبرتناک سزا مقرر کی گئی ہے۔

48.12 مذہب اسلام میں چور کی سزا:

چور نے جو مال چوری کیا وہ اگر حد (روک) کے تقاضاے پورے کرتا ہو تو اس پر حد نافذ کی جائے گی۔ اس کی حد یہ ہے کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔

سورۃ المائدۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''چور مرد اور چور عورت کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ ان کے کئے کی سزا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے عبرت ہے۔ اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔'' (سورۃ المائدۃ:38)

جو آدمی چوری کی ایک بار حد کے بعد بھی اس جرم کا ارتکاب کرے تو اس بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹ دو، پھر بھی وہ چوری کرے تو اس کا ایک پاؤں کاٹ دو۔ پھر بھی چوری کرے تو دوسرا ہاتھ کاٹ دو۔ پھر بھی باز نہ آئے تو دوسرا پاؤں کاٹ دو۔''

(سنن الدار قطنی:181/3،حدیث:292)

48.13 شراب نوشی:

شراب نوشی حرام عمل ہے۔ جس سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ شراب دو الفاظ سے مل کر بنا ہے۔ یعنی ''شر'' اور ''آب'' شر کا مطلب ہے ''فساد'' اور آب کے معنی ہیں ''پانی'' یعنی فساد پیدا کرنے والا پانی۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ہر نشہ آور چیز شراب ہی کا حکم رکھتی ہے۔ لہٰذا ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الاشربة باب بیان کل مسکر خمر حدیث2003)

رسول اللہ ﷺ نے اشاد فرمایا:

''شراب پینے والا شراب پیتے وقت مومن نہیں رہتا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الاشربة باب بیان نقصان الایمان بالمعاصی حدیث57)

48.14 شراب شر کا سرچشمہ ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''شراب سے پرہیز کرو کیونکہ یہ شر کا سرچشمہ ہے۔''

سرکارِ دو عالم ﷺ سے جب حجۃ الوداع کے موقع پر شراب کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''شراب بذاتِ خود حرام ہے اور وہ تمام پینے کی چیزیں جن سے نشہ ہو وہ بھی حرام ہیں۔''

48.15 مذہب اسلام میں شرابی کے لئے سزا:

خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''حد میں ضربوں (کوڑوں) کی کم سے کم تعداد اسی (80) ہے۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شرابی کو اسی (80) کوڑے مارنے کی سزا کا حکم نافذ کر دیا۔

جو شراب نوشی کا ارتکاب بار بار کرے سزا ملنے پر بھی باز نہ آئے اس کے لئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب کوئی شراب پیئے تو اسے کوڑے لگاؤ۔ پھر شراب پیئے تو کوڑے لگاؤ، اگر تیسری بار بھی پیئے تو اسے کوڑے لگاؤ۔ اگر (پھر بھی باز نہ آئے) چوتھی بار بھی پیئے تو اس کی گردن تن سے جُدا کر دو۔''

(سنن ابن ماجہ کتاب الحدود باب من شراب الخمر مراراً حدیث:6586)

حضرت یحیٰی برمکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''جس گناہ کے بعد ندامت نہ ہو، اندیشہ ہے کہ اسلام سے باہر کر دے۔''

شرابی کے لئے اسلام میں سخت سے سخت سزا کا تصور ہے تا کہ یہ جرم ختم ہو جائے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:

''(شرابی پر مجھے اتنا غصہ آتا ہے) اگر سزا کے دوران وہ مر بھی جائے تو میں اس کی دیت ادا کر دوں گا، لیکن دل میں ملال نہیں محسوس نہیں کروں گا۔ (صحیح مسلم، کتاب الحدود باب الخمر حدیث:1707)

48.16 شرابی کے لئے عذاب کی وعید:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''اس اُمت کے بعض افراد رات دن شراب، لہو ولعب میں گزاریں گے تو ایک دن صبح کو یہ لوگ بندر اور سور کی صورتوں میں مسخ کر دیئے جائیں گے۔ ان میں خسف بھی ہوگا (یعنی زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے) ان پر آسمان سے پتھر بھی برسیں گے۔ لوگ کہیں گے آج کی رات فلاں محلّہ دھنس گیا۔ ان پر قوم لوط کی طرح پتھر برسیں گے اور قوم عاد کی طرح آندھیوں سے تباہ کئے جائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ یہ لوگ شراب پئیں گے اور سود کھائیں گے۔ ریشمی لباس استعمال کریں گے، گانے والیاں اُن کے پاس جمع ہوں گی اور یہ لوگ قطع رحم کریں گے۔'' (مسند احمد، ابن ابی الدنیا)

48.17 شراب پر پابندی کا اعلان:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں لوگوں کو شراب پلا رہا تھا، اس زمانہ میں لوگ کھجور کی شراب استعمال کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک اعلان کرنے والے کو حکم دیا کہ اعلان کر دے:

''لوگو خبردار ہو جاؤ! شراب حرام کردی گئی ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

''جاؤ! شراب کو باہر جا کر بہادو'' چنانچہ میں نے گھر سے باہر شراب کو بہادیا۔ اس موقع پر کچھ لوگوں نے کہا ''وہ لوگ تباہ ہو گئے جن کے پیٹ میں شراب موجود تھی۔'' تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

''جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کرنے لگے انہوں نے پہلے جو کچھ کھایا پیا تھا اس پر کوئی گرفت نہ ہوگی بشرطیکہ وہ آئندہ ان چیزوں سے بچے رہیں جو حرام کی گئی ہیں اور ایمان پر ثابت قدم رہیں اور اچھے کام کریں۔'' (المائدۃ:93)

48.18 حدود میں سفارش کی گنجائش نہیں ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو ایک مخزومی عورت نے جس نے چوری کا ارتکاب کرلیا تھا، پریشانی میں مبتلا کر دیا اور انہوں نے کہا کون ہے جو اس عورت کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرے؟ تو انہوں نے کہا کہ اس کی جرأت تو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لاڈلے اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ہی کر سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں بات کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے اسامہ (رضی اللہ عنہ)! کیا تم اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور اس میں ارشاد فرمایا:

''تم سے پہلے لوگوں کو اسی چیز نے برباد کیا کہ ان میں سے کوئی بلند مرتبہ آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیا جاتا اور اگر کمزور آدمی چوری کر لیتا تو اس پر حد قائم کر دیتے تھے۔'' اور فرمایا:

''اللہ کی قسم! اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بھی چوری کرے تو میں ضرور اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں گا۔''

(متفق علیہ)

مدینہ شہر کے اندر چوری کی وارداتوں کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ صفوان بن اُمیہ ایک روز ایک بیش قیمت چادر اوڑھ کر سو رہے تھے کہ ایک شخص نے موقع پا کر اس کو اُڑا لیا۔ وہ گرفتار کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ صفوان کو اس پر رحم آیا اور آ کر عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ایک چادر کے لئے ایک عرب کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میرے پاس لانے سے پہلے ہی اس کا خیال رکھنا تھا۔ حاکم تک معاملہ پہنچنے کے بعد کسی کو سفارش کا حق حاصل نہیں ہے۔'' (دار قطنی کتاب الحدود)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت شفیق اور محبت کرنے والی شخصیت تھے۔ مگر اگر کوئی شخص جرم میں ملوث پایا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رویہ اُس سے سخت اور انتہائی ناپسندیدگی کا ہو جاتا تھا۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہم سب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

باب: 49

دہشت گردی

49:00 دہشت گردی (Terrorism):

49.01 دہشت گردی کیا ہے؟ اور یہ کیوں پیدا ہوتی ہے؟

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے اور اس کے ہولناک عذاب کو دعوت دینے والی سب سے بدترین برائی یہ ہے کہ کوئی صاحبِ قوت فرد یا گروہ خدا کے بندوں پر ظلم ڈھائے۔ کسی مسلمان یا غیر مسلم کا کسی مسلمان یا غیر مسلم کو ناحق قتل کر دینا، مسلح گروہوں کا اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کے لئے قتل و غارت گری کا بازار گرم کر کے خوف و دہشت کی فضاء کو قائم کر دینا ہی دہشت گردی ہے۔ دہشت گردی چاہے انفرادی حیثیت میں ہو یا اجتماعی حیثیت میں اسلام نے اس کی سختی سے ممانعت کی ہے اور اس کے لئے سخت ترین سزائیں مقرر کی ہیں۔ مسلمان تو کسی مسلمان کو قتل کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اسلام نے تو مومن کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیا ہے۔ دہشت گردی کی بنیادی وجوہات جہالت غربت، بے روزگاری اور اپنے مذہب کی تعلیمات سے لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''اللہ اور اس کے رسول کے بعد سب سے بڑا سخی وہ ہے جس نے علم کو سیکھا اور اس کو پھیلایا۔'' (مشکوٰۃ)

49.02 پہلی قوموں کو کیوں تباہ کیا گیا؟

سورۃ انعام میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے کتنی ایسی قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں جن کا اپنے زمانے میں دور دورہ رہا ہے۔ آخرِ کار ہم نے ان کے گناہوں کی پاداش میں انہیں تباہ کر دیا اور ان کی جگہ دوسرے دور کی قوموں کو اُٹھالیا۔'' (سورۃ الانعام:6)

49.03 مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں:

سورۃ الحجرات میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے::

''بے شک مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔'' (سورۃ الحجرات:10)

49.04 جو شخص کسی کو ناحق قتل کرے گا اس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا:

سورۃ المائدہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''جو شخص کسی کو ناحق قتل کرے گا (یعنی) بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے۔ اس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا۔ اور جو اس کی زندگی کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی زندگی کا موجب ہوا۔'' (سورۃ المائدۃ:32)

49.05 ظالموں کا کوئی دوست نہیں ہوگا:

سورۃ مومن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور ظالموں کا کوئی دوست نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی کوئی سفارشی جس کی بات قبول کی جائے۔'' (سورۃ مومن: 18)

49.06 ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا:

سورۃ الحج میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔'' (سورۃ الحج: 71)

49.07 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکتا:

سورۃ القصص میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''پھر ہم نے قارون اور اس کے محل کو زمین میں دھنسا دیا۔ پس اس کے لئے کوئی جماعت مددگار ثابت نہ ہوئی جو اسے اللہ کے عذاب سے بچاتی اور وہ بے یار و مددگار ہی رہ گیا۔'' (سورۃ القصص)

49.08 خدا کے کونسے بندے اُس سے ڈرتے ہیں؟

سورۃ الفاطر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''خدا سے اُس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی عظمت کا) علم رکھتے ہیں۔''
(سورۃ الفاطر: 28)

49.09 ظالموں پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی پھٹکار ہے:

سورۃ الاعراف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہے۔'' (سورۃ الاعراف)

49.10 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی پکڑ سخت ہے:

سورۃ البروج میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''بے شک تمہارے رب کی پکڑ سخت ہے۔'' (سورۃ البروج: 12)

49.11 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بستیوں میں رہنے والے ظالموں کو پکڑتا ہے:

سورۃ ھود میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور تمہارے رب کی پکڑ کا طریقہ یہی ہے کہ جب وہ بستیوں کے رہنے والے ظالموں کو پکڑتا ہے بے شک اس کی پکڑ دُکھ دینے والی اور نہایت سخت ہوتی ہے۔'' (سورۃ ھود: 102)

49.12 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے دہشت گردوں کی سزائیں مقرر کر دی ہیں:

سورۃ المائدۃ میں ارشادِ خداوندی ہے:

"جولوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد برپا کرتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کیے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پیر مخالف جانب سے کاٹے جائیں۔"

(سورۃ المائدۃ:33)

49.13 اللہ سبحانہ وتعالیٰ آنحضور ﷺ کے دشمنوں کو کبھی معاف نہیں فرمائے گا:

طائف کے میدان میں کافروں نے پتھر مار مار کر حضور اکرم ﷺ کو لہولہان کر دیا۔ آپ ﷺ نے برداشت کیا اور کافروں کو ہدایت دینے کے لئے اپنے رب سے دعا فرمائی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآنِ پاک کی سورۃ توبہ میں اپنے نبی ﷺ کی اس صفت کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:

"چاہے تم ان کے لئے معافی مانگو چاہے نہ مانگو، اگر تم ستر بار بھی معافی مانگو گے تب بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں معاف نہیں کرے گا۔" (سورۃ توبہ:80)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"جس شخص کو سال بھر تکلیف یا رنج رہے پس وہ جان لے کہ میرا رب مجھ سے ناراض ہے۔"

49.14 رسول اللہ ﷺ کا حکم نہ ماننے والوں کے لئے لمحہ فکریہ:

سورۃ النساء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"پھر سوچو کہ اس وقت یہ کیا کہیں گے جب ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان لوگوں پر تمہیں (یعنی محمد ﷺ کو) گواہ کی حیثیت سے کھڑا کریں گے۔ اس وقت وہ سب لوگ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بات نہ مانی اور ان کی نافرمانی کرتے رہے، تمنا کریں گے کہ کاش! زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائیں۔ وہاں یہ اپنی کوئی بات نہ چھپا سکیں گے۔" (سورۃ النساء:41،42)

49.15 مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اپنے بھائی پر ظلم کرے نہ اس کو حقیر جانے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"آپس میں حسد نہ رکھو اور نہ (خرید وفروخت میں) دھوکہ کرو اور نہ بغض رکھو اور ایک دوسرے پر سودا نہ کرو۔ اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اپنے بھائی پر ظلم کرے نہ اس کے حقیر جانے نہ اس کی مدد چھوڑے تقویٰ یہاں ہے تین بار سینے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کسی آدمی کے لئے اتنا شر ہی کافی ہے، کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ایک مسلمان کی تمام چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں۔ اس کا خون اس کا مال اور اس کی عزت۔" (رواہ مسلم)

49.16 مسلمان کو مسلمان کے قتل نہ کرنے کا حکم:

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا: ''تم لوگوں کو خاموش کرواؤ۔'' پھر ارشاد فرمایا:

''تم میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔'' (بخاری و مسلم)

49.17 قیامت کے دن سب سے پہلے خون کے بارے میں فیصلے کیے جائیں گے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون کے بارے میں فیصلے کیے جائیں گے۔''

(بخاری و مسلم)

49.18 فقہاء کا ایک دوسرے سے حسد و بغض رکھنا اور خون بہانا:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''ہماری اُمت میں ایک وقت ایسا آئے گا جب فقہاء ایک دوسرے سے بغض و حسد رکھیں گے اور ان میں کے بعض، بعض پر حملہ آور ہوں گے اور خون بہائیں گے جس طرح کہ بکرے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہیں اور خون بہاتے ہیں۔'' (الترغیب والترہیب فی باب ذم الحسد)

49.19 مسلمان باہم رحمدل ہیں اور خوشی و رنج والم میں ایک جسم کی مانند ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم مسلمانوں کو باہم رحم دل، باہم، اُلفت و محبت اور باہم تکلیف کے احساس میں ایسا پاؤ گے جیسے ایک جسم کہ اگر ایک عضو بیمار پڑ جائے تو سارا جسم بخار اور بے خوابی میں اس کا شریک رہتا ہے۔'' (بخاری و مسلم)

49.20 ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے ایک عمارت کی مانند ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے ایک عمارت کی طرح ہے، کہ ایک دوسرے کو قوت پہنچاتا ہے اور سہارا دیتا ہے جیسے عمارت کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کا سہارا بنتی ہے اور قوت پہنچاتی ہے۔''

اس کے بعد آپ ﷺ نے ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال دیں (اور اس طرح مسلمانوں کے باہمی تعلق اور قرب کو واضح فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

49.21 کسی مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنا بھی منع ہے چاہے مزاحاً ہو یا قصداً:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سے کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ سے چلوادے، پس وہ جہنم کے گڑھے میں جا گرے۔'' (بخاری ومسلم)

49.22 اپنے بھائی کی طرف دھاری دار اسلحہ سے اشارہ کرنے والے پر فرشتے لعنت بھیجتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس نے اپنے بھائی کی طرف دھاری دار اسلحہ سے اشارہ کیا تو فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں خواہ وہ اس کا حقیقی بھائی ہو۔'' (مسلم)

49.23 اپنے مسلمان بھائی کی تکلیف پر خوشی کا اظہار نہ کرو:

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اپنے مسلمان بھائی کی تکلیف پر خوشی کا اظہار نہ کرو کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس پر رحم فرمادے اور تمہیں آزمائش میں ڈال دے۔'' (ترمذی)

49.24 مسلمان کو قتل کرنا ایک بہت بڑا گناہ ہے:

ایک مسلمان کو قتل کرنا کس قدر سنگین جرم اور گناہ ہے اس بات کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے:

ایک جنگ میں رسول اللہ ﷺ نے سترہ سالہ اُسامہ رضی اللہ عنہ کو حصہ لینے کی اجازت دے دی تھی۔ اس معرکے میں برّہ کے ایک بدوی نے اُسامہ رضی اللہ عنہ کی نوعمری کا مذاق اُڑایا لیکن جلد ہی اسے اپنے مذاق کی قیمت ادا کرنی پڑی۔ اسامہ رضی اللہ عنہ تو پہلے ہی اپنی سپاہ گری کے جوہر دکھانے کا موقع ڈھونڈ رہے تھے۔ اب انہوں نے غضب کے عالم میں اس آدمی کا صحرا تک تعاقب کیا۔ آخر اُسامہ رضی اللہ عنہ نے اسے پالیا اور گھائل کر کے نیچے گرادیا۔ اس شخص نے زخمی حالت میں زبان سے لا الٰہ الا اللّٰہ ادا کیا لیکن اس کی زبان سے کلمہ شہادت ادا ہونے کے باوجود اُسامہ رضی اللہ عنہ نے اس پر جان لیوا وار کر کے اسے ہلاک کردیا۔

مدینہ پہنچتے ہی اُسامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے انہیں بڑی محبت سے گلے لگایا اور پھر فرمایا: اب مجھے اپنی مہم کے بارے میں بتاؤ'' اُسامہ رضی اللہ عنہ نے وہ تمام واقعات بیان کرنے شروع کئے جو مدینہ سے روانگی کے بعد جنگ تک وقوع پذیر ہوئے تھے۔ جب وہ اس واقعہ پر پہنچے کہ انہوں نے مذکورہ آدمی کو قتل کردیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اُسامہ (رضی اللہ عنہ)! کیا تو نے اس کو اسی وقت قتل کیا جب اس نے زبان سے لا الٰہ الا اللہ ادا کیا؟'' اُسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یارسول اللہ (ﷺ)! اس نے کلمہ اپنی جان بچانے کے لئے ادا کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اور اس کی تصدیق کے لئے کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا کہ وہ سچ کہہ رہا تھا یا جھوٹ؟''

اُسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا آئندہ میں کسی ایسے آدمی کو قتل نہیں کروں گا جو زبان سے لا الٰہ الا اللّٰہ کہہ دے۔ اپنے اس فعل پر اُسامہ رضی اللہ عنہ بے حد پریشان رہے۔ اُسامہ رضی اللہ عنہ بعد کے وقتوں میں کہا کرتے تھے ''کاش! میں داخل اسلام ہی اس روز ہوا ہوتا۔'' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی توثیق کردی تھی کہ دین میں داخل ہوتے ہی گذشتہ زندگی کے سارے گناہ دھل جاتے ہیں۔

49.25 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے لیکن جب پکڑے گا تو پھر چھوڑے گا نہیں:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بے شک اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے لیکن جب پکڑے گا تو پھر چھوڑے گا نہیں۔
پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی تلاوت فرمائی (جس کا مطلب یہ ہے کہ) اور تمہارا پروردگار جب نافرمان بستیوں کو پکڑا کرتا ہے تو اس کی پکڑ اسی طرح ہوتی ہے۔ بے شک اس کی پکڑ دکھ دینے والی اور سخت ہے۔''
(مسلم و بخاری)

49.26 ظلم سے بچو:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ظلم سے بچو اس لئے کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا باعث ہوگا۔ اور بخل سے بچو اس لئے کہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر ڈالا، بخل نے ان لوگوں کو خونریزی اور محرمات کو حلال کرنے پر برانگیختہ کیا۔'' (مسلم)

49.27 جو شخص دین میں تشدد اختیار کرتا ہے مغلوب ہو جاتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''دین آسان ہے، اور جو شخص دین میں تشدد اختیار کرتا ہے مغلوب ہو جاتا ہے۔ پس سیدھا راستہ اختیار کرو، اور میانہ روی اختیار کرو۔ اور خوش ہو جاؤ۔ صبح اور شام کے وقت اور رات کے کچھ حصہ میں عبادت کرنے پر مدد مانگو۔'' (بخاری)

49.28 مسلمان، مسلمان پر ظلم نہیں کرتا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو بے سہارا چھوڑتا ہے۔ اور جو اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے گا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کی حاجت پوری کرے گا۔'' (بخاری و مسلم)

49.29 مومن پر لعنت بھیجنا مومن کو قتل کرنے کے برابر ہے:

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مومن پر لعنت بھیجنے کا گناہ مومن کو قتل کرنے کے برابر ہے۔ نیز مومن پر کفر کی تہمت لگانے یعنی کافر کہنے کا گناہ بھی مومن کو قتل کرنے کے برابر ہے۔''

(بخاری کتاب 78 باب 44 مسلم کتاب الایمان باب 45)

49.30 مسلمان پر ہتھیار اُٹھانے والا مسلمان نہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''جو ہم پر ہتھیار اُٹھائے وہ ہم میں سے نہیں اور جو ہمیں دھوکہ و فریب دے وہ بھی ہم میں سے نہیں۔''

(مسلم و بخاری)

49.31 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کس طرح انسان کو بھلائی کی طرف لاتا ہے:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص کے ساتھ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بھلائی کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔''

(بخاری و مسلم)

49.32 ظالم کا عبرتناک انجام:

حجاج بن یوسف خلفائے بنواُمیہ کا انتہائی سفاک و خونخوار ظالم گورنر گزرا ہے۔ حجاج بن یوسف بیس (20) سال تک عراق کا گورنر رہا، 53 سال عمر پائی اور اس کا انتقال 95ھ میں ولید کے عہد خلافت میں ہوا۔ وہ شہر واسط میں پیدا ہوا اور اسی شہر میں دفن ہوا۔ اس کی قبر کا نشان مٹا کر پانی بہا دیا گیا۔ حجاج بن یوسف نے ایک لاکھ بیس ہزار افراد کو اپنی تلوار سے قتل کیا اور اس کے قید خانے میں پچاس ہزار مرد اور تیس ہزار عورتیں جاں بحق ہوئیں۔ (امام ترمذی)

ابن خلکان لکھتے ہیں کہ حجاج کا قید خانہ بلا چھت کے تھا۔ گرمیوں میں سورج کی تپش سے بچنے اور سردیوں میں سردی سے بچنے کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ سنگ مرمر کی صرف کوٹھریاں تھیں۔ حجاج بن یوسف جمعہ کے دن سوار ہو کر جمعہ کی نماز کے لئے جا رہا تھا تو اس نے قیدیوں کی چیخ و پکار سنی اس نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کسی چیز کی آواز ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ قیدیوں کی چیخ و پکار ہے۔ انہیں تکالیف و بھوک کی شکایت ہے۔ یہ سن کر حجاج قید خانے کے ایک کونے میں گیا اور سورۃ مومنون کی یہ آیت (جملہ) پڑھی:

''اَخسَؤا فیھا وَلَا تکلِمُونَ'' (سورۃ مومنون:108)

ترجمہ:...... پڑے رہو پھٹکارے ہوئے اس میں اور مجھ سے نہ بولو۔''

اس کے بعد حجاج کو اگلا جمعہ پڑھنے کی توفیق نہیں ہوئی یعنی وہ مرض الوفات میں مبتلا ہو گیا۔

امیر المؤمنین سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حجاج بن یوسف کے مرنے کے بعد حجاج بن یوسف کو خواب میں دیکھا کہ وہ سڑا ہوا مردوں کی طرح پڑا ہوا ہے۔ امیر المؤمنین نے حجاج سے پوچھا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ اس نے جواب دیا کہ:

''میں نے جتنے لوگوں کو قتل کیا ہے ہر مقتول کے بدلے میں مجھے قتل کیا گیا، ہاں البتہ مجھے سعید بن جبیر تنہا شخص کے بدلے میں ستر (70) مرتبہ قتل کیا گیا۔''

49.33 لوگوں کے ساتھ دشمنی رکھنا جاہلوں کی خصلت ہے:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

''لوگوں کے ساتھ دشمنی رکھنا جاہلوں کی خصلت ہے اور ان کے ساتھ صلح رکھنا نہایت اچھا کام اور عمدہ صفت ہے۔''

49.34 مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ اور مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔'' (بخاری ومسلم)

49.35 کوئی اعلیٰ انسان اُصولوں پر زندگی کو ترجیح نہیں دے سکتا:

ہمیں یونانی فلسفے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہمیں ایمانی فلسفے کی ضرورت ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ حکمت کی بات مومن کی گمشدہ میراث ہے اگر کافر کے منہ سے بھی نکلے تو لے لو۔

سقراط (Socratic) یونان کا ایک مشہور اور بہت بڑا فلاسفر گزرا ہے۔ افلاطون (Plato) اس کا شاگرد تھا۔ سقراط کو اپنے اعلیٰ خیالات (اُس وقت کی حکومت ان خیالات کو اپنے لئے خطرہ محسوس کرتی تھی) کے پرچار کی وجہ سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی تھی۔

یونان کی حکومت نے سقراط کو سزائے موت سنائی۔ سقراط نے اس ظلم، جبر وتشدد کے خلاف آواز اُٹھائی اور زہر کا پیالہ پینے سے پہلے کہا تھا:

''موقع پرست لوگ میری موت کو مکافاتِ عمل کا نام دیں گے مگر میں کہوں گا: ''دنیا میں کوئی اعلیٰ انسان اصولوں پر زندگی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔'' (سقراط)

49.36 سقراط کا پیغام دہشت گردوں کے نام:

سقراط کے زمانے میں آج کل جیسی دہشت گردی تو نہیں ہوتی تھی، مگر حکومت وقت بہت ظالم ہوا کرتی تھی۔ اور حکومت کے خلاف نکتہ چینی برداشت نہیں کی جاتی تھی، اسے بغاوت سمجھا جاتا تھا جس کی سزا موت تھی۔ سقراط کا اشارہ مندرجہ ذیل پیغام میں حکومت وقت کی دہشت گردی کی جانب ہی تھا۔

''اگر تم سمجھتے ہو کہ دوسروں کو قتل کر کے تم انہیں اس بات سے باز رکھ سکو گے کہ وہ تمہیں تمہاری برائی پر ملامت نہ کریں تو یہ تمہاری بھول ہے۔ نہ ایسا کرنا ممکن ہے سب سے آسان اور سہل طریقہ یہ ہے کہ دوسروں پر جبر و تشدد کرنے کی بجائے تم لوگ خود اپنے آپ کی اصلاح کرو۔'' (سقراط)

49.37 جبر سے بچو:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

''جبر سے بچ کیونکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہر جبر کرنے والے کو کچل دیتا ہے۔''

49.38 یزید کی دہشت گردی کے خلاف حضرت بی بی زینب ؓ کبریٰ کا تاریخ ساز اور عہد آفریں خطبہ:

حضرت بی بی زینب ؓ کبریٰ نے یزید کے سامنے کربلا کے میدان میں ہونے والی دہشت گردی کے خلاف ایسا جرأت مندانہ اور ولولہ انگیز خطاب کیا جس سے یزید اور اس کے درباری لرزہ براندام رہ گئے۔ اس خطاب نے عدم برداشت، ظلم اور جہالت کے اندھیروں میں علم و آگہی کے ایسے چراغ روشن کیے جو دنیا بھر کے مفکروں اور اہل علم و دانش کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔ چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔ حضرت بی بی زینب ؓ نے فرمایا:

> ''ہماری ذلت و رسوائی سے تمہیں کچھ حاصل نہ ہوگا۔ کربلا میں خون ریزی اتنا بڑا جرم ہے جسے اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کبھی معاف نہیں فرمائے گا۔ ہمارے خون کے ہر قطرے کا حساب دینا ہوگا۔ تم کو کوئی خوش فہمی نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ اس کامیابی میں ہی تمہاری ناکامی کا راز ہے۔ جو جلد افشاں ہوجائے گا۔ تم اللہ کا یہ ارشاد یاد رکھو:
>
> ''اور ہر گز کافر اس گمان میں نہ رہیں کہ وہ جو ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں کچھ ان کے لئے بھلا ہے۔ ہم تو اس لئے ڈھیل دیتے ہیں کہ اور گناہ میں بڑھیں اور ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔''
>
> (سورۃ آلِ عمران:178)
>
> تم نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے غضب کو دعوت دی ہے اور عنقریب عبرتناک انجام سے دوچار ہونے والے ہو۔ تم نے معصوم و مظلوم بچوں، محبان اہلِ بیت اور امام حسین ؓ کو قتل کر کے اپنے گناہوں میں اضافہ کیا ہے کہ روزِ قیامت سنگین جرائم کا بوجھ نہ اُٹھا پاؤ گے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فرمان ہے:
>
> ''اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے وہ اپنے رب کے حضور پیش کیے جائیں گے اور گواہ کہیں گے یہ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا۔ ارے ظالموں پر خدا کی لعنت۔''
>
> (سورۃ ھود:18)

حضرت بی بی زینب کبریٰ ؓ کا خطاب جہالت کے اندھیروں میں روشنی کی کرن بن کر اہل شام کے قلوب میں جگمگایا اور رہتی دنیا تک تمام مسلمانوں کے دلوں میں جگمگاتا رہے گا۔

............❋............

باب: 50

فوتیگی، تجہیز و تکفین اور تعزیت

50:00 فوتیگی، تجہیز و تکفین اور تعزیت:

50.01 موت بَرحق ہے:

موت برحق ہے اور ہر ذی روح کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ ہمارے مذہب نے تجہیز و تکفین اور تعزیت سے متعلق بڑی واضح ہدایات اور احکامات دیئے ہیں جن کا جاننا اور اس پر عمل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ جس وقت آپ کسی رشتہ دار، قرابت دار یا دوست احباب کے انتقال کی خبر سنیں تو کہئے "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" اور فوراً اس کے گھر پہنچیں۔ اظہارِ افسوس کریں اور جس قسم کی مدد کر سکتے ہوں کریں اور کچھ دیر وہاں بیٹھنے کے بعد گھر واپس آجائیں اور پھر نماز جنازہ کے وقت پہنچیں اور نمازِ جنازہ ادا کریں۔ کچھ لوگ نماز جنازہ کے بعد چلے جاتے ہیں اس میں حرج نہیں۔ قریبی رشتہ دار اور دوست احباب تدفین کے بعد گھر واپس آتے ہیں۔

50.02 عالمِ نزع میں تلقین:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"ان لوگوں کو جو مرنے کے قریب ہوں لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرو۔" (مسلم)

50.03 بیمار کے پاس بھلائی کی بات کرو:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

"جب تم بیمار یا میت کے پاس جاؤ تو بھلائی کی بات کہو کیونکہ اس وقت تم جو کچھ کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔" (ابوداؤد، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ نمبر 343)

50.04 جنازے میں شرکت کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو مومن ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جاتا ہے، اس کے ساتھ رہتا، اس کا جنازہ پڑھتا اور اس کو دفن کر کے فارغ ہوتا ہے تو اس کے لئے دو قیراط کا ثواب ہے۔ ہر قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہے۔ اور جو (صرف) جنازہ پڑھ کر واپس آجاتا ہے تو اس کے لئے ایک قیراط ثواب ہے۔"

(بخاری حدیث: 47، 1323، 1325، مسلم)

50.05 میت کو جلد دفن کرو:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"میت کو جلد دفن کرو۔ اگر وہ نیک ہے تو جس طرف تم اسے بھیج رہے ہو وہ اس کے لئے فائدہ مند ہے اور اگر وہ برا ہے تو اس کو اپنی گردنوں سے اُتارو گے۔" (بخاری)

50.06 جنازے کا احترام:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

’’جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو شخص جنازے کے ساتھ جائے اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک جنازہ نہ رکھا جائے۔‘‘ (بخاری)

50.07 کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ منایا جائے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’عورت سوائے شوہر کے کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ منائے۔ صرف شوہر کے مرنے پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے گی۔‘‘ (صحیح بخاری:1200:813)

50.08 میت پر نوحہ خوانی جائز نہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

’’وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے اپنے چہرے کو پیٹا اور گریبان کو چاک کیا اور جاہلیت کی سی پکار پکارے۔ (کسی کے مرنے پر)۔‘‘ (صحیح بخاری:1211:818)

50.09 شہداء کی تدفین:

رسول اللہ ﷺ نے شہداء کو خون سمیت دفنانے کا حکم دیا۔ ان پر نمازِ جنازہ پڑھی نہ ان کو غسل دیا۔‘‘ (بخاری)

50.10 میت کے ذمے قرض کی ادائیگی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’مومن کی روح اس کے قرض کی وجہ سے معلق رہتی ہے، یہاں تک کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔‘‘

(ترمذی)

50.11 میت کی آواز:

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے تھے کہ:

’’جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور لوگ اسے اپنے کندھوں پر اُٹھاتے ہیں، پس اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ مجھے آگے لے چلو۔ اور اگر وہ نیک نہیں ہوتا تو وہ لوگوں سے کہتا ہے ہائے! ہلاکت و بربادی تم کہاں لے جا رہے ہو؟ اس کی یہ آواز انسانوں کے علاوہ کائنات کی ہر چیز سنتی ہے۔ اگر انسان سن لے تو وہ بے ہوش ہو جائے۔‘‘ (بخاری)

50.12 قبر پر بیٹھنا منع ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سے کسی شخص کا انگارے پر بیٹھنا جو اس کے کپڑوں کو بھی جلا دے اور اس آگ کا اثر اس کی کھال تک پہنچ جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ آدمی کسی قبر پر بیٹھے۔'' (مسلم)

50.13 جمعہ کے دن وفات پانے والے کی فضیلت:

حدیث شریف سے ثابت ہے کہ جمعہ کے دن یا شب کو وفات پانے والا مسلمان منکر نکیر کے سوال و جواب سے محفوظ رہتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو مسلمان جمعہ کے دن یا رات میں مرتا ہے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کو قبر کے فتنے (یعنی سوال و جواب یا عذابِ قبر) سے بچا لیتے ہیں۔'' (رواہ احمد، الترمذی، مشکوٰۃ صفحہ 121)

50.14 میت کے ساتھ جانے والی چیز:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں جن میں سے دو واپس آجاتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہتی ہے: ① میت کے اہل و عیال ② اس کا مال ③ اس کے اعمال...... چنانچہ اہل و عیال اور مال تو واپس لوٹ آتے ہیں اور اس کا عمل باقی رہ جاتا ہے۔'' (بخاری و مسلم)

50.15 تکلیف کے وقت موت کی آرزو کرنا مکروہ ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کسی شخص پر اگر کوئی تکلیف یا مصیبت نازل ہو جائے تو وہ اس سے گھبرا کر موت کی آرزو ہرگز نہ کرے۔ اگر موت کی تمنا کرنا بہت ضروری ہو تو پھر اس طرح دعا مانگے کہ ''اے اللہ! مجھے زندہ رکھ اس وقت تک جب تک زندہ رہنا میرے لئے خیر اور بہتر ہو اور اگر موت میرے لئے خیر و بہتر ہو تو مجھے موت دے دے۔''

(بخاری و مسلم)

50.16 خوشیاں بانٹو اور موت سے ڈرتے رہو مگر موت کی خواہش نہ کرو:

ایک صوفی بزرگ کا قول ہے:

''آپ کے مرنے پر جن لوگوں کو غم ہونے کا امکان ہے اپنی زندگی میں ان لوگوں کو خوشی ضرور دے جاؤ۔''

''زندہ رہو تو مرنے کا انتظار رہے۔ اور موت سے اتنا نہ ڈرو کہ زندگی ناممکن ہو جائے۔''

ایک صوفی بزرگ نے فرمایا:

''موت کی خواہش نہیں کرنی چاہئے لیکن موت کو یاد رکھنا چاہئے کیونکہ اس کے ساتھ یہ بھی تو یاد آتا ہے کہ پھر کیا ہوگا دوسری دنیا میں۔''

50.17 نو قسم کے لوگ جن سے قبر میں سوال نہیں کیا جائے گا:

① انبیاء علیہم السلام، ② صدیقین، ③ شہداء ④ اسلامی ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرنے والا، ⑤ مرض طاعون میں فوت ہونے والا، ⑥ طاعون کے زمانے میں طاعون کے علاوہ کسی مرض سے فوت ہونے والا، ⑦ بچے، ⑧ جمعہ کے دن یا رات میں مرنے والا، ⑨ ہر رات سونے سے پہلے سورۃ تبارک (سورۃ الملک) پڑھنے والا۔ (شامی جلد 1، صفحہ 572)

50.18 میت کو اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جب تم میں سے کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کو صبح و شام اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہو تو اس کو جنتیوں کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے، اگر وہ دوزخیوں میں سے ہے تو اُسے دوزخیوں کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے۔ پھر کہا جاتا ہے یہ ہے تیرا اصل مقام جہاں تجھے اس کے بعد پہنچنا ہے جب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تجھے قیامت کے دن دوبارہ اُٹھائے گا۔'' (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

50.19 نمازِ جنازہ پڑھنے والوں کا زیادہ ہونا مستحب ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

''جو مسلمان آدمی مر جائے اور اس کے جنازے میں ایسے چالیس آدمی نماز پڑھیں جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ میت کے حق میں ان کی مغفرت کی سفارش کو قبول فرما لیتا ہے۔'' (مسلم)

50.20 نماز جنازہ پڑھنے کے لئے تین یا تین سے زائد صفوں میں تقسیم کرنا مستحب ہے:

حضرت مرثد بن عبداللہ یزنی سے روایت ہے کہ حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ جب جنازے کی نماز پڑھنے لگتے اور لوگوں کا مجمع تھوڑا سمجھتے تو لوگوں کو تین صفوں میں تقسیم فرما دیتے اور پھر فرماتے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص پر تین صفیں نماز پڑھیں تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

50.21 ظالموں کی قبروں اور ان کے تباہ شدہ مقامات سے گزرتے وقت روتے ہوئے گزرنے کا حکم:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے جب وہ مقام حجر پر جہاں قومِ ثمود کے مقامات تھے، پہنچے تو ارشاد فرمایا:

''تم ان عذاب یافتہ لوگوں کے پاس سے گزرو تو روتے ہوئے گزرنا، اگر تم ایسا نہ کر سکے تو وہاں سے مت گزرنا کہیں تمہیں بھی وہ عذاب نہ پہنچے جو انہیں پہنچا۔''

ایک اور روایت میں ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم ان لوگوں کے گھروں میں مت داخل ہونا جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا کہیں تم کو بھی عذاب نہ آئے جو انہیں پہنچا، ہاں تم روتے ہوئے وہاں سے گزرو۔''

پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک ڈھانپ لیا اور سواری کو تیز کر دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ اس وادی سے گزر گئے۔

50.22 غائبانہ نمازِ جنازہ:

جس دن بادشاہ نجاشی فوت ہوا رسول اللہ ﷺ نے اُس کی وفات کی خبر (جو کہ آپ ﷺ بذریعہ وحی ملی) صحابہ رضی اللہ عنہم کو دی کہ آج نجاشی اپنے وطن میں فوت ہو گیا ہے۔ پھر حضور اکرم ﷺ انہیں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) لے کر عید گاہ تشریف لے گئے۔ ان کی صفیں باندھ کر نجاشی کی غائبانہ نمازِ جنازہ چار تکبیروں سے پڑھائی۔ (بخاری و مسلم)

50.23 میت کی خوبیاں بیان کیجئے اور برائیوں کا ذکر نہ کیجئے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اپنے مردوں کی خوبیاں بیان کرو اور ان کی برائیوں سے زبان کو بند رکھا کرو۔'' (ابوداؤد)

50.24 میت والے گھر کھانا بھجوائیں:

عزیزوں، رشتہ داروں یا پاس پڑوس میں کسی کے یہاں میت ہو جائے تو اس کے یہاں ایک یا دو وقت کا کھانا بھجوائیں۔ اس لئے کہ وہ غم میں پریشان ہوں گے۔ جامع ترمذی میں ہے کہ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی خبر آئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کردو، وہ آج مشغول ہیں۔'' (ترمذی)

50.25 تعزیت:

تعزیت مسنون ہے۔ تعزیت کرنا، پُرسہ دینا ہم سب پر نہ صرف لازم ہے بلکہ یہ ہماری اخلاقی اور معاشرتی ذمہ داری ہے۔ ہمیں اس ذمہ داری خوش اسلوبی سے نبھانا چاہئے۔

50.26 تعزیت سے متعلق رسول اللہ ﷺ کے ارشادات:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت میں تعزیت کرے، قیامت کے دن اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اُسے کرامت کا

جوڑا پہنائے گا۔"   (سنن، ابن ماجہ)

ایک دوسری حدیث میں ہے:

"جس شخص نے کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کی تو اُس کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اس مصیبت زدہ کو ملتا ہے۔"

(جامع الترمذی، ابن ماجہ، معارف الحدیث)

50.27 رسول اللہ ﷺ تعزیت کے لئے تشریف لے جاتے:

کوئی شخص بیمار پڑتا تو رسول اللہ ﷺ اس کی عیادت کو تشریف لے جاتے اور کوئی شخص فوت ہو جاتا تو آپ ﷺ اس کی نمازِ جنازہ میں شریک ہوتے اور پسماندگان سے تعزیت فرماتے۔" (ابوداؤد)

50.28 تعزیت کی مدت:

تعزیت کی مدت موت سے تین دن تک ہے۔ اس کے بعد مکروہ ہے کہ غم تازہ ہوگا۔ مگر جب تعزیت کرنے والا یا جس سے تعزیت کی جائے وہاں موجود نہ ہو یا موجود ہے مگر اسے علم نہیں تو بعد میں (تعزیت کرنے سے) حرج نہیں۔

ایک بار جو تعزیت کر آیا اسے دوبارہ تعزیت کے لئے جانا مکروہ ہے۔ قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے کہ جب تک تر رہیں گے تسبیح کریں گے اور میت کا دل بہلے گا۔" (درِّ مختار)

50.29 تعزیت کرنا اعلیٰ اخلاقی، معاشرتی اور مذہبی تقاضا ہے:

اپنے کسی قریبی رشتہ دار، قرابت دار یا دوست احباب کی وفات پر تعزیت کرنا اعلیٰ اخلاقی تقاضا ہے۔ یہ فرض نہیں فرض کفایہ نہیں بلکہ یہ فریضہ ہے۔ یہ ایک مذہبی، اخلاقی اور معاشرتی ذمہ داری ہے۔ جس کو ہر حال میں پورا کرنا انتہائی ضروری ہے۔ ہماری جن رشتہ داروں قرابت داروں دوست احباب اور پڑوسیوں سے اچھی خاصی دوستی اور برسوں کی جان پہچان ہوتی ہے، ہم ان کے یہاں آتے جاتے، کھاتے پیتے ہیں، اگر اُن کے یہاں خدانخواستہ فوتگی ہو جائے تو وہاں جانا اور تعزیت کرنا کیا ہماری اخلاقی اور مذہبی ذمہ داری نہیں ہے؟ آج کل نفسا نفسی کا دور دورہ ہے۔ لوگ پیسہ کمانے میں اتنا مصروف ہو چکے ہیں کہ اُن کے پاس تعزیت کرنے کا وقت نہیں ہے۔ وہ تعزیت کو ایک بوجھ سمجھتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ اس کی افادیت کیا ہے؟ یہ مشاہدے کی بات ہے کہ لوگ اپنے قریب ترین رشتہ داروں کے قل اور چالیسویں (جو لوگ کرتے ہیں) میں مصروفیت کی وجہ سے ان دعاؤں میں شریک نہیں ہوتے۔ قریبی رشتہ دار قرابت دار اور دوست احباب دوسرے شہروں سے اپنے کسی کام کے سلسلے میں آتے ہیں مگر وہ فوتگی والے گھر میں (جہاں کچھ عرصہ پہلے صفِ ماتم بچھی ہو) یا ان کے لواحقین کو فون پر یا ان کے گھر جا کر تعزیت کرنا مناسب نہیں سمجھتے اور بغیر تعزیت کیئے ہی واپس چلے جاتے ہیں۔ یہ رویہ دیکھ کر حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا وہ مصرعہ یاد آتا ہے:

"ایسے ہیں مسلمان جنہیں دیکھ کے شرمائے یہود"

تعزیت کرنا یعنی انسانی ہمدردی کے ناطے افسوس کا اظہار کرنا بشریت کا وہ اعلیٰ ترین تقاضا ہے جو لواحقین کے لئے تسکین کا باعث ہوتا ہے۔ حکمت و دانائی بھی اسی میں ہے کہ ہم انسانی ہمدردی، خلوص اور محبت کو معاشرے میں پروان چڑھائیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اسلامی اقدار

کے ان گرانقدر موتیوں کو بکھرنے نہ دیں وگرنہ ہم خود بکھر جائیں گے۔ مسلمان ہونے کے ناطے ہماری یہ اخلاقی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم خلوص نیت سے وفات پانے والے کے لواحقین سے تعزیت کر کے اپنی اخلاقی و دینی اور معاشرتی ذمہ داری ادا کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

50.30 عہدِ حاضر کی روح فرسا تعزیت:

احترامِ مذہب، مذہبی پاسداری، احترامِ انسانیت، رواداری اور اخلاقیات کے معیار اس حد تک گر جائیں گے کہ یقین نہیں آتا۔ ہم کس طرف جا رہے ہیں؟ ہمارے دین کے کیا تقاضے ہیں؟ یہ ہمیں معلوم نہیں۔ یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ آج اگر آپ کے قریب ترین رشتہ دار (یعنی پوتے پوتی، نواسے نواسی) کو یہ پتہ چلتا ہے کہ اُن کے قریبی رشتہ دار (نانی، دادی، نانا، دادا) کا انتقال ہو گیا ہے تو اُن کے جنازے یا تدفین میں شرکت یا گھر پر قل یا دُعا وغیرہ کے لئے آنا تو دور کی بات ہے وہ فون کر کے بھی لواحقین سے تعزیت کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔ یہ چیز رشتے کاٹنے کے مترادف ہے جس کی شریعت نے سختی سے ممانعت کی ہے۔ کہ رشتے ناطے نہ توڑو۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”رشتہ داری عرشِ الٰہی کے ساتھ لٹک کر کہتی ہے کہ جس نے مجھے جوڑا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کو جوڑے اور جس نے مجھے کاٹا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کو کاٹے۔“ (صحیح مسلم)

اس حدیث شریف کی روشنی میں آپ بخوبی دیکھ سکتے ہیں کہ رشتے توڑنے والوں کے ساتھ زندگی میں کیا ہوا ہے اور کیا ہو رہا ہے، اس سے عبرت پکڑیں وگرنہ زندگی میں قدم قدم پر مسائل اور مشکلات در مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

”رشتے درختوں کی طرح ہوتے ہیں بعض اوقات ہم اپنی ضرورتوں کی خاطر انہیں کاٹتے چلے جاتے ہیں آخر کار خود کو گھنے سائے سے محروم کر دیتے ہیں۔“

بعض قریب ترین دوست احباب اور رشتہ دار بھی جنازے کی اطلاع یا قل یا دُعا وغیرہ کی اطلاع ملنے کے باوجود شرکت نہیں کرتے اور معذرت تو دور کی بات، کسی قسم کی شرمندگی یا تاسف کا اظہار بھی نہیں کرتے، بلکہ برملا کہتے ہیں کہ میں اس لئے نمازِ جنازہ یا قل یا دُعا وغیرہ میں شرکت نہیں کر سکا کہ گرمی بہت شدید تھی۔ ان سے کوئی پوچھے کہ کیا شریعت اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ اگر گرمی شدید ہو یا بارش ہو رہی ہو تو نمازِ جنازہ یا تدفین یا دعا وغیرہ میں شرکت نہ کی جائے۔ ایسے لوگ بالیقین مکمل طور پر دین سے لاعلم ہیں اور نہیں جانتے کہ آئندہ اُن کے حالات اس گرمی کی شدت سے بھی کہیں زیادہ شدید گرم اور تکلیف دہ ہو سکتے ہیں۔ جس کا انہیں شعور نہیں کہ یہی تو نیکی کمانے کے لمحے ہیں جو انہیں آئندہ زندگی میں گرمی کی شدت اور حالات کی حدت سے بچا سکتے ہیں اور راحت بہم پہنچا سکتے ہیں۔ جو کام بے غرض اور دوسروں کے لئے کیا جائے وہی نیکی ہے اور اسی کا اجر ملتا ہے۔

مسلمانو! کدھر جا رہے ہو؟ ہوش کے ناخن لو۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے ڈرو جس کی پکڑ (گرفت) بہت سخت اور دردناک عذاب دینے والی ہے۔ وہ (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ) ایک دفعہ پکڑ لیتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں ہے۔ ایسے لوگ نہیں جانتے کہ وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے احکامات اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی صریح نافرمانی کر رہے ہیں۔

سورۃ الفجر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''بے شک آپ کا رب نافرمانوں کی گھات میں ہے۔'' (سورۃ الفجر:14)

مسلمانو! دینی احکامات اور شرعی فرائض سے غفلت ہرگز مت برتو اور اُنہیں ہر صورت پورا کرو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''آج تم نے مجھے بھلا دیا قیامت والے دن تمہیں بھلا دوں گا اور جہنم کو انسانوں اور جنوں سے بھر دوں گا۔'' (سورۃ الاعراف:18)

آج کل نفسانفسی کے دور میں مادیت اس قدر زور پکڑ چکی ہے کہ اب اعلیٰ اسلامی اور انسانی اقدار کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہ گئی۔ لوگ تعزیت کے لئے جاتے ہیں مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں یہ علم نہیں ہوتا کہ تعزیت کیسے کرنا ہے؟ کیوں کرنا ہے؟ اور اس کا کیا مقصد ہے؟ وہ غمزدہ اور افسردہ دلوں میں لگی ہوئی آگ کی تمازت کو محسوس کرنے سے قاصر ہوتے ہیں اس لئے وہ آتے ہی اپنے محکمے، بزنس، سیاست، پلاٹوں اور پراپرٹی وغیرہ پر گفتگو کا آغاز کر دیتے ہیں۔ وہ لواحقین سے تعزیت اور ہمدردی کا ایک لفظ بھی نہیں کہتے۔ وہ نہ تو سیپارہ پڑھیں گے نہ دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائیں گے اور نہ ہی لواحقین سے ہمدردی اور صبر کی تلقین کریں گے اور ہنستے مسکراتے رُخصت ہو جائیں گے۔ ایسے لوگوں کو کبھی احساس ہو گیا تو وہ آپ سے معافی مانگ لیں گے، مگر شاید وہ نہیں جانتے کہ:

''کسی کا دل توڑ کر معافی مانگ لینا تو آسان ہے لیکن اگر اپنا دل ٹوٹ جائے تو کسی کو معاف کر دینا مشکل ہے۔''

اب تو یہ حال ہو گیا ہے کہ وہ قریبی دوست اور رشتہ دار جو آپ کو برسوں سے جانتے ہوں، جو آپ کے گھر آتے جاتے، اُٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے، دعوتوں اور افطار پارٹیوں میں شریک ہوتے ہیں، انہیں اگر اطلاع ملے کہ آپ کی ماں باپ، بہن بھائی یا کسی قریبی رشتہ دار کا انتقال ہو گیا ہے تو وہ تعزیت کے لئے آپ کے گھر آنا تو دور کی بات ہے وہ فون کر کے بھی تعزیت کرنا گوارا نہیں کریں گے۔ کیا یہی اسلام کی تعلیمات ہیں؟ ہم کیوں اپنے دین کی تعلیمات سے کنارہ کش ہوتے جا رہے ہیں؟ ایسے ہی مسلمانوں کے بارے میں حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

وضع میں تم ہو نصاریٰ و تمدن میں ہنود
یہ ہیں مسلمان جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

مصیبت اور آزمائش کی گھڑی میں ہی کسی کے خلوص کا پتہ چلتا ہے۔ جب طوفان گزر جاتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ کتنے درخت گر گئے؟ کتنے جڑ سے اُکھڑ گئے؟ اور کتنے درختوں کی شاخیں ٹوٹ گئیں۔ تعزیت نہ کرنے والے لوگ نہ صرف حقوق اللہ کی خلاف ورزی کر رہے ہیں بلکہ یہ عمل ان کے اپنے لئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ ایسے لوگ اعضاء و جوارح کی نیکی اور روح و نفس کی نیکی میں تمیز نہیں کر سکتے۔ ہم کبیر کے اس دوھے (Couplet) سے تو بہت متاثر ہوتے ہیں: ''چڑھتے اُترتے سب کی خبر لے'' مگر ہم کسی میت کو قبر میں اُتارنے والوں کی خبر گیری نہ کر کے سچی نیکی کے موقع کو ضائع کر دیتے ہیں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اصل نیکی روح کی نیکی ہے۔ اور سچی نیکی کا ایک دانہ نمازوں اور روزوں کے ہزار گنا وزن سے

بڑھ کر ہے۔''

50.31 تعزیت......علماء کرام کی ذمہ داریاں:

مسجدوں میں علماء کرام اور خطیب حضرات کو چاہیئے کہ وہ جمعہ کے وعظوں میں عوام کو تعزیت کے آداب اور سے قرینے سے گاہے بگاہے آگاہ کرتے رہیں۔ مسجدوں، خانقاہوں اور درسگاہوں میں رہنے والوں کی ذمہ داریاں اور بھی بڑھ جاتی ہیں کہ ان کا دین سے گہرا اور قلبی اور روحانی تعلق ہوتا ہے۔ان کا خوف خدا اور احترام انسانیت نہ صرف مثالی بلکہ رشد و ہدایت کا باعث ہوتا ہے۔ان کی محبت لوگوں کے دلوں کو مسخر کرتی ہے۔وہ اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ اپنے آپ کو صرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ڈر سے غافل نہ ہونے دیں، کیونکہ اس کے امکانات زیادہ ہوسکتے ہیں۔کہتے ہیں:

''جو بلی مندر میں رہتی ہے، وہ دیوتا سے نہیں ڈرتی۔''

50.32 تعزیت کے آداب:

ہمارے دوست احباب، رشتہ داروں اور قرابت داروں میں سب لوگ ایک جیسے خیالات، احساسات اور مذہبی رُجحانات کے حامل نہیں ہوتے۔کچھ لوگوں کے نزدیک اعلیٰ انسانی اقدار خونی رشتے اور پرانی دوستی اور قرابت داری کی بہت قدر و قیمت ہے۔کچھ لوگوں کے نزدیک کم اور کچھ لوگوں کے نزدیک بالکل نہیں ہے۔لیکن ''خوشی'' اور ''غمی'' دو ایسے مواقع ہیں جو انسان کے سب اختلافات بھلا دیتے ہیں۔ایسے موقعوں پر رشتہ داروں، قرابت داروں اور دوست احباب کا اپنے فروعی اختلافات بھلا کر ایک جگہ جمع ہونا اسلامی نقطہ نظر سے لازمی امر ہے۔رنجشیں خواہ کتنی ہی شدید کیوں نہ ہوں، تلخیاں اور کدورتیں چاہے کتنی تلخ اور کڑوی کیوں نہ ہوں لوگوں کو چاہیئے کہ وہ ان کو بھلا کر ''خوشی'' کی محفلوں اور ''غمی'' کی مجلسوں میں اپنی بھرپور شرکت کو یقینی بنا کر اپنے مسلمان اور صاحب ایمان ہونے کا ثبوت دیں۔ایسے موقعوں پر آپ کی ذراسی غفلت، لغزش، کوتاہی، یا تساہلی آپ کو ناقابل یقین ذلت وخواری کے اتھاہ اندھیروں میں دھکیل سکتی ہے۔اور یہ کوتاہی آپ کے لئے عمر بھر کا پچھتاوا اور رشتہ داروں کی طرف سے دُشنام طرازی کا ایک نہ رُکنے والا سلسلہ بن سکتی ہے۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

''کبھی ایسی بات نہ کہو جس کے لئے تمہیں بعد میں معافی مانگنی پڑے۔''

کسی کے گھر تعزیت یا پُرسہ کے لئے جانے کا پہلا تقاضا تو یہ ہے کہ آپ وہاں پر کوئی دنیاوی بات اور اپنے دفتر یا ذاتی مسائل کا تذکرہ بالکل نہ کریں۔آپ کے چہرے پر متانت اور سنجیدگی ہونی چاہیئے۔اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ کسی صورت میں باتوں کے دوران ہنسی مذاق یا قہقہہ نہ لگائیں۔اس سے وفات پانے والے کے لواحقین کو اذیت پہنچتی ہے۔لواحقین سے اظہار ہمدردی کریں اُنہیں تسلی دیں اور صبر کی تلقین کریں۔اور وفات پانے والے کے لئے مغفرت کی دعا کریں۔اس کے علاوہ وہ دعا یعنی دفنانے کے بعد قبر پر دعا کریں۔پھر قبر سے چالیس قدم دور جا کر دعا کریں اور تیسرے دن قل (جو لوگ کرتے ہیں) کی دعا میں شرکت کر کے اپنی پُر خلوص دعاؤں کے سلسلے کو مکمل کریں۔اس کے بعد چالیسواں (جو لوگ کرتے ہیں) اور برسی کے موقع پر قرآن خوانی اور دعا کا اہتمام کریں اور وفات پانے والے کے لئے مغفرت کی دعا کریں۔ایک ہی شہر میں بسنے والے لوگ عید بقر عید والے دن سب سے پہلے اپنے اُس مسلمان بھائی (رشتہ دار، قرابت دار یا دوست احباب) کے گھر ضرور جائیں جہاں فوتگی ہوئی ہو۔آپ

کے اس عمل سے لواحقین کو تسلی ہوگی۔ دوسرے شہر یا غیر ممالک میں رہنے والے رشتہ دار قرابت دار یا دوست احباب کو جب موقعہ ملے یا کسی سلسلے میں اُن کا آنا ہو تو وہ فوتگی والے گھر میں جا کر تعزیت اور دعا ضرور کریں۔ کیونکہ آپ کا یہ عمل روح کی نیکی ہے اور ہمارا مذہب ہمیں اس کی تعلیم دیتا ہے۔ مسلمان کو تو ایک جسم کی مانند قرار دیا گیا ہے اگر ایک عضو تکلیف میں ہو تو سارا جسم اس کی تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''تم مسلمانوں کو باہم رحم دل، باہم اُلفت و محبت اور باہم تکلیف کے احساس میں ایسا پاؤ گے جیسے ایک جسم کہ اگر ایک عضو بیمار پڑ جائے تو سارا جسم بخار اور بے خوابی میں اس کا شریک رہتا ہے۔''

(بخاری و مسلم)

کیا ہم اس اخلاقی معیار پر پورا اُترتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے اس حدیثِ مبارکہ میں مقرر فرمایا ہے۔ حقوق العباد کی اسلام میں بہت تاکید کی گئی ہے۔ کیا ہم اپنی مذہبی، اخلاقی اور معاشرتی ذمہ داریاں پوری کر رہے ہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ وہ اس لئے کہ ہم موت کو بھول چکے ہیں ہمارا مرنے کے بعد کی زندگی پر یقین ختم ہو چکا ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''موت کو یاد رکھنا نفس کی تمام بیماریوں کی دوا ہے۔''

50.33 اچھے دوست کی پہچان:

دوست وہ ہے جو آپ کی خوشی اور غمی میں آپ کے ساتھ کھڑا ہو۔ دوست آپ کی خوشی میں شریک ہو کر خوشیوں کو دوبالا کرتا ہے اور غم میں شریک ہو کر آپ کے غم کو ہلکا کرتا ہے۔ اگر آپ کے ماں باپ، بہن بھائی یا کسی قریبی رشتہ دار کا انتقال ہو جائے اور آپ کا دوست اطلاع ملنے کے باوجود تعزیت کے لئے آپ کے گھر نہیں آتا تو وہ دوست نہیں ہے وہ دوست کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ شریعت ہمیں اجازت دیتی ہے کہ ایسے لوگوں سے آہستگی کے ساتھ پیچھے ہٹ جائیں نہ شکایت کریں نہ شکوہ اور نہ برا منائیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

''ایک اچھے دوست کی مثال ایک اچھی خوشبو کی طرح ہے جب بھی تم اس کو یاد کرو گے تو تمہیں اس کی مہک آئے گی۔''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:

''دوست ہر دُکھ کا علاج ہے، مگر دوست کے دیئے ہوئے دُکھ کا کوئی علاج نہیں۔''

50.34 میت کو کفن دینا:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سفید رنگ کا لباس پہنا کرو کیونکہ یہ لباس تمہارے لیے زیادہ بہتر اور زیادہ قابلِ عزت ہے۔ اور اپنے مُردوں کو کفن بھی سفید دیا کرو۔'' (ترمذی، ابوداؤد)

صرف شہید کے بارے میں حکم ہے کہ اُسے غسل دیئے بغیر انہی کپڑوں میں دفن کرو جس میں اس کی موت واقع ہوئی ہو۔ میت کو دفن کرنا

فرض کفایہ ہے۔ حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم لوگ شہادت کسے شمار کرتے ہو؟ عرض کیا گیا کہ خدا کے راستے میں قتل ہو جانے کو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "خدا کے راستے میں قتل ہو جانے کے علاوہ سات (07) اور شہادتیں ہیں: ① مرضِ ہیضہ میں مرنے والا، ② ڈوب کر مرنے والا، ③ ذات الجنب (نمونیہ) سے مرنے والا، ④ طاعون سے مرنے والا، ⑤ جل کر مرنے والا، ⑥ عمارت کے نیچے دب کر مرنے والا، ⑦ وہ عورت جو بچہ کے پیٹ ہی میں رہ جانے اور پیدا نہ ہونے کی وجہ سے مر جائے۔ یہ سب شہید ہیں۔"

(ابوداؤد، نسائی، ابن، ماجہ، معارف الحدیث)

ہمیں کفن کے بارے میں کوئی ایسی بات یا وصیت نہیں کرنی چاہئے جو ہمارے دین سے متصادم ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص نے ہمارے دین میں ایسی چیز کو ایجاد کیا جو دین میں سے نہیں ہے، پس وہ مردود ہے۔"

(بخاری ومسلم)

میت کو غسل دینے اور سفید کفن پہنانے کا یہی مقصد ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرتے ہوئے پاکیزگی اور طہارت کی حالت میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حضور پیش ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بلاشبہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے۔ اور قبر سے زیادہ برا اور مصیبت والا منظر میں نے اور نہیں دیکھا۔"

باب: 51

دُعــا

51:00 دعا:

دعا مسلمان کا ہتھیار دین کا ستون اور عبادت کا مغز ہے۔ دعا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر یقین سے مشروط ہے۔ جس کا خدا پر یقین نہ ہوگا اس کا دعا پر کیوں یقین ہوگا۔ دعا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے انعامات و اکرامات میں سے ایک انعام ہے۔ دعا ایمان کی نشانی ہے، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے بندے کے گہرے تعلق کا ثبوت، روح فقر اور رونقِ درویشی ہے۔ بعض صورتوں میں دعا کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنے کی ضرورت نہیں۔ مثلاً کسی بھوکے کو کھانا کھلا دیں یہ آپ کے حق میں دعا ہو جائے گی۔ خدا نے خود دعا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جب بندہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی سنتا ہوں۔ دعا کرنے سے کبھی نہ اُکتایئے۔ مومن کی شان ہی یہ ہے کہ وہ دکھ سکھ خوشحالی اور تنگ دستی یعنی ہر حال میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے ہی رجوع کرتا ہے۔ اور ہمیشہ سے خیر کی دعا کرتا ہے۔ اور اس کا موقعہ نہ دیں کہ جب کوئی اُفتاد پڑے تب ہی دعا مانگیں۔ جب بچہ بیمار ہوتا ہے تو ماں کو دعا کے آداب خود بخود آ جاتے ہیں جہاز خطرے میں ہو تو مسافروں کو دعا کا قرینہ خود بخود آ جاتا ہے۔ دعا آنکھ سے آنسو بن کر ٹپکتی ہے یہ آنسو ہی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور بندے کے درمیان بہترین رابطہ ہیں کیونکہ بہتے ہوئے اشکوں کی زبان کچھ اور ہے۔

51.01 دعا مانگنے کا صحیح طریقہ:

دعا کے لئے کچھ لوگ اپنے دونوں ہاتھوں کو علیحدہ علیحدہ ایسے بلند کرتے ہیں کہ گمان ہوتا ہے کہ وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعا نہیں فریاد کر رہے ہوں۔ کچھ لوگ دونوں ہاتھوں کو ایسے پھیلاتے ہیں جیسے التجا کر رہے ہوں۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ ملا کر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حضور دعا مانگی جائے۔

A- دعا مانگنے سے متعلق احکاماتِ خداوندی

51.02 اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو:

سورۃ الاعراف میں ارشادِ خداوندی ہے:

"تم لوگ اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو۔ تذلیل ظاہر کر کے بھی اور چپکے چپکے بھی، واقعی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو حد سے نکل جاویں۔" (سورۃ الاعراف:55)

51.03 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پکارنے والے کی سنتا ہے:

سورۃ البقرۃ میں ارشادِ خداوندی ہے:

''اور اے (پیغمبر ﷺ) جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو (کہہ دو) میں تو (تمہارے) پاس ہی ہوں جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں تو ان کو چاہئے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ نیک رستہ پائیں۔'' (سورۃ البقرۃ:186)

51.04 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ دعائیں قبول کرے گا:

سورۃ المؤمن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''تمہارا رب کہتا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔'' (سورۃ المؤمن:40،60)

51.05 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بے قرار آدمی کی سنتا ہے:

سورۃ النمل میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وہ ذات جو بے قرار آدمی کی سنتا ہے جب وہ اس کو پکارتا ہے اور مصیبت کو دور کر دیتا ہے۔''
(سورۃ النمل:62)

51.06 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ درخواست قبول کرتا ہے:

سورۃ الغافر میں ارشادِ خداوندی ہے:

''اور تمہارے پروردگار نے فرمادیا کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست قبول کرلوں گا۔'' (سورۃ الغافر:55)

51.07 انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے:

سورۃ النجم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔'' (سورۃ النجم:39)

51.08 دعا چپکے چپکے دھیمی آواز سے مانگنی چاہئے:

سورۃ الاعراف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور اپنے رب کو دل ہی دل میں اور خوف کے ساتھ یاد کیا کرو اور زبان سے بھی ہلکی آواز سے صبح وشام یاد کرو۔ اور ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔'' (سورۃ الاعراف:205)

حضرت زکریا علیہ السلام کی شانِ بندگی کی تعریف کرتے ہوئے قرآن مجید میں کہا گیا ہے:

''جب اس نے اپنے رب کو چپکے چپکے پکارا۔'' (سورۃ مریم:03)

51.09 دعا اور نیک عمل سے بلند درجات عطا ہوتے ہیں:

سورۃ الفاطر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور نیک عمل انہیں بلند مدارج طے کراتے ہیں۔''

51.10 دعا مانگنے کے آداب:

دعا اخلاص اور یقین کے ساتھ مانگنی چاہئے۔ دعا انتہائی عاجزی اور خشوع و خضوع سے مانگنی چاہئے۔ دعا مانگتے وقت ظاہری آداب، طہارت اور پاکیزگی کا پورا پورا خیال رکھیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ غافل دل کی دعا قبول نہیں کرتا۔ اس لئے دعا پورے انہماک اور توجہ سے مانگنی چاہئے اور کسی خاص ضرورت کے لئے دعا تین دفعہ مانگنی چاہئے۔ سورۃ البقرۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''بے شک خدا کے محبوب بندے وہ ہیں جو بہت زیادہ توبہ کرتے ہیں اور نہایت پاک صاف رہتے ہیں۔''

(سورۃ البقرۃ)

51.11 دعا کیجئے پہلے اپنے لئے پھر دوسروں کے لئے:

دعا ہمیشہ اپنی ذات سے شروع کیجئے، پھر دوسروں کے لئے دعا مانگیں۔ قرآن پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کی دو دعاؤں سے یہی سبق ملتا ہے۔

سورۃ ابراہیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ذکر ہے:

''اے میرے رب! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد کو بھی۔ پروردگار! میری دعا قبول فرما اور میرے والدین اور سارے مسلمانوں کو اس دن معاف فرمادے جب کہ حساب قائم ہوگا۔''

(سورۃ ابراہیم:40،41)

اور سورۃ نوح میں حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کا ذکر ہے:

''میرے رب! میری مغفرت فرما اور میرے ماں باپ کی مغفرت فرما اور مومنوں کی مغفرت فرما جو ایمان لاکر میرے گھر میں داخل ہوئے اور سارے ہی مومن مردوں اور عورتوں کی مغفرت فرما۔''

(سورۃ نوح:28)

51.12 اپنی خطاء کی معافی مانگتے رہئے:

سورۃ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور اپنی خطاء کی معافی مانگتے رہئے اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے بھی۔''

(سورۃ محمد:19)

B- دعا مانگنے سے متعلق رسول اللہ ﷺ کے ارشاداتِ واحکامات

51.13 دعا کی فضیلت:

رسول اللہ ﷺ نے پختہ عزم کے ساتھ دعا مانگنے کی تلقین فرمائی۔ دعا کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ اس سے انسانی تقدیر ہی بدل جاتی ہے۔

51.14 دعا سے رحمت کے دروازے کھلتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

”تم میں سے جو کوئی دعا کا دروازہ کھول دے اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔“

(سنن ترمذی، کتاب الدعوات عن رسول اللہ ﷺ)

51.15 دعا ہی عبادت ہے:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”دعا ہی عبادت ہے۔“ (ابوداؤد، ترمذی)

51.16 دعا عبادت کا مغز ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”دعا عبادت کا مغز ہے۔“ (ترمذی)

51.17 اچھے حالات میں دعا کرنے کی فضیلت:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جس کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سختیوں کے وقت اس کی دعا قبول فرمالیا کرے اس کو چاہیے کہ خوشی، عیش کے وقت کثرت سے دعا مانگا کرے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ بلا مصیبت دعا مانگنے کا اثر مصیبت کے وقت دعا مانگنے میں ہوتا ہے۔

51.18 دعا میں ہمت نہ ہارو:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

”دعا میں ہمت نہ ہارو کیونکہ دعا کرتے ہوئے کچھ ضائع نہیں ہوتا۔“

51.19 دعا مسلمانوں کا ہتھیار ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''دعا مومن کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون ہے اور آسمان وزمین کا نور ہے۔''

51.20 رسول اللہ ﷺ کی ایک نہایت جامع دعا:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرماتے تھے:

''خدایا! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس دل سے جس میں خشوع نہ ہو، اس نفس سے جس میں صبر نہ ہو، اس علم سے جس میں نفع نہ ہو، اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا فرماتے تھے:

''اے اللہ! میں آپ سے ہدایت، پرہیزگاری، پاکدامنی اور غنیٰ کا سوال کرتا ہوں۔''

51.21 مصیبت کی مشقت سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی پناہ مانگو:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''مصیبت کی مشقت اور بدبختی کے آنے سے اور بری تقدیر اور دشمنوں کے خوش ہونے سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی پناہ مانگو۔'' (متفق علیہ)

51.22 بندہ دعا اس وقت کرے جب وہ اپنے پروردگار کے قریب ترین ہو:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''بندہ اپنے پروردگار کے قریب ترین اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدہ ریز ہو، پس تم سجدہ میں خوب دعا کیا کرو۔'' (رواہ مسلم)

51.23 دعا کی زیادہ قبولیت کا وقت:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کس وقت کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد۔'' (الترمذی، حدیثِ حسن صحیح)

51.24 دعا کی قبولیت کے لئے جلد بازی سے کام نہ لیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سے ہر ایک کی دعا قبول ہوتی ہے بشرطیکہ وہ جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرے یعنی یوں نہ کہے کہ میں نے دعا کی تھی مگر قبول نہیں ہوئی۔'' (رواہ البخاری:6340) (متفق علیہ)

51.25 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعا کیسے مانگیں:

حضرت طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول (ﷺ)! جب ہم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعا مانگنا چاہیں تو کیسے مانگیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اس طرح مانگو: ''اے اللہ! مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت دے اور روزی عنایت فرما۔'' پس یہ کلمات تمہارے لئے دنیا وآخرت دونوں کی بھلائی کو جمع کر دیں گے۔''

51.26 حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کیا دعا مانگیں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ:

''تم یہ دعا مانگا کرو: ''اے اللہ! مجھے ہدایت دے اور سیدھا رکھ۔'' (رواہ مسلم)

51.27 آنحضور ﷺ کی (اپنے لئے) اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا فرماتے تھے:

''اے اللہ! بے شک میں تجھ سے عجز سے اور سستی، بزدلی اور بہت زیادہ بڑھاپے اور بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور عذاب قبر سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اور زندگی اور موت کی آزمائش سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔'' (مسلم)

51.28 دو ایسے وقت جن میں مانگی دعائیں رَدّ نہیں کی جاتیں:

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''دو دعائیں رَدّ نہیں کی جاتیں یا (یہ فرمایا) کم ہی رَدّ کی جاتی ہیں ① اذان کے وقت کی دعا، اور ② لڑائی کے وقت کی دعا جب کہ باہم گھمسان کا وقت ہو۔'' (ابوداؤد)

51:29 سخت خطرے کے وقت کی دُعا:

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے غزوۂ خندق کے دن رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: ''یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا اس نازک وقت کے لئے کوئی دعا ہے جو ہم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حضور میں عرض کریں۔ حالت یہ ہے کہ ہمارے دل مارے دہشت کے اچھل اچھل کر گلوں میں آ رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حضور یوں عرض کرو:

''اَللّٰھُمَّ اُسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَّوْعَاتِنَا''

ترجمہ:...... ''اے اللہ ہماری پردہ داری فرما اور ہماری گھبراہٹ کو بے خوفی اور اطمینان سے بدل دے۔''

ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے آندھی بھیج کر دشمنوں کے منہ پھیر دیئے اور اس آندھی ہی سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ان کو شکست دی۔ (معارف الحدیث...... مسند احمد)

51.30 دعا کی قبولیت کے موقعے:

چار موقعوں پر قبولیت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ ① کعبۃ اللہ کی زیارت کے وقت، ② جب بارش ہو رہی ہو، ③ نماز کے شروع میں، ④ جہاد فی سبیل اللہ میں صف بندی کے وقت۔ (حدیث نبوی)

51.31 دعا کی قبولیت کے اوقات:

(i) اذان اور اقامت کے درمیان کا وقفہ

(ii) رات کے آخری حصہ میں

(iii) سجدے کی حالت میں...... نفل، سنت یا وتر نمازوں میں سجدے میں دعا مانگیں، مگر فرض نمازوں میں نہیں۔

(iv) جمعہ کی نماز میں جب امام صاحب پہلا خطبہ ختم کر کے بیٹھ کر اُٹھنے تک کا درمیان وقفہ...... ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ دل میں ہی دعا کریں۔

(v) آب زمزم پیتے وقت

(vi) عرفات کے میدان میں نو ذوالحجہ کے دن ظہر اور عصر کی نماز کو ملا کر پڑھنے میں (جسے جمع تقدیم کہتے ہیں) اور دعا کی قبولیت کا وقت مغرب تک رہتا ہے۔

(vii) مسافر کی دعا۔

(viii) روزہ دار کی دعا، روزہ کھولنے سے پہلے۔

51.32 اللہ تعالیٰ تین آدمیوں کی دعا رَد نہیں فرماتا:

① روزے دار کی جب تک وہ افطار نہ کرے، ② مظلوم کی جب تک اُسے ظلم سے نجات نہ مل جائے۔ ③ مسافر کی جب تک وہ اپنے گھر واپس نہ آئے۔ (حدیث نبوی)

51.33 دعا میں تنگ نظری سے پرہیز کریں:

دعا میں تنگ نظری اور خود غرضی سے بچیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی میں ایک بدو آیا اس نے نماز پڑھی پھر دعا مانگی، اور کہا اے خدایا! مجھ پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ فرما، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''تو نے خدا کی وسیع رحمت کو تنگ کر دیا۔'' (بخاری)

51.34 دعا قبول نہ ہو پھر بھی دعا مانگتے رہو:

دعا کی قبولیت کے معاملے میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر پورا بھروسہ رکھیں، اگر دعا جلد قبول نہ ہو تو مایوس ہو کر دعا چھوڑ دینے کی غلطی بھی نہ کیجیے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''مجھے دعا قبول ہونے کی فکر نہیں ہے مجھے صرف دعا مانگنے کی فکر ہے۔ جب مجھے دعا مانگنے کی توفیق ہوگئی تو قبولیت بھی اس کے ساتھ حاصل ہو جائے گی۔''

51.35 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ مانگنے والے کا سوال ضرور پورا کر دیتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''جب کوئی مسلمان اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے کچھ مانگنے کے لئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف منہ اُٹھاتا ہے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کا سوال ضرور پورا کر دیتا ہے۔ یا تو اس کی مراد پوری ہو جاتی ہے یا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کے لئے اس کی مانگی ہوئی چیز کو آخرت کے لئے جمع فرما دیتا ہے۔''

51.36 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے مسلسل دعا مانگتے رہو:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے خود دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا کہ بندہ مجھے پکارتا ہے تو میں اُس کی سنتا ہوں۔ تقدیر کا بدلنا نہ بدلنا، دعا کا قبول کرنا نہ کرنا خدا کا کام ہے۔ بندے کا کام بہر حال یہ ہے کہ وہ ایک فقیر محتاج کی طرح مسلسل اس سے دعا مانگتا رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''سب سے بڑا عاجز وہ ہے جو دعا کرنے میں عاجز ہے۔'' (طبرانی)

51.37 دعا سے زیادہ عزت و اکرام والی چیز اور کوئی نہیں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''خدا کے نزدیک دعا سے زیادہ عزت و اکرام والی چیز اور کوئی نہیں ہے۔'' (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

51.38 دعا کی قبولیت کے لئے حرام مال کھانے اور حرام کاموں سے بچنا ضروری ہے:

حرام کھا کر، حرام پی کر اور حرام پہن کر دعا کرنے والا یہ آرزو کرے کہ اس کی دعا قبول ہو تو یہ اس کی نادانی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص کعبہ میں آیا اور خانہ کعبہ سے لپٹ کر دعائیں مانگنے لگا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے دیکھا تو ارشاد فرمایا:

''اس شخص کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے اس کی کمائی حرام کی ہے، اس کا کھانا حرام ہے اس کا پینا حرام ہے اس کا لباس حرام ہے۔''

51.39 دعا نہ کرنے والے شخص پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ غضب ناک ہوتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص خدا سے دعا نہیں کرتا خدا اس پر غضب ناک ہوتا ہے۔'' (ترمذی)

51.40 دعا کرنے سے پہلے کوئی نیک کام کیجئے یا نیک کام کا واسطہ دے کر دعا کیجئے:

دعا کرنے سے پہلے کوئی نیک عمل ضرور کیجئے۔ مثلاً کچھ صدقہ خیرات کیجئے، کسی غریب بھوکے کو کھانا کھلا دیجئے۔ اور اگر خدانخواستہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں تو اپنے اچھے اعمال کا واسطہ دے کر دعا کریں۔

نبی کریم ﷺ نے ایک بار تین ایسے اصحاب کا واقعہ سنایا جو ایک اندھیری رات میں ایک غار کے اندر پھنس گئے تھے۔ ان لوگوں نے اپنے مخلصانہ عمل کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کی اور خدا نے ان کی مصیبت کو دور فرما دیا۔

51.41 مریض کو اپنی موت کی دعا نہیں کرنی چاہئے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سے کسی کو رنج و مصیبت کی وجہ سے موت کی تمنا نہیں کرنا چاہئے۔ اگر کوئی ایسی ہی مجبوری ہو تو یوں کہے اے اللہ! جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور اگر میرے لئے مرنا بہتر ہے تو مجھے اُٹھا لیجئے۔ (رواہ البخاری:5671)

51.42 دعا میں کسی کے لئے بھی بددعا کا عنصر شامل نہ کریں:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعا مانگیں اپنے لئے، اپنے ماں باپ، بچوں، بہن بھائیوں، رشتہ داروں، دوست احباب کے لئے ان کی زندگی، صحت و تندرستی، روزگار کے لئے۔ اپنے ملک کی خوشحالی، ترقی، سلامتی امن واستحکام کی دعا کریں۔ خاص طور پر یہ دعا کریں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہمیں اچھا مسلمان بننے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حلال روزی کمانا اور کھانا نصیب ہو۔ مسلمان کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔ مسلمانوں میں کوئی غدار پیدا نہ ہو۔ کیونکہ ہمارے دشمن انہی غداروں سے ہمیں نقصان پہنچاتے ہیں۔ پیسہ کسی مسلمان کو خرید نہ سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''ہر اُمت کے لئے ایک فتنہ ہے اور میری اُمت کے لئے مال کا فتنہ ہے۔''

جنگ اُحد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا کہ آپ ﷺ کفار کے لئے بددعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں رحمت اللعالمین بن کر آیا ہوں کسی کی تباہی و بربادی کے لئے نہیں۔''

51.43 دعا کا آغاز اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی حمد وثنا اور درود وسلام سے کیجئے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب کسی شخص کو خدا یا کسی انسان سے ضرورت وحاجت پوری کرنے کا معاملہ درپیش آئے تو اس کو چاہئے کہ پہلے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور پھر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی حمد وثنا کرے اور نبی کریم ﷺ پر درود وسلام بھیجے اس کے بعد خدا کی بارگاہ میں اپنی ضرورت کو بیان کرے۔'' (ترمذی)

51.44 دعا سوچ سمجھ کر مانگنی چاہئے:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے مجھ سے مانگو میں دوں گا۔ مگر مانگنے کا بھی ایک طریقہ اور انداز ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے دعا کی کہ میرے لئے نماز معاف ہو جائے، کیونکہ یہ مجھے بہت مشکل لگتی ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس کی یہ دعا قبول کر لی اور وہ شخص کچھ عرصہ بعد پاگل ہو گیا کیونکہ پاگل شخص پر نماز فرض نہیں ہوتی۔ لہٰذا دعا بھی سوچ سمجھ کر مانگنی چاہئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ایک شخص کو دعا مانگتے سنا کہ:

''الٰہی! مجھ کو فتنوں سے بچانا'' فرمایا: ''کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تم کو آل اولاد نہ دے۔'' (ازالۃ الخفاء ص:205) قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے آل و اولاد کو فتنہ کہا ہے۔''

51.45 مظلوم کی بددعا سے ڈرو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''مظلوم کی بددعا سے ڈرو کیونکہ وہ اس خدا سے اپنا حق طلب کر رہا ہے جو حقدار کو اس کے حق سے کبھی محروم نہیں کرتا۔''

51.46 مظلوم کی بددعا شعلے کی طرح آسمان پر جاتی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''مظلوم کی بددعا سے ڈرو کیونکہ اس کی بددعا شعلے کی طرح آسمان پر جاتی ہے۔''

51.47 سفر پر رُخصت کرتے وقت دعائیہ کلمات ادا کریں:

اپنے ماں باپ، بیوی، بچوں، بہن بھائیوں، دوست احباب، رشتہ داروں اور قرابتداروں کو سفر پر رُخصت کرتے وقت دعائیہ کلمات ضرور کہیں۔

51.48 دعا...... حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اقوالِ زرّیں:

(i) ''بے شک اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی حکمت سے دنیا میں بندوں کے لئے کچھ سزائیں اور عذاب مقرر کر رکھے ہیں۔ پس اگر تم کسی تکلیف اور عذاب میں پڑ جاؤ تو دعا کے ذریعہ اس کی مدافعت کرو۔ کیونکہ آسمانی بلاؤں سے نجات دعا و گریہ زاری کے سوا کوئی نہیں ہو سکتی۔''

(ii) ''جو شخص اپنی کسی بیماری کو جب تین ایام تک لوگوں سے چھپائے رکھتا ہے اور صرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے اس کی شکایت کرتا یا اسے دور کرنے کی دعا کرتا ہے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس بیماری سے اُسے آرام بخشتا ہے۔''

(iii) ”دعا کی قبولیت میں تاخیر ہونے سے نا اُمید نہ ہو کیونکہ جس قدر زیادہ دیر ہوگی اسی قدر زیادہ انعام ملے گا کہ اکثر دعاؤں کی قبولیت میں اس لئے دیر ہوتی ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو بہت بڑا اجر عطا کرنا یا بہت بڑا عطیہ عطا فرمانا منظور ہوتا ہے۔“

(iv) ”دعا اولیاءاللہ کا ہتھیار ہے۔ شہوت پرستی سخت دشمن اور ذکر اللہ سینہ کھولتا ہے۔“

(v) ”مومن کا ہتھیار دعا اور ذکر، اور گناہ گار کا ہتھیار استغفار اور ہوشیار کا اوزار استعانت اور استغنا منہ ہے۔“

(اقوالِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا انسائیکلوپیڈیا)

51.49 دعا سے متعلق ایک بہت بڑے صوفی بزرگ کے ارشادات:

(i) ”دعا کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ جہاں دعا مانگنے والا ہے وہیں دعا منظور کرنے والا ہے۔“

(ii) ”ماں کی دعا دشتِ ہستی میں سایہ ابر ہے۔“

(iii) ”پیغمبر کی دعا اُمت کی فلاح ہے۔“

(iv) دعا پر اعتماد ایمان کا اعلیٰ درجہ ہے۔ جب کسی قوم یا فرد کا دعا سے اعتماد اُٹھ جائے تو آنے والا وقت مصیبت کا زمانہ ہوتا ہے۔“

(v) ”دعا مانگنا شرط ہے، منظوری شرط نہیں۔ اللہ کریم کے پاس مکمل اختیار ہے کہ چاہے تو گناہ گار کی دعا منظور فرمالے نہ چاہے تو پیغمبر کی دعا بھی منظور نہ فرمائے۔ حضرت نوح علیہ السلام سینکڑوں برس تک اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے دین کی خدمت کرتے رہے آخر اُن کا بیٹا بھی طوفان کی نذر ہو گیا لیکن ان کے ایمان میں فرق نہ آیا۔“

(vi) ”دعا سے بلا ٹلتی ہے، زمانہ بدلتا ہے، انسان اپنے اعمال کی عبرت سے بچ سکتا ہے۔“

(vii) ”نیک آدمی کو چاہئے کہ وہ گناہ گاروں کی بخشش کی دعا کرے۔ جاگنے والوں کو چاہئے کہ وہ سونے والوں کی فلاح کی دعا کرے۔ قوم کے ہر فرد کو قوم اور ملک کی سرفرازی کی دعا کرنی چاہئے۔“

(viii) ”صاحبِ دعا صاحب، محبت ہوتا ہے۔ اسی کی دعا مقبول ہے جس کو انسانوں سے جانوروں سے، پرندوں سے غرضیکہ ہر ذی روح سے محبت ہو۔ محبت نہ ہو تو دعا محض تکلف ہے۔“

(ix) ”کسی دور رہنے والے کو محبت سے یاد کرنا بھی دعا ہے۔“

(x) ”ہم کبھی سائل بن کر دعا دینے والے کے در پر جاتے ہیں اور کبھی دعا دینے والا سائل بن کر ہمارے در پر دستک دیتا ہے۔“

(xi) ”آئینہ دیکھنا اس کے لئے بھی دعا ہے۔“ اے اللہ میرے چہرے کی طرح میرے کردار کو بھی خوبصورت بنا۔“

51.50 دعا سے قسمت بدل جاتی ہے:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"نہیں پھیرتی تقدیر کو مگر دعا، اور نہیں زیادتی کرتی عمر میں مگر نیکی۔" (ترمذی)

51.51 دعا کو اپنے اوپر لازم کرو:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بے شک دعا نفع کرتی ہے اس چیز سے کہ اُتری اور اس چیز سے کہ نہیں اُتری۔ پس لازم کرو اپنے اوپر اسے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے بندو دعا کو۔"

51.52 اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین دعا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس کے لئے دعا کا دروازہ کھولا گیا تو اس کے لئے رحمت کے دروازے کھولے گئے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین دعا یہ ہے کہ اس سے عافیت کی دعا کی جائے۔"

51.53 آندھی اور بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک کے وقت کی دعائیں:

(i) ہوا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رحمت سے ہے۔

امام شافعی وابوداؤد وابن ماجہ وبیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ہوا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رحمت سے ہے۔ رحمت وعذاب لاتی ہے۔ اسے برا نہ کہو اور اللہ (عزوجل) سے اس کے خیر کا سوال کرو اور اس کے شر سے پناہ مانگو۔" (مسند الامام الشافعی)

(ii) جب بادل کی گرج سنو تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی تسبیح کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب بادل کی گرج سنو تو اللہ (عزوجل) کی تسبیح کرو تکبیر نہ کہو۔" (سنن ابی داؤد)

51.54 مختصر تاریخ انبیائے کرام علیہم السلام:

51.55 حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا ظہور بنی اسرائیل کی قوم پر ہوا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا ظہور بنی اسرائیل کی قوم پر ہوا۔ جب کہ بنی اسمٰعیل میں کوئی پیغمبر مبعوث نہیں ہوا سوائے آنحضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ یہاں یہ بات بیان کردینا ضروری ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد دین کے نشر اور اس کے فروغ کے دو راستے ظہور میں آئے۔ ایک وہ جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے پکڑا یعنی حالات سے متاثر ہوئے بغیر لافانی اصول پر قائم رہنا یعنی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر غیر متزلزل یقین

کامل اور حالات کو اسی اصول کے مطابق ڈھالنا کہ یہی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی مرضی ومنشاء ہے۔اس کی بنیادی وجہ آپ کی وہ پرورش تھی جو بی بی ہاجرہ نے عشقِ الٰہی کے توکل پر بے برگ وگیاہ میدان میں کی۔ جب حضرت ابرہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو چھوڑ کر جانے لگے تو حضرت بی بی ہاجرہ نے پوچھا کہ ہمیں کس کے سہارے یہاں چھوڑ کر جارہے ہو تو آپ نے جواب دیا: ''اللہ کے سہارے''۔اس پر بی بی ہاجرہ نے بھی صدقنا آمنا کہا۔دوسری طرف آلِ اسحٰق نے جس راہ پر قدم رکھا وہ یہ تھی کہ حالات کے مطابق اصولِ دین کو مصلحت وقت کے مطابق ڈھالتے رہے۔ اس لئے ظاہر تھا کہ دین کی راہ باطن سے ہٹ ہٹ کر ظواہر سے اثر پذیر ہوتی رہی اور قوم کو میزان پر قائم رکھنے کے لئے نبی در نبی اس قوم بنی اسرائیل کی جانب بھیجے جاتے رہے۔

مختصر تاریخ انبیائے کرام علیہم السلام

1- حضرت آدم علیہ السلام: حضرت آدم علیہ السلام 800 سال زندہ رہے۔ ہابیل اور قابیل حضرت آدم علیہ السلام کی پہلی پشت میں سے تھے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام فوت ہوئے تو اُن کی اولاد چالیس ہزار تک پہنچ چکی تھی۔

2- حضرت شیث علیہ السلام: آپ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے تھے۔آپ تخلیق آدم کے 130 سال بعد پیدا ہوئے۔اور وفات تخلیق آدم کے 1043 سال بعد ہوئی۔آپ 913 سال زندہ رہے اور 113 سال پیغمبر رہے۔

3- حضرت انوش علیہ السلام: آپ حضرت شیث علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔حضرت شیث علیہ السلام کے بعد آپ نظامِ حکومت چلاتے رہے۔ آپ 905 سال زندہ رہے۔

4- حضرت ادریس علیہ السلام: آپ تخلیق آدم علیہ السلام کے 622 سال بعد پیدا ہوئے۔آپ 365 سال زندہ رہے۔اور تخلیق آدم کے 987 سال بعد آپ کو اُٹھالیا گیا۔آپ آدم علیہ السلام کی چھٹی پشت میں سے تھے۔حضرت انوش علیہ السلام کی اولاد حضرت اخنوح علیہ السلام (حضرت ادریس علیہ السلام) تھے۔حضرت ادریس علیہ السلام پہلے شخص تھے جنہوں نے قلم سے لکھنا شروع کیا۔

5- حضرت نوح علیہ السلام: آپ حضرت شیث علیہ السلام کے بعد پیغمبر ہوئے کیونکہ حضرت شیث علیہ السلام حضرت ادریس علیہ السلام کے انتقال کے بعد 55 سال زندہ رہے۔طوفانِ نوح حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے 1656 سال بعد آیا۔طوفانِ نوح کے وقت حضرت نوح علیہ السلام کی عمر 600 سال تھی۔آپ قوم ثمود کی طرف مبعوث کئے گئے۔آپ کے والد محترم لمک تھے۔قرآن کریم میں حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ اجمال وتفصیل کے ساتھ 43 جگہ پر مذکور ہے۔ نوح علیہ السلام کے نافرمان بیٹے کا نام کنعان تھا۔آپ 950 سال زندہ رہے۔

-6 حضرت ھود علیہ السلام: آپ تخلیق آدم کے 1723 سال بعد پیدا ہوئے اور 464 سال تک زندہ رہے۔ وہ قوم عاد کی طرف مبعوث کیے گئے۔ اس وقت حضرت نوح علیہ السلام زندہ تھے۔ حضرت ھود علیہ السلام کے زمانے میں شداد نے جنت بنائی تھی مگر اس میں داخل ہونے سے پہلے ہی اس کی روح اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قبض کر لی تھی۔ اس کی جنت طوفانِ نوح میں اس کے دوست احباب سمیت تباہ کر دی گئی۔ حضرت نوح علیہ السلام کے انتقال کے 71 سال بعد تک اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے انتقال کے 4 سال بعد تک حضرت ھود علیہ السلام زندہ رہے۔

-7 حضرت صالح علیہ السلام: ابھی حضرت نوح علیہ السلام کی 249 سال عمر باقی تھی کہ قومِ ثمود کی طرف دوسرے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام بھیجے گئے۔ حضرت صالح علیہ السلام کا انتقال تخلیق آدم 2113 سال بعد ہوا۔ حضرت صالح علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے انتقال کے 71 سال بعد تک زندہ رہے۔

-8 حضرت ابراہیم علیہ السلام: آپ تخلیق آدم کے 2008 سال بعد پیدا ہوئے اور 175 سال زندہ رہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر 70 برس کی تھی تب حضرت صالح علیہ السلام کا انتقال ہوا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے انتقال کے دو سال بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام شہر آور (عدن) میں پیدا ہوئے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے "بے شک ابراہیم علیہ السلام لوگوں کے امام اور خدا کے فرمانبردار تھے جو ایک ہی کے ہو رہے تھے۔" حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میں ابراہیم علیہ السلام کے دین اور شریعت کے احیاء کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔" قرآن پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ 25 سورتوں میں آیا ہے۔ آپ کی زوجہ حضرت بی بی ہاجرہ سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت بی بی سارہ سے حضرت اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے۔ نمرود بادشاہ آپ کے زمانے میں تھا۔ اُس زمانے میں عراق کے بادشاہ کا لقب نمرود ہوتا تھا۔

-9 حضرت اسمٰعیل علیہ السلام: آپ 2074 قبل مسیح میں شہر کنعان (شام) میں پیدا ہوئے اور 1937 قبل مسیح حجاز میں وفات پائی۔ آپ 137 سال زندہ رہے۔ جب آپ کی عمر 89 برس تھی تب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا انتقال ہوا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی بارہ اولادتھیں جن سے بارہ قبیلے ملک عرب میں پھیلے یہ بھی جاننے کی بات ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام بن حضرت اسحٰق علیہ السلام کی بھی بارہ اولادتھیں جن سے بارہ بنی اسرائیل کے قبیلے پھیلے۔

-10 حضرت اسحٰق علیہ السلام: آپ 2020 قبل مسیح میں مصر میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ آپ کی والدہ حضرت بی بی سارہ 90 برس کی تھیں جب آپ پیدا ہوئے۔

-11 حضرت لوط علیہ السلام: آپ 2120 قبل مسیح میں شہر آور (عدن) میں پیدا ہوئے۔ یہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جائے پیدائش تھی۔ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ قوم لوط 2061 قبل مسیح تباہ کی گئی۔ عذاب آیا تو حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے گھر والے بچا لئے گئے، صرف حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی ہلاک ہوئی کہ اس نے بستی سے جاتے وقت مُڑ کر دیکھا تھا جب کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے منع فرمایا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اور اسمٰعیلؑ اور

الیسعؑ اور لوطؑ اور ان سب کو جہان کے لوگوں پر فضیلت بخشی تھی اور ان کو برگزیدہ بھی کیا تھا اور سیدھا راستہ بھی دکھایا تھا۔

⑩ حضرت اسحٰق علیہ السلام

↓

ازواج مطہرات

حضرت بی بی ربقہ | حضرت بی بی

حضرت یعقوب علیہ السلام کا عبرانی میں نام اسرائیل تھا، اس لئے آپ کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی -12

جڑواں بھائی

حضرت عیسو علیہ السلام

(بیٹے) عیص (والدہ)

ازواجِ مطہرات

بی بی راحیل ←ماموں زاد بہنیں→ بی بی لیاہ

بن یامین

-13 حضرت یوسف علیہ السلام آپ 1927 قبل مسیح میں پیدا ہوئے۔ اور 1817 قبل مسیح میں وفات پائی۔ آپ 110 سال زندہ رہے۔

-14 حضرت ایوب علیہ السلام
1700 قبل مسیح بصرہ (عراق) میں پیدا ہوئے۔ 1560 قبل مسیح وفات پائی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بیٹے افرائیم کی بیٹی رحمت بی بی سے آپ کی شادی ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ اور حضرت لوط علیہ السلام کی دوسری بیٹی حضرت شعیب علیہ السلام کی والدہ محترمہ تھیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی صفورا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی تھیں۔ آپ 140 سال زندہ رہے۔

15- حضرت شعیب علیہ السلام: آپ 1600 قبل مسیح شہر مدین میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب پانچویں پشت پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے مدین سے ملتا ہے۔ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سسر ہیں۔ آپ اصحاب الایکہ اور اہل مدین کی طرف مبعوث ہوئے۔ ان کی قوم پر ناپ تول میں کمی کرنے اور حرام کھانے کی وجہ سے عذابِ الٰہی نازل ہوا عذاب بادلوں سے آگ کی بارش اور زلزلہ کی صورت میں نازل ہوئے۔ اور وہ قوم تباہ ہوئی۔ قرآنِ پاک کی پانچ سورتوں میں آپ کا ذکر ہے آیا ہے۔ ① سورۃ الاعراف ② سورۃ ھود ③ سورۃ الشعراء ④ سورۃ عنکبوت، ⑤ سورۃ حجر۔ آپ کی قبر حضرموت میں ہے جو زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔

16- حضرت موسیٰ علیہ السلام: آپ 1520 قبل مسیح پیدا ہوئے اور 1400 قبل مسیح میں وفات پائی۔ آپ 120 سال زندہ رہے۔ 1360 قبل مسیح فرعون دریائے نیل میں غرق ہوگیا اور اس کے ساتھ ہی بنی اسرائیل کی 430 سالہ دورِ غلامی کا خاتمہ ہوگیا۔ چار سو سال بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکلے تو حضرت یوسف علیہ السلام کی وصیت کے مطابق آپ کی نعش بھی اپنے ساتھ لے لی۔ بالآخر ارضِ مقدس میں سکم کے شہر میں دفن کیے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''نسب کے اعتبار سے سب سے زیادہ بزرگ حضرت یوسف علیہ السلام تھے کہ خود نبی تھے، نبی کے بیٹے تھے، نبی کے پوتے اور نبی کے پڑپوتے تھے۔'' آپ کی شادی حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی بی بی صفورا سے ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا واقعہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کا ہے۔ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں امیر ترین آدمی تھا۔ حضرت خضر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تکوینی اسرار کا علم دیا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شریعت کا علم تفویض فرمایا تھا۔

17- حضرت ہارون علیہ السلام: آپ 1523 قبل مسیح پیدا ہوئے اور 1400 قبل مسیح وفات پائی اور ھود کی پہاڑی پر آپ کو دفن کیا گیا۔

18- حضرت شیموئیل علیہ السلام: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت شیموئیل علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ حضرت شیموئیل علیہ السلام کا زمانہ 1220 قبل مسیح سے 1109 قبل مسیح کا ہے۔ طالوت کو حضرت شیموئیل علیہ السلام نے ذمہ داری سونپی تھی کہ تابوت سکینہ واپس لائیں جب وہ واپس لے آئے اور لوگوں نے انہیں بادشاہ تسلیم کرلیا۔ طالوت نے فلسطین کے بادشاہ جالوت کا مقابلہ کیا اور ایک نوجوان داؤد نے اُسے ہلاک کر دیا۔ اس واقعے نے حضرت داؤد علیہ السلام کو بنی اسرائیل میں بہت مقبول بنا دیا۔

19- حضرت حزقیل علیہ السلام: قرآن کریم میں حضرت حزقیل علیہ السلام کا نام موجود نہیں ہے۔ لیکن سورۃ البقرۃ میں بیان کردہ ایک واقعہ کے بارے میں سلف صالحین سے جو روایات منقول ہیں، اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کا تعلق حضرت حزقیل علیہ السلام سے ہے۔ اُن کی قوم کے لوگ جو واسط شہر کے قریب چند کوس کے فاصلے پر ایک مشہور بستی تھی یہ لوگ جنگ سے فرار ہو کر وادی افیح میں جا کر سو گئے۔ یہ بات اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بنی اور وہ سوتے رہ گئے۔ پھر حضرت حزقیل علیہ السلام نے دعا کی اور وہ لوگ نیند سے جاگے۔

20- حضرت یوشع بن نون علیہ السلام: آپ 110 سال زندہ رہے۔ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمعصر تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آپ کو اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا۔

21- حضرت داؤد علیہ السلام: آپ 1085 قبل مسیح پیدا ہوئے اور 1015 قبل مسیح وفات پائی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد 19 بادشاہوں نے 598 قبل مسیح تک حکومت کی۔ قرآن پاک میں حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر سورۃ بقرۃ، نساء، انعام، اسراء، انبیاء، سبا، نمل اور ص میں آیا ہے۔ آپ کو زبور عطا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے لوہا نرم کر دیا۔ آپ کو شہر صیہون میں دفن کیا گیا۔ آپ کو دلکش اور سریلی آواز سے بھی نوازا گیا تھا اور انسانوں کے ساتھ چرند و پرند تک وجد میں آجاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک لحنِ داؤدی مشہور ہے۔

22- حضرت سلیمان علیہ السلام: آپ کی تاجپوشی 1015 قبل مسیح ہوئی اور 975 قبل مسیح وفات پائی۔ اس طرح آپ نے 40 سال نہایت شان و شوکت سے حکومت کی۔ آپ کا تصرف نہ صرف عالمِ انسانی پر تھا بلکہ حیوان، چرند، پرند، اجنا آپ کے تابع تھے۔ آپ جانوروں کی بولی سمجھتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد تقریباً ڈھائی سو سال تک یہودہ اور بن یامین قبائل سے تعلق رکھنے والے بادشاہوں نے حکومت کی۔ رفتہ رفتہ ان کا یہ حال ہو گیا کہ توریت پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ آپ کو کوہِ صیہون پر اپنے والد حضرت داؤد علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس میں ہیکل سلیمانی تعمیر کروائی۔

23- حضرت ارمیا علیہ السلام: حضرت ارمیا علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل تھی۔ ان کی قوم نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی کتاب کو پسِ پشت ڈال دیا تھا۔ ان کے بادشاہ تو سرے سے انبیاء کرام علیہم السلام کے انکاری تھے اس لئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا عذاب ان کی قوم پر بخت نصر کی صورت میں نازل ہوا جس نے ایک ایک گھر کو چن چن کر تباہ کیا۔

24- حضرت عزیر علیہ السلام: حضرت عزیر علیہ السلام کا ذکر قرآنِ پاک کی سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 259 اور سورۃ التوبہ کی آیت نمبر 30 میں آیا ہے۔ حضرت عزیر علیہ السلام ایک ویران بستی سے گزرے تو خواہش ہوئی کہ کاش! اللہ تعالیٰ مجھے یہ دکھا دیتے کہ یہ بستی دوبارہ کیسے آباد ہوگی؟ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض کر لی۔ اور حضرت عزیر علیہ السلام سو (100) برس تک سوتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے دوبارہ زندگی بخشی۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کتنا عرصہ سوئے۔ آپ نے فرمایا ایسا معلوم ہوا ہے کہ دن کے وقت سویا اور شام کو اُٹھ گیا۔

25- حضرت الیاس علیہ السلام: حضرت سلیمان علیہ السلام کے 25 سال بعد آپ پیغمبر ہوئے۔ آپ 950 قبل مسیح پیغمبر ہوئے اور 14 برس سال تک پیغمبر رہے، پھر اُٹھا لئے گئے۔ آپ شام کے باشندوں کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے۔ بعلبک کا شہر آپ کی رسالت و ہدایت کا مرکز تھا۔ بعل مشہور دیوتا تھا۔

26- حضرت الیسع علیہ السلام: حضرت الیسع علیہ السلام حضرت الیاس علیہ السلام کے نائب اور خلیفہ تھے۔ قرآنِ پاک میں حضرت الیسع علیہ السلام کا ذکر اس طرح موجود ہے: ''اور حضرت اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط علیہم السلام سب کو ہم نے دنیا والوں پر بزرگی بخشی۔'' آپ حضرت الیاس علیہ السلام کے چچازاد بھائی تھے اور ان کے انتقال کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی راہنمائی کے لئے آپ کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔ عمر کے متعلق نہیں معلوم ہوسکا۔

27- حضرت یونس علیہ السلام: حضرت یونس علیہ السلام کا زمانہ 800 قبل مسیح کا ہے۔ نبوت ملنے کے بعد آپ کو ملک اسریا کے شہر نینوا جانے کا حکم ملا۔ مگر آپ کشتی میں سوار ہو کر ترسیس چلے گئے یہ بات اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بنی اور مچھلی نے آپ کو نگل لیا۔ یہ واقعہ 862 قبل مسیح کا ہے۔ مچھلی نے آپ کو سات دن بعد ساحل سمندر پر اُگل دیا۔ اس دوران آپ آیت کریمہ کا ورد کرتے رہے۔

28- حضرت دانیال علیہ السلام: آپ 606 قبل مسیح بخت نصر کے پہلے حملے کے بعد پیغمبر بنے۔

29- حضرت ذوالکفل علیہ السلام: حضرت ذوالکفل کا ذکر قرآنِ پاک کی دو سورتوں میں آیا ہے۔ کوئی تفصیل یا واقعہ موجود نہیں ہے۔ البتہ توریت (Old Testament) میں واقعات درج ہیں۔ سورۃ انبیاء کی آیت نمبر 85، 86 میں اس طرح درج ہے ''اور اسمٰعیل و ادریس اور ذوالکفل سب (راہِ حق میں) صبر کرنے والے تھے۔ ہم نے انہیں اپنی رحمت کے سایہ میں لے لیا۔ یقیناً وہ نیک بندوں میں سے تھے۔'' اور سورۃ ص کی آیت نمبر 48 میں اس طرح درج ہے ''اور یاد کرو اسمٰعیل اور الیسع اور ذوالکفل (کے واقعات) اور یہ سب نیکوکاروں میں سے تھے۔''

30- حضرت زکریا علیہ السلام: حضرت زکریا علیہ السلام کے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام تھے۔ یہ دونوں پیغمبر بادشاہ کے دربار میں بیٹھا کرتے تھے اور بادشاہ ان دونوں کی بہت قدر کرتا تھا۔ آپ کو بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق کہنے کی وجہ سے قتل کروایا گیا۔ بادشاہ نے اپنے بھائی کی بیوی سے شادی بغیر طلاق دلائے کر لی تھی جو کہ شریعت کے خلاف تھی۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے بادشاہ کے سامنے کہا کہ یہ تو زنا ہے۔ اس وجہ سے بادشاہ ناراض ہوگیا اور آپ کے قتل کے احکامات جاری کر دیئے۔

یہود نے جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کر دیا تو پھر حضرت زکریا علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا کہ ان کو بھی قتل کر دے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے جب یہ دیکھا تو وہ بھاگے تاکہ ان کے ہاتھ نہ لگ سکیں۔ سامنے ایک درخت آیا گیا، وہ اس کے شگاف میں گھس گئے۔ یہودی تعاقب کر رہے تھے، تو انہوں نے جب یہ دیکھا تو ان کو نکلنے پر مجبور کرنے کی بجائے درخت پر آرہ چلا دیا۔ جب آرہ حضرت زکریا علیہ السلام پر پہنچا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی اور حضرت زکریا علیہ السلام سے کہا گیا کہ اگر تم نے کچھ بھی آہ وزاری کی تو ہم یہ سب زمین تہہ و بالا کر دیں گے اور اگر تم نے صبر سے کام لیا تو ہم بھی ان یہود پر فوراً اپنا غضب نازل نہیں کریں

گے۔ چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام نے صبر سے کام لیا اور اُف تک نہیں کی اور یہود نے درخت کے ساتھ ان کے بھی دو ٹکڑے کر دیئے۔ یروشلم میں حضرت زکریا علیہ السلام کا مزارِ مبارک ہے۔

-31 حضرت یحییٰ علیہ السلام: آپ کو دین کی تبلیغ کرنے کی وجہ سے شہید کیا گیا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام تیس سال قبل ہی نبی بنادیئے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتایا کہ ہم نے عام بچوں کی زندگی سے جدا ان کو بچپن ہی میں علم وفضیلت بخش دیئے تھے تاکہ وہ جلد ہی نبوت کے منصب پر فائز ہوسکیں۔ بچپن میں جب بچے ان کو کھیلنے پر اصرار کرتے تو وہ یہ جواب دیتے ''خدا نے مجھے لہو ولعب کے لئے پیدا نہیں کیا۔'' یہود نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کر دیا تھا۔ آپ کا مزارِ مبارک جامع مسجد دمشق (شام) میں ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ ایشاع اور حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ حنہ دونوں حقیقی بہنیں تھیں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔

-32 حضرت عیسیٰ علیہ السلام: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت بی بی مریم علیہا السلام تھیں۔ حضرت مریم علیہا السلام کے والد کا نام عمران تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے 671 سال بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے۔

51.56 ایمان کیا ہے؟

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے متعلق دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ایمان یہ ہے کہ تم ① اللہ پر ② اس کے ملائکہ پر ③ اس کی کتابوں پر ④ آخرت کے دن پر ⑤ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ⑥ حساب پر اور ⑦ اچھی اور بڑی تقدیر پر ایمان لاؤ۔'' (بیہقی)

51.57 ارکانِ اسلام کیا ہیں؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی بنیاد سے متعلق مندرجہ ذیل امور بیان فرمائے:

① شہادت ② نماز ③ روزہ ④ زکوٰۃ ⑤ حج۔

یہاں پر یہ بیان کر دینا ضروری ہے کہ ایمان کا تعلق قلب سے ہے اور ارکانِ اسلام کا تعلق اعضائے جوارح سے ہے۔

باب: 52

دُعائے اُمت

52:00 دعائے اُمت:

52.01 دُعائے اُمت:

دعا ہے کہ اے قادرِ مطلق تو اس اُمت کے گناہوں کو بخش دے۔ تیرے محبوب کی یہ کشتی منجدھار میں پڑی ہے۔ اسے تو رُخ عطا فرما اور ساحل تک پہنچا دے۔ ہم عاجز ہیں، مسکین ہیں ہمارے دل سرد ہو چکے ہیں۔ انہیں ایک دفعہ پھر ایمان کی حرارت سے گرما دے۔ اے آقا! اے میرے مولیٰ! ہمارے عیب اور ہمارے گناہ کہ ہم تجھ سے بھی منکر ہیں۔ صرف تو ہی بخش سکتا ہے۔ اے غفور الرحیم! تین سو سال سے جس ابتلاء میں ہم گھرے ہوئے ہیں، اپنے فضل وکرم سے اسے ختم فرما دے۔ ایک دفعہ پھر اذانوں میں وہ روحِ بلالی پھونک دے۔ نمازوں میں وہ جذبِ مولیٰ عطا فرما اور ہمارے اعمال کو اپنا رُخ دے دے۔ اے مولیٰ! جو تو راضی ہو جائے تو جگ راضی ہے۔ ساری فطرت محکوم ہو جاتی ہے۔ اے ذوالجلال! مسلمانوں کو جو ذلیل ترین حد تک پہنچ چکے ہیں وہ وقار عطا فرما جو تیرے نام لیوا کے شایانِ شان ہو۔

صلی اللہ علیك یا محمد ﷺ! اے سرورِ کائنات قوم کا درد آپ کا عشق تھا۔ ہم تیرے ہی نام لیوا ہیں اور تیرا ہی نام لیتے رہیں گے۔ اپنی بدکاریوں اور نامرادیوں کی وجہ سے شرم آتی ہے۔ تو شافعِ محشر ہے۔ محشر کا دن اور کون سا ہوگا......! تو زندہ اور پائندہ ہے۔ صرف تیرے فیضان سے تیرا عشق ہمارے دلوں میں جاگ سکتا ہے۔ ارحمنا! ارحمنا! تو زندہ اور پائندہ ہے۔ آ...... تیری اُمت سو رہی ہے۔ اس کو جگا دے اور زندگی عطا کر۔ صبر، صبر، صبر ہاں یہ سب سچ ہے......مگر ذلت میں بھی تو کیوں صبر کی تلقین کرتا ہے۔

اے میرے مکرم! اس ذلت کے غار سے نکال اور اس اُمت محمدیؐ کے ہر فرد کو روشنی کی شکل عطا فرما کے دنیا پر ایک احسان بنا دے۔ اور ''یا ہُو'' انسانیت کو ''مادہ پرستی'' سے ہٹا کر ''حق پرستی'' پر لگا دے۔

''آمین یا رب العالمین''

Annex - I

568

نمبر شمار	نام سورت	آیات
1	الفاتحة	7
2	البقرة	286
3	آل عمران	200
4	النساء	177
	منزل اوّل کی کل آیات	670
5	المائدة	120
6	الانعام	166
7	الاعراف	206
8	الانفال	75
9	التوبه	129
	منزل دوم کی کل آیات	696
10	یونس	109
11	هود	123
12	یوسف	111
13	الرعد	43
14	ابراهیم	52
15	الحجر	99
16	النحل	128
	منزل سوم کی کل آیات	665
17	الاسراء (بنی اسرائیل)	111
1[illegible]	الكهف	110
19	مریم	98
20	طٰهٰ	135
21	الانبیاء	112
22	الحج	78
23	المؤمنون	118
24	النور	64
25	الفرقان	77
	منزل چہارم کی کل آیات	903
26	الشعراء	227
27	النمل	93
28	القصص	88
29	العنكبوت	69
30	الرّوم	60
31	لقمان	34
32	السجدة	30
33	الاحزاب	73
34	سبا	54
35	فاطر	45
36	یٰسٓ	83

نمبر شمار	نام سورت	آیات
37	الصآفات	182
38	صٓ	88
39	الزمر	75
40	غافر (مومن)	85
41	فصلت (حٰم سجدہ)	54
42	شوریٰ	53
43	الزّخرف	89
44	الدّخان	59
45	الجاثیة	37
46	الاحقاف	35
47	محمد	38
48	الفتح	29
49	الحجرات	18
	منزل ششم کی کل آیات	842
50	قٓ	45
51	الذاریات	60
52	الطور	49
53	النجم	62
54	القمر	55
55	الرحمن	78
56	الواقعة	96
57	الحدید	29
58	المجادله	22
59	الحشر	24
60	الممتحنة	13
61	الصف	14
62	الجمعة	11
63	المنافقون	11
64	التغابن	18
65	الطلاق	12
66	التحریم	12
67	الملک	30
68	القلم	52
69	الحاقه	52
70	المعارج	44
71	نوح	28
72	الجنّ	28
73	المزمل	20
74	المدثر	56
75	القیامة	40

نمبر شمار	نام سورت	آیات
77	المرسلت	50
78	النباء	40
79	النّازعات	46
80	عبس	42
81	التكویر	29
82	الانفطار	19
83	المطففین	36
84	النشقاق	25
85	البروج	22
86	الطارق	17
87	الاعلیٰ	19
88	الغاشیه	26
89	الفجر	30
90	البلد	20
91	الشّمس	15
92	اللّیل	21
93	الضحیٰ	11
94	الم نشرح	[illegible]
95	التین	8
96	العلق	19
97	القدر	5
98	البیّنة	8
99	الزلزلة	8
100	العادیات	11
101	القارعة	11
102	التكاثر	8
103	العصر	3
104	الهمزة	9
105	الفیل	5
106	القریش	4
107	الماعون	7
108	الكوثر	3
109	الكافرون	6
110	النصر	3
111	المسد (اللهب)	5
112	الاخلاص	4
113	الفلق	5
114	الناس	6

منزل ہفتم کی کل آیات 1606

قرآن پاک کی کل آیات 6238

Annex - II

اسلامی جمہوریہ پاکستان سے رشوت ستانی
کا
قلع قمع کرنے کے لئے 36 انقلابی اقدامات

رشوت ستانی کے خاتمے کے کسی بھی منصوبے یا تحریک کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مندرجہ ذیل عوامل ضروری ہیں:

1- اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ پر غیر متزلزل یقینِ کامل (Faith)

2- قوتِ ارادی (Determination)

3- حکمت عملی (Strategy)

4- پیسہ (Money)

5- اَن تھک محنت (Ceaseless Efforts)

ہم سب مسلمان ہیں، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا حکم ماننا اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایات پر عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، عمل نہ کرنے سے ہم نافرمان کہلائیں گے۔ اور گناہ کے مرتکب ہوں گے۔

حکمت عملی (Strategy) پیشِ خدمت ہے۔ پیسہ پیسے والے لوگ لگائیں، ہم سب اَن تھک محنت قوتِ ارادی سے کریں گے تو اس ملک سے رشوت ستانی کا قلع قمع ہو جائے گا۔ رشوت ستانی کے خلاف مہم کوئی آسان کام نہیں ہے کیونکہ اسے پالا گیا ہے، اب یہ ایک تن آور درخت بن چکا ہے جسے جڑ سے اُکھاڑ پھینکنا ہر مسلمان کا فرض ہے، رشوت ستانی کے خلاف طبلِ جنگ بج چکا ہے، اب یہ جنگ گلی گلی، محلّہ محلّہ اور کوچہ کوچہ لڑی جائے گی۔

آیئے! ہم سب مل کر یہ عہد کریں کہ اپنے معاشرے اور ملک کو کرپشن سے پاک ملک بنائیں گے۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات فوری طور پر کرنے ہوں گے۔

1- طلبہ کی ذمہ داریاں:

طلبہ اور طالبات کو چاہئے کہ وہ رشوت ستانی کے خلاف جہاد کے لئے سینہ سپر ہو جائیں۔ ہر محفل اور ہر مجلس میں رشوت ستانی کے خلاف آواز

(N.B: 32.31 باب نمبر:32 پیرا نمبر:)

بلند کریں اور رشوت نہ لینے اور نہ دینے کا عہد انفرادی اور اجتماعی حیثیت میں کریں۔ رشوت خور دوستوں، رشتہ داروں اور قرابتداروں کے یہاں کھانا پینا ترک کر دیں۔ آپ میں سے اچھے مقرر دوسرے اسکولوں اور کالجوں اور یونیورسٹیز میں کرپشن کے خلاف لیکچرز دیں اور تقریریں کریں۔ طلباء کی تنظیموں (Students Unions) کو چاہئے کہ وہ اپنی تقریبات (Functions) میں اعلیٰ سرکاری اور نجی عہدوں سے ریٹائرڈ ایمان دار افسروں بشمول فوجی افسر، جج صاحبان اور نیب (NAB) کے افسروں کو کرپشن کے خلاف لیکچرز دینے کے لئے مدعو کریں۔

2- اساتذہ کی ذمہ داریاں:

ایک استاد یا استانی کی کامیابی یہ ہوگی کہ وہ اپنے شاگردوں کو یہ باور کرانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں کہ رشوت لینے اور رشوت دینے کے ہولناک اور سنگین نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث نبوی ﷺ کے حوالے سے اُن کے ذہنوں کو مسخر کریں۔ امتحانات میں رشوت ستانی کے موضوع پر مضامین لکھنے کو دیں۔

3- سرکاری افسروں کی ذمہ داریاں:

سرکاری افسروں کو چاہئے کہ وہ اپنے ماتحتوں کے لئے اچھی مثال قائم کریں۔ وہ عہد کریں کہ وہ نہ تو رشوت لیں گے اور نہ دیں گے۔ اور رشوت کے خلاف جنگ میں چٹان کی طرح ڈٹ جائیں۔

4- جامع مسجد کے خطیب حضرات کی ذمہ داریاں:

جامع مسجد کے خطیب حضرات نمازِ جمعہ کے وعظ میں نمازیوں کو یہ بتائیں کہ رشوت کو کیوں حرام قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے رشوت خور کو جہنمی قرار دیا ہے اور رشوت خور پر لعنت فرمائی ہے۔ کرپشن کے موضوع پر نمازیوں کو سیاق وسباق کے ساتھ اس کی ہولناک تباہ کاریوں سے بھی آگاہ کرتے رہیں۔ کرپشن سے متعلق احادیثِ نبوی ﷺ بیان کریں اور خاص طور سے رسول اللہ ﷺ کا چالیسواں خطبہ جو کہ کرپشن سے متعلق ہے اسے ہر جمعہ میں بیان کریں۔

5- جج صاحبان کی ذمہ داریاں:

سب سے زیادہ امتحان جج صاحبان کا ہوتا ہے۔ آپ کی عدالت میں جن لوگوں پر رشوت لینے کا الزام ثابت ہو جائے تو ان لوگوں سے رشوت کی ساری رقم برآمد کر کے سرکاری خزانے میں غریبوں کی امداد کے لئے جمع کروائی جائے اور رشوت خور کو قرار واقعی سزا دے کر لوگوں کے لئے نشانِ عبرت بنایا جائے۔

6- ڈاکٹر صاحبان کی ذمہ داریاں:

ڈاکٹری کے معزز اور مقدس پیشے کا تقاضا ہے کہ ڈاکٹر حضرات یہ عہد کریں کہ وہ پوسٹ مارٹم اور دیگر میڈیکل رپورٹس لکھنے میں ہر قسم کے دباؤ کو مسترد کر دیں گے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے مدد کے طالب ہوں گے اور صحیح رپورٹ لکھیں اور کسی قسم کی رشوت کو ہرگز ہرگز قبول نہ کریں۔

7- وکلاء کی ذمہ داریاں:

وکلاء ہمارے معاشرے کے معزز اور بہت پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ اور لوگوں پر ان کی بات کا اثر ہوتا ہے۔ وکلاء کو چاہئے کہ رشوت ستانی کے خلاف ہر مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور ملک کو رشوت ستانی سے نجات دلوانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔

8- خاتون خانہ (House Wife) کی ذمہ داریاں:

خاتون خانہ یعنی گھریلو خاتون کو چاہئے کہ اپنے شوہر کی جائز اور حلال کمائی پر اکتفا کریں اور اپنے شوہر کو کسی صورت میں بھی رشوت ستانی کی طرف راغب ہونے کا موقع نہ دیں۔ صرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے مانگیں، آپ کی سب ضروریات کو پورا کرنے والا وہی ہے۔

9- صحافی حضرات (Journalists) کی ذمہ داریاں:

صحافی حضرات، اخبار رسالے یا جریدے کے ایڈیٹر حضرات ملک کی سب سے زیادہ پڑھی لکھی اور باشعور جماعت سمجھی جاتی ہے۔ انہیں چاہئے کہ رشوت سے متعلق رسالے یا جریدے شائع کرنے کا اہتمام کریں جس میں عوام کو رشوت لینے اور دینے کے بھیانک نتائج سے آگاہ کرنے کا سلسلہ شروع کیا جائے۔

10- اسٹیٹ بینک (State Bank of Pakistan) کی ذمہ داریاں:

اسٹیٹ بینک آف پاکستان کو چاہئے کہ وہ کرنسی نوٹوں پر جلی حروف میں یہ عبارت تحریر کروائیں:

''حصولِ رزقِ حلال عین عبادت ہے۔''

مندرجہ بالا عبارت آج بھی کرنسی نوٹوں پر لکھی ہے مگر وہ آپ کو محدب عدسہ (Magnifying Glass) کے بغیر نظر نہیں آئے گی، ماضی کے کرپٹ عناصر نے اسے اتنا چھوٹا کر دیا ہے کہ آپ اسے پڑھ نہیں سکتے۔ اس کے علاوہ چیکوں (Cheques) اور چیک بک (Cheque Books) پر بھی رشوت ستانی کے خلاف عبارتیں لکھی جائیں۔

11- ٹیلی ویژن اور فلم انڈسٹری کی ذمہ داریاں:

ٹیلی ویژن اور فلم انڈسٹری کے ڈائریکٹر، پروڈیوسر اور اسٹوری رائٹر حضرات کو چاہئے کہ وہ رشوت ستانی سے متعلق اعلیٰ معیار کے ڈرامے، فلمیں اور ڈاکومنٹریز بنائیں اور ان کا معاوضہ زیادہ ادا کریں۔

12- پاکستان کے امیر ترین طبقے کی ذمہ داریاں:

پاکستان کے امیر ترین صنعت کار، تاجر اور کنٹریکٹر حضرات کو چاہئے کہ وہ رشوت ستانی سے متعلق احکام خداوندی اور ارشاداتِ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے یہ عہد کریں کہ وہ کسی سرکاری افسر یا پارلیمنٹرین کو اپنے کسی بھی کام کے لئے رشوت نہیں پیش کریں گے، چاہے رشوت کی رقم سے کئی گنا زیادہ رقم انہیں سرکاری خزانے میں کیوں نہ جمع کروانی پڑے۔

13- ٹیکسی، رکشہ، بس اور ٹرک ڈرائیور حضرات کی ذمہ داریاں:

ٹیکسی، رشکہ، بس اور ٹرک ڈرائیور حضرات کو چاہئے کہ مندرجہ ذیل تحریروں میں سے کوئی ایک تحریر جلی حروف میں اپنی گاڑی کے پیچھے لکھ کر لگائیں، کرپشن کے خلاف تحریک چلانے والی سیاسی جماعتوں کو چاہئے کہ وہ مندرجہ ذیل تحریروں کے اسٹیکرز چھپوا کر گاڑیوں کے ڈرائیور حضرات میں مفت تقسیم کریں:

(i) ''رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔''

(ii) ''رشوت خور ملک وقوم کا غدار ہے۔''

(iii) ''رشوت خور کا کوئی مذہب نہیں ہے۔''

(iv) ''رشوت مٹاؤ، پاکستان بچاؤ۔''

(v) ''رشوت خور مردہ ضمیر ہوتا ہے۔''

(vi) ''رشوت ستانی شیطانی عمل ہے۔''

(vii) ''رشوت خور صاحبِ کردار نہیں ہوتا۔''

(viii) ''رشوت خور مسلمانوں کے نام پر دھبہ ہے۔''

14- حکمران طبقے کی ذمہ داریاں:

حکومت پر اصلاح معاشرہ اور اصلاحِ احوال کی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔حکومت کو چاہئے کہ ملک سے رشوت ستانی کا فوری خاتمہ کرنے کے لئے عملی اقدامات کرے۔ ماضی میں تمام سرکاری محکموں کے سربراہوں اور دیگر افسران اور ماتحت عملے کو ایک سرکلر (Memorandum) کے ذریعے رشوت نہ لینے سے متعلق سختی سے منع کیا جاتا تھا۔ یہ سلسلہ 1975ء کے بعد سے بند کر دیا گیا ہے۔اسے دوبارہ شروع کیا جائے۔رشوت ستانی کے خلاف دفتروں میں لیکچرز دینے کا اہتمام کروائیں۔اور ہر سرکاری دفتر میں مندرجہ ذیل عبارت جلی حروف میں تحریر کروائیں:

''قول رسول ﷺ ہے:

''رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔'' (طبرانی)

15- اورسیز پاکستانیوں (Overseas Pakistanis) کی ذمہ داریاں:

بیرون ملک مقیم پاکستانی رشوت ستانی کے خلاف مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکتے ہیں۔غیر ممالک میں Pakistan Friendship Associations اس سلسلے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔انہیں چاہئے کہ قومی اہمیت کی تقریبات میں پاکستانیوں کو کرپشن کے خلاف پاکستان میں ہونے والے اقدامات سے آگاہ کرتے رہیں۔ پاکستان میں اخبارات میں اشتہارات چھپوا کر یا مالی امداد کے ذریعے کرپشن کے خلاف مہم میں حصہ لے سکتے ہیں۔

16- دوکانداروں اور مالکانِ پلازہ (Shop Keepers & Plaza Owners) کی ذمہ داریاں:

دوکانداروں، سبزی اور گوشت یا مرغی فروش، بیکری یا Departmental Stores کے مالکان کو چاہیئے کہ وہ رشوت ستانی کے خلاف جملے (جوکہ پیرا نمبر 13 میں دیئے گئے ہیں) جلی حروف میں تحریر کروائیں۔

17- موبائل کمپنی (Mobile Companies) کی ذمہ داریاں:

موبائل فون کمپنیز کو چاہیئے کہ وہ اپنے تمام Subscribers کو ہر ماہ کرپشن کے خلاف دو تین Messages ضرور SMS کریں۔

18- 114 امیر ترین خاندانوں کی ذمہ داریاں:

پاکستان کے امیر ترین خاندانوں کو چاہیئے کہ وہ پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں ایک ایک بنگلہ مختص کریں تا کہ ان میں پرائیویٹ طور پر اینٹی کرپشن آفس قائم کیئے جاسکیں۔ اس طرح کرپشن کے خلاف آگاہی مہم ایک مربوط طریقے سے چلائی جاسکے گی اور کہ ہماری آئندہ آنے والی نسلیں رشوت ستانی سے محفوظ رہ سکیں۔

19- محکمہ تعلیم کی ذمہ داریاں:

محکمہ تعلیم کو چاہیئے کہ پاکستان کے تمام اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کے سلیبس میں (میٹرک تا گریجوایشن تک) ''رشوت ستانی'' سے متعلق ایک مضمون کا اضافہ کیا جائے جس میں رشوت ستانی سے متعلق قرآنی احکامات اور احادیث نبوی ﷺ شامل کی جائیں۔ ہر صوبے میں محکمہ تعلیم اپنے اپنے محکموں میں ایک ذیلی ادارہ ''اینٹی کرپشن کے نام سے قائم کرے۔ یہ ادارہ بہترین اہمیت کے حامل اسکالرز، ادیبوں اور صحافیوں سے رشوت ستانی کے خلاف اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیز میں لیکچرز دلوائیں۔

20- عوام کی ذمہ داریاں:

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے غیور عوام جنرل الیکشن میں کسی صوبائی یا قومی اسمبلی کے اُمیدوار کو اس وقت تک ووٹ نہ دیں جب تک وہ قرآنِ پاک پر حلف اُٹھا کر رشوت نہ لینے اور نہ دینے کا عہد نہ کرلیں۔ عوام رشوت خور لوگوں کا سماجی یعنی سوشل (Social) بائیکاٹ کریں۔ ان سے ملنا جلنا، گھروں میں آنا جانا، کھانا پینا بند کردیں۔

21- اسلامی جمہوریہ پاکستان کی سیاسی جماعتوں کی ذمہ داریاں:

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی تمام سیاسی جماعتیں غربت اور رشوت ستانی کے خلاف مہم کو اپنے انتخابی منشور کا جزوِ لاینفک بنائیں کرپشن کے خلاف جلوس نکالیں رشوت ستانی کے خلاف اسٹیکر چھپوا کر رکشہ ٹیکسی ٹرک اور بس ڈرائیورز میں مفت تقسیم کریں۔ اینٹی کرپشن والی شرٹس اور ٹی شرٹس غریبوں میں مفت تقسیم کریں۔

22- تعلیمی اداروں کی ذمہ داریاں:

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ہر تعلیمی ادارے کو اپنا تعلیمی معیار اور طلباء کے کریکٹر اور شخصیت کی تعمیر کے معیار کو اس قدر بلند کرنا چاہیئے کہ جس

کی وجہ سے انہیں یقین ہو کہ ان کی درسگاہ کے فارغ التحصیل طلباء کسی بھی سرکاری یا غیر سرکاری ادارے میں دورانِ نوکری رشوت ستانی میں ملوث نہیں پائے جائیں گے۔

23- میڈیا کی ذمہ داری:

میڈیا رشوت ستانی کے صرف قصے سنانے پر ہی اکتفاء نہ کرے بلکہ اس کی ''بیخ کنی'' کرنے کے لئے مثبت انداز میں عملی اقدامات بھی تجویز کرے۔

24- اخبارات، رسائل وجرائد کی ذمہ داریاں:

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے تمام اخبارات، رسائل وجرائد (اردو، انگریزی، صوبائی اور علاقائی زبانوں میں) اپنے اخبار کے صفحۂ اوّل یا کسی مناسب جگہ پر ہر روز کرپشن کے خلاف ایک جملہ تحریر کریں۔

25- نیب (National Accountability Bureau)(NAB) کی ذمہ داریاں:

نیب (NAB) کے سزا یافتہ سرکاری افسر جو کہ Plea Bargain کے بعد رہا ہو جاتے ہیں نیب (NAB) کو چاہئے کہ ایسے افسروں کو اس وقت تک رہا نہ کیا جائے جب تک وہ چھ ماہ تک کسی سرکاری اکیڈمی میں رشوت ستانی کے خلاف لیکچرز attend نہ کرلیں۔ اس کو سرکاری سزا کا حصہ بنایا جائے۔

26- ملازمت دیتے وقت محکمے کی ذمہ داری:

تمام سرکاری محکموں، پرائیویٹ اداروں، اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیز کی انتظامیہ کو چاہئے کہ وہ ملازمت دیتے وقت اُمیدوار سے Assets Declaration Form جو کہ اشٹام پیپر پر ہو دستخط کروائیں اور ہر سال تازہ (Update) کریں۔ جائیداد یا نقدی وغیرہ بڑھنے کی صورت میں ملازم متعلق افسران محکمہ کی تسلی کرے شواہد کے ساتھ محکمے کو چاہئے کہ وہ نئی ملازمت اختیار کرنے والے افسروں (Probationary Trainee Officers) کو گورنمنٹ ٹریننگ سنٹرز اور اکیڈمیز (Acadamies) میں ہر روز ایک لیکچر رشوت ستانی کے خلاف دلوائے جائیں۔ اس کے علاوہ بھرتی (Recruitment) کے وقت نئے ملازمین سے رشوت نہ لینے کا عہدنامے (Affidavit) پر دستخط کروائیں تاکہ دورانِ ملازمت رشوت لینے کی صورت میں انہیں فوری طور پر بغیر کسی نوٹس کے برطرف کیا جاسکے۔

27- ہوٹل ریسٹورنٹ اور شاپنگ پلازہ کے مالکان کی ذمہ داریاں:

ہوٹل (بشمول Five Star) ریسٹورنٹ یا شاپنگ پلازہ کے مالکان کو چاہئے کہ وہ مندرجہ ذیل عبارت جلی حروف میں ہوٹل کے کمروں ہال وغیرہ میں تحریر کروائیں:

قول رسول ﷺ ہے:

''رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔''

28- محکمہ ڈاک کی ذمہ داریاں:

محکمہ ڈاک کو چاہئے کہ وہ رشوت ستانی کے خلاف مختلف تحریریں اور نعرے (Slogans) کی مہریں (Stamps) بنوا کر ڈاکیئے (Postmen) کو دے دیں تا کہ وہ ہر روز آنے اور جانے والے خطوط (لفافوں) پر اینٹی کرپشن کی مہر ثبت کریں۔

29- ذرائع نقل وحمل کے مالکان کی ذمہ داریاں:

ملک میں ہر روز لاکھوں افراد بسوں، ریلوے، ہوائی جہازوں اور بحری جہازوں کے ذریعے سفر کرتے ہیں، بہت سی بس کمپنیوں اور ہوائی کمپنیوں کے اپنے رسالے، میگزین اور اخبار ہوتے ہیں جو کہ وہ مسافروں کو پڑھنے کے لیے دیتے ہیں۔ حکومت پاکستان اور نیب (NAB) ان کمپنیوں کو پابند کرے کہ وہ ہر ماہ اپنے رسالے/میگزین میں ایک مضمون رشوت ستانی کے خلاف ضرور چھاپیں۔

30- سول سوسائٹی (Civil Society) کی ذمہ داریاں:

سول سوسائٹی اور ہیومین رائٹس آرگنائزیشن (Human Rights Organization) کو چاہئے کہ وہ رشوت ستانی کے خلاف محاذ بنائیں، جلوس (Rallies) نکالیں اور رشوت ستانی سے آگاہی کے لئے ایک بھرپور تحریک چلائیں۔ ہر محکمے کا حساب رکھیں کہ کہاں کتنی کرپشن ہو رہی ہے اور کتنی کم ہوئی ہے...... یونیورسٹیز میں رشوت ستانی کے خلاف لیکچرز دیں۔

31- پرنسپل اور وائس چانسلرز صاحبان کی ذمہ داریاں:

جتنا بڑا آدمی کرپشن کے خلاف بولے گا اس کا اثر طلباء اور عوام میں بہت زیادہ ہوگا۔ اسکول کالجز اور یونیورسٹیز کے پرنسپل صاحبان اور وائس چانسلر (Vice Chancellor) صاحبان سال میں کم از کم ایک مرتبہ طلباء کو رشوت ستانی کے خلاف لیکچر ضرور دیں۔

32- وزارتِ خارجہ (Ministry of Foreign Affairs) کی ذمہ داریاں

بہت سے ملکوں میں رشوت لینے کی سزا موت ہے مگر وہ ممالک پاکستانیوں کو رشوت دے کر اپنا کام کروا لیتے ہیں۔ حکومت اسلامی جمہوریہ پاکستان کو چاہئے کہ وہ تمام ملکوں کی وزارت خارجہ کو خطوط لکھے کہ وہ اپنے اپنے ملکوں کی کمپنیوں، تاجروں، ٹھیکیداروں وغیرہ کو خصوصی ہدایت جاری کریں کہ وہ پاکستان میں کسی پلانٹ، مشینری، ریلوے انجن، کوئی چیز کی خریداری یا ٹینڈر کے حصول کے لئے کسی قسم کی رشوت دینے سے گریز کریں۔ اگر کوئی افسر اُن سے پیسوں کا یا تحفے کا مطالبہ کرتا ہے تو اس کی رپورٹ کریں۔

33- این جی اوز N.G.Os. (Non Governmental Organizations) کی ذمہ داریاں:

ہر صوبے کی NGOs کرپشن کے خلاف مہم میں شامل ہو کر اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔

34- U.N.O کی طرف سے عالمی اینٹی کرپشن ڈے (International Anti Corruption Day):

ہر سال 9 دسمبر کو U.N.O. کی طرف سے عالمی اینٹی کرپشن ڈے منایا جاتا ہے۔ حکومت پاکستان سے درخواست ہے کہ اس دن محکمہ تعلیم

پاکستان کے تمام اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیز میں اینٹی کرپشن ڈے منانے کا اہتمام کرے، اس دن صبح سے شام تک طلباء کو رشوت ستانی کے خلاف لیکچرز دیئے جائیں، سیمینار منعقد کئے جائیں، رشوت ستانی سے متعلق فلمیں اور ڈرامے دکھائے جائیں۔ اس موقع پر محکمہ ڈاک کرپشن سے متعلق ڈاک ٹکٹ جاری کرے۔

35- اینٹی کرپشن ایوارڈ:

ملک سے کرپشن اُس وقت تک ختم نہیں ہوسکتی جب تک کرپشن کے خلاف اقدامات کو حکومتی تحفظ حاصل نہ ہو۔ پاکستان میں یا بیرون ملک مقیم پاکستانیوں میں سے جو شخص یا ادارہ یا سیاسی یا مذہبی جماعت بھرپور طریقے سے (مالی امداد یا دوسرے طریقوں سے) کرپشن کے خاتمے کی کوشش کرے تو حکومت پاکستان ہر سال اسے یومِ آزادی کے موقع پر صدارتی تمغہ حسنِ کارکردگی سے نوازے۔

36- لاعلمی میں رشوت ستانی میں ملوث ہونے والے حضرات کو کیا کرنا چاہئے؟

ہمارے معاشرے میں کثیر تعداد ایسے لوگوں کی بھی ہے جنہیں اب تک یہ علم نہیں ہے کہ رشوت ستانی کو کیوں ممنوع قرار دیا ہے؟ اور ہمارے پیارے رسول ﷺ نے اس کی کتنی سختی سے ممانعت کی ہے۔ انہیں رسول اللہ ﷺ کی رشوت نہ لینے سے متعلق احادیث کا بھی کوئی علم نہیں۔ یہ ہمارے علماء اور خطیب حضرات کا فرض تھا کہ وہ لوگوں کو آگاہ کرتے۔ انہوں نے یہ فرض پورا نہیں کیا اور اب بھی نہیں کر رہے۔ سب سے زیادہ پکڑ ان علماء کی ہوگی کہ انہیں ایک چیز کا علم تھا مگر اُنہوں نے عوام کو آگاہ نہیں کیا۔ اگر وہ لوگوں کو بتاتے تو لوگ یقیناً رشوت ستانی سے باز رہتے۔

جو لوگ ماضی میں رشوت ستانی میں ملوث رہے ہیں یا رشوت لیتے لیتے ریٹائر ہو چکے ہیں یا رشوت لے رہے ہیں، اور ہر وقت ایک انجانے خوف میں مبتلاء رہتے ہیں، اور اپنے کئے پر پشیمان ہیں اور آئندہ کی زندگی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایات کے تابع کر کے گزارنے کے طالب ہیں تو انہیں چاہئے کہ وہ صدقِ دل سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے توبہ کریں اور ہدایت کے طلبگار بنیں۔ اپنے بچوں، پوتے پوتیوں، نواسے اور نواسیوں کو رشوت ستانی سے باز رہنے کی تلقین کریں۔ اپنی دولت کا ایک کثیر حصہ غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کی مدد اور فلاحی کاموں پر خرچ کریں۔ اس طرح شاید وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ غیض وغضب سے بچ جائیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ توبہ قبول فرماتا ہے۔ بقول ایک صوفی بزرگ کے ایک مرتبہ توبہ کرنے کے بعد برائی کرنے کا خیال آنا بھی گناہ ہے۔

طالب دعا

مسرور اختر قریشی
Cell: 0321 - 4036509
Tel: 042 - 36623512
E.mail: maqureshi@gmail.com
لاہور (پاکستان)

کتاب کے ماخذ

-1 ریاض الصالحین (اردو ترجمہ)

تصنیف امام محی الدین ابی زکریا بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ مترجم: محمد حسین صدیقی

-2 ریاض المسلمین از سید صادق علی قادری (ولد سید کرم علی قادری)

-3 مختصر صحیح بخاری (اردو)

جلد اول و دوئم مؤلف امام ابوالعباس زین الدین احمد بن عبداللطیف الزبیدی رحمۃ اللہ علیہ

-4 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں (حصہ اول و دوئم)، مؤلف: نذر محمد

-5 مخزنِ اخلاق از مولینا رحمت اللہ سبحانی لوریانوی

-6 بہارِ شریعت (جلد اوّل، دوئم، سوئم)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی

-7 اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مؤلف: حضرت عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحیؒ صاحب قدس اللہ سرہٗ

-8 غزوات الرسول صلی اللہ علیہ وسلم،

تصنیف: محمد راصی کناس مترجم: محمد عبدالرشید قاسمی

-9 آدابِ زندگی، مصنف: مولانا محمد یوسف اصلاحی

-10 اسلام کا نظامِ عدل، مصنف: حکیم محمود احمد ظفر

-11 آدابِ مومن، تصنیف: حجۃ الاسلام امام ابوحامد محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: مولانا محمد عبدالرشید قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

-12 توبہ تالیف: حافظ حامد محمود الخضری ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی

-13 حکایات رومی، مصنف مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: مرزا نظام شاہ صاحب لبیب

-14 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دسترخوان

تحقیق و ترتیب: شیریں زادہ خدوخیل

-15 افکارِ رمضان

تالیف: حسن البناء شہید رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: محمد ظہیر الدین بھٹی

-16 رسول اللہ ﷺ اور ہم

مؤلف: ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

-17 قرآن پر عمل

مصنف: سمیہ رمضان، ترجمہ: محمد ظہیر الدین بھٹی

-18 ارضِ نشانات نبوی ﷺ

تحقیق وتالیف: شاہ مصباح الدین شکیل

-19 ارضِ نشاناتِ قرآن

تحقیق وتالیف: شاہ مصباح الدین شکیل

-20 سیرت النبی ﷺ

تحقیق وتالیف: شاہ مصباح الدین شکیل

-21 خطباتِ محمدی ﷺ

تصنیف: ترجمان القرآن والسنۃ حضرت مولانا محمد صاحب جونا گڑھی

-22 صحیح خطبات رسول ﷺ

جمع وتحقیق: الشیخ ابراہیم ابوشادی

-23 ظہور النبی ﷺ

شجرۂ نسب محمد رسول اللہ ﷺ از آدم علیہ السلام، مؤلف: شیخ دین محمد

-24 نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم

مؤلف: پروفیسر ڈاکٹر فضلِ الٰہی

-25 نبی کریم ﷺ نے مسلمان بچوں کی تربیت کیسے فرمائی؟

مصنف: فضیلۃ الشیخ، جمال عبدالرحمٰن حفظہ اللہ،

ترجمہ: ڈاکٹر عبدالرحمٰن یوسف مدظلہ تعالیٰ

-26 علی کی بیٹی......سوانح حیات

مؤلف: ڈاکٹر علی قائمی......ترجمہ واضافہ جات سید محمد حسین زیدی الباھروی

-27 کاروانِ زینب رضی اللہ عنہا

مصنف: پروفیسر ڈاکٹر نذیر احمد سابقہ پروفیسر عبدالعزیز یونیورسٹی جدہ (سعودی عرب)

-28 تفسیر فاضلی منزل اوّل الفاتحہ۔النساء

مصنف: حضرت فضل شاہ محمد اشرف فاضلی

29- انسائیکلوپیڈیا مکتوباتِ رحمۃ اللعالمین ﷺ
مؤلف: علامہ عبدالستار عاصم

30- نفسِ مطمئنۃ
مصنف: سید غلام محمد صمدانی ہاشمی ومطلبی علوی حنفی سیفی

31- حیات الحیوان...... (جلداوّل ودوئم) مؤلف: علامہ کمال الدین الدمیری رحمۃ اللہ علیہ

32- ارشاداتِ رحمۃ اللعالمین ﷺ، مصنف: منیر احمد

33- نمازِ نبوی، ترتیب: ڈاکٹر شفیق الرحمٰن، تحقیق وتخریج: ابوالطاہر حافظ زبیر علی زئی

34- فضائلِ اعمال، مصنف: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نوراللہ مرقدہٗ

35- جنازے کے مسائل، مرتبہ: فضل الرحمٰن بن محمد

36- اقوالِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا انسائیکلوپیڈیا

37- فیضانِ رحمت، مؤلف: محبوب عالم نقشبندی

38- بکھرے موتی انتخاب وترتیب: حضرت مولانا محمد یونس صاحب پالنپوری مدظلہٗ العالی
خلف الرشید مبلغ اعظم حضرت مولانا محمد عمر پالنپوری صاحب ہانس پوری رحمۃ اللہ علیہ

39- مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں؟ ترجمہ: حافظ عبداللہ سلیم حفظہ اللہ

40- ماہنامہ اردو ڈائجسٹ: بے شمار 41- ماہنامہ چشمِ بیدار: بے شمار

42- پیام صبح: دنیا TV پروگرام: بے شمار 43- Peace ٹی وی پروگرام: بے شمار

44- ARY - Q-TV پروگرام: بے شمار 45- مدنی T.V پروگرام: بے شمار

46- تعبیر الرؤیا-ابن سیرینؒ مصنف: مولانا سید اصغر حسین میاں

47- دریائے نور مصنفہ ڈاکٹر مریم کرم الٰہی

48- طبِ نبوی ﷺ اور جدید سائنس (جلداوّل/صدارتی انعام یافتہ) مؤلف: ڈاکٹر خالد غزنوی

49- احیایۂ العلوم، مؤلف حجۃ الاسلام امام ابوحامد محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ مترجم: مولانا ندیم الواجدی زید مجدہم فاضل دیوبند

50- قصص القرآن (جلداوّل ودوئم) مؤلف مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، رحمۃ اللہ علیہ

51- سقراط مقتول جہالت شہید فلسفہ، مصنف ڈاکٹر شاہد مختار

52- چار اسلام، مصنف پروفیسر محمد عبیداللہ درانی، پرنسپل (ریٹائرڈ) انجینئرنگ کالج یونیورسٹی آف پشاور، پشاور

53 حکایاتِ سعدی، مصنف شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ مترجم محمد مغفورالحق

M.A. Qureshi
The Author

The author is a retired officer of Pakistan Railways. He retired as joint Director/Mechanical From Pakistan Railway Academy, Walton Lahore. He graduated from Govt. College Lahore (Now GC University) and passed Mechanical Engineering with distinction from the University of Engineering and Technology, Lahore in 1974. He served Ministry of Defence Baghdad, Iraq in 1980 as Mechanical Engineer and designed air-cooling systems for Military houses, at Amriah site Baghdad. He served foreign Railways (Botswana Railways – Africa), as consultant, specialist and head of Supplies Function. He worked as Executive Member, General Secretary and Chairman, Pakistan Botswana Friendship Association and was awarded Certificate of Appreciation by His Excellency Dr. Ketumile Masire, President Republic of Botswana in November 1992, for worthy contributions to Sir Seretse Khama Memorial Fund. He is author of more than two dozen books written for Pakistan Railways and foreign Railways, including "Thought Provoking", lectures on "Anti-corruption" and "Education Reforms Society".